3/4

صفحہ 376 سے 681

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى

اصطفیٰ

ترجمہ اردو

حیات القلوب جلد اوّل

مؤلفہ :- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ :- مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزاپوری کربلائی مشہدی

جس میں

حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک تمام انبیا و مرسلین کے مکمّل و مفصّل حالات درج ہیں

ناشران

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

علّامہ مُحمّد باقر مجلسی علیہ الرحمہٗ کے مختصر حالات!

اسمِ گرامی آخوند ملّا محمد باقر ابن ملّا محمد تقی ابن مقصود علی مجلسی (علیہ الرحمہ)

مجلسی کی وجہ تسمیہ مجلسی اصفہان کی جانب منسوب ایک قریہ ہے جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مجلسی کی وجہ تسمیہ اس سبب سے ہے کہ آخوند ملا محمد تقی کا قنداقہ (وہ کپڑا جس میں نومولود بچہ کو لپیٹتے ہیں) مجلس امام عصر علیہ السلام [illegible] [illegible] اپنا تخلص مجلسی کرتے تھے اس سبب سے مجلسی مشہور ہوگئے۔

آپ معقول و منقول و ریاضی وغیرہ میں صاحب فن تھے اور اکابر علماء و محدثین اور ثقاتِ فقہاؑ و مجتہدین میں بلند پایۂ بزرگ تھے۔

ولادت آپ ۱۰۳۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت بحساب ابجد "جامع کتاب بحار الانوار" سے نکلتی ہے۔

آپ نے احادیث اہلبیت رسالت کو جمع فرماکر رواج دیا۔ اور حدیثوں کو عربی زبان سے سلیس فارسی میں ترجمہ کرکے افادۂ مومنین کے لئے مشتہر فرمایا۔ آپ کو مدارج اجتہاد اور مراتب احتیاط و علوم و تقویٰ میں اپنے تمام معاصرین عجم بلکہ عرب پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ جیسا کہ علماء کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان سے قبل یا ان کے زمانہ میں یا اُن کے بعد دین کی ترویج اور سنّتِ حضرت سیّدالانبیاءؐ کی احیا میں ان کا عدیل و نظیر نہیں پایا گیا۔

آپ کی تالیفات و تصنیفات آپ کی تصانیف و تالیف سے ۶۰ کتابیں مشہور ہیں جبکہ بحارالانوار کی ۲۵ جلدیں ایک، اور حیات القلوب کی تین جلدیں ایک شمار کی جاتی ہیں۔

یومِ ولادت سے وقت وفات تک آپ کی تالیف و تصنیف میں ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے، اگر ایّام طفولیت و حصولِ تعلیم و تربیت۔ درس و تدریس اور عبادت وغیرہ کا زمانہ نکال دیا جائے تو دو ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے جو کسی طرح معجزہ سے کم نہیں ہے۔

علّامہ حلّی کے بعد ایسے کثیرالتالیف والتصنیف کوئی بزرگ نہیں گزرے۔

ایک مرتبہ آپ کے سامنے اس کا ذکر ہوا کہ علّامہ حلّی کی تصنیفات میں ان کی ولادت سے تا روزِ وفات ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری تالیفات بھی اُن سے کم نہیں ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا صحیح ہے لیکن علّامہ حلّی کی تمام تالیفات خود اُن کی تصنیف ہے جو اُن کے غور و فکر اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ مگر آپ کی تالیفات تمام تالیف ہے اور تصنیف بہت کم ہے۔ آپ نے حدیثیں جمع کر دی ہیں اُن کا ترجمہ کیا ہے اور اُن کی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے۔

(قصص العلماء، ص۲۰۶ مطبوعہ طہران۔)

بہر حال آپ کی تالیف سہی مگر ان کے جمع کرنے میں اور اُن کی تاویل میں بھی غور و خوض [illegible] [illegible] وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

آپ کے حق میں پیغمبرؐ خدا اور آئمہ اطہار کی دُعائیں صاحب قصص العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ آقا سیّد محمد بن آقا سیّد علی طبا طبائی صاحب کتاب مفاتیح الاصول نے ایک رسالہ میں جو اغلاط مشہورہ کی تردید میں لکھا ہے رقمطراز ہیں کہ:-

ایک عالم خراسانی کے علّامہ محمد باقرؒ کے والد بزرگوار علّامہ محمد تقی سے دوستانہ تعلقات تھے وُہ عالم بزرگ زیارات عتبات عالیات سے مشرّف ہوکر واپس آرہے تھے۔ اثنائے راہ میں خواب دیکھا کہ وُہ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور دوازدہ امام علیہم السّلام ترتیب وار جلوہ افروز ہیں اور سب کے آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں جب وُہ خراسانی عالم داخل ہوئے تو اُن کو حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ کے بعد بیٹھنے کی جگہ دی گئی۔ ناگاہ وُہ دیکھتے ہیں کہ ملّا محمد تقی ایک شیشہ کے برتن میں گلاب لائے۔ پیغمبرؐ خدا اور ائمۂ اطہار علیہم السّلام نے اُس گلاب سے اپنے آپ کو معطّر کیا اور اُن عالم خراسانی کو دیا۔ اُنہوں نے بھی اپنے تئیں معطّر کیا۔ پھر ملّا محمّد تقی ایک قنداقہ لائے اور جناب رسولؐ خدا سے عرض کی کہ اس بچّہ کے لئے دُعا فرمایئے کہ خداوندِ عالم اس کو مروّجِ دین قرار دے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے قنداقہ اپنے دستِ مبارک میں لے کر بچّہ کے حق میں دُعا فرمائی۔ اور حضرت امیرالمومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ تم بھی اس کے لئے دُعا کرو۔ اُن حضرتؑ نے بھی قنداقہ اپنے دستِ اقدس میں لے کر

دُعا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کو دے دیا۔ اسی طرح دست بدست تمام اماموں نے لیا اور دُعا کی۔ آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ نے لے کر دُعا کی اور اُس قنداقہ کو ان عالم خراسانی کو دے کر فرمایا کہ تم بھی دُعا کرو۔ انہوں نے بھی دُعا کی۔ اور خواب سے بیدار ہو گئے۔

جب اصفہان پہنچے تو ملّا محمد تقی کے یہاں قیام کیا۔ آخوند موصوف نے بعد دریافتِ حال و خیریت گلاب کی ایک شیشی لاکر اخوند خراسانی کو دیا۔ انہوں نے اُس گلاب سے اپنے کو معطر کیا پھر ملّا محمد تقی اندر گئے اور ایک قنداقہ لائے اور اخوند خراسانی کو دے کر کہا کہ یہ بچّہ آج ہی پیدا ہُوا ہے۔ آپ اس کے لئے دُعا کیجئے کہ خداوند عالم اس کو مروّجِ دین قرار دے۔ اُن خراسانی بزرگ نے قنداقہ لے لیا اور دُعا کی۔ پھر وُہ خواب بیان کیا جو اثنائے راہ میں دیکھا تھا۔ (قصص العلماء صـ۲۰۶، ۲۰۷۔ مطبوعہ طہران)

ایسے جلیل المرتبت بزرگ کی علمی قابلیت و استعدادِ خداداد کا کیا کہنا جس کے حق میں پیغمبرِ خدا اور آئمۂ اطہار علیہم السّلام نے دُعائیں کی ہوں۔ اور یہ خواب یقیناً رویائے صادقہ میں سے ماننا پڑے گا۔ کیونکہ خود جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا۔ اُس نے درحقیقت مجھ کو ہی دیکھا۔ اس لئے کہ میری صورت شیطان ملعون نہیں اختیار کر سکتا۔

علّامہ مجلسی کی ایک دُعا

استفادۂ مومنین کے لئے علّامہ موصوف کے بیاض کی ایک دُعا کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جس کے متعلّق خود علّامہ موصوف کا بیان ہے جس کو علّامہ تنکابنی اپنی تالیف کتاب قصص العلماء کے صـ۲۰۸ پر لکھتے ہیں کہ :-

میرے والد ماجد نے لکھا ہے کہ علّامہ باقرؒ کے ایک خط میں یہ تحریر تھا کہ یہ بندہ محمد باقر ابنِ محمد تقی ایک شبِ جمعہ ان دُعاؤں میں سے جو میرے اوراد میں رہتی ہیں میری نظر اس دُعائے قلیل اللفظ اور کثیر المعانی پر پڑی۔ مَیں نے اُس شبِ جمعہ اس کو پڑھا۔ پھر دُوسری شبِ جمعہ کو جب اس دُعا کو پڑھنا چاہا تو سقفِ خانہ سے آواز آئی کہ اے فاضل کامل گزشتہ شبِ جمعہ جو تم نے یہ دُعا پڑھی تھی اُس کا ثواب کراماً کاتبین لکھنے سے ابھی [illegible] غ نہیں ہوئے ہو اور اس شب تم پھر اس دُعا کو پڑھنا چاہتے ہو۔ (مطلب

غالباً یہی ہو سکتا ہے کہ اس دُعا کے پڑھنے کا ثواب بے حد و بے حساب ہے) آگے لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ شبِ جمعہ اور ان کے علاوہ ہر شب اس دُعا کا پڑھنا بہت ثواب کا باعث ہے۔ وُہ دُعا یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْيَا اِلٰى فَنَآئِهَا وَمِنَ الْاٰخِرَةِ اِلٰى بَقَآئِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ نِعْمَةٍ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اخلاق وعادات

ایسے صاحب علم ہستی کے اخلاق و عاداتِ حَسنہ کی بلندی و برتری کی کیا تعریف ہو سکتی ہے جس نے اخلاقِ پیغمبرؐ خدا اور عاداتِ ائمۂ طاہرینؑ کے نشر و اشاعت میں اپنی تمام زندگی گزار دی ہو اور جس کو پڑھ کر عام لوگ خوش اخلاق بن جاتے ہوں۔ مختصراً چند حالات کا تذکرہ کر دینا ہی آپ کے اخلاقِ حسنہ کی عظمت سمجھنے کے لیئے کافی ہوگا۔

عمل میں احتیاط

ایک روز آپ ایک شخص کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے اثنائے کلام میں اُس نے ذکر کیا کہ فقہائے کربلا میں سے ایک صاحب قائل ہیں کہ شراب پاک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وُہ غلط کہتے ہیں شراب نجس ہے۔ لیکن فوراً ہی وہاں سے اُٹھے اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر کربلائے معلّٰی پہنچے اور پہلے اُس فقیہہ کے مکان پر گئے اور اُس سے کہا کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے کیونکہ آپ کے بارے میں سُنا کہ آپ قائل ہیں کہ شراب پاک ہے۔ اس لئے لوگ شراب پینے اور اس کے اشتیاق سے پرہیز نہیں کرتے۔ لہٰذا آپ مجھے معاف کر دیجئے جب اُس فقیہہ نے معاف کر دیا تو حضرت سیّد الشہدا کے روضۂ اقدس پر زیارت کے لئے گئے۔ (صـ۲۰۸، قصص العلماء)

بذلہ سنجی وظرافت

سیّد نعمت اللہ جزائری آپ کے شاگرد رشید "انوار نعمانیہ" میں لکھتے ہیں کہ جب آپ کسی کو عاریۃً کوئی کتاب دیتے تو پہلے اُس سے فرماتے کہ تمہارے پاس دسترخوان ہے یا نہیں۔ جس پر کھانا کھاتے ہو۔ اگر نہ ہو تو مجھ سے لیتے جاؤ تاکہ روٹیاں اُس پر رکھ کر کھاؤ۔ میری کتاب کو دسترخوان نہ بنانا کہ اُس پر روٹیاں رکھ کر کھاؤ۔ تم پر کتاب کی حفاظت اور

آپ کے ایک عقیدت مند کا خواب

تیسرا خواب آپ کے ایک عقیدتمند کا ہے جو بحرین کے رہنے والے تھے اور آپ کی ملاقات کے شوق میں بحرین سے روانہ ہوئے تھے۔ جب اصفہان پہنچے اور لوگوں سے آخوند کا حال دریافت کیا تو معلوم ہُوا کہ آخوند نے دنیائے فانی سے رحلت کی۔ وُہ یہ سُن کر بہت مغموم و محزون ہوئے۔ رات کو جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں داخل ہوئے ہیں۔ وہاں ایک بہت بلند منبر نصب ہے جس کے عرشہ پر حضرت سرورِ کائناتؐ رونق افروز ہیں اور جناب امیر علیہ السّلام نیچے کے زینہ پر کھڑے ہیں۔ اور انبیا علیہم السّلام منبر کے سامنے ایک صف میں استادہ ہیں۔ اُن کے پیچھے بہت سی صفیں ہیں جن میں اور لوگ استادہ ہیں انہی میں سے ایک صف میں ملّا محمد باقر مجلسی بھی کھڑے ہیں۔ ناگاہ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ آخوند ملّا محمّد باقر آگے آؤ۔ وُہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آخوند ملا محمد باقرؒ ان صفوں سے نکل کر آگے بڑھے اور صف انبیاء تک پہنچ کر ٹھہر گئے۔ پیغمبرؐ نے پھر فرمایا کہ اور آگے آؤ۔ حکمِ پیغمبرؐ کی اطاعت میں اخوند صفِ انبیاء سے آگے بڑھ کر حضرت رسول خدا صلعم کے سامنے پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھو۔ اخوند ملا محمد باقر نے عرض کی کہ حضورؐ مجھے پیغمبروں کے سامنے شرمسار نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ یہ سب بزرگوار کھڑے ہیں۔ پیغمبرؐ نے انبیاء علیہم السّلام سے فرمایا کہ آپ حضرات بھی بیٹھ جائیے تاکہ علّامہ محمّد باقرؒ بھی بیٹھ جائیں۔ یہ سُنکر انبیاء علیہم السّلام بیٹھ گئے تو علّامہ محمّد باقر بھی آنحضرتؐ کے نزدیک بیٹھے۔

(قصص العلماء صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸ مطبوعہ طہران)

فہرستِ مضامین

ہو جاتا تھا۔ اُس کے لباس پر لکھا ہُوا تھا کہ میں شعیبؑ بن صالحؑ پیغمبر ہوں کہ خدا نے
مجھ کو ایک قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا تھا اُس قوم نے ایک ضربت لگائی اور مجھ
کو اس کنویں میں ڈال دیا اور اس کو مٹی سے پاٹ دیا۔ میں نے یہ قصہ ہشام کو لکھا
اُس نے جواب میں لکھا کہ اُس کنویں کو جس طرح پہلے تھا بند کر دو اور دُوسری جگہ کنواں کھود دو۔

باب تیرھواں حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کے حالات

اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اوّل اُن کے نسب اور فضائل اور بعض حالات کے بیان میں :-

مفسّروں اور مورّخوں کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ موسیٰؑ عمران کے فرزند
وُہ یصہر کے بیٹے وہ قاہت کے وہ لاوی بن یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ ہارون اُن کے
بھائی تھے اور اُن کے ماں اور باپ ایک تھے۔ اُن کی ماں کے نام میں اختلاف ہے
بعض نے یحیب اور بعض نے فاحیہ اور بعض نے یوحانید بیان کیا ہے۔ مشہور آخری
قول ہے۔ باب اوّل میں بیان ہُوا ہے کہ موسیٰ کی انگوٹھی پہ دو کلمہ نقش تھا جسے
توریت سے اشتقاق کیا تھا۔ اِصْبِرْ تُوْجَرْ اِصْدِقْ تَنْجَ یعنی صبر کرو تاکہ اجر
ملے اور سچ بولو تاکہ نجات پاؤ۔

بسند معتبر حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چار پیغمبر کو شمشیر اور
جہاد کے لئے اختیار کیا۔ ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ و محمدؐ اور خاندانوں میں سے چار
خاندانوں کو اختیار کیا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ
اور آلِ عمران کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جب شب
معراج مجھ کو آسمان پنجم پر لے گئے میں نے ایک مرد کو سن کہولت میں نہایت عظمت
کی حالت میں دیکھا جو نہ جوان تھا نہ بالکل بڈھا۔ اُس کی آنکھیں بڑی تھیں اور
اس کے گرد اُس کی اُمّت کے بہت سے گروہ جمع تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا
کہ یہ کون ہے کہا وُہ ہیں جو اپنی قوم میں محبوب تھے۔ یعنی ہارونؑ پسر عمران۔ یہ

سُن کر میں نے اُن پر سلام کیا اُنہوں نے بھی مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اُن کے لئے استغفار
کیا اُنہوں نے میرے لئے بھی استغفار کیا۔ پھر میں اوپر آسمان ششم پر گیا۔ اُس جگہ
ایک بلند قامت گندمی رنگ انسان کو دیکھا کہ اگر وہ دو پیراہن پہنتا تو دونوں سے
اُس کے جسم کے بال باہر آ جاتے وُہ کہہ رہا تھا کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں
خدا کے نزدیک گرامی ترین فرزند آدمؑ ہوں حالانکہ گرامی تر خدا کے نزدیک یہ مرد (محمدؐ)
ہے میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے کہا تمہارے بھائی موسیٰؑ
بن عمران ہیں میں نے اُن پر سلام کیا۔ اُنہوں نے مجھ پر۔ میں نے اُن کے لئے
استغفار کی اُنہوں نے میرے لئے۔

ایک روایت میں حضرت امام حسن علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کی عمر
دو سو چالیس سال تھی اور اُن کے اور ابراہیمؑ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ گذرا۔

معتبر حدیث میں حضرت امیرؑ سے قول حق تعالیٰ (یعنی جس روز کہ مرد اپنے بھائی
ماں، باپ اور زن و فرزند سے گریز کریگا) کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی ماں
سے گریز کرے گا وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ وہ اپنی ماں سے
اس خوف سے گریز کریں گے کہ ایسا نہ ہو کہ اُن کی کوئی خطا کی ہو۔ ممکن ہے کہ مجازی
ماں مراد ہوں یعنی اُن عورتوں میں سے کوئی عورت جس نے خانۂ فرعون میں
اُن کی تربیت کی تھی۔

ابن بابویہ نے مقاتل سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر شکم مادر میں
تین سو ساٹھ برکتیں نازل کیں۔ اور فرعون نے اُس صندوق کو جس میں موسیٰؑ تھے پانی
اور درخت کے درمیان پایا تھا۔ اسی سبب سے اُن کا نام موسیٰؑ رکھا اس لئے کہ
قبطی زبان میں پانی کو مو اور شجر کو سیٰ کہتے ہیں۔

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے
موسیٰ کو وحی کی کہ آیا اے موسیٰؑ تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو اپنی مخلوق میں سے کیوں اختیار
کیا اور اپنے کلام کے لئے برگزیدہ کیا۔ کہا پالنے والے میں نہیں جانتا۔ خدا نے اُن کو وحی
کی کہ میں اہل زمین پہ اُن کے ظاہر و باطن سے مطلع ہُوا اور اُن میں کسی کو ایسا نہ پایا جس
کا نفس میرے لئے ذلیل اور اُس کی تواضع میرے لئے تم سے زیادہ ہو۔ اے موسیٰؑ
میرے لئے جب نماز پڑھو اپنے دونوں رخساروں کو خاک پر رکھو۔ اور دُوسری روایت
میں ہے کہ جب یہ وحی موسیٰؑ کو پہنچی سجدہ میں گر پڑے اور اپنے چہرے کے دونوں پہلوؤں

کو اپنے پروردگار کے لئے تذلل وانکساری کے ساتھ خاک پر رکھے۔ اُس وقت خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے سر کو اُٹھاؤ اور اپنا ہاتھ اپنے چہرہ پر اور سجدوں کے نشانات اور تمام بدن پر جہاں تک تمہارا ہاتھ پہنچ سکے ملو۔ اس عمل سے تم کو ہر درد، بیماری اور آفت وغیرہ سے امان ملے گی۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک مرتبہ وحی الٰہی تیس۳۰ یا چالیس۴۰ روز تک جناب موسیٰؑ پر نازل نہیں ہوئی۔ تو موسیٰؑ شام کے ایک پہاڑ پر گئے جس کو اریحا کہتے تھے اور عرض کی خداوندا اگر تو نے بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے مجھ سے اپنی گفتگو اور وحی بند کر دی ہے تو میں تیری قدیم آمرزش تجھ سے طلب کرتا ہوں حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں نے تم کو اس لئے اپنے وحی و کلام سے مخصوص کیا کہ اپنی مخلوق میں تم سے زیادہ کسی کو متواضع نہیں پایا۔ حضرت نے فرمایا پھر موسیٰ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ اُس وقت تک نہیں اُٹھتے تھے جب تک اپنے دونوں رخساروں کو زمین پر نہیں ملتے تھے۔

بسند موثق حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ستّر پیغمبروں کے ساتھ روحا کے درّوں سے گذرے جو سب کے سب قطرانی یعنی کوفی عبائیں اوڑھے ہوئے تھے اور لبّیك وعبدك وابن عبدك لبّیك کہتے تھے۔

بسند صحیح حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰ روحا کے پہاڑوں پر گذرے۔ وہ ایک سُرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی مہار لیف خرما کی تھی اور قطرانی عبا اوڑھے ہُوئے تھے اور کہتے تھے یا کریم لبّیك۔

معتبر حدیث میں امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے رملۂ بصرہ سے احرام باندھا اور روحا کے چٹانوں سے گذرے اور اپنے ناقہ کو لیف خرما کی مہار سے کھینچ رہے تھے اور تلبیہ کہتے تھے اور پہاڑ اُن کا جواب دیتے تھے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے خدا کی درگاہ میں ہاتھ بلند کیا اور کہا پروردگارا جس جگہ کہ جاتا ہوں تکلیف اُٹھاتا ہوں۔ وحی آئی کہ اے موسیٰؑ تیرے لشکر میں ایک غمّاز ہے۔ عرض کی خداوندا مجھے اُس کو پہچنوا دے فرمایا میں غماز کو دشمن رکھتا ہوں میں خود کیونکر غمّازی کروں۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ موسیٰؑ نے مناجات کی۔ پروردگارا ایسا انتظام کر کہ لوگ مجھ کو بُرا نہ کہیں حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میں نے یہ تو اپنے

لئے نہیں کیا تیرے لئے کیوں کر کروں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ پہلے ہارون علیہ السّلام کی وفات ہوئی یا موسیٰ علیہ السلام کی۔ فرمایا کہ ہارونؑ کی۔ اُن کے فرزندوں کے نام شبّر و شبیّر تھے۔ جس کا ترجمہ عربی میں حسنؑ اور حسینؑ ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجر اسمٰعیل میں خانۂ کعبہ تک ناردان کے نیچے دو ہاتھ کے برابر پسران ہارون شبّر و شبیّر کی نماز کی جگہ تھی۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ (بنی اسرائیل کو گمان تھا) موسیٰ آلۂ مردمی نہیں رکھتے اور جب موسیٰ غسل کرنا چاہتے تھے ایسے مقام پر جاتے تھے جہاں اُن کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا ایک روز ایک نہر کے کنارے غسل کر رہے تھے اور اپنے کپڑوں کو پتھر پر رکھ دیا تھا۔ خدا نے پتھر کو حکم دیا کہ موسیٰ سے دُور ہو جائے۔ موسیٰ اُس کے پیچھے چلے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی نگاہ موسیٰ پر پڑی تو اُن لوگوں نے سمجھا کہ جیسا وہ گمان کرتے تھے نہیں ہے۔ اور اس آیت کے معنی یہی ہیں جسے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا۔ یعنی اے وُہ لوگو جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جن لوگوں نے موسیٰ کو ایذا دی تو خدا نے اُن کو اُس سے بری کیا جو وہ لوگ کہتے تھے اور وُہ خدا کے نزدیک روشناس تھے۔ [۱]

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں بہت سی وجہیں بیان کی گئی ہیں جن کو میں نے بحارالانوار میں ذکر کیا ہے اور سید مرتضیٰ نے اس وجہ کے بعد جو حدیث میں ذکر ہوئی بیان کیا ہے کہ عقل کی رو سے یہ جائز نہیں ہے کہ خدا اپنے پیغمبر کے ستر کی ہتک کرے اس لئے کہ اس کو لوگوں کے درمیان ہر آفت وبلا سے پاک رکھتا ہے اور خدا قادر تھا کہ اُس علت سے اُن حضرت کے بری ہونے کا اظہار دوسرے طریقہ سے کرے جس کے ضمن میں کوئی فضیحت نہ ہو اور جو کچھ اس بارے میں صحیح ہے اور روایت میں وارد ہوا ہے یہ ہے کہ جب ہارون فوت ہوئے بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کو متہم کیا کہ انھوں نے ہارونؑ کو مار ڈالا۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کی رغبت ہارونؑ کی جانب زیادہ تھی تو خدا نے اُن حضرت کی برأت کا اظہار کیا۔ اس طرح کہ ملائکہ کو حکم دیا تو ہارون کو بنی اسرائیل کی مجلس میں مردہ لائے اور لٹا دیا اور کہا کہ خود اپنی موت سے مرے ہیں اور موسیٰؑ بری ہیں۔ یہ وجہ حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ موسیٰؑ ہارونؑ کی قبر پر آئے اور اُن کو آواز دی۔ ہارونؑ خدا کے حکم سے قبر سے باہر آئے اور کہا موسیٰؑ نے مجھ کو نہیں مارا ہے اور پھر قبر میں واپس گئے۔

فصل دوم

موسیٰؑ اور ہارون کی ولادت اور اُن کے تمام حالات۔

بسند موثق بلکہ صحیح حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کی وفات کا وقت آیا۔ انہوں نے آلِ یعقوبؑ کو جمع کیا وُہ اُس وقت اسّی اشخاص تھے۔ اور فرمایا کہ قبطی تم پر غالب ہوں گے اور تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے تم کو اُن سے نجات ایک مرد کے ذریعہ سے ہوگی جو فرزندانِ لادی پسر یعقوبؑ میں سے ہوگا اور اُس کا نام موسیٰؑ پسر عمران ہوگا وُہ ایک جوان بلند قامت پیچیدہ مو اور گندم گوں ہوگا۔ اُس وقت سے بنی اسرائیل اپنے بعض فرزند کا نام عمران اور عمران اپنے فرزند کا نام موسیٰؑ رکھتے تھے کہ شاید وہی موسیٰؑ ہو جس کی خبر یوسف علیہ السّلام نے دی ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے خروج نہیں کیا یہاں تک کہ اُن سے پہلے چالیس کذاب بنی اسرائیل میں ہو لئے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں وہی موسیٰؑ بن عمران ہُوں جس کی یوسفؑ نے خبر دی ہے۔ یہ خبر فرعون کو پہنچی کہ بنی اسرائیل ایک ایسے شخص کا چرچا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے تیرے ملک کی بربادی ہوگی اور وُہ اُس کی تلاش میں ہیں۔ فرعون کے کاہنوں اور ساحروں نے کہا کہ تیرے دین اور قوم کی ہلاکت اُس لڑکے کے ہاتھ سے ہوگی جو امسال بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ یہ سُن کر فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قابلہ عورتوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ ہر لڑکے کو جو امسال پیدا ہو مار ڈالیں۔ مادر موسیٰؑ پر بھی ایک قابلہ مقرر تھی۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ لڑکے مار ڈالے جاتے ہیں اور لڑکیاں زندہ چھوڑ دی جاتی ہیں تو کہا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور ہماری نسل منقطع ہو جائے گی۔ لہٰذا عورتوں سے مقاربت نہ کرنا چاہیئے۔ عمران پدر موسیٰؑ نے اُن سے کہا بلکہ اپنی عورتوں سے مقاربت ضرور کرو کیونکہ خدا کا حکم ظاہر ہوگا اور وہ فرزند موعود ضرور پیدا ہوگا۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں پھر کہا جو چاہے عورتوں سے اپنے اوپر جماع حرام کرے۔ لیکن میں تو حرام نہیں کروں گا اور جو چاہے ترک کردے میں تو ترک نہ کروں گا اور موسیٰؑ کی ماں سے مجامعت کی اور وہ حاملہ ہُوئیں۔ تو اُن پر بھی قابلہ موکل کی گئی کہ اُن کی نگہبانی کرے۔ جب مادر موسیٰ اُٹھتی تھیں وہ بھی اُٹھتی تھی اور جب وُہ بیٹھتی تھیں وہ بھی بیٹھتی تھی اور جب وُہ موسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اُن کی محبّت دلوں میں پیدا ہوگئی اور اسی طرح تمام حجتہائے خدا خلق پر ہوتے ہیں۔ قابلہ نے کہا کہ تم کو کیا ہوگیا ہے کہ اس طرح زرد ہوتی جاتی اور پگھلی جاتی ہو کہا مجھ کو اس حال پہ ملامت نہ کرو کیونکہ ایسا نہ ہو حالانکہ جب میرا فرزند پیدا ہوگا وہ بھی مار ڈالا جائے گا۔ قابلہ نے کہا غمگین نہ ہو کہ

میں تمہارے فرزند کو اُن سے پوشیدہ رکھوں گی۔ مادر موسیٰ کو یقین نہ آیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے آپ کی ماں بیچین ہونے لگیں۔ قابلہ نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا ہے کہ تمہارے فرزند کو چھپا لوں گی۔ پھر اُس نے موسیٰ علیہ السّلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تہہ خانے میں چھپا دیا اور فرعون کے پاسبانوں کے پاس آئی۔ جو دروازہ پر جمع تھے اور کہا جاؤ کہ اُس کے شکم سے ایک ٹکڑا خون کا پیدا ہُوا اُس کے پیٹ میں لڑکا نہ تھا۔ پھر مادر موسیٰؑ نے اُن کو دُودھ پلایا لیکن خائف تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ موسیٰؑ کی آواز بلند ہو اور فرعون کی قوم آگاہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ ایک صندوق بنائیں۔ موسیٰؑ کو اُس میں رکھ کر بند کردیں اور رات کو دریائے نیل میں لے جا کر ڈال دیں۔ مادر موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ جب صندوق کو پانی میں ڈالا وُہ اُن کی طرف واپس آگیا۔ ہر چند ہاتھ سے اُس کو دھکیلتی اور دُور کرتی تھیں وُہ صندوق واپس آجاتا تھا۔ یہاں تک کہ روانی آب میں وُہ صندوق پہنچ گیا اور ہَوا اُس کو لے چلی۔ یہ دیکھ کر وُہ بیتاب ہوئیں اور چاہا کہ فریاد کریں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو صبر عطا کیا۔ وُہ خاموش ہوگئیں۔ اُدھر آسیہ زن فرعون نے جو تمام بنی اسرائیل کی عورتوں میں نیک تھیں۔ فرعون سے کہا کہ بہار کا زمانہ ہے مجھ کو باہر لے چلو اور حکم دو کہ میرے لئے رود نیل کے کنارے ایک خیمہ نصب کریں تاکہ میں ان ایام میں بہار کی سیر کروں۔ اُس نے حکم دیا اور ایک خیمہ اُن کے لئے رود نیل کے کنارے نصب ہوا۔ ایک روز وُہ اُس خیمہ میں بیٹھی تھیں ناگاہ دیکھا کہ ایک صندوق اُن کی طرف بہتا ہُوا آرہا ہے اپنی کنیزوں سے کہا کیا تم لوگ نہیں دیکھتی ہو جو میں پانی میں دیکھ رہی ہوں۔ سب نے کہا ہاں خدا کی قسم اے ہماری خاتون اور سردار ہم ایک چیز دیکھ رہے ہیں۔ جب صندوق اُن کے پاس پہنچا وہ جلدی سے اُٹھیں اور پانی کے کنارے پہنچیں اور اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر اُس کے اور قریب ہوگئیں یہاں تک کہ پانی میں پہنچ گئیں اور بے قابو ہوگئیں تو فریاد کی اُن کی کنیزیں دوڑیں اور جس طرح ممکن ہوا اُن کو پانی سے نکالا اور کنارہ پر پہنچایا پھر اُس صندوق کو کھولا۔ اس میں ایک نہایت حسین وجمیل بچہ تھا۔ اس کو دیکھتے ہی بے اختیار ہوگئیں اور اُس کی محبت اُن کے دل میں جاگزیں ہوگئی۔ بچے کو گود میں لیا اور کہا میں اس کو اپنا لڑکا بناؤں گی۔ اُن کی کنیزوں نے کہا ہاں خدا کی قسم اے خاتون آپ کے کوئی فرزند نہیں ہے اور نہ بادشاہ کے کوئی لڑکا ہے۔ اس خوش جمال فرزند کو اپنی فرزندی میں لے لیجئے۔ یہ سُن کر آسیہ اُٹھیں اور

فرعون کے پاس جاکر بولیں۔ میں نے ایک لڑکا نہایت پاکیزہ اور خوش اندام پایا ہے۔ چاہتی ہوں کہ اس کو فرزندی میں لے لوں جو میری اور تمہاری آنکھوں کی روشنی کا سبب ہو۔ اُس کو قتل نہ کرنا۔ اُس نے پوچھا کہاں سے ملا۔ کہا یہ تو نہیں معلوم کہ کس کا لڑکا ہے۔ دریا میں بہتا ہُوا جا رہا تھا وہیں سے نکالا ہے۔ پھر اس قدر اصرار و التماس کیا کہ فرعون راضی ہوگیا۔ جب لوگوں نے سُنا کہ فرعون نے ایک لڑکے کو فرزندی میں لیا ہے۔ امراؤ اراکین نے اپنی عورتوں کو بھیجا کہ موسیٰؑ کو دُودھ پلائیں اور پرورش کریں موسیٰؑ نے کسی کا دودھ منہ نہ لگایا تو زوجۂ فرعون نے کہا کہ ایک دایہ میرے بچے کے لئے تلاش کرو۔ کسی کو حقیر نہ سمجھو بلکہ جو ملے اُس کو لاؤ۔ جو عورت آتی تھی موسیٰؑ اُس کا دودھ قبول نہ کرتے تھے۔ موسیٰؑ کی ماں نے بھی سُنا۔ بیٹی سے کہا کہ جاؤ اور تحقیق کرو شاید موسیٰؑ کا پتہ چلے۔ موسیٰؑ کی بہن فرعون کے دروازے تک آئیں اور کہا میں نے سُنا ہے کہ تمہارے فرزند کے لئے ایک دایہ کی ضرورت ہے۔ قریب ہی ایک نیک عورت رہتی ہے جو تمہارے فرزند کو دُودھ پلائے گی اور اس کی اچھی طرح حفاظت اور پرورش کرے گی۔ یہ سُن کر زن فرعون کو لوگوں نے اطلاع دی کہا اُس کو حاضر کرو۔ موسیٰ کی بہن آسیہ کے پاس آئیں۔ پُوچھا کس گروہ کی لڑکی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی جماعت سے ہوں کہا لڑکی تو چلی جا مجھے تجھ سے کوئی کام نہیں ہے۔ عورتوں نے اُس سے کہا بی بی خدا آپکو عافیت دے اُس کو بلا کر دیکھئے تو کہ بچّہ اس کی پستان قبول کرتا ہے یا نہیں آسیہ نے کہا اگر بچہ قبول کرلے گا تو کیا فرعون بھی راضی ہو جائے گا۔ کہ لڑکا بنی اسرائیل کا اور دایہ بھی بنی اسرائیل کی ہو۔ وُہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔ عورتوں نے کہا کیا حرج ہے اگر ہم اُس کا امتحان کریں کہ آیا اُس کا دُودھ پیتا ہے یا نہیں۔ آسیہ نے کہا اچھا جا اور اُس عورت کو بُلا لا۔ موسیٰ کی بہن اپنی ماں کے پاس آئیں اور کہا چلو کہ بادشاہ کی بیوی نے تم کو بلایا ہے۔ وُہ آسیہ کے پاس آئیں اور جب موسیٰؑ کو گود میں لے کر دُودھ پلایا وُہ خوش ہو کر پینے لگے۔ آسیہ یہ دیکھ کر فرعون کے پاس خوش خوش دوڑی گئیں اور کہا اپنے فرزند کے لیئے مجھے دایہ مل گئی۔ بچہ دودھ اُس کا پینے لگا اس نے پُوچھا دایہ کس جماعت کی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی۔ فرعون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ بچہ بھی بنی اسرائیل کا اور دایہ بھی۔ آسیہ نے کہا اس بچّہ سے تم کو کیا خوف ہے۔ اس لئے کہ یہ تو اب تمہارا پسر ہے تمہاری گود میں بڑا ہوگا اور اسی طرح کی بہت سے وجوہ بیان کئے اور کوشش کرکے فرعون کو اُس کی رائے سے پھیر دیا اور راضی کرلیا۔ غرض موسیٰؑ کی آلِ فرعون

میں نشو و نما ہُوئی اُن کی ماں بہن اور قابلہ نے اُن کے معاملہ کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اُن کی ماں اور قابلہ کی وفات ہوگئی۔ بنی اسرائیل کو موسیٰؑ کی خبر نہ تھی وُہ لوگ اُن کی تلاش میں تھے اور لوگوں سے پوچھتے تھے اور حقیقت حال اُن سے پوشیدہ تھی جب فرعون کو معلوم ہوا کہ وُہ لوگ اُس فرزند کی تلاش و جستجو میں ہیں تو اُن پر تکلیفیں اور سختیاں زیادہ کردیں اور آپس میں اُن کے درمیان جُدائی ڈلوادی اور اُن کو ممانعت کی کہ موسیٰؑ کے بارے میں کچھ دریافت کریں یا اُن کے آنے کی خبر دیں۔ ایک بار بنی اسرائیل چاندنی رات میں نکلے اور اپنے ایک بوڑھے عالم کے پاس جمع ہوئے۔ وُہ صحرا میں رہتا تھا۔ اُس سے کہا کہ ان شدتوں اور بلاؤں میں ہم کو جو کچھ ملا وُہ صرف خبریں اور وعدے تھے کب تک اور کس حد تک ہم اس بلا میں گرفتار رہیں گے اُس نے کہا خدا کی قسم اُس وقت تک اس بلا میں مبتلا رہو گے جب تک کہ خدا فرزندانِ لاوی بن یعقوب علیہ السلام میں سے ایک فرزند کو نہ بھیجے جس کا نام موسیٰؑ بن عمران ہوگا وہ بلند قامت اور پیچیدہ بال والے ہوں گے۔ اسی گفتگو میں مشغول تھے کہ موسیٰؑ ایک اونٹ پر سوار اُن کے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ اُس مرد پیر نے آنحضرت کو دیکھا اور ان میں وہ علامتیں مشاہدہ کیں جن کو سُنا اور کتابوں میں دیکھا تھا۔ اُن حضرت کو پہچانا۔ اور اُن سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔ فرمایا موسیٰؑ پوچھا کس کے بیٹے ہو۔ کہا عمران کے۔ یہ سُن کر وُہ مرد پیر جست کرکے اُٹھا اور حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ بنی اسرائیل نے اُن کے چاروں طرف ہجوم کیا اور اُن کے پیروں کو بوسہ دیا۔ موسیٰؑ نے اُن لوگوں کو پہچانا اور اُن لوگوں نے موسیٰؑ کو پہچانا۔ حضرت نے اُن لوگوں کو اپنا شیعہ بنایا۔ پھر ایک مدّت کے بعد ایک روز موسیٰؑ روانہ ہُوئے۔ اور فرعون کے ایک شہر میں داخل ہوئے۔ ناگاہ دیکھا کہ اُن کے ایک شیعہ اور ایک قبطی میں جنگ ہو رہی ہے جو آلِ فرعون میں سے ہے۔ آپ کے شیعہ نے استغاثہ کیا اور اُس قبطی سے جنگ کے لیئے جو موسیٰ کا دشمن تھا امداد طلب کی۔ موسیٰؑ نے اُس قبطی کے سینہ پہ ایک ہاتھ مارا تاکہ اُس کو دُور کریں۔ قبطی گر پڑا اور مرگیا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو جسم میں کشادگی اور عظیم ہیبت اور قوت عطا کی تھی۔ لوگوں نے آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ موسیٰؑ نے آلِ فرعون کے ایک مرد کو مار ڈالا۔ وُہ رات موسیٰؑ نے خوف میں بسر کی اور خبروں کے انتظار میں تھے۔ جب صبح ہوئی ناگاہ اُسی شخص نے جس نے موسیٰ سے مدد طلب کی تھی

پھر دُوسرے کے بارے میں امداد چاہی۔ موسیٰؑ نے اُس سے کہا یقیناً تو گمراہی کا ظاہر کرنے والا ہے کل ایک شخص سے منازعت کی اور آج پھر ایک شخص سے جنگ پر آمادہ ہے۔ پھر جب ارادہ کیا کہ ہیبت اور غضب کا اظہار کریں اُس شخص پر جو دونوں کا دشمن تھا۔ اُس نے کہا اے موسیٰؑ تم چاہتے ہو کہ مجھ کو مار ڈالو جس طرح کل ایک شخص کو مار ڈالا تم زمین میں جبار ہونے کا ارادہ رکھتے ہو اور اصلاح کرنے والے نہیں ہونا چاہتے اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے موسیٰؑ سرداران آلِ فرعون آپس میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں لہٰذا شہر سے باہر چلے جاؤ میں تو یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہ سُن کر موسیٰؑ شہر مصر سے بغیر کسی پشت پناہ اور سواری اور خادم کے نکلے جنگلوں اور بیابانوں کو طے کرتے ہُوئے شہر مدین میں پہنچے اور ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ وہاں ایک کنواں تھا۔ جس کے گرد آدمیوں کا ایک ہجوم تھا۔ جو پانی کھینچ رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ دو لڑکیاں چند گوسفند کو لئے ہوئے آئیں۔ تاکہ اُن کو پانی پلائیں اور دُور کھڑی ہو گئیں۔ موسیٰؑ نے پُوچھا تم کس کام کے لئے آئی ہو کہا ہمارے باپ ایک بوڑھے آدمی ہیں اور ہم دو کمزور لڑکیاں ہیں اور مردوں سے مزاحمت کی قوت نہیں رکھتے۔ اسی لئے انتظار کرتے ہیں کہ جب لوگ پانی کھینچنے سے فارغ ہو جائیں اس کے بعد ہم اپنے گوسفندوں کو پانی پلائیں۔ موسیٰؑ کو اُن پر رحم آ گیا اُن کی ڈول لے لی اور کہا اپنے گوسفندوں کو قریب لاؤ۔ پھر اُن کے لئے پانی کھینچا اور اُن کو سیراب کر دیا۔ وہ دونوں اور لوگوں کے جانے سے پہلے واپس چلی گئیں۔ اور موسیٰؑ پھر اُسی درخت کے نیچے جا کر بیٹھ رہے اور کہا خداوندا میرے لئے جو نیکی بھی تو بھیجے میں اُس کے لئے محتاج اور فقیر ہوں۔ روایت میں ہے کہ جس وقت آپ نے یہ دُعا کی نصف دانہ خرما کے لئے محتاج تھے۔ جب وہ لڑکیاں اپنے باپ شعیبؑ کے پاس پہنچیں حضرت نے پوچھا کیا باعث ہُوا کہ تم اس قدر جلد واپس آ گئیں۔ اُن دونوں نے کہا ایک نیک، رحیم اور مہربان مرد وہاں تھا۔ جس نے ہمارے لئے پانی کھینچ دیا۔ شعیبؑ نے ایک دختر سے کہا کہ جاؤ اور اُس مرد کو ہمارے پاس بُلا لاؤ۔ یہ سُن کر ایک لڑکی نہایت شرم و حیا کے ساتھ موسیٰؑ کے پاس آئی اور کہا میرے پدر بزرگوار آپ کو بلاتے ہیں تاکہ پانی کھینچنے کا عوض آپ کو دیں۔ روایت میں ہے کہ موسیٰؑ نے اُس سے کہا کہ مجھ کو راستہ بتاؤ۔ اور میرے پیچھے چلو کیونکہ ہم فرزندانِ یعقوبؑ عورتوں کے پیچھے نظر نہیں کرتے غرض موسیٰؑ شعیبؑ کے پاس آئے اور اپنے حالات اُن سے بیان کئے۔ فرمایا خوف نہ کرو تم نے

ظالموں سے نجات پائی حضرت کی ایک لڑکی نے کہا اے پدر ان کو اجرت پر روک لیجئے کیونکہ یہ کسی دُوسرے شخص سے زیادہ قوی اور امین ہوں گے جس کو آپ اُجرت پر بُلائیں گے پھر شعیبؑ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان لڑکیوں میں سے ایک کا تمہارے ساتھ نکاح کر دوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال کے لئے اجیر بن جاؤ۔ اور اگر دس سال پورے کر دو تو پھر یہ تمہاری ہے اور تم کو اختیار ہے۔ روایت میں ہے کہ موسیٰؑ نے دس سال پورے خدمت میں گذارے اس لئے کہ پیغمبرانِ خدا اختیار نہیں کرتے مگر وہ امر جو بہتر اور مکمل ہوتا ہے۔ جب موسیٰؑ نے وعدہ کو پورا کر دیا اپنی بیوی کو لے کر بیت المقدس کی جانب روانہ ہُوئے۔ اور شبِ تاریک میں راہ بھُول گئے۔ اسی اثنا میں دُور سے ایک آگ نظر آئی۔ اپنی زوجہ سے کہا اسی جگہ انتظار کرو۔ میں نے آگ دیکھا ہے شاید تمہارے لئے اُس میں سے کچھ لے آؤں یا راستہ کا پتہ معلوم ہو۔ جب آگ کے نزدیک پہنچے ایک ہرے درخت کو دیکھا جس کے نیچے سے اُوپر تک آگ ظاہر ہے جب اُس کے پاس پہنچے درخت اُن سے اور دُور ہو گیا تو موسیٰؑ واپس ہُوئے اور اپنے نفس میں ایک قسم کا خوف محسُوس کیا۔ پھر درخت اُن کے قریب ہو گیا اور اس درخت کے بقعہ مبارکہ میں داہنی جانب کی وادی سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ بہ تحقیق کہ میں وہ خدا ہُوں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰؑ نے یہ سُن کر اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ ایک اژدھا بن گیا اور حبست کرنے لگا پھر وہ خرمے کے ایک درخت کے برابر بن گیا۔ اُس کے دہن سے ایک مہیب آواز نکل رہی تھی اور آگ کی ایک زبان سے شعلہ نکل رہا تھا۔ موسیٰؑ نے یہ حال مشاہدہ کیا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اُن کو آواز آئی کہ واپس آؤ یہ سُن کر وہ واپس تو آئے مگر اُن کا تمام جسم کانپ رہا تھا اور زانو ایک دُوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ عرض کی پروردگارا یہ آواز جو میں سنتا ہوں کیا تیری آواز ہے۔ فرمایا ہاں میری آواز ہے لہٰذا ڈرو نہیں۔ جب یہ خطاب اُن کو پہنچا واپس ہوئے اور پیر کو اژدھے کے دُم پر رکھا اور ہاتھ اُس کے دہن میں ڈالا وہ پھر اپنی شکل میں واپس ہو کر عصا بن گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ پھر خدا نے اُن کو نعلین اُتار دینے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ وہ گدھے کے چمڑے کی تھی اور دُوسری روایت میں ہے کہ نعلین سے مراد دو خوف تھے جو اُن کے دل میں تھے ایک فرعون کا اور دُوسرا اُس کی قوم کے رئیسوں کا۔ پھر خدا نے اُن کو فرعون اور اُس کی قوم کے رئیسوں کی طرف دو نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔ ایک نشانی ید بیضا تھی اور دُوسری عصا۔

منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا انتظار کرو جس کی
امیدتم کو نہ ہو بہ نسبت اُس کے جس کی امید رکھتے ہو بہ تحقیق کہ موسیٰؑ اپنے اہل
کے لئے آگ لینے کے واسطے گئے اور جب واپس ہوئے تو پیغمبر مرسل تھے اور
خدانے اُن کی پیغمبری کے معاملہ کو ایک رات میں درست کر دیا اور اسی طرح جس
وقت خدا قائمؑ آل محمدؐ کو ظاہر کرنا چاہے گا ایک شب میں اُن کے امر کی اصلاح
فرمادے گا اور غیبت اور حیرت سے اُن کو ظاہر فرمائے گا۔

ثعلبی نے بعض راویان عامہ سے روایت کی ہے کہ جب موسیٰؑ کی ماں کو خوف
ہوا کہ فرعون کے چوبدار گھر میں آکر موسیٰؑ کو دیکھیں گے تو اُن کو ایک تنور میں جو گرم
تھا ڈال دیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد تنور کے پاس گئیں تو دیکھا کہ موسیٰؑ آگ سے
کھیل رہے ہیں۔

روایت ہے کہ موسیٰؑ نے جب اپنی ماں کا دُودھ قبول کر لیا۔ آسیہ نے اُن
کو فرعون کے گھر میں رہنے کی تکلیف دی اور کہا کہ وہیں رہ کر دُودھ پلایا کریں وُہ
راضی نہیں ہوئیں اور موسیٰؑ کو اپنے گھر لے گئیں جب ان کا دودھ چھڑا دیا۔ آسیہ
نے کسی کو بھیجا کہ میں اپنے فرزند کو دیکھنا چاہتی ہوں اور جب موسیٰؑ کو فرعون کے گھر
لے چلے تو لوگوں نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے پیش کئے اور بر سرِ راہ آپ
کے سر پر زر و مال نثار کرتے ہُوئے فرعون کے مکان تک لائے۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ
کی وفات کا وقت آیا انھوں نے اپنے اہلبیت اور شیعوں کو جمع کیا اور خدا کی حمد و ثنا
کی پھر اُن کو اُن سختیوں کی خبر دی جو پہنچنے والی تھی کہ مرد مار ڈالے جائیں گے اور حاملہ
عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچے ذبح کئے جائیں گے یہاں تک کہ خدا فرزندانِ
لاوی پسر یعقوبؑ کے قائم میں حق کو ظاہر کریگا اور وُہ ایک گندمی رنگ بلند قامت
انسان ہوں گے۔ پھر اُن کے صفات اُن سے بیان کئے۔ بنی اسرائیل اس وصیّت
پر متمسک ہوئے۔ اُس کے بعد مصیبتیں اُن پر ظاہر ہوئیں اور اُن میں سے انبیا اور
اوصیا غائب ہوگئے اور چار سَو سال تک وہ لوگ قائم کے قیام کا انتظار کرتے رہے
یہاں تک کہ اُن کو موسیٰؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری ملی اور آنحضرت کے ظہور کی علامتیں
نظر آئیں اور بلائیں اُن پر شدید ہوئیں۔ اُن پر لوگ لکڑی اور پتھر بار کرنے لگے تو ان
لوگوں نے اُس عالم کو تلاش کیا جس کی باتوں سے مطمئن ہوتے تھے اور اُس کی خبروں

سے راحت پاتے تھے وُہ اُن سے پوشیدہ ہوگیا تھا تو اُس کے پاس مراسلے روانہ کئے کہ
ہم نے ان تکلیفوں سے تمہاری باتوں کے سبب سے راحت پائی تو اُس نے اُن لوگوں
سے کسی صحرا میں ملنے کا وعدہ کیا۔ وُہ لوگ وہاں گئے اور اُس سے ملے اُس نے حدیث
قائم اُن سے بیان کی اور اُن کے صفات بتلائے اور اُن لوگوں کو خوشخبری دی کہ اُس کا
خروج نزدیک ہے اور مُلاقات شب ماہ میں ہوگی۔ اسی اثنا میں حضرت موسیٰؑ اُن پر
مثل آفتاب کے طالع ہُوئے اُس وقت آنحضرت کی جوانی کا آغاز تھا اور فرعون کے
گھر سے سیر و تفریح کے بہانہ سے نکلے تھے اور اپنے لشکر اور غلاموں سے علیحدہ ہوکر تنہا
اُن کے پاس آئے تھے وُہ ایک خچر پر سوار تھے اور ریشمی چادر اوڑھے ہُوئے
تھے۔ جب عالم کی نظر آنحضرت پر پڑی اُن صفات کے ذریعہ سے جو سُن چکا تھا ان
کو پہچانا۔ جلدی سے اُٹھا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دیا اور کہا اُس
خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو موت نہیں دی اور آپ کی زیارت کرادی۔ وہ
لوگ جو اُن کے شیعوں میں سے موجود تھے یہ دیکھ کر سمجھے کہ اُن کے قائم موعود وہی
ہیں تو سب زمین پر گر پڑے اور سجدۂ شکر الٰہی بجالائے۔ موسیٰؑ نے اُن سے صرف اتنی
بات کی کہ میں امیدوار ہوں کہ خدا تمہاری آسائش کا سامان جلد کرے گا اور اُن کی
نگاہوں سے غائب ہوگئے اور شہر مدین کی جانب چلے گئے اور شعیبؑ کے پاس رہے
جب تک کہ رہے پھر دوسری غیبت پہلی غیبت سے زیادہ شدید تھی اور وہ پچاس
سے چند سال زیادہ مقدر ہوئی تھی پھر اُن پر بلائیں زیادہ سخت ہوئیں اور وُہ عالم بھی
اُن سے پوشیدہ ہوگیا پھر لوگوں نے اُس کے پاس کسی کو بھیجا کہ ہم کو آپ کے پوشیدہ
ہونے سے صبر نہیں ہوتا۔ وُہ عالم کسی صحرا میں ظاہر ہُوا اور اُن کو طلب کیا اور اُن کو تسلّی
دے کر مسرور کیا اور بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اُس کو وحی فرمائی ہے کہ تم کو چالیس سال
میں تکالیف سے نجات دے گا۔ سب نے کہا الحمدللہ پھر حق تعالیٰ نے اُس کو وحی
فرمائی کہ اُن سے کہہ دو کہ میں نے . . . . ان کے الحمدللہ کہنے سے اُن کی مدّت کم کر کے
تیسؔ سال کر دی۔ یہ سُن کر سب نے کہا کہ تمام نعمتیں خدا کی جانب سے ہیں۔ خدا نے فرمایا
کہ ان سے کہہ دو کہ بیسؔ سال کی مدّت کر دی سب نے کہا کہ نیکی خدا کے سوا کسی
کی جانب سے نہیں۔ خدا نے وحی فرمائی اب دسؔ سال کی مدت کر دی سب نے کہا
خدا کے سوا کوئی بدی کو دُور نہیں کرتا اُس وقت خدا نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ
اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں کیونکہ میں نے اُن کے لئے بلاؤں سے نجات کی اجازت دے

دی۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ خورشید جمال موسیٰ غیبت افق سے اُن پر طالع ہُوا۔ وُہ ایک دراز گوش پر سوار تھے۔ اُس عالم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو چند باتیں بتائے جو موسیٰؑ کے معاملہ میں اُن کے لئے بصارت اور بصیرت کا سبب ہو۔ موسیٰؑ اُن کے قریب آئے اور کھڑے ہو گئے اور سلام کیا۔ اُس عالم نے پوچھا آپ کا کیا نام ہے۔ فرمایا موسیٰؑ۔ پوچھا کس کے لڑکے ہیں۔ کہا عمران کے۔ اُس نے پوچھا۔ وہ کس کے فرزند تھے فرمایا فاہت ابن لادی پسر یعقوبؑ کے۔ پوچھا کس کام کے لئے آپ آئے ہیں کہا خدا کی طرف سے پیغمبری کے واسطے۔ اُس وقت عالم اُٹھا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ موسیٰؑ خچر سے اُتر کر اُن کے ساتھ بیٹھے۔ اُن کو تسلی دی اور خدا کی جانب سے چند باتوں پر مامور کیا اور فرمایا کہ متفرق ہو جاؤ۔ اُس کے بعد سے فرعون کے غرق ہونے تک چالیس سال کا زمانہ گذرا۔

بسند حسن حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب مادر موسیٰؑ اُن سے حاملہ ہوئیں اُن کا حمل ظاہر نہیں ہُوا مگر جس وقت کہ وضع حمل ہُوا اور فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قبطیوں کی چند عورتوں کو موکل کیا تھا تاکہ اُن کی محافظت کریں۔ اُس خبر کے سبب سے جو اُس کو پہنچی تھی کہ بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہم میں ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام موسیٰؑ بن عمران ہوگا اور فرعون اور اُس کے ساتھیوں کی ہلاکت اُسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ اُس وقت فرعون نے کہا کہ یقیناً میں اُن کے لڑکوں کو قتل کروں گا تاکہ جو کچھ وُہ چاہتے ہیں واقع نہ ہو اور اُس نے مردوں اور عورتوں میں جُدائی ڈلوادی۔ اور مردوں کو قید خانوں میں قید کر دیا۔ جب موسیٰؑ پیدا ہُوئے اور اُن کی ماں کی نگاہ اُن پر پڑی غمگین و اندوہناک ہوئیں اور روئیں کہ اسی وقت اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ تو خدا نے اُن پر اُس عورت کے دل کو مہربان کر دیا جو موکل ہوئی تھی اُس نے مادر موسیٰؑ سے کہا کہ کیوں تمہارا چہرہ زرد ہو رہا ہے کہا ڈرتی ہوں کہ میرے فرزند کو مار ڈالیں گے کہا خوف نہ کرو۔ موسیٰؑ ایسے تھے کہ جو اُن کو دیکھتا تھا اُن کی محبت سے بیتاب ہو جاتا تھا جیسا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت سے خطاب کیا کہ میں نے اپنی جانب سے تیرے لئے محبت ڈال دی تو اُس زن قبطیہ نے جو اُن پر موکل تھی اُن کو دوست رکھا اور خدا نے موسیٰؑ کی ماں پر آسمان سے ایک صندوق بھیجا اور اُن کو آواز آئی کہ اپنے فرزند کو اس میں رکھ کر دریا میں ڈال دو اور مغموم نہ ہو اس لئے کہ میں اس کو پیغمبر مرسل بناؤں گا۔ یہ سُن کر اُن کی ماں نے موسیٰؑ کو صندوق میں رکھا اور اُس

کو بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ فرعون کے چند قصر نیل کے کنارے تھے۔ جن کو سیر و تفریح کے لئے بنایا تھا۔ اُن قصروں میں سے ایک میں وہ اپنی زوجہ آسیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ناگاہ اُس کی نظر نیل میں ایک سیاہی پر پڑی جس کو موج بلند کرتی اور ہوا سے ٹکراتی ہے یہاں تک کہ وُہ صندق قصر فرعون کے دروازہ پر پہنچا۔ اُس نے حکم دیا تو لوگ اُس کو نکال کر اُس کے پاس لائے جب صندوق کو کھولا اُس میں ایک لڑکے کو دیکھا۔ کہا بنی اسرائیل کا ہے لیکن خدا نے اُس کے دل میں موسیٰؑ کی شدید محبت ڈال دی اور آسیہ بھی اُن کی محبت سے بیتاب ہو گئیں۔ فرعون نے اُن کو مار ڈالنے کا قصد کیا تو آسیہ نے کہا اُس کو نہ مارو شاید ہم کو اس سے کچھ نفع حاصل ہو یا اپنی فرزندی میں لے لیں۔ (ترجمہ آیت ۹ سورہ القصص پ ۲۰) وُہ نہیں جانتے تھے کہ جس فرزند موعود سے وہ ڈرتا تھا یہی فرزند ہے۔ فرعون کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اُس نے کہا اچھا اس کے لئے دایہ تلاش کرو جو اس کی تربیت کرے پس اُن عورتوں میں سے بہت سی عورتیں لائی گئیں جن کے بچے مار ڈالے گئے تھے۔ موسیٰؑ نے کسی کا دُودھ نہیں پیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے ہی دُودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ موسیٰؑ پر حرام کر دیا۔ جب اُن کی ماں کو خبر ملی کہ فرعون نے موسیٰؑ کو دریا سے نکال لیا ہے بہت محزون ہوئیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ مادر موسیٰؑ کا دل غم و اندوہ کی زیادتی کے سبب عقل و شعور سے خالی ہو گیا تھا اور نزدیک تھا کہ اپنے پوشیدہ درد کا وہ اظہار کریں یا مر جائیں اگر میں اُن کے دل کو صبر سے مضبوط نہ کر دیتا اس لئے کہ وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لانے والوں میں سے تھیں۔ لہذا خدا کی مدد سے ضبط و صبر کیا اور موسیٰؑ کی خواہر سے کہا کہ موسیٰؑ کے حال کی تلاش میں جائیں اور اُن کی خبر دریافت کریں۔ اُن کی بہن فرعون کے گھر میں آئیں اور دُور سے ان کی جانب نگاہ کی۔ اُن لوگوں کو نہ معلوم ہو سکا کہ وُہ موسیٰؑ کی بہن ہیں۔ جب موسیٰؑ نے اُن میں سے کسی کا دُودھ قبول نہ کیا فرعون کو نہایت فکر ہوئی اُس وقت خواہر موسیٰؑ نے کہا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو میں ایسا خاندان بتا دوں جو اس بچہ کی محافظت کریں اور اس کے خیر خواہ ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ یہ سُن کر وُہ اُن کی ماں کو بُلا لائیں جب موسیٰؑ کی ماں نے گود میں لے کر موسیٰؑ کے مُنہ میں دُودھ دیا وہ نہایت شوق سے پینے لگے۔ فرعون اور اُس کی زوجہ کو بھی خوشی ہوئی اور اُن کی ماں کو گرامی کیا۔ اور کہا اس بچہ کی ہمارے لئے پرورش کرو ہم تم کو خوش کر دیں گے اور انعام و اکرام

سے مالا مال کر دیں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کا رُخ اُن کی ماں کی جانب کر دیا تا کہ اُن کی آنکھیں روشن ہوں اور غمگین نہ رہیں یا سمجھیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے لیکن زیادہ تر لوگ نہیں جانتے۔ فرعون فرزندان بنی اسرائیل کو جو پیدا ہوتے تھے مار ڈالتا تھا لیکن موسیٰؑ کی تربیت کر رہا تھا اور ان کو عزیز رکھتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اُس پر اُن ہی کے ہاتھ سے بلا آئے گی۔ غرضکہ موسیٰؑ کی تربیت ہونے لگی۔ ایک روز وہ فرعون کے پاس تھے کہ فرعون کو چھینک آ ئی۔ موسیٰؑ نے کہا الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔ فرعون نے اس کلام کو اُن پر رد کیا اور اُن کے مُنہ پہ طمانچہ مارا اور کہا یہ کیا ہے جو تو کہتا ہے۔ موسیٰؑ کود کر اُس کی داڑھی سے لپٹ گئے اور چند بال توڑ ڈالے۔ فرعون کی داڑھی لمبی تھی۔ یہ دیکھ کر فرعون نے اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ آسیہ نے کہا کمسن بچہ ہے کیا جانے کہ کیا کہتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ دانستہ کہتا اور کرتا ہے۔ آسیہ نے کہا امتحان کر لو۔ ایک طبق میں خرمے اور ایک طبق میں آگ بھر کر اس کے سامنے رکھو اگر آگ اور خرمے میں تمیز کرے تو تمہارا خیال درست ہے۔ جب اُن کے پاس دونوں چیزیں لائی گئیں موسیٰؑ نے چاہا کہ خرما کی جانب ہاتھ بڑھائیں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کا ہاتھ آگ کی جانب کر دیا۔ وُہ ایک انگارہ اُٹھا کر منہ میں لے گئے اور اُن کی زبان جل گئی۔ وُہ چلّا اُٹھے اور رونے لگے۔ اُس وقت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ میں نہ کہتی تھی کہ وُہ نادان ہے۔ یہ دیکھ کر فرعون نے معاف کیا۔ راوی نے حضرت سے دریافت کیا کہ کب تک موسیٰؑ اپنی ماں سے جُدا رہے۔ فرمایا کہ تین روز تک۔ پوچھا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ وحی دونوں پر نازل ہوتی تھی فرمایا کہ موسیٰؑ پر وحی ہوتی تھی وہ ہارونؑ سے بیان کرتے تھے۔ پوچھا کہ حکم قضا اور امر و نہی کے معاملہ میں دونوں کا ساتھ تھا فرمایا کہ موسیٰؑ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے تھے علم کو لکھتے تھے اور بنی اسرائیل میں حکم کرتے تھے۔ جب موسیٰؑ خدا سے مناجات کے لئے اپنی قوم سے علیحدہ ہوتے تھے ہارونؑ اُن کی قوم میں اُن کے جانشین ہوتے۔ پوچھا اُن میں سے پہلے کون فوت ہُوا۔ فرمایا کہ ہارونؑ موسیٰؑ سے پہلے فوت ہوئے۔ اور دونوں کا صحرائے تیہ میں انتقال ہُوا۔ پوچھا کہ موسیٰؑ کی اولاد تھی فرمایا نہیں۔ اولاد ہارونؑ کی تھی۔ پھر فرمایا کہ موسیٰؑ نہایت حرمت و عزّت کے ساتھ فرعون کے پاس رہے یہاں تک کہ بڑے ہو کر مردوں کی حد میں پہنچے۔ وُہ فرعون سے توحید کے بارے میں

جو کچھ گفتگو کرتے تھے فرعون اُس سے انکار کرتا تھا یہاں تک کہ اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ تو موسیٰؑ فرعون کے پاس سے چلے گئے اور شہر میں داخل ہُوئے۔ دو مردوں کو دیکھا جو باہم لڑ رہے تھے اُن میں سے ایک شخص موسیٰؑ کی باتوں کا قائل تھا۔ اور دوسرا فرعون کا ماننے والا تھا۔ موسیٰؑ ان کے پاس آئے اور فرعون کے ماننے والے کو ایک ہاتھ مارا وہ ہلاک ہو گیا۔ موسیٰؑ خوف سے پنہاں ہو گئے۔ جب دُوسرا دن آیا دوسرا قبطی موسیٰؑ کے ماننے والے اُسی شخص سے لڑنے لگا۔ اُس نے پھر موسیٰؑ سے مدد چاہی تو اُس فرعونی نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا تم مجھ کو بھی مار ڈالنا چاہتے ہو۔ جس طرح ایک شخص کو کل مار ڈالا۔ موسیٰؑ نے اُس کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ فرعون کا خزانچی بھی موسیٰؑ پر ایمان لا چکا تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آل فرعون میں سے ایک مومن نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار وہ ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ جب فرعون کو اس کی اطلاع ہُوئی کہ موسیٰؑ نے ایک شخص کو مار ڈالا تو موسیٰؑ کی تلاش و فکر میں ہوا کہ اُن کو قتل کرے۔ مومن آل فرعون نے موسیٰؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ قوم فرعون کے رؤسا تمہارے مار ڈالنے کا مشورہ کر رہے ہیں لہٰذا یہاں سے باہر چلے جاؤ اور میں تو یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہ معلوم کر کے وہ شہر سے باہر چلے گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ خوفزدہ موسیٰؑ اس کے منتظر تھے کہ اب فرعون کے آدمی اُن کی گرفتاری کے لئے اُن کے پاس پہنچتے ہیں اور وُہ داہنے اور بائیں دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ پالنے والے مجھے ظالموں سے نجات دے پھر وُہ شہر مدین کو روانہ ہُوئے۔ وُہ شہر تین روز کی راہ پر تھا۔ جب مدین کے دروازہ پر پہنچے۔ ایک کنواں نظر آیا جس میں سے لوگ اپنے جانوروں اور گوسفندوں کے لئے پانی کھینچ رہے تھے۔ وہاں ایک طرف بیٹھ گئے اور تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ پھر اُن کی نظر دو لڑکیوں پر پڑی جو علیحدہ کھڑی تھیں اور چند گوسفندیں اُن کے ہمراہ تھیں وُہ کنویں کے قریب نہیں آتی تھیں۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ پانی کیوں نہیں کھینچتی ہو انہوں نے کہا ہم انتظار میں ہیں کہ یہ لوگ واپس جائیں۔ چونکہ ہمارے پدر ضعیف ہیں اس لئے ہم اپنے گوسفندوں کو پانی پلانے آئے ہیں۔ موسیٰؑ کو اُن پر رحم آ گیا۔ کنویں کے قریب گئے اور اس شخص سے کہا جو کنویں پر استادہ تھا کہ مجھے اجازت دو کہ میں بھی پانی لے لوں۔ ایک ڈول تمہارے لئے کھینچوں گا اور ایک اپنے واسطے۔ اُن کے ڈول کو دس آدمی مل کر کھینچتے تھے موسیٰؑ نے تنہا ایک ڈول اُس کے لئے

اور ایک ڈول دختران شعیبؑ کے لئے کھینچا اور اُن کے گوسفندوں کو پانی پلایا پھر جاکر
سایہ میں بیٹھے اور کہا۔ رَبِّ اِنِّی لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ وُہ بہت بھوکے
تھے۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ بیشک کلیم خدا تھے کہ یہ دعا کی اور خدا
سے ایک روٹی کے علاوہ سوال نہ کیا کیونکہ اُس مدت میں حضرت زمین کی گھاس کھاتے
تھے اور اُس کی سبزی اُن کے شکم کی کھال سے دکھائی دیتی تھی کیونکہ وُہ بہت لاغر ہو گئے
تھے۔ جب شعیبؑ کی لڑکیاں واپس مکان میں آئیں حضرت نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد کیسے
واپس آگئیں۔ لڑکیوں نے اُن سے موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا۔ شعیبؑ نے ایک لڑکی سے کہا
کہ جاکر اُس مرد کو بلا لاؤ تاکہ ہم اُس کو پانی کھینچنے کی اجرت دیں۔ وُہ لڑکی موسیٰؑ کے
پاس حیا و شرم میں ڈوبی ہوئی آئی اور کہا کہ میرے والد تم کو پانی کھینچنے کی اجرت دینے
کو بلاتے ہیں۔ موسیٰؑ اُٹھے اور اس لڑکی کے ساتھ خانہ شعیبؑ کی جانب روانہ ہوئے
چونکہ ہوا سے اُس لڑکی کے کپڑے اُڑنے لگے اور جسم دکھائی دیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ
میں اُس جماعت سے ہوں جو عورتوں کی پشت کی جانب نظر نہیں کرتے لہذا تم میرے
پیچھے چلو اور میری رہنمائی کرو۔ غرض موسیٰؑ نے شعیبؑ سے ملاقات کی اور اپنا واقعہ
بیان کیا۔ جناب شعیبؑ نے فرمایا کہ اب خوف نہ کرو کیونکہ ظالموں کے گروہ سے تم کو
نجات ملی۔ پھر شعیبؑ کی ...... دختر نے کہا باباجان اس شخص کو اُجرت پر مقرر کر لیجئے
چونکہ یہ کسی دوسرے سے توانائی اور امانت میں بہتر ہوگا۔ شعیبؑ نے کہا۔ توانائی اُس
کی تو پانی کھینچنے سے ظاہر ہوگئی لیکن تم کو اس کی امانت کیونکر معلوم ہوئی۔ عرض کی اس
لئے کہ وُہ راضی نہیں ہوا کہ میں اُس کے آگے چلوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُس کی نظر میری پشت
کے کسی حصہ پر پڑے۔ پس شعیبؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک دختر
کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔ اس مہر پر کہ آٹھ سال تک تم میرے اجیر رہو اور اگر
دس سال پورے کر دو تو پھر تمہیں اختیار ہے اور میں تم پر دشواری ڈالنا نہیں چاہتا۔
اگر خدا نے چاہا تو ...... تم مجھ کو شائستہ لوگوں میں سے پاؤ گے۔ موسیٰؑ نے کہا
میرے اور آپ کے مابین یہ شرط ہے کہ دو وعدوں میں سے کسی ایک کو پورا کروں تو
میرے لیے کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ اگر میں چاہوں دس سال کی مدت کو تمام کروں یا چاہوں
آٹھ سال کی اور جو کچھ میں کہتا ہوں خدا اس پر وکیل اور گواہ ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام
سے لوگوں نے پوچھا کہ کس وعدہ کو موسیٰؑ عمل میں لائے فرمایا دس سال کے وعدہ کو۔ پوچھا
کہ مدت ختم ہونے کے بعد زفاف واقع ہوا یا پہلے۔ فرمایا کہ پہلے۔ دریافت کیا

کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کی خواستگاری کرے اور اُس کا باپ دو ماہ کے اجارہ کی شرط
کرے تو جائز ہے۔ فرمایا کہ موسیٰؑ جانتے تھے کہ شرط کو پورا کریں گے۔ یہ شخص کیسے جانتا
ہے کہ شرط کو پورا کرے گا اور زندہ رہے گا۔ پوچھا کہ شعیبؑ نے کس دختر کو اُن کے
نکاح میں دیا۔ فرمایا اُس کو جو موسیٰؑ کو بُلا کر لائی اور اپنے باپ سے کہا اُس کو اُجرت پر
مقرر کر لو کہ وہ توانا اور امین ہے۔ جب موسیٰؑ نے دس سال کی مدت تمام کی شعیبؑ سے
کہا کہ اب میں اپنی ماں اور رشتہ داروں کے پاس وطن جانا چاہتا ہوں آپ مجھے کیا دینا چاہتے
ہیں۔ شعیبؑ نے کہا ہر ابلق گوسفند جو اس سال میرے گوسفندوں سے پیدا ہوں گے
تمہارے ہیں۔ تو موسیٰؑ نے نر و مادہ گوسفندوں سے جوڑا لگایا اور اپنے عصا کو ابلق کر دیا۔
یعنی اُس کی کھال بعض مقامات سے چھیل دی اور بعض جگہ چھوڑ دی اور گوسفندوں کے
درمیان نصب کر دیا اور ایک ابلق عبا اُس پر ڈال دی۔ اُس کے بعد نر و مادہ نے
جوڑا کھایا تو اُس سال جتنے گوسفند کے بچے ہوئے سب ابلق تھے۔ جب سال ختم ہو گیا
موسیٰؑ نے گوسفندوں کو لیا اور اپنی زوجہ کے ہمراہ شہر سے نکلے۔ شعیبؑ نے زادِ سفر
ساتھ کیا۔ روانگی کے وقت موسیٰؑ نے شعیبؑ سے کہا کہ وہ عصا جو تمہارے پاس
ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس رہے۔ حضرت شعیبؑ کو میراث میں پیغمبروں کے
عصا ملے تھے اور گھر میں ایک جگہ رکھے ہوئے تھے۔ شعیبؑ نے کہا جاکر ایک عصا لے
آؤ۔ جناب موسیٰؑ مکان میں گئے۔ عصائے نوحؑ و ابراہیمؑ نے حرکت کی اور اُن
کے ہاتھ میں آگیا۔ اُسے لے کر شعیبؑ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اس کو
واپس لے جاؤ اور دوسرا عصا لاؤ۔ موسیٰؑ اُس کو واپس لے گئے اور تمام عصاؤں
میں ملا کر رکھ دیا اور چاہا کہ کوئی دوسرا عصا لاویں پھر اُس میں حرکت ہوئی اور وہیں اُن
کے ہاتھ میں آیا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو شعیب علیہ السلام نے یہ مشاہدہ
کرکے فرمایا کہ اسی کو لے جاؤ کیوں کہ خدا نے اس کو تم سے مخصوص کیا ہے۔ موسیٰؑ
روانہ ہوئے اور مصر کی جانب چلے اثنائے راہ میں ایک بیابان میں پہنچے رات کا
وقت تھا سخت سردی اور ہوا سے اُن کو اور اُن کی زوجہ کو تکلیف تھی ناگاہ موسیٰؑ
کی نظر دور سے ایک آگ پر پڑی جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ جب
موسیٰؑ نے مدتِ اجارہ کو ختم کیا اور اپنی زوجہ کو لے کر روانہ ہوئے طور کی جانب
سے ایک آگ دیکھی۔ زوجہ سے کہا کہ مجھے آگ نظر آتی ہے۔ تم ٹھہرو میں جاتا ہوں
شاید اُس میں سے کچھ مل جائے جس کے سبب سے سردی سے تم کو آرام

ملے۔ پھر وہ آگ کی جانب رخ کرکے روانہ ہوئے ناگاہ ایک درخت کو دیکھا جس میں آگ مشتعل تھی جب وہ اُس کے قریب گئے تاکہ اس میں سے آگ لیں آگ خود اُن کی جانب بڑھی یہ دیکھ کر وہ ڈرے اور بھاگے وہ آگ پھر درخت کی جانب واپس ہوگئی۔ جب دیکھا کہ آگ درخت کی طرف واپس گئی پھر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ پھر آگ کے شعلے اُن کی جانب بڑھے دو مرتبہ ایسا ہی ہوا جب تیسری مرتبہ بھاگے تو مُڑ کر پھر پیچھے نہ دیکھا اس وقت حق تعالیٰ نے اُن کو ندا کی کہ میں ہی خدا اور تمام عالموں کا پالنے والا ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا اس کی دلیل کیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے عرض کی یہ میرا عصا ہے، فرمایا کہ اس کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰؑ نے عصا کو پھینک دیا وہ ایک سانپ بن گیا موسیٰؑ ڈرے اور بھاگے۔ آواز آئی کہ اُس کو اُٹھا لو اور خوف نہ کرو۔ اس لئے کہ تم محفوظ ہو اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو جب نکالوگے تو سفید اور نورانی ہوگا بغیر کسی بیماری اور مرض کے کیونکہ موسیٰؑ سیاہ رنگ تھے جب ہاتھ گریبان سے نکالتے تھے اُس کی روشنی سے عالم منوّر ہوجاتا تھا۔ خدا نے فرمایا کہ یہ دو معجزے تمہاری حقیقت کی دلیل ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ فرعون اور اس کی قوم کی جانب جاؤ کیونکہ وہ یقیناً فاسقوں کے گروہ ہیں موسیٰؑ نے کہا پالنے والے میں نے اُن کے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے نہ مار ڈالیں اور میرے بھائی ہارونؑ کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے۔ لہٰذا اُن کو میرے ساتھ بھیجدے تاکہ وہ رسالت کی تبلیغ میں میرے معین و یاور ہوں اور میری تصدیق کریں۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے بازو کو تمہارے بھائی ہارون سے مضبوط کروں گا اور تمہارے لئے سلطنت قوت اور برہان قرار دوں گا۔ فرعون تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اُن معجزات اور نشانیوں کے سبب سے جو میں نے تم کو عطا کی ہیں اور جو تمہاری متابعت کرے گا غالب[۵] ہوگا۔

۵ مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جماعت کے نزدیک جو پیغمبروں سے گناہ اور خطا کے قائل ہیں۔ منجملہ اور شبہوں کے ایک یہ ہے کہ موسیٰؑ نے ایک قبطی کو قتل کیا ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر اُس مرد کا قتل کرنا جائز نہ تھا تو موسیٰؑ نے گناہ کیا اور اگر جائز تھا تو کیوں موسیٰؑ نے کہا کہ یہ عمل شیطان کا تھا اور کیوں کہا کہ پروردگارا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا لہٰذا مجھے بخش دے اور جس وقت کہ فرعون نے اعتراض کیا اور کہا کہ تو نے وہ (بقیہ صفحہ ۳۹۵ پر)

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ مامون نے امام رضا علیہ السلام سے ان مذکورہ آیات کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ فرعون کے کسی شہر میں موسیٰؑ کا گذر ہوا جس وقت کہ اُس شہر کے رہنے والے نماز شام اور نماز شب کے وقت سے غافل تھے۔ وہاں دو شخصوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ایک موسیٰؑ کا ماننے والا تھا اور دوسرا دشمن۔ جو آپ کا ماننے والا تھا اُس نے آپ کے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگی۔ موسیٰؑ نے اپنے دشمن پر خدا کے حکم سے عمل کیا اور ایک ہاتھ مارا جس سے وہ مرگیا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ یہ شیطانی فعل تھا اور ان دونوں کی جنگ شیطان کا کام تھا نہ کہ موسیٰؑ کا اس لئے کہ شیطان گمراہ کرنے والا اور دشمنی ظاہر کرنیوالا دشمن ہے مامون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹۴) کام کیا جو کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔ موسیٰؑ نے اس وقت کیوں کہا کہ میں گمراہوں میں سے تھا۔ اس کا جواب چند طریقہ سے ہوسکتا ہے۔ اول یہ کہ موسیٰؑ مار ڈالنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے بلکہ اُن کا مطلب مظلوم سے ظلم کا دفع کرنا تھا اگرچہ اُن کا فعل اُس کے قتل پر منتہی ہوا اور کوئی شخص اپنے یا کسی مومن کے دفع ضرر کے لئے کوشش کرے اور آخر بے ارادہ وہ فعل اُس ظالم کے قتل پر منتہی ہو تو کوئی گناہ اُس پر نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ کافر تھا اور اُس کا خون حلال تھا اس سبب سے موسیٰؑ نے اُس کو مار ڈالا۔ اور موسیٰؑ نے جو یہ کہا کہ یہ شیطانی فعل تھا اُس کی توجیہ میں چند وجہیں ہوسکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ہرچند کافر کا مار ڈالنا مباح تھا اور ایک مسلمان سے اُس کا دفع کرنا مناسب تھا۔ لیکن زیادہ بہتر یہ تھا کہ اُس وقت وہ فعل واقع نہ ہوتا اور موسیٰؑ اُس وقت تک صبر کرتے جب تک کہ اُس کے معارضہ پر مامور نہ ہوتے لہٰذا یہ سبقت کرنا مکروہ اور ترکِ اولیٰ تھا۔ اس لئے فرمایا کہ یہ شیطانی فعل تھا۔ دوسرے یہ کہ اشارہ اُسی مقتول کی طرف کیا کہ اُس کا شیطانی عمل تھا نہ کہ اپنا عمل اور مطلب اُس کے مار ڈالنے کے عذر سے تھا۔ سوم یہ کہ اشارہ اپنے مقتول کی جانب تھا کہ وہ شیطانی عمل کا نتیجہ تھا اور یہ اصطلاح عرف عرب میں رائج ہے اور اپنے نفس پر ظلم کا جو اعتراف کیا وہ بھی اسی نہج پر ہے جیسا کہ حضرت آدمؑ کے حالات میں مذکور ہوا کہ درگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عاجزی کے اظہار کے لئے تھا بغیر اس کے کہ کوئی گناہ کیا ہو یا فعل مکروہ یا ترکِ اولیٰ ہو جیسا کہ گذرا۔ یا یہ مراد ہو کہ خداوندا میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا کہ اپنے کو فرعون کی اذیت و عقوبت میں ڈال دیا کیونکہ اگر فرعون کو معلوم ہوگا تو وہ مجھے اُس کے عوض میں قتل کر دیگا فَاغْفِرْ لِيْ لہٰذا میرے لئے چھپا دے اور ایسا کر کہ فرعون نہ جانے کہ میں نے یہ فعل کیا فَغَفَرَ لَهٗ پس خدا نے اُن کے فعل کو چھپا دیا اور ایسا انتظام کیا کہ فرعون کو اُن پر قابو نہ ہوا اور جو فرعون نے کہا کہ موسیٰ تم کافروں میں سے تھے یعنی تم نے کفرانِ نعمت کیا اور میرے حق تربیت کی رعایت نہ کی موسیٰؑ نے کہا میں ظالموں اور گمراہوں میں سے تھا یعنی میں نہیں جانتا تھا کہ میرا دفع کرنا اُس قبطی کے قتل پر منتہی ہوگا یا میں مکروہ اور ترکِ اولیٰ کرنے پر گمراہ تھا یا میں راستہ بھول گیا تھا اور اُس شہر میں جانا پڑا اور کافر کے ہاتھ سے ایک مومن کو بچانے کے لئے مجھے ایسا کام مجبوراً کرنا پڑا۔ ۱۲

نے کہا کہ موسیٰ کے اس قول رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ کے کیا معنی ہیں (آیت ۱۶ سورۃ القصص پ ۲۰) فرمایا کہ ظلم وضع شے ہے اپنے غیر مقام میں یعنی اپنے نفس کو اُس مقام سے میں نے ہٹا کر قائم کیا کہ اس شہر میں داخل ہوا لہذا مجھے میرے دشمنوں سے پوشیدہ رکھ کہ وُہ مجھ پر قابو نہ پائیں تو خدا نے اُن کو پوشیدہ رکھا اور وُہ یقیناً چھپانے والا اور رحیم ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا تو نے جو قوت مجھ کو عطا فرمائی جس سے میں نے ایک ہاتھ میں اُس شخص کو مار ڈالا تو میں کافر و مجرموں کا اُس کے ذریعہ سے معین و مددگار نہ ہوں گا۔ بلکہ ہمیشہ اُس قوت سے تیری رضا کے لئے تیرے دشمنوں سے جہاد کروں گا۔ تاکہ تو مجھ سے راضی ہو۔ غرضیکہ موسیٰؑ کو اس شہر میں صبح ہوئی اس حال میں کہ خوفزدہ اور ہراساں تھے کہ دشمن اُن کو گرفتار نہ کر لیں ناگاہ دیکھا کہ کل جس شخص نے اُن سے مدد طلب کی تھی آج پھر ایک دوسرے شخص سے برسرِ پیکار ہے اور موسیٰؑ سے مدد چاہتا ہے۔ موسیٰؑ نے نصیحت کے طور پر اُس سے فرمایا تو یقیناً گمراہی میں ہے۔ کل ایک شخص سے تو نے جنگ کی اور آج دُوسرے شخص سے لڑتا ہے۔ میں تیری تادیب کروں گا تاکہ پھر ایسا نہ کرے اور جب اُس کی تادیب پر آمادہ ہوئے اُس نے کہا اے موسیٰؑ کل ایک شخص کو تم نے مار ڈالا آج چاہتے ہو کہ مجھے مار ڈالو تمہاری خواہش اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تم زمین میں ایک جبار بن جاؤ اور اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے ہو۔ مامون نے کہا اے ابوالحسن خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ موسیٰؑ کے اس قول کے کیا معنی ہیں جو آپ نے فرعون سے فرمایا۔ فَعَلْتُهَا اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت موسیٰ فرعون کے پاس آئے اور چاہا کہ تبلیغ رسالت کریں اُس نے کہا وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ آیت ۱۹ و ۲۰ سُورۃ شعرا۔ پ ۱۹۔ موسیٰؑ نے فرمایا قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ یعنی میں نے یہ فعل اُس وقت کیا جبکہ میں راستہ بھُول گیا تھا اور تیرے ایک شہر میں جا پہنچا تھا۔ پھر میں نے تم لوگوں سے گریز کی۔ جبکہ مجھے تم سے خوف ہوا پھر میرے پروردگار نے مجھے حکم عطا کیا اور پیغمبر مرسل قرار دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اپنی عزّت کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ شخص جس کو تم نے مار ڈالا۔ ایک چشم زدن کے لئے بھی یہ اقرار کئے ہوتا کہ میں اُس کا پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ہوں تو یقیناً اپنے

عذاب کا مزہ میں تم کو چکھاتا لیکن اس لئے تم کو معاف کیا کہ اُس نے اقرار نہیں کیا تھا۔ کہ میں اُس کا خالق اور رازق ہوں۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ زمین کے ٹکڑوں نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا ہے اور کعبہ نے زمین کربلا پر فخر کیا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر وحی کی کہ خاموش ہو اور کربلا پر فخر نہ کر کیونکہ وہ ایک ایسا مبارک ٹکڑا ہے جہاں میں نے درخت کے ذریعہ سے موسیٰؑ کو ندا کی اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وادی ایمن کی ایک نہر ہے جس کو خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ نہر فرات ہے اور وہ زمین کربلا کا ایک مبارک ٹکڑا ہے اور وُہ روشن درخت جس کو موسیٰؑ نے دیکھا تھا محمد صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل کا نور تھا جو اُس وادی میں اُن پر ظاہر ہُوا۔[1]

بسندِ معتبر حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے مدّتِ اجارہ کو ختم کیا اور اپنی زوجہ کے ساتھ بیت المقدس روانہ ہوئے۔ راہ بھُول گئے دور سے ایک آگ دیکھی۔ اور اس کی طرف گئے۔

بسندِ صحیح منقول ہے کہ بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس لڑکی کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام نے نکاح کیا وہی دختر تھی جو موسیٰ کے پاس گئی اور اُن کو شعیبؑ کے پاس بلا کر لائی کہا ہاں پھر فرمایا کہ جب موسیٰؑ نے چاہا کہ شعیبؑ سے جُدا ہوں اور مصر واپس جائیں۔ شعیبؑ نے کہا اس مکان میں داخل ہو اور اُن عصاؤں میں سے ایک عصا نکال لاؤ اور اپنے پاس رکھو جس سے درندوں کو اپنے سے دفع کرنا۔ شعیبؑ کو اُس عصا کے بارے میں اطلاع تھی۔ جو موسیٰؑ نے انتخاب کیا تھا کہ اُس سے کیا کیا کام لئے جا سکتے ہیں۔ موسیٰؑ اُسی عصا کو شعیبؑ کے پاس لائے۔ حضرت نے پہچان کر کہا دوسرا عصا لاؤ۔ موسیٰؑ نے واپس لے جا کر اُس کو رکھ دیا اور چاہا کہ دوسرا عصا اُٹھاویں پھر وہی حرکت کر کے اُن کے ہاتھ میں آ گیا۔ وُہ اس کو جب شعیب کے پاس لائے فرمایا میں نے تم سے نہیں کہا کہ دوسرا لاؤ۔ موسیٰؑ نے کہا تین مرتبہ اس کو واپس رکھا مگر پھر یہی ہاتھ میں آتا ہے فرمایا اچھا اسی کو لے جاؤ کیونکہ یہ تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ہر سال

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ موسیٰؑ کو ایک شب میں حوالیٔ شام سے کربلا میں زمین طے کرا کے لایا۔ ہو تو بعید نہیں ہے۔

ایک مرتبہ موسیٰؑ شعیبؑ کی زیارت کے لئے آتے تھے اور اُن کا حق خدمت بجا لاتے تھے۔ جب شعیبؑ کھانا کھاتے تھے موسیٰؑ اُن کے پاس کھڑے ہو کر روٹیاں توڑ توڑ کر اُن کو دیتے تھے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ عصا آدمؑ کا تھا جو شعیبؑ کو ملا تھا اور شعیبؑ سے موسیٰؑ کے پاس آیا اور اب ہمارے پاس ہے اور اب بھی جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو وہ اسی طرح سبز ہے جیسا کہ اُس روز تھا جبکہ درخت سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ اُس سے گفتگو کروگے تو وہ بولے گا۔ وُہ قائمؑ آل محمدؐ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ وہ اس سے وہی کام لیں گے جو موسیٰؑ لیا کرتے تھے۔ ہم جب چاہتے ہیں وہ حرکت میں آتا ہے جس چیز کے کھانے کو کہتے ہیں کھا لیتا ہے۔ جب اس کو کسی چیز کے کھانے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اپنے مُنہ کو کھولتا ہے ایک حصہ زمین سے اور دوسرا حصّہ اُس کے دہن کا چھت سے مل جاتا ہے۔ اُس کا دہن چالیس ہاتھ کے برابر کھلتا ہے جو اُس کے پاس موجود ہوتا ہے اُس کو اپنی زبان سے اُچک لیتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ اُس کو بہشت سے ہمراہ لائے تھے۔ وُہ بہشت کے درخت عوسج کا تھا اور دوسری معتبر روایت کی بنا پر بہشت کے درخت مورد کا تھا۔ اُس میں دو شاخیں تھیں۔ شعیبؑ اُس کو ہمیشہ اپنے فرش کے پاس رکھتے تھے۔ جب سوتے تھے اپنے بستر میں چھپا کر رکھتے تھے۔ ایک روز موسیٰؑ نے اُس کو اُٹھا لیا۔ شعیبؑ نے فرمایا کہ میں تم کو امین جانتا تھا کیوں عصا کو بلا اجازت تم نے لیا۔ موسیٰؑ نے کہا اگر عصا میرا نہ ہوتا میں نہ اُٹھاتا۔ شعیبؑ نے سمجھا کہ انہوں نے خدا کے حکم سے اُٹھایا ہے اور وُہ پیغمبر ہیں۔ اس لئے عصا اُن کو دے دیا۔ دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کا عصا بہشت کے درخت مورد کی ایک لکڑی تھی جس کو جبرئیلؑ اُن حضرت کے لئے لائے تھے۔ جس وقت کہ وُہ شہر مدین کی جانب متوجہ ہوئے۔ [1]

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ عصائے موسیٰؑ میں دو شاخیں اوپر تھیں اور نیچے دو ٹیڑھی شاخیں اور سرا آہنی تھا۔ جب موسیٰؑ کسی بیابان میں اس وقت جاتے تھے جبکہ سورج نکلا نہ ہوتا

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اُن حضرت کے پاس دو عصا رہا ہو ایک وہ جو جبرئیلؑ لائے تھے اور دوسرا وہ جو شعیبؑ نے دیا تھا۔

تو ان دونوں شاخوں سے ایک نور ساطع ہوتا اور جہاں تک نظر کام کرتی اُس کی روشنی معلوم ہوتی۔ جب اُن کو پانی کی ضرورت ہوتی عصا کو کنویں میں داخل کرتے تھے۔ پانی کنویں کے اوپر کھنچ آتا تھا۔ اس کے سرے پر ایک ڈول پیدا ہو جاتا اور پانی نکل آتا۔ جب کھانے کی ضرورت ہوتی۔ عصا کو زمین پر مارتے تو زمین سے اُس روز کی خوراک کے موافق کھانا باہر آ جاتا۔ اگر میوے کی خواہش ہوتی زمین میں اُس کو گاڑ دیتے اُسی وقت وہ ایک درخت ہو جاتا اور اس سے میوہ حاصل ہوتا۔ اور جب دشمن سے جنگ کی نوبت آتی اُس کی دونوں شاخیں دو بڑے بڑے سانپ بن جاتے جو حضرت موسیٰؑ سے دشمن کو دفع کر دیتے جب اُن کے راستہ میں کوئی پہاڑ یا جنگل پڑ جاتا عصا کو مارتے تھے تو راستہ اُن کے لئے کھل جاتا تھا۔ جب چاہتے تھے کہ کسی بڑی نہر کو عبور کریں عصا کو مارتے۔ نہر اُن کے واسطے پھٹ جاتی کبھی دُوسری شاخ سے شہد جوش مارتا۔ جب راستہ چلنے سے عاجز ہوتے اُس پر سوار ہوتے اور جس جگہ وُہ چاہتے وُہ ان کو لے جاتا اور اُن کی رہنمائی کرتا۔ اُن کے دشمنوں سے جنگ کرتا اُس میں سے ایسی خوشبو پیدا ہوتی کہ پھر دوسری خوشبو کی ضرورت نہ رہتی۔ جب اس کو معجزہ کے لئے زمین پر ڈال دیتے ایک اژدھا ہو جاتا کہ اُس سے زیادہ بڑا ہو نہیں سکتا۔ اُس کا رنگ نہایت سیاہ ہوتا اور چار پیر اُس کے لئے پیدا ہو جاتے اور دونوں شاخوں کے بجائے ایک بڑا سا دہن ہو جاتا اور بارہ ڈنک اور بہت سے دانت اُس میں نکل آتے اور اُس کے دانتوں سے ایک ڈراؤنی آواز آتی اور اُس کے دہن سے آگ کی زبان باہر نکل آتی اور اس کچی کے بجائے پَر نکل آتے جس کے ہر بال مثل شہاب کے چمکنے لگتے اور اُس کی آنکھیں مثل برق کے چمکتیں اور اُس سے ایک ہوا مانند باد سموم کے نکلتی کہ جس کو لگتی اُس کو جلا دیتی جب کسی اتنے بڑے پتھر کے پاس پہنچتا جو اونٹ کے برابر ہوتا اُس کو بھی نگل جاتا اور اُس کے پیٹ میں پتھروں کی آواز معلوم ہوتی۔ بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑتا اور کھا لیتا۔

شاذان بن جبرئیل نے حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ فرعون موسیٰؑ کی تلاش میں حاملہ عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچوں کو نکالتا اور مار ڈالتا۔ جب موسیٰؑ پیدا ہوئے اُسی وقت گفتگو کرنے لگے اور اپنی ماں سے۔ بولے کہ مجھے ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ آپ کی ماں یہ عجیب حال دیکھ کر ڈریں اور کہا اے فرزند ڈرتی ہوں کہ تو غرق نہ ہو جائے۔ موسیٰؑ نے کہا خوف نہ کرو خداوند عالم مجھ کو تمہارے پاس جلد پہنچا

دے گا۔ اُن کی ماں اس معاملہ میں متعجب اور حیران تھیں یہاں تک کہ موسیٰؑ نے دوبارہ پھر کہا کہ مجھ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ تب آپ کی ماں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا وہ اُس میں ایک مدّت تک رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُن کو کنارہ پہ پہنچا دیا اور ان کی ماں سے ملا دیا ایک روایت ہے کہ ستر روز کے بعد وہ اپنی ماں کے پاس پہنچے اور دوسری روایت کے موافق سات ماہ تک ماں سے جدا رہے۔ یہاں تک شاذاں کی روایت تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ تین روز سے زیادہ اپنی ماں سے جدا نہ رہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب فرعون مطلع ہوا کہ اُس کے مُلک کی بربادی موسیٰؑ کے ہاتھ سے ہوگی۔ کاہنوں کو طلب کیا اور اُن سے معلوم کیا کہ موسیٰؑ بنی اسرائیل سے ہوں گے لہذا برابر اپنے ملازموں کو حکم دیتا رہا کہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے شکم چاک کریں۔ یہاں تک کہ موسیٰؑ کی تلاش میں بیس ہزار سے زیادہ بنی اسرائیل کے بچوں کو مار ڈالا اور موسیٰؑ کو نہ قتل کرسکا اس لئے کہ خداوندِ عالم نے اُس کے شر سے اُن کی حفاظت کی۔

امام حسنؑ عسکری کی تفسیر میں اس آیت وَاِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ کے بارے میں مذکور ہے یعنی اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجداد کو آلِ فرعون یعنی اُن لوگوں سے نجات دی۔ جو فرعون کی جانب منسوب تھے اور اس کے دین و مذہب میں اُس سے متحد تھے۔ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وہ لوگ تم پر بدترین عذاب کرتے اور سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے تم پر بوجھ لادتے تھے۔ فرمایا اُن کے شدید عذاب یہ تھے کہ فرعون ان لوگوں سے عمارات اور تعمیرات میں کام لیتا اور اس خوف سے کہ کام چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں اُن کے پیروں میں زنجیریں ڈلوادی تھیں۔ اور وہ زنجیر و طوق پہنے ہُوئے سیڑھیوں سے بالاخانوں پر جاتے تھے بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ اُن میں سے کوئی سیڑھی پر سے گر پڑتا مر جاتا یا ہاتھ پیروں سے بیکار ہو جاتا تو اُس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی تھی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ ان لوگوں سے کہو کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجیں تاکہ اُن کی مصیبتیں کم ہوں۔ وُہ لوگ یہ عمل کرنے لگے تو اُن پر بلائیں آسان اور سبک ہوتی جاتی تھیں۔ اُن کو یہ بھی بتا دیا کہ جو شخص صلوات بھول جائے اور سیڑھی پر سے گر کر بیکار ہو جائے تو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجے اگر اُس سے ممکن نہ ہو کوئی دُوسرا

اُس پر صلوات پڑھے تو اسی وقت صحت پائے گا يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ فرمایا کہ جب فرعون سے لوگوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک فرزند پیدا ہو گا۔ جس کے ذریعہ سے تیری ہلاکت ہوگی اور تیری سلطنت کو زوال ہوگا تو اُس نے حکم دیا کہ اُن کے فرزندوں کو ذبح کر دیا جائے بنی اسرائیل کی عورتیں قابلہ عورتوں کو رشوت دیتی تھیں کہ اُس کے حمل کا اظہار نہ کرے جب بچہ پیدا ہوتا تو اُس کو کسی صحرا یا غار وغیرہ میں ڈال دیتیں اور اُس پر دس مرتبہ صلوات پڑھتیں تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کرتا کہ اُس کی تربیت کرے اور بچہ کے ایک اُنگلی سے دُودھ جاری ہوتا جس کو وُہ پیتا تھا اور دُوسری انگلی سے نرم و ہلکی غذا پیدا ہوتی جسے وہ کھاتا تھا اسی طرح بنی اسرائیل کی نشو و نما ہُوئی اور جو بچے اُن کے بچ گئے وہ اُن سے بہت زیادہ تھے جو مار ڈالے گئے۔ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ۔ یعنی تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور کنیزی میں لیتے تھے۔ موسیٰؑ سے اُن لوگوں نے فریاد کی کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کنیز بنا لیتے ہیں اور اُن کی بکارت زائل کرتے ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ ان عورتوں سے کہو کہ جب لوگ اُن کے ساتھ ایسا ارادہ کریں محمدؐ اور اُن کی آلِ طاہرہ پر صلوات بھیجیں۔ جب اُن عورتوں نے ایسا کیا تو مِ فرعون کے مظالم ان سے خدا نے دفع فرمایا۔ لہٰذا جب فرعونی ایسا ارادہ کرتے تو یا کسی دُوسرے کام میں مشغول ہو جاتے یا بیمار ہو جاتے یا کسی سخت مرض میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ خدا کے لطف و کرم سے کسی ایک بنی اسرائیل کی عورت کی بے عزتی پر قادر نہ ہو سکتے تھے۔ بلکہ حق تعالیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات کی برکت سے اُن سے یہ بلائیں دفع کر دیتا تھا وَفِيْ ذٰلِكُمْ یعنی اس نجات دینے میں بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ پ سورہ بقرۃ آیت ۴۹۔ تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک بڑی آزمائش تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل یاد کرو اور سوچو کہ خدا نے جب تمہارے آباؤ اجداد سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجنے کے سبب سے بلاؤں کو دفع کر دیا تو جب آنحضرتؐ کو دیکھو گے اور اُن پر ایمان لاؤ گے تو تم پر خدا کا کس قدر فضل و کرم ہوگا اور اُس کی نعمتیں تمام ہوں گی۔

نہج البلاغہ میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے زہد کے بارے میں بیان فرمایا کہ اپنے پیغمبر کی تاسّی کرو۔ اُس کے بعد آنحضرت کا کچھ زہد بیان کیا پھر فرمایا کہ اگر چاہو موسیٰؑ کلیم اللہ کی تاسّی کرو۔ جس وقت کہ آپ نے فرمایا رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (پ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۴) خدا کی قسم آپ نے سوال نہ کیا مگر ایک روٹی کا کیوں کہ زمین کی گھاس کھاتے تھے اور اُس کی سبزی آپ کے

شکم کی کھال سے نمایاں تھی اور دکھائی دیتی تھی کیونکہ وُہ بہت لاغر تھے اور گوشت بالکل جسم پر کم ہوگیا تھا اور دُوسرے خطبہ میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کیں جو بات کرنے کے قابل تھی اور ان کو اپنی نشانیوں میں سے ایک امرِ عظیم کا مشاہدہ کرایا یعنی اُن سے بغیر کسی عضو یا زبان یا دہن کے گفتگو کی۔ بلکہ ایک آوازہوا میں پیدا کی اور موسیٰؑ نے سُنا۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے بقعۂ مبارکہ میں خطاب فرمایا کہ اپنی نعلین کو اتار دو اس لئے کہ تم وادیٔ مقدس میں ہو جس کا نام طویٰ ہے۔ مفسروں نے اس میں چند وجہیں بیان کی ہیں کہ کیوں خدا نے موسیٰؑ کو نعلین اُتارنے کا حکم دیا۔ اوّل یہ کہ مردہ گدھے کے چمڑہ کی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ اتار دو اور یہ مضمون بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ دوم یہ کہ گائے کے پاک کئے ہوئے چمڑہ کی تھی اور اُس کے اُتارنے کا حکم دیا کہ آپکا پیر وادی مقدس سے مس ہو۔ اور حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ اُس وادی کو اس واسطے مقدس کہتے ہیں کہ روحوں کو اُس جگہ پاک کیا اور ملائکہ اُسی جگہ برگزیدہ کئے گئے اور خدا نے اُس جگہ موسیٰؑ سے کلام کیا۔ سوم یہ کہ تواضع اور عاجزی پاؤں کو برہنہ کرنے میں ہے اس لئے حکم دیا کہ پاؤں کو برہنہ کریں۔ چہارم یہ کہ موسیٰؑ نے نعلین کو نجاسات سے بچنے اور اذیت دینے والے جانوروں سے محفوظ رہنے کے لئے پہنا تھا۔ اور خدا نے اُن کو حشرات الارض سے بے خوف کر دیا تھا اور اُس وادی کی طہارت سے آپ کو مطلع کر دیا تھا یعنی یہ کہ اس وادی مقدس میں نعلین اور کفش پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ پنجم یہ کہ نعلین دنیا و آخرت سے کنایہ ہے۔ یعنی جب وادی میں تم میرے پاس پہنچ گئے تو دل کو دُنیا و عقبیٰ کی محبت سے اٹھا لو اور مخصوص ہماری محبت میں لگاؤ۔ ششم یہ کہ نعلین کنایہ ہے مال اور اہل کی محبت سے یا محبت اہل و عیال سے چونکہ موسیٰؑ اپنی زوجہ کے لیے آگ لینے آئے تھے اور آپ کا دل اُن کی جانب لگا ہوا تھا۔ لہٰذا ان کو وحی پہنچی کہ اُن کی محبت کو دل سے نکال دو اور ہماری یاد کے سوا خانہ دل میں جو ہماری محبت کا حرم سرا اور ہمارے ذکر کا خلوت خانہ ہے۔ دوسرے کی یاد کو راہ نہ دو۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ اُس کا جوتا گم ہوگیا تعبیر کے لحاظ سے اُس کی زوجہ کے مرجانے کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ سعد بن عبداللہ نے حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی جس وقت کہ حضرت بچّے تھے اور گود میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹھے تھے اور کہا کہ فقہائے سنّی و شیعہ کہتے ہیں کہ خدا نے نعلین اُتارنے کے لئے اس وجہ سے فرمایا کہ وہ مردہ کے کھال کی تھی اُن حضرت نے فرمایا کہ جو یہ بات کہتا ہے موسیٰؑ پر افترا باندھتا ہے اور اُن حضرت کو مرتبۂ پیغمبری کے ساتھ جہالت کو نسبت دیتا ہے کیونکہ دو صورت سے خالی نہیں ہے یا موسیٰؑ کی نماز اُس نعلین سے جائز تھی یا ناجائز تھی (باقی صفحہ ۴۰۳ پر)

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ ایک شب میں حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو پیغمبری پر مبعوث کیا وہ ایک پیراہن پہنے ہوئے تھے جس میں بند کی جگہ پر ایک خلال لگائے ہوئے تھے اور اُن کا جبہ اور جامہ اُون کا تھا۔ حق تعالیٰ اُن سے ہمکلام تھا اور کہتا تھا کہ میری رسالت کے ساتھ فرعون کے پاس جاؤ میں تم کو دیکھتا ہوں اور تمہارے احوال سے مطلع ہوں میری قوت اور مدد تمہارے ساتھ ہے میں تم کو اپنی ضعیف مخلوق کی جانب بھیجتا ہوں جو میری نعمتوں کی زیادتی کے سبب مغرور اور میرے عذاب سے بیخوف ہوگئی ہے۔ دُنیا نے اُس کو مغرور بنادیا ہے اس درجہ کہ میرے حق اور ربوبیّت سے انکار کرتی ہے اور گمان کرتی ہے کہ مجھ کو نہیں پہچانتی۔ اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ایسا نہ چاہتا کہ اپنی مخلوق پر اپنی حجت کو تمام کروں یقیناً اُس پر غضب ناک ہوتا ایسے جبّار کے غضب کی طرح جس کے غضب کے سبب سے زمین و آسمان پہاڑ و دریا درخت و چارپائے غضبناک ہوتے ہیں اگر آسمان کو اجازت دیتا اُس پر وہ پتھروں کی بارش کرتا اگر زمین کو اجازت دیتا اُس کو نگل جاتی اگر پہاڑوں کو اجازت دیتا اُس کو پیس ڈالتے اگر دریاؤں کو حکم دیتا اُس کو غرق کرتے لیکن چونکہ میری عظمت و جلال کے مقابلہ میں حقیر و ذلیل ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۲) اگر جائز تھی تو اُس وادی میں بھی نعلین کا پہننا جائز تھا۔ ہر چند وہ وادی مقدس اور مطہر تھی اور اگر اُن کی نماز اُس نعلین سے جائز نہ تھی تو اس بات کا کہنے والا قائل ہوگا کہ موسیٰؑ حلال و حرام کو نہیں جانتے تھے اور نہ اُن کو یہ معلوم تھا کہ کس چیز میں نماز جائز ہے اور کس چیز میں ناجائز۔ اور یہ قول کفر ہے سعد نے کہا تو میرے مولا اس آیت کی تاویل ارشاد فرمایئے۔ فرمایا کہ جب موسیٰؑ وادیٔ مقدس میں پہنچے کہا خداوندا میں نے اپنی محبت کو تیرے لئے خالص کیا ہے اور اپنے دل کو تیرے غیر کی خواہش کے داغ سے دھو رکھا ہے حالانکہ ابھی اُن کے دل میں زوجہ کی محبت تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اپنی نعلین کو اُتار دو یعنی اپنے دل سے اپنی بیوی کی محبت دور کر دو اور نکال دو۔ اگر تم سچ کہتے ہو کہ تمہاری محبت میرے لئے خالص ہے اور تمہارا دل میرے سوا کسی طرف مشغول نہیں ہے۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نعلین اُتارنے سے مراد دو خوف کا دور کرنا تھا جو اُن حضرت کے دل میں تھا۔ ایک خوف اپنی زوجہ کے ضائع ہونے کا تھا کیونکہ وہ اُن کو زائیدگی کے درد میں چھوڑ گئے تھے اور آگ لینے آئے تھے اور دوسرا خوف فرعون کا تھا یعنی جب وادی ایمن میں تم محفوظ ہو تو چاہئے کہ دُنیا کے خوف سے مطمئن ہو۔ لہٰذا ممکن ہے کہ روایت اوّل جو عامہ کی روایات کے موافق ہے۔ تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہو۔ ۱۲

اس لئے اُس کو مہلت دی. میرا حلم اُس کے شامل حال ہُوا اور میں تو اُس سے بلکہ تمام خلق سے بے نیاز ہوں اور میں ہی غنی وفقیر کا خلق کرنے والا ہوں۔ دُنیا میں کوئی غنی نہیں ہے سوائے اُس کے جس کو میں بے نیاز کردوں اور فقیر نہیں ہے مگر یہ کہ میں اُس کو فقیر بنا دوں۔ لہٰذا میری رسالت اُس کو پہنچاؤ اور اس کو میری عبادت اور یکتائی کی جانب دعوت دو اور میرے عذاب و عقاب سے ڈراؤ اور قیامت کو یاد دلاؤ اور اُس کو بتادو کہ میرے غضب کی تاب کسی چیز کو نہیں لیکن نرمی سے گفتگو کرنا سختی نہ کرنا شاید اُس کی سمجھ میں آجائے یا اُس کو خوف ہو جائے اور اُس کو تعظیم کے ساتھ اس کی کنیّت سے خطاب کرنا۔ میں نے جو لباس دُنیا اس کو عطا کیا ہے اُس سے مرعوب نہ ہونا۔ یقیناً وہ میری قدرت کے اندر ہے اور اُس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے اُس کی پلک نہیں جھپکتی اور نہ وہ بات کرتا ہے نہ سانس لیتا ہے مگر میرے علم اور تقدیر کے ساتھ اُس کو آگاہ کرو کہ میں غضب و عقوبت کرنے سے عفو و مغفرت کے ساتھ زیادہ نزدیک ہوں اور اُس سے کہو کہ اپنے پروردگار کی اجابت کرے کہ اُس کی بخشش گنہگاروں کے لئے کھلی ہوئی ہے اور تجھ کو اس مدّت میں مہلت دے دی ہے باوجودیکہ تو نے خدائی کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اُس کی پرستش سے باز رکھا۔ پھر بھی اس مدّت میں اس نے تجھ پر بارش کی اور تیرے لئے زمین سے گھاس اُگائی اور تجھ کو عافیت کا لباس پہنایا۔ اگر وہ چاہتا تو تجھ کو بہت جلد اپنی سزا میں گرفتار کرتا اور جو کچھ تجھ کو عطا کیا ہے تجھ سے سلب کرلیتا لیکن وہ صاحب حلم عظیم ہے۔ چونکہ موسیٰ کا دل اُن کے فرزند میں لگا ہُوا تھا خدا نے ایک فرشتہ کو حکم دیا جس نے ہاتھ بڑھا کر اُن کے فرزند کو اُن کے پاس حاضر کردیا۔ موسیٰؑ نے اس کو لیا اور ایک پتھر سے اُس کا ختنہ کیا اُسی وقت اُس کا زخم اچھا ہو گیا اور فرشتہ نے پھر اُس کو اُسی جگہ پہنچا دیا۔ موسیٰؑ اپنی بیوی کے ساتھ اُسی جگہ مقیم رہے یہاں تک کہ اہل مدین میں سے ایک چرواہے کا اُن کی طرف گذر ہوا۔ وہ اُن کے اہل و عیال کو شعیبؑ کے پاس لے گیا۔ وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ خدا نے فرعون کو غرق کیا۔ اُس کے بعد شعیبؑ نے ان کو موسیٰؑ کے پاس بھیج دیا۔[1]

فصل سوم

موسیٰؑ و ہارونؑ کا فرعون اور اس کے اصحاب پر مبعوث ہونا۔ اور وہ تمام واقعات جو فرعون اور اس کے ساتھیوں کے غرق ہونے تک گذرے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ اپنی زوجہ کے پاس واپس آگئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرعون نے سات شہر اور سات قلعے تعمیر کئے تھے وہ اُن ہی میں موسیٰؑ کے خوف سے محصور تھا۔ ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ تک جنگل بنوائے تھے۔ اُن میں درندہ شیروں کو چھوڑ رکھا تھا تاکہ جو شخص بغیر اس کی اجازت کے داخل ہو وہ اُس کو ہلاک کر ڈالیں۔ جب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو رسالت کے ساتھ اُس کی طرف بھیجا وہ دروازہ اوّل پر پہنچے اور اس پر عصا کو مارا وہ کھل گیا وہ اُس میں داخل ہوئے شیروں کی نظر اُن پر پڑی تو سب بھاگ گئے۔ اسی طرح جس دروازہ پر پہنچتے تھے وہ کھل جاتا تھا اور تمام شیر ذلیل ہو کر بھاگ جاتے تھے۔ آخر وہ قصر فرعون کے دروازہ پر پہنچ کر بیٹھ گئے۔ بالوں کے بُنے ہوئے کپڑے پہنے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ جب فرعون کا چوبدار جو لوگوں کے لئے اجازت طلب کرتا تھا باہر آیا۔ موسیٰؑ نے اُس سے کہا کہ میرے لئے مجلس فرعون میں آنے کی اجازت طلب کر۔ اُس نے توجہ نہ کی۔ پھر اُس سے کہا اُس نے جواب دیا کہ پروردگار عالم کو کوئی اور نہ ملا جو اُس نے تم کو پیغمبری کے لئے بھیجا۔ موسیٰؑ کو غصہ آیا اور عصا کو دروازہ پر مارا تو جتنے دروازے اُن کے اور فرعون کے درمیان تھے سب کھل گئے۔ فرعون نے موسیٰؑ کو دیکھا تو ان کو بلوایا۔ موسیٰؑ اُس کی مجلس میں آئے۔ وہ سب سے بلند درجہ پر بیٹھا ہُوا تھا۔ جو اسّی ہاتھ اونچا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا میں عالموں کے پروردگار کا تیری طرف رسول ہوں۔ فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو کوئی علامت اور معجزہ دکھاؤ۔ یہ سُنکر موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا۔ اُس کی دو شاخیں تھیں۔ وہ فوراً ایک زبردست اژدھا بن گیا اور اپنے منہ کو کھولا۔ ایک حصہ کو قصر کے اُوپر اور دوسرے کو قصر کے نیچے رکھا۔ فرعون نے دیکھا کہ اُس کے شکم سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ اُس نے فرعون کی جانب رُخ کیا۔ فرعون کا اُس کے خوف سے پیشاب خطا ہو گیا۔ چلّایا اور فریاد کی کہ اے موسیٰؑ اس کو پکڑ لو۔ جو لوگ اُس کی مجلس میں حاضر تھے سب کے سب بھاگ گئے۔ موسیٰؑ نے عصا کو اُٹھا لیا تو فرعون ہوش میں آیا اُس نے چاہا کہ موسیٰؑ کی تصدیق کرے اور اُن پر ایمان لائے۔ اُس کے وزیر ہامان نے کھڑے ہو کر کہا اے اپنے وقت کے خدا تجھ کو لوگ پوجتے ہیں اور تو ایک بندہ کا فرمانبردار ہونا چاہتا ہے۔ اُس کے امراء و رؤسا اُس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ یہ مرد ساحر ہے اور ایک روز مقابلہ کے واسطے مقرر کیا اور ساحروں کو جمع کیا کہ موسیٰؑ سے مقابلہ کریں۔ ساحروں نے رسیوں اور لکڑیوں کو پھینکا جو جادو کے ذریعہ سے حرکت میں آگئے تو موسیٰؑ نے اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیا اُس نے سب کو کھا لیا۔ وہ بہتّر ساحر فرعون کی قوم سے تھے۔ جب اُن لوگوں نے یہ کھلا

ہُوا معجزہ دیکھا سجدہ میں گر پڑے اور فرعون سے کہا کہ موسیٰؑ کا کام جادو نہیں ہے اگر جادو ہوتا
تو چاہیئے تھا کہ ہماری رسیاں اور لکڑیاں باقی رہتیں۔ آخر موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے
روانہ ہوئے۔ فرعون نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب دریا میں شگاف ہوا اور بنی اسرائیل
اُس میں داخل ہُوئے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچا وہ سب نر گھوڑوں
پر سوار تھے۔ فرعون دریا میں داخل ہونے سے ڈرا تو جبرئیلؑ ایک مادہ گھوڑے پر سوار
ہو کر آئے اور اُن لوگوں کے آگے دریا میں چلے یہ دیکھ کر اُن لوگوں کے گھوڑے اُس مادہ
کے پیچھے دریا میں داخل ہوئے اور سب غرق ہوگئے۔ اور حق تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا
کہ فرعون کے مردہ جسم کو اُوپر کر دے تاکہ بنی اسرائیل یہ نہ سمجھیں کہ وُہ نہیں مرا بلکہ پوشیدہ
ہو گیا ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ مصر واپس جائیں۔
خدا نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کے تمام اموال و مکانات میراث
میں عطا فرمائے کہ بنی اسرائیل کا ایک ایک آدمی اُن کے کئی کئی مکانوں پر قابض ہوا۔ پھر خدا
نے اُن کو حکم دیا کہ شام کی جانب جائیں۔ وہ جب دریا سے عبور کر چکے تو ایک جماعت
کے پاس پہنچے جو ایک بت کے گرد جمع تھی اور اُس کی پرستش کرتی تھی۔ بنی اسرائیل نے یہ
دیکھ کر موسیٰؑ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک خدا بناؤ جیسا کہ اس جماعت کا خدا ہے
موسیٰؑ نے کہا تم ایک جاہل گروہ ہو کیا خداوند عالم کے سوا کوئی اور خدا چاہتے ہو۔

بسند موثق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے
فرعون کی جانب موسیٰؑ کو بھیجا وہ فرعون کے قصر کے دروازہ پر پہنچے اور اجازت
طلب کی۔ اجازت نہ ملی تو عصا کو دروازہ پہ مارا سب دروازے کھل گئے اور آپ
فرعون کے دربار میں آئے اور کہا میں خدا کا رسول ہوں۔ اُس نے مجھ کو تیری طرف
بھیجا ہے۔ بنی اسرائیل کو میرے حوالے کر دے۔ میں اُن کو اپنے ساتھ لے جاؤں اُس
نے کہا کیا میں نے تمہاری تربیت نہیں کی جب تم بچّے تھے اور تم نے وہ کام کیا جو
کیا یعنی اُس مرد کو مار ڈالا اور کافروں میں ہوگئے یعنی میری نعمتوں کو بھُول گئے موسیٰؑ
نے کہا کہ ہاں میں نے کیا میں راستہ بھول گیا تھا پھر میں نے تم لوگوں سے گریز کی
چونکہ مجھے خوف تھا پھر میرے پروردگار نے مجھے علم و حکمت عطا کی اور اپنا پیغمبر
بنایا اور وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ میری تربیت کی وہ اس سبب سے
تھی کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا لیا تھا۔ اُن کے فرزندوں کو ہلاک کرتا تھا۔ لہذا وہ تیری
نعمت اُس بلا کے سبب سے تھی۔ جس کا باعث تو خود تھا۔ فرعون نے پوچھا پروردگار عالم

کیا ہے۔ اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیونکر ہے۔ اُس کا مطلب خدا کی کیفیت معلوم کرنا تھا
چونکہ وہ آثار سے پہچانا جاتا ہے اس کی کنہ حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اس لئے اس
کے بارے میں کیونکر اور کیسے کا سوال غلط ہے لہذا موسیٰؑ نے کہا کہ وہ آسمانوں اور
زمینوں کا خالق ہے اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے سب کا پالنے والا ہے اگر تم
کو یقین آئے۔ فرعون نے تعجب کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا نہیں سُنتے ہو
میں کیفیت کے بارے میں پوچھتا ہوں اور وہ خلق کے بارے میں جواب دیتا ہے۔ پھر
موسیٰؑ سے کہا کہ اگر میرے سوا کسی اور خدا کے قائل ہوگے تو میں تم کو زندان میں بھیج دوں گا
موسیٰؑ نے کہا اگر ظاہری معجزہ لاؤں پھر بھی تو اعتقاد نہ کرے گا۔ فرعون نے کہا اگر تم
سچے ہو تو لاؤ۔ موسیٰؑ نے اپنے عصا کو زمین پر رکھ دیا اور وہ ایک اژدھا بن گیا۔ یہ دیکھ کر
جو لوگ فرعون کے پاس بیٹھے تھے سب کے سب بھاگ گئے۔ فرعون خوف سے ضبط
نہ کر سکا اور چلّا اٹھا کہ اے موسیٰؑ تم کو قسم دیتا ہوں اُس دُودھ کے حق کی جو تم نے ہمارے
پاس رہ کر پیا ہے کہ اُس کو ہم سے دفع کرو۔ موسیٰؑ نے عصا کو اٹھا لیا اور اپنا ہاتھ گریبان
سے نکالا جس کے نور کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ جب فرعون حیرت و دہشت سے
ہوش میں آیا۔ ارادہ کیا کہ موسیٰؑ پر ایمان لائے۔ ہامان نے اُس سے کہا کہ مدتوں تو نے
خدائی کی اور لوگوں نے تیری پرستش کی اب تو چاہتا ہے کہ اپنے بندہ کا فرمانبردار بنے
فرعون نے اپنے امرا اور رؤسا سے جو اُس کے پاس موجود تھے کہا کہ یہ مرد ساحر اور بڑا
چالاک ہے۔ تم کو زمین مصر سے جادو کے ذریعہ سے نکالنا چاہتا ہے لہذا اس کے
بارے میں تم کیا حکم دیتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ موسیٰؑ اور اُن
کے بھائی ہارونؑ کے معاملہ میں تامل کرو اور لوگوں کو مصر کے شہروں میں بھیجو کہ تمہارے
پاس جادوگروں کو تلاش کر کے حاضر کریں۔ فرعون و ہامان خود بھی جادو جانتے تھے
اور لوگوں پر سحر میں غالب ہو چکے تھے بلکہ فرعون تو جادو کے ذریعہ سے خدائی کا
دعویٰ کرتا تھا۔ غرض مصر کے شہروں سے ہزار ساحروں کو جمع کیا۔ ہزار میں سے
ایک سّو اور سّو میں سے اسّی افراد کو انتخاب کیا جو سب سے زیادہ ماہر اور جاننے
والے تھے۔ اُن جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ ہم سحر میں کمال رکھتے ہیں دنیا میں
ہم سے زیادہ جادو جاننے والا کوئی نہیں ہے اگر موسیٰؑ پہ ہم غالب ہوں گے تو
ہمیں کیا انعام ملے گا کہا اگر تم اُس پر غالب ہو جاؤ گے تو یقیناً میرے مقرب ہو جاؤ گے
اور تم کو اپنی بادشاہی میں شریک کر لوں گا۔ ساحروں نے کہا اگر موسیٰؑ ہم لوگوں [illegible]

اور انہوں نے ہمارے سحر کو باطل کر دیا تو ہم سمجھ لیں گے کہ جو کچھ وہ لائے ہیں سحر کے قسم سے نہیں ہے نہ مکر و حیلہ ہے۔ ہم لوگ اُن پر ایمان لائیں گے اور اُن کی تصدیق کریں گے۔ فرعون نے کہا اگر موسیٰؑ تم پر غالب ہوں گے تو میں بھی اُن کی تصدیق کروں گا۔ لیکن اپنی تدبیر و کوشش کرو۔ غرضکہ ان لوگوں نے وعدہ کیا کہ عید کے روز جو اُن میں مقرر تھا موسیٰؑ میدان میں آئیں جب وہ دن آیا اور آفتاب بلند ہوا۔ فرعون کے تمام ساحر اور اُس کی تمام رعایا جمع ہوئی اور فرعون کے لئے ایک قبہ بنایا گیا جس کی بلندی اسّی گز تھی۔ اُس قبہ کو فولاد سے مڑھ دیا گیا۔ اُس فولاد پر صیقل کیا گیا کہ جب آفتاب اُس پر چمکتا اُس فولاد کی چمک سے کسی کو اُس کی طرف نظر کرنے کی تاب نہ تھی۔ فرعون و ہامان آکر اُس قصر میں بیٹھے تاکہ موسیٰؑ اور ساحروں کی جنگ دیکھیں۔ موسیٰؑ آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور اپنے پروردگار کی وحی کے منتظر تھے۔ ساحروں نے موسیٰؑ کا یہ حال مشاہدہ کر کے فرعون سے کہا کہ ہم اس شخص کو آسمان کی جانب متوجہ دیکھتے ہیں اور ہمارا سحر آسمان پر نہیں پہنچ سکتا ہم تو تمہارے لئے اہل زمین کے سحر کے دفع کرنے کے ضامن ہوئے ہیں۔ ہم آسمانی معجزہ کا کوئی علاج نہیں کر سکتے۔ پھر ساحروں نے موسیٰؑ سے کہا کہ ابتدا تم کروگے یا ہم کریں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تم کو کرنا ہو کرو۔ یہ سُنکر ان لوگوں نے رسیاں اور لکڑیاں جن پر جادو کیا تھا سب کو موسیٰؑ کی طرف پھینکا اور کہا کہ فرعون کی عزّت کی قسم ہم لوگ غالب ہوں گے۔ وہ سب سانپ اور اژدھوں کی طرح حرکت میں آئے لوگ ڈرے اور موسیٰؑ کے دل میں بھی خوف پیدا ہوا۔ اُن کو ربّ اعلیٰ کی جانب سے آواز آئی کہ مت ڈرو کیونکہ تم بلند تر ہو اور غالب آؤ گے۔ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو تاکہ جو کچھ ان ساحروں نے بنایا ہے سب کو وہ اُچک لے اور کھا جائے کیونکہ اُن کا بنایا ہوا جادو ہے اور تمہارا فعل معجزہ خداوند عالم ہے جب موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا وہ قلعہ کے مانند بلند ہوا اور ایک بہت بڑا اژدھا ہو گیا اور زمین سے سر اُٹھایا اور اپنے دہن کو کھولا اور اپنے منہ کے اوپر کا سرا قصرِ فرعون کے اُوپر لے گیا اور نیچے کا سرا قصر کے نیچے رکھا پھر واپس ہوا اور ساحروں کے تمام عصا اور رسیوں کو کھا گیا لوگ اُس کے خوف سے منہزم ہوئے۔ اُن کے بھاگنے میں دس ہزار مرد اور عورتیں اور بچے پامال ہو گئے۔ اُدھر سے واپس آکر اُس نے پھر فرعون اور ہامان کے قصر کا رُخ کیا۔ اُس کی دہشت سے ان دونوں کے پیشاب و پاخانے خطا ہو گئے کہ اُن کے کپڑے نجس ہو گئے اور سر کے بال سفید ہو گئے موسیٰؑ بھی لوگوں کے ساتھ بھاگے تو خدا نے ان کو ندا کی کہ عصا کو اُٹھا لو اور خوف نہ

کرو کیونکہ میں اُس کو حالت اوّل میں پھیر دوں گا۔ حضرت نے اپنی چادر اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر اُس کے دہن میں ڈالا اور اُس کی زبان کو پکڑا تو وہی عصا ہو گیا جو پہلے تھا۔ جب ساحروں نے اس ظاہر اور کھلے ہوئے معجزہ کو دیکھا سب سجدہ میں گر پڑے اور کہا ہم موسیٰؑ و ہارونؑ کے خدا پر ایمان لائے۔ فرعون اُن پر غضبناک ہُوا کہ اس پر ایمان لاتے ہو قبل اس کے میں اجازت دوں۔ کیا موسیٰؑ تمہارا بزرگ ہے اُس نے تم کو جادو سکھایا ہے تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا یقیناً تمہارے ہاتھ پیروں کو ایک دوسرے کے مخالف جانب سے قطع کروں گا اور سب کو خرمے کے درختوں پر سولی دُوں گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ تیری کوشش سے ہم کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ ہم اپنے پروردگار کی جانب واپس ہوئے ہیں اور ہم کو اُمید ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اس سبب سے کہ ہم پہلے گروہ ہیں جو اُس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں۔ یہ سُن کر فرعون نے اُن لوگوں کو قید کر دیا یہاں تک کہ خدا نے اُن پر طوفان ٹڈی جوں اور مینڈک اور خون مسلّط کیا تو فرعون نے اُن کو رہا کیا۔ پھر خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی رات کو میرے بندوں کو لے کر مصر سے نکل جاؤ فرعون اور اُس کے لشکر والے تمہارے پیچھے آئیں گے۔ موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر دریائے نیل کے کنارے آئے تاکہ دریا سے گذریں۔ فرعون کو خبر پہنچی تو اُس نے اپنے لشکر کو جمع کیا۔ ساٹھ ہزار شخصوں کو مقدمۂ لشکر بنا کر آگے بھیجا اور خود ایک لاکھ سواروں کے ساتھ روانہ ہُوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اُن لوگوں کو باغوں چشموں اور خزانوں اور عمدہ منزلوں سے نکالا اور اُن چیزوں کو بنی اسرائیل کو عطا کیا۔ وہ لوگ طلوع آفتاب کے وقت موسیٰؑ کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب موسیٰؑ دریا کے کنارے پہنچے اور فرعون اُن کے نزدیک ہوا۔ اصحابِ موسیٰؑ نے کہا کہ یہ لوگ ہمارے قریب آ گئے۔ موسیٰؑ نے کہا اُن کو ہم پر قابو نہیں ہو سکتا ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہم کو دشمنوں کے شر سے نجات دے گا۔ پھر موسیٰؑ نے دریا سے خطاب کیا کہ شگافتہ ہو جا۔ دریا سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ تکبّر کرتے ہو کہ مجھ کو حکم دیتے ہو کہ تمہارے لئے شگافتہ ہو جاؤں حالانکہ میں نے یک چشم زدن کے لئے کبھی خدا کی معصیت نہیں کی ہے اور تمہارے پاس بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہت معصیت کی ہے موسیٰؑ نے کہا اے دریا خدا کی نافرمانی سے پرہیز کر اور تو جانتا ہے کہ آدمؑ نافرمانی کی وجہ سے بہشت سے نکالے گئے اور شیطان خدا کی معصیت کے سبب ملعون ہُوا۔ دریا نے کہا میرا پروردگار بہت

بلند ہے اور اُس کا حکم قابل اطاعت ہے اور کسی چیز کو مناسب نہیں ہے کہ اس کی نافرمانی کرے اگر وہ فرمائے تو میں اطاعت کروں۔ پس یوشعؑ بن نون موسیٰؑ کے پاس آئے اور کہا اے پیغمبر خدا حق تعالیٰ نے تم کو کس چیز کا حکم دیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اس دریا سے گذرنے کا۔ یوشعؑ نے یقین کی قوت کے ساتھ اپنے گھوڑے کو پانی پر رواں کیا اور دریا سے گذر گئے اور گھوڑے کا سُم تر نہ ہُوا۔ چونکہ بنی اسرائیل نے قبول نہ کیا کہ پانی پر چلیں خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر ماریں۔ جب عصا کو مارا دریا شگافتہ ہُوا اور بارہ راہیں اُس میں پیدا ہوگئیں۔ آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا۔ بنی اسرائیل بارہ اسباط تھے ہر سبط ایک ایک راہ پر روانہ ہُوا۔ پانی اُن کے سر کے اُوپر بلند اور پہاڑ کے مانند رُکا ہوا تھا۔ اُس سبط نے جو موسیٰؑ کے ساتھ تھا شور و غل مچایا کہ ہمارے بھائی یعنی دوسرے اسباط کیا ہُوئے۔ موسیٰؑ نے کہا وہ تمہارے مثل دریا کی سیر کر رہے ہیں۔ لوگوں نے موسیٰؑ کی تصدیق نہ کی۔ یہاں تک کہ خدا نے دریا کو حکم دیا تو وہ مشبک ہوگیا اور پانی کی دیواروں میں بہت سے طاق پیدا ہوگئے۔ جن سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور گفتگو کرتے تھے۔ جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچا اور اس عظیم معجزہ کو مشاہدہ کیا اپنے اصحاب کی جانب رُخ کرکے بولا کہ میں نے اس دریا کو تمہارے لئے شگافتہ کیا ہے تاکہ عبور کرو لیکن کوئی جرأت نہیں کرتا تھا کہ دریا میں داخل ہو۔ اُن کے گھوڑے بھی پانی کے ہول سے بھاگ رہے تھے۔ جب فرعون اپنے گھوڑے کو دریا میں لے چلا، اُس کا منجم اُس کے پاس آیا اور کہا کہ اس میں داخل نہ ہو جئے اُس نے نہ مانا اور گھوڑے کو مارا کہ دریا میں داخل کرے۔ گھوڑا رُکا۔ وہ سب نر گھوڑوں پر سوار تھے۔ جبرئیلؑ ایک اسپ مادہ پر سوار ہو کر آئے اور فرعون کے گھوڑے کے سامنے روانہ ہُوئے اور دریا میں داخل ہُوئے۔ فرعون کا گھوڑا بھی مادہ کی خواہش سے داخل ہوا پھر تو اُس کے اصحاب بھی اُس کے پیچھے داخل ہوئے اور جب موسیٰؑ کا آخری ساتھی دریا سے نکلا فرعون کا آخری ہمراہی دریا میں داخل ہوا اور جب فرعون کے تمام اصحاب دریا میں داخل ہوگئے حق تعالیٰ نے ہوا کہ حکم دیا کہ دریا کو ملا دے اور پانی کے پہاڑ آپس میں یکبارگی اُن لوگوں پر گر پڑے اُس وقت فرعون نے کہا کہ میں اُس خدا پر ایمان لایا۔ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں مسلمان ہوا اُس وقت جبرئیلؑ نے ایک مٹھی کیچڑ لے کر اُس کے مُنہ میں بھر دیا اور کہا جبکہ عذاب خدا تجھ پر نازل ہُوا تب ایمان لاتا ہے قبل

اس کے زمین میں فساد کرنے والا تھا۔[1]

علی بن ابراہیم نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرعون نے کہا کہ میری قوم کے سردارو میں تمہارے لئے بجز اپنے کوئی خدا نہیں جانتا۔ اے ہامان مٹی سے اینٹ بنا کر آگ میں پختہ کرو اور میرے لئے ایک قصر بلند تیار کرو شاید اُس پر جا کر موسیٰ کے خدا کا پتہ لگاؤں اور میں تو اُس کو دروغ گو سمجھتا ہُوں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہامان نے ایک قصر اس قدر بلند تیار کیا کہ اُس پر کوئی ہَوا کی زیادتی کے سبب ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ اُس نے فرعون سے کہا کہ اس سے زیادہ بلند قصر نہیں بنایا جا سکتا۔ وہ قصر تیار ہوا تو خدا نے ایک ہَوا بھیجی جس نے قصر کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ساحروں کے جادو سے موسیٰؑ کے ڈرنے کے سبب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت اس لئے ڈرے کہ مبادا معجزہ اور جادو کا معاملہ جاہلوں میں مشتبہ نہ ہو جائے اور وہ گمان کریں کہ جو کچھ موسیٰؑ کرتے ہیں وہ بھی اُن ہی ساحروں کے فعل کی طرح ہے۔ اس کی تائید میں ایک روایت حضرت امیرؑ سے منقول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت کا خوف بمقتضائے بشریت تھا اور وہ یقین اور مرتبہ کے منافی نہیں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت کو عصا زمین پر ڈالنے کا دیر میں حکم ہوا وہ ڈرے کہ قبل اس کے متفرق نہ ہو جائیں اور گمان نہ کریں کہ وہ ساحر سچے ہیں۔ لیکن وجہ اول زیادہ واضح ہے۔ اور جاننا چاہئیے کہ فرعون نے ان ساحروں کو قتل کیا یا نہیں مشہور یہ ہے کہ اُن کو دار پر کھینچا اور اُن کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹ ڈالا وہ لوگ روز اول ساحر اور کافر تھے اور روز آخر صاحبان ایمان بزرگ اور شہید ہوئے بعض نے کہا کہ اُن لوگوں کو قید کر دیا تھا اور آخر میں جبکہ عذاب اُن پر نازل ہوا تمام بنی اسرائیل کے ساتھ رہا ہوئے اور خدا نے فرعون کے ساتھ اُن کے مکالمہ کا ذکر کیا ہے کہ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں پر کیا طعن کرتا ہے اس کے سوا کہ جب ہم نے اپنے پروردگار کی نشانیاں مشاہدہ کیں، اُس پر ایمان لائے۔ خداوندا ہم کو فرعون کے مظالم پر صبر عطا فرما اور دنیا سے مسلمان اُٹھانا اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ فرعون نے اُن سے کہا کہ موسیٰؑ تمہارا بزرگ ہے کہ تم لوگوں کو جادو سکھایا ہے۔ تمہارے ہاتھ پیر کاٹ کر خرما کے درخت پر دار پر کھینچوں گا۔ اُس وقت تم کو معلوم ہوگا کہ میرا عذاب زیادہ سخت ہے یا موسیٰؑ کے خدا کا عذاب اُن لوگوں نے کہا۔۔۔۔ کہ اُس خدا کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ان کھلے معجزات کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ہم تجھ کو نہیں مانتے ۔ لہذا جو تجھ کو کرنا ہو کر لے کیونکہ تیرا حکم صرف زندگانی دُنیا تک ہے یقیناً ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں وہ ہمارے گناہ اور جادو کو جس پر تو نے ہم کو مجبور کیا بخش دے گا وہی خدا ہمارے لئے تجھ سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

توفرعون نے ایک صندوق بنوایا اور چار گدھ کے چوزے لے کر اُن کی تربیت کی جب وُہ بڑے ہوگئے صندوق کے ہر طرف لکڑیاں جوڑی گئیں۔ ہر لکڑی کے سرے پر گوشت کے ٹکڑے باندھے گئے اور گدھوں کو بہت بھوکا رکھا پھر ہر گدھ کے پیر کو اُن لکڑیوں سے باندھا اور فرعون اور ہامان اُس صندوق میں بیٹھے۔ وہ گدھ اُس گوشت کی خواہش میں اُڑے اور ہوا میں بلند ہوئے۔ تمام دن اُڑتے رہے۔ فرعون نے ہامان سے کہا کہ آسمان کی جانب نظر کرو اور دیکھو کہ ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ ہامان نے دیکھا اور کہا کہ آسمان کو اتنی ہی دور دیکھتا ہوں جتنا کہ زمین سے دیکھتا تھا۔ کہا اچھا زمین کی جانب نظر کرو اُس نے دیکھا اور کہا زمین تو نہیں مگر دریا اور پانی دکھائی دیتا ہے۔ پھر اس قدر پرواز کی کہ آفتاب غروب ہوگیا اور دریا بھی نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ جب آسمان کو دیکھا اتنی ہی دُور نظر آیا جتنا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ جب رات ہوگئی۔ ہامان نے آسمان کو دیکھا۔ فرعون نے پوچھا کیا ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ اُس نے کہا ستاروں کو اُسی دُوری پر دیکھتا ہوں جیسے کہ زمین سے دیکھتا تھا اور زمین پر سیاہی اور تاریکی کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا پھر وہ واپس ہوکر نیچے زمین پر آئے۔ فرعون کی سرکشی اور گمراہی پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی۔ علی بن ابراہیم نے شیخ طبرسی سے اور قطب راوندی رضی اللہ عنہم نے حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے اور تمام عامہ و خاصۂ مفسّرین سے منقول ہے کہ جب عصا کا معجزہ ظاہر ہُوا اور جادوگر موسیٰؑ پر ایمان لائے فرعون مغلوب ہوا مگر پھر بھی ایمان نہ لایا اور اپنی قوم کے ساتھ اپنے کفر پر اڑا رہا۔ اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اُس روز ساٹھ ہزار بنی اسرائیل موسیٰؑ پر ایمان لائے اور ان کے مطیع ہوئے۔ تو ہامان نے فرعون سے کہا کہ جو لوگ موسیٰؑ پر ایمان لائے ہیں اُن کی جستجو کر اور جو تجھ کو مل جائے اُس کو قید کردے۔ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو قید کیا۔ متواتر علامتیں اُس پر ظاہر ہوئیں اور وُہ قحط اور میووں کی کمی میں مبتلا ہوا اور قطب راوندی کی روایت کی بنا پر جب فرعون اور اس کی قوم کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ موسیٰؑ کے ساتھ مکروحیلہ کریں اور اذیت پہنچائیں سب سے پہلے فرعون نے یہ تدبیر کی کہ حکم دیا کہ ایک بلند عمارت تیار کریں۔ تاکہ عوام کو دکھائے کہ میں آسمان پر جاکر موسیٰؑ کے خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہوں لہذا ہامان کو قصر تیار کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ پچاس ہزار کاریگروں کو اُس نے جمع کیا علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے اینٹیں بنائیں۔ اور لکڑیاں تراشیں اور دروازے بنائے اور میخیں تیار کیں اور اتنی بلند عمارت بنائی کہ ابتدائے دُنیا سے اُس وقت تک کوئی عمارت اُس کے برابر بلند نہیں بنائی گئی تھی۔ اُس عمارت کی بنیاد

ایک پہاڑ پر رکھی گئی تھی۔ جب وہ تیار ہوگئی تو حق تعالیٰ نے پہاڑ میں زلزلہ پیدا کیا اور وُہ عمارت بنانے والوں اور کام کرنے والوں اور تمام موجودہ لوگوں پر منہدم ہوگئی اور سب ہلاک ہوگئے۔ اس وقت فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارا پروردگار عادل ہے اور ظلم نہیں کرتا۔ یہ اُس کی عدالت تھی کہ اتنے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ بس ہمارے پاس سے دُور ہو اپنے ساتھیوں کو لے جاؤ اور اپنے پروردگار کی رسالت انہیں کو پہنچاؤ۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اُس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اُس کو اُس کے حال پہ چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ تمہارے واسطے لشکر جمع کرنا چاہتا ہے تاکہ تم سے جنگ کرے۔ لہذا اُس سے ایک مدّت طے کرلو اور اپنے لشکر کو اُس سے الگ کرلو کہ تمہاری امان میں رہیں اور عمارتیں بناؤ اور اپنے مکانات ایک دُوسرے کے پاس تیار کرو یا قبیلہ کے موافق بناؤ روایت معتبر میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے مکانوں میں نمازیں پڑھیں موسیٰؑ نے فرعون سے چالیس روز کی مدّت طے کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ وہ تمہارے لئے لشکر جمع کرتا ہے۔ تم خوف نہ کرو۔ میں اُس کا مکروضرر تم سے دفع کردوں گا۔ پھر موسیٰؑ فرعون کے دربار سے نکلے۔ اُس وقت تک عصا اُسی طرح ایک خوفناک اژدہا بنا ہوا تھا حضرت موسیٰؑ اس کے پیچھے دوڑتے اور چلّاتے اور اُس کے گرد گھومتے تھے۔ لوگ دیکھتے اور تعجب کرتے اور ترساں اور ہراساں اُس سے بھاگتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور عصا کو اُٹھا لیا۔ وہ اپنی اصلی صورت میں ہو گیا۔ حضرت نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ایک مسجد بنائی۔ جب چالیس روز کی مہلت ختم ہوگئی حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ عصا کو دریائے نیل پر ماریں جب حضرت نے عصا کو مارا دریا تمام خون ہوگیا۔

علی بن ابراہیم کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل موسیٰؑ پر ایمان لائے فرعون کی قوم کے رؤسا نے اس سے کہا کیا تو موسیٰؑ اور اُس کی قوم کو چھوڑے دیتا ہے تاکہ زمین میں فساد پھیلائیں اور تجھ کو اور تیرے خداؤں کو ترک کردیں۔ امام نے فرمایا کہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ آخر میں خدائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ یہ سُن کر فرعون نے کہا کہ عنقریب اُن کے لڑکوں کو قتل کردوں گا۔ اور اُن کی لڑکیوں کو قید کروں گا اور ہم لوگ تو اُن پر مسلط ہیں۔ پس جب فرعون نے بنی اسرائیل کو قید کیا اس لئے کہ موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے عرض کی کہ آپ کے آنے سے قبل ہمارے لڑکوں کے قتل سے ہم کو اذیت پہنچتی تھی اور آپ کے آنے کے بعد ہم کو یہ آزار پہنچتا ہے کہ ہم قید کئے جاتے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ نزدیک ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا

اور تم کو زمین میں اُس کا جانشین قرار دے گا۔ لہٰذا غور کرو کہ اُس کا شکر کیونکر ادا کرو گے پھر حق تعالیٰ نے قوم فرعون کو قحط اور طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا کیا۔ جب کوئی نعمت اُن کو ملتی کہتے تھے کہ ہماری برکت کے سبب سے ہے اور جب کوئی بلا اُن پر نازل ہوتی کہتے تھے کہ یہ موسیٰؑ اور اُس کی قوم کی نحوست کے سبب سے ہے۔ غرض جب قحط اور پھلوں کی کمی اور طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہوئے پھر بھی بنی اسرائیل کی تکلیف سے باز نہیں آئے۔ موسیٰؑ نے فرعون کے پاس جا کر کہا کہ بنی اسرائیل سے دست بردار ہو جا اُس نے قبول نہ کیا۔ موسیٰؑ نے ان لوگوں پر نفرین کی۔ حق تعالیٰ نے طوفانِ آب اُن پر بھیجا۔ جس نے قبطیوں کے تمام مکانات و عمارات کو برباد کر دیا اور سب نے جنگلوں میں جا کر خیمے نصب کئے۔ قبطیوں کے مکانات برباد ہو گئے لیکن ایک قطرہ پانی بنی اسرائیل کے مکانوں میں داخل نہ ہوا۔ پانی اُن کی زمینوں میں جمع ہو گیا کہ زراعت بھی وہ نہ کر سکتے تھے تو فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ اس طوفان کو ہم سے دفع کر دے تو ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ حضرت نے دُعا کی اور اُن سے طوفان دور ہو گیا لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے ہامان نے فرعون سے کہا کہ اگر بنی اسرائیل سے ہاتھ اٹھا لو گے تو موسیٰؑ تم پر غالب آجائیں گے اور تمہاری بادشاہی کو زائل کر دیں گے اس لئے اس نے بنی اسرائیل کو قید سے نہ رہا کیا۔ حق تعالیٰ نے اُس سال اُن کو کافی غلہ اور بیحد میوے عطا کئے ان لوگوں نے کہا کہ یہ طوفان ہمارے لئے ایک نعمت تھا۔ پھر اُن کی سرکشی میں اور زیادتی ہو گئی۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے موافق دوسرے سال اور دُوسروں کی روایت کی بنا پر دوسرے مہینے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی تو آپ نے عصا سے مشرق و مغرب کی جانب اشارہ کیا۔ دونوں طرف سے ٹڈیاں ابرِ سیاہ کے مانند ان لوگوں کی جانب آئیں اور اُن کی تمام زراعتوں، پھلوں اور درختوں کو کھا گئیں اُس کے بعد اُن کے کپڑے، سامان، دروازوں، جالیوں، لکڑیوں اور آہنی میخوں کو کھایا پھر اُن کے جسموں پہ حملہ آور ہوئیں اور اُن کی داڑھی اور سروں کے بال کھا گئیں لیکن بنی اسرائیل اور راحیل کے مکانوں میں داخل نہ ہوئیں اور اُن کے اموال کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ پس فرعون کی قوم اُس کے پاس فریاد کے لئے آئی۔ اُس نے موسیٰؑ کے پاس سب کو بھیج دیا کہ اگر اس بلا کو ہم سے دور کر دو تو ہم تم پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر دیں۔ موسیٰؑ صحرا کی جانب گئے اور آپ نے اپنے عصا سے مشرق و مغرب کی جانب

اشارہ کیا اُسی وقت وہ ٹڈیاں جس طرف سے آئی تھیں واپس چلی گئیں۔ ایک بھی باقی نہ رہی۔ پھر ہامان نے بہکایا اور فرعون کو بنی اسرائیل کی رہائی سے باز رکھا پھر علی بن ابراہیم کی روایت کے موافق تیسرے سال اور دوسروں کی روایت کے موافق تیسرے مہینے قمل کو اُن پر مسلط کیا، بعض قمل کو بڑی جوئیں کہتے ہیں اور بعض چھوٹی ٹڈیاں بتلاتے ہیں جن کے پَر نہ تھے وہ اُن کی زراعتوں پر مسلط ہوئیں اور جڑ سے اُکھاڑ ڈالا۔ اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا تو وہ مصر کے ایک شہر کے ایک سفید ٹیلہ پر گئے جس کو عین الشمس کہتے تھے اور اپنے عصا کو زمین پر مارا۔ خدا کے حکم سے زمین سے اس قدر جوئیں نکلیں کہ فرعونیوں کے تمام کپڑوں اور ظروف میں بھر گئیں اور اُن کے کھانوں میں داخل ہوئیں جو چیز بھی وہ لوگ کھاتے تھے اُس میں وہ جوئیں مخلوط تھیں ان کے جسموں کو مجروح کرتی تھیں۔ دُوسروں کی روایت کی بنا پر وہ چھوٹے کیڑے تھے جو گیہوں اور تمام غلہ میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کو خراب کرتے ہیں۔ لہٰذا دس جریب گیہوں اگر چکّی میں پیسے جاتے تو تین قفیز[1] واپس نہ نکلتے۔ بہر حال اُن کے لئے کوئی بلا اس سے زیادہ سخت نہ تھی۔ وُہ ان کی داڑھی سر کے بال ابرو اور پلک کے بال تک کھا گئیں۔ اُن کے جسم آبلوں سے بھر گئے۔ اُن کے لئے نیند حرام ہو گئی اور بنی اسرائیل کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ قبطیوں نے فرعون سے فریاد کی۔ اُس نے پھر موسیٰؑ سے استدعا کی کہ اگر یہ بلا ہم سے برطرف ہو جائے تو بنی اسرائیل کو رہا کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے دُعا کی اور وہ بلا بھی اُن سے دُور ہو گئی اُس کے بعد ایک ہفتہ تک موسیٰؑ اُن کے پاس رہے اور وہ لوگ ایمان نہ لائے اور نہ بنی اسرائیل کو رہا کیا۔ پھر چوتھے سال یا چوتھے مہینے موسیٰؑ دریائے نیل کے کنارے آئے اور خدا کے حکم سے دریا کی جانب اشارہ کیا۔ ناگاہ بہت سے مینڈک دریا سے نکلے اور قبطیوں کے مکانوں کی جانب متوجہ ہوئے اور اُن کے کھانے پینے کی چیزوں میں داخل ہو گئے۔ تمام مکانوں میں بھر گئے۔ اس طرح کہ جس کپڑے کو اُٹھاتے اور جس برتن کو دیکھتے اُس میں مینڈک بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے دیگوں میں داخل ہوتے اور کھانے کو خراب کرتے۔ یہاں تک کہ ہر شخص اپنی ٹھڈی تک مینڈکوں میں ڈوبا رہتا جب وہ گفتگو کا ارادہ کرتے مینڈک اُن کے منہ کے اندر داخل ہو جاتے اور کھانا کھانے کا قصد

[1] ایک قفیز بارہ صاع اور ایک صاع چار سیر کے برابر ہوتا ہے۔ (غیاث اللغات) مترجم

کرتے تو لقمہ سے پہلے دہن میں پہنچ جاتے تھے۔ آخر وہ روتے ہوئے موسیٰؑ کی خدمت میں آئے اور اس بلا کے دور کرنے کی استدعا کی اور عہد و پیمان کئے کہ جب یہ بلا اُن سے دُور ہو جائے گی موسیٰؑ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو رہا کر دیں گے۔ لہٰذا موسیٰؑ اس بلا کے سات روز بعد نیل کے کنارے گئے اور اپنے عصا سے اشارہ کیا تو وہ تمام مینڈک ایک ہی دفعہ دریا کے اندر چلے گئے۔ ان لوگوں نے پھر اپنی انتہائی شقاوت کی وجہ سے اپنے عہد پر وفا نہ کی۔ پھر پانچویں سال کے یا پانچویں مہینے موسیٰؑ نیل کے کنارے آئے اور بحکم خدا اپنے عصا کو پانی پر مارا۔ اُسی وقت وہ تمام دریا اور نہریں قبطیوں کے لئے خون کے رنگ کی ہو گئیں یعنی اُن کو خون دکھائی دیتا تھا اور بنی اسرائیل کو پانی نظر آتا تھا۔ جب بنی اسرائیل پیتے تھے پانی ہوتا تھا اور جب قبطی پیتے تھے خون ہوتا تھا۔ قبطیوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ پانی اپنے منہ سے ہمارے منہ میں ڈال دیا کرو۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا لیکن جب تک بنی اسرائیل کے دہن میں رہتا پانی ہوتا تھا اور جب وہ پانی قبطیوں کے دہن میں داخل ہوتا تو خون ہو جاتا۔ فرعون پیاس سے اس درجہ بیقرار تھا کہ درختوں کی سبز پتیاں پانی کے عوض چوستا تھا اور اُن پتیوں کا عرق اُس کے منہ میں جمع ہو کر خون ہو جاتا اور قطب راوندی کی دوسری روایت کے موافق آب شور ہو جاتا تھا۔ سات روز تک اسی حال پر گذرے اور راوندی کی روایت کے موافق چالیس روز گذرے کہ اُن کا کھانا اور پینا سب خون تھا۔ آخر موسیٰؑ سے شکایت کی اور یہ بلا بھی اُن سے زائل ہو گئی لیکن اُن کا کفر و غرور زیادہ ہی ہوتا گیا۔ علی ابن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اس کے بعد حق تعالیٰ نے رجز یعنی سرخ برف ان پر برسائی جس کو کبھی اُن لوگوں نے نہ دیکھا تھا اور اُن کی کثیر جماعت اس سے ہلاک ہوئی۔ پھر اُن لوگوں نے فریاد کی اور موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دُعا کرو اُس بارہ میں جو اُس نے تم سے عہد کیا ہے۔ کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ اگر رجز کو ہم سے برطرف کر دو گے تو یقیناً ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ پھر موسیٰؑ نے دعا کی تو حق تعالیٰ نے اُس برف کو اُن سے برطرف کر دیا۔ اور راوندی کی روایت کی بنا پر اُن کی سرکشی میں اور اضافہ ہوا حضرت موسیٰؑ نے درگاہ خدا میں مناجات کی کہ خداوندا تو نے فرعون اور اُس کی قوم کے رئیسوں کو مال و دولت دُنیاوی زندگی کے لئے عطا کی ہے جس کے سبب سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ خداوندا اُن کے مالوں کو زائل و متغیر کر دے۔ حق تعالیٰ نے اُن کے تمام اموال کو پتھر بنا دیا حتیٰ کہ گندم و جو اور تمام غلّہ اور کپڑے اور اسلحے

جو کچھ بھی اُن کے پاس تھا سب پتھر ہو گیا جس کی وجہ سے کسی چیز کو کام میں نہ لا سکتے تھے جب اس تنبیہہ سے بھی متنبہ نہ ہوئے خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ آج رات آلِ فرعون کی باکرہ لڑکیوں پر طاعون بھیجتا ہوں بلکہ ہر مادہ جو اُن میں ہوں گی خواہ انسان ہوں یا حیوان سب ہلاک ہو جائیں گی۔ جب موسیٰؑ نے یہ خوشخبری اپنی قوم کو دی فرعون کے جاسوسوں نے یہ خبر فرعون کو بھی پہنچا دی۔ اُس نے کہا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو لاؤ اُن میں سے ہر ایک کو ہم اپنی عورتوں کے ساتھ قید کر دیں تاکہ جب رات کو موت آئے بنی اسرائیل کی عورتوں کو تمہاری عورتوں سے نہ پہچان سکے اس تدبیر سے تمہاری عورتیں بچ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کسی کی عقل اس درجہ خراب نہیں ہو جاتی۔ جناب مقدس الٰہی کے مقابلہ میں خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ غرض جب رات آئی حق تعالیٰ نے اُن پر طاعون بھیجا تو اُن کی عورتیں اور مادہ حیوانات سب ہلاک ہو گئیں۔ صبح کو آل فرعون کی عورتیں تمام مردہ اور متعفن تھیں اور بنی اسرائیل کی عورتیں صحیح و سالم تھیں۔ اُس رات علاوہ چوپایوں کے اسّی ہزار جانیں ضائع ہوئیں۔ فرعون اور اس کی قوم کی عورتوں کے پاس مالِ دنیا زر و جواہرات وغیرہ اس قدر زیادہ تھے کہ بغیر خدا کے کوئی احصا نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آلِ فرعون کے اموال بنی اسرائیل کو میراث میں دوں۔ بنی اسرائیل سے کہو کہ اُن کے زیورات اور زینت کی چیزیں عاریت طلب کریں کیونکہ وہ لوگ بلاؤں کے خوف سے اور جو کچھ عذاب اُن پر نازل ہو چکا ہے اُس کے سبب سے دینے میں مضائقہ نہ کریں گے جب اُن کے تمام مال عاریتاً لے چکے تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لے جائیں۔

علی بن ابراہیم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے فریاد کی کہ خدا سے دُعا کریں کہ ہم کو فرعون کی بلاؤں سے نجات بخشے۔ اُس وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ رات کو ان لوگوں کو مصر سے باہر لے جاؤ۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا دریا ان کے درمیان حائل ہے کیونکر دریا کو عبور کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں دریا کو حکم دیتا ہوں وہ تمہارا مطیع ہو جائے گا اور تمہارے لئے شگافتہ ہو گا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور رات ہی میں ساحل کو روانہ ہو گئے۔ جب اُن کے چلے جانے کی خبر فرعون کو ہوئی۔ اُس نے اپنا لشکر جمع کیا اور اُن کے تعاقب میں روانہ ہوا اور جب وہ لوگ دریا کے کنارے پہنچے موسیٰؑ نے دریا سے خطاب کیا کہ میرے لئے شگافتہ ہو جا۔

کہا بغیر حکم خدا شگافتہ نہیں ہوسکتا۔ اسی اثنا میں فرعون کے لشکر کا طلیعہ نمودار ہوا بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم نے ہم کو فریب دیا اور ہلاک کیا۔ اگر چھوڑ دیتے تو آل فرعون ہم کو صرف غلام بناتے وہ بہتر تھا۔ اس سے کہ اب ہم اُن کے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ موسیٰؑ نے کہا ایسا نہیں ہے یقیناً میرا پروردگار میرے ساتھ ہے اور نجات کے راستہ پر میری رہبری کرتا ہے۔ موسیٰؑ کو قوم کی بیوقوفی ناگوار معلوم ہوئی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ اے موسیٰؑ تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ دریا ہمارے لئے شگافتہ ہو جائے گا۔ اب فرعون اور اس کے لشکر والے ہمارے پاس آن پہنچے اور قریب ہوگئے۔ اُس وقت موسیٰؑ نے دُعا کی۔ حق تعالےٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ عصا کو دریا پر مارو۔ جب دریا پہ مارا وہ شگافتہ ہوگیا۔ اور موسیٰؑ اور آپ کی قوم کے لوگ دریا میں داخل ہوگئے۔ اسی حال میں فرعون کے لشکر والے دریا کے کنارے پہنچے اور دریا کو اس حال سے مشاہدہ کیا۔ فرعون سے کہا کیا تم کو یہ حال دیکھ کر تعجب نہیں ہے اُس نے کہا میں نے ہی ایسا کیا ہے اور میرے ہی حکم سے دریا شگافتہ ہوا ہے دریا میں داخل ہوجاؤ اور اُن لوگوں کا پیچھا کرو۔ جب فرعون اور جو لوگ کہ اُس کے ساتھ تھے دریا میں داخل ہوگئے اور دریا کے بیچ میں پہنچ گئے حق تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ اُن کو غرق کرلے تو وہ سب غرق ہوگئے۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا کہ میں ایمان لایا کہ کوئی خدا نہیں ہے بجز اُس خدا کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمان ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے نافرمان اور زمین میں فساد کرنے والا تھا۔ ہاں آج تیرے جسم کو نجات دوں گا۔ امام نے فرمایا کہ فرعون کی تمام قوم دریا میں ڈوب گئی اُن میں سے کوئی نہ بچا اور دریا سے جہنم کی طرف گئے۔ لیکن تنہا فرعون کو حق تعالیٰ نے کنارے پر ڈال دیا تاکہ وہ لوگ جو اس کے بعد باقی بچ رہے ہیں اُس کو دیکھیں اور پہچانیں اور ان لوگوں کے لئے ایک نشانی ہو اور کوئی اُس کے ہلاک ہونے میں شک نہ کرے۔ اور چونکہ وہ سب اپنا پروردگار جانتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اُس کے مردہ جسم کو ساحل پر ڈال دیا تاکہ دیکھنے والوں کی عبرت اور نصیحت کا سبب ہو۔

مروی ہے کہ جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ فرعون کو خدا نے غرق کر دیا۔ اُن لوگوں کو یقین نہ ہوا کہنے لگے کہ اُس کی خلقت ایسی نہ تھی کہ مرجائے تو خدا نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کو ساحل پہ پہنچا دے تو اُن لوگوں نے اُس کو مردہ دیکھا۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ رسولؐ خدا کے پاس جس روز سے خدا نے

فرعون کو غرق کیا تھا ہمیشہ مغموم و محزون آتے تھے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ یہ آیت رسولؐ خدا کے پاس لے جائیں جو فرعون کے قصہ میں ہے آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (آیت ۹۱ سورہ یونس پ۱۱) اس کو لے کر جناب جبرئیلؑ شاد و خرم حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس آئے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اس کے قبل میں تم کو رنجیدہ دیکھتا تھا۔ آج شاد و مسرور دیکھتا ہوں کہا ہاں یا حضرت جب خدا نے فرعون کو غرق کیا اور وہ ایمان لایا میں نے ایک مٹھی کیچڑ اُس کے منہ میں بھر دیا اور کہا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ اور چونکہ میں نے یہ بغیر اذن خدا کہا تھا خائف تھا کہ شاید رحمتِ خدا اُس پر نازل ہو اور میں معذب کیا جاؤں۔ جب اس وقت خدا نے مجھ کو حکم دیا کہ وہ جملہ آپ کے پاس لاؤں تو اطمینان ہوا اور میں نے سمجھا کہ خدا میرے قول و عمل سے راضی ہے۔

حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب فرعون موسیٰؑ کے تعاقب میں دریا کی جانب روانہ ہوا اُس کے مقدمۂ لشکر میں چھ لاکھ سپاہی تھے اور ساقۂ لشکر میں ایک لاکھ۔ جب یہ تمام لشکر دریا کے کنارے پہنچا۔ فرعون کا گھوڑا ابھڑکا اور دریا میں داخل نہ ہوا تو جبرئیل اسپ مادہ پر سوار ہو کر اُس کے آگے ہو کر دریا میں داخل ہوئے فرعون کا گھوڑا بھی اُس کے پیچھے چلا اور تمام لشکر اُس کے عقب میں چلے۔

بسند موثق اور صحیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا تھا کہ جب چاند طلوع ہو تو وہ لوگ دریا میں داخل ہوں اور حضرت یوسفؑ کے جسد مبارک کو مصر سے نکال لے جائیں تاکہ فرعون پر عذاب نازل ہو۔ اس روز چاند نکلنے میں تاخیر ہوئی تو موسیٰؑ نے سمجھا کہ چونکہ یوسفؑ کے جسد مبارک کو مصر سے باہر نہیں کیا گیا اس لئے عذاب میں دیر ہو رہی ہے۔ اُن کا جسد کس مقام پر مدفون ہے لوگوں نے کہا ایک ضعیفہ جانتی ہے۔ اُس کو حاضر کیا گیا وہ ایک نہایت بوڑھی نابینا اور کمزور عورت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ یوسفؑ کے قبر کی جگہ تو جانتی ہے اُس نے کہا ہاں مگر بتاؤں گی نہیں۔ جب تک کہ چار چیزیں آپ مجھے نہ دیں گے۔ اور دوسری روایت کے بموجب اُس نے کہا کہ اپنے درجہ میں بہشت میں مجھے جگہ دیجئے اُن حضرت پر اُس کے سوالات دشوار معلوم ہوئے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ جو وہ چاہتی ہے اُس کو عطا کرو جو کچھ تم دے دوگے میں اُس کو مرحمت کروں گا۔ حضرت نے اُس وقت دُعا کی اور اُس کی حاجتیں پوری ہوئیں تو اُس نے دریائے نیل کے کنارے

یوسف کی قبر کی جگہ بتائی۔ اُن حضرت کا جسد مبارک سنگِ مرمر کے ایک صندوق میں تھا۔ اُس کو نکال لیا تو اُسی وقت چاند طلوع ہُوا۔ پھر یوسفؑ کے جسم اقدس کو شام کی جانب لے گئے اور اُسی جگہ دفن کیا۔ اسی سبب سے اہلِ کتاب اپنے مردوں کو شام میں منتقل کرتے ہیں۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب اُس عورت کو موسیٰؑ نے طلب کیا اور فرمایا کہ مجھے یوسفؑ کی قبر سے آگاہ کرتا کہ تجھ کو بہشت میں جگہ ملے اُس نے کہا نہیں خدا کی قسم اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک کہ آپ مجھ سے وعدہ نہ کریں کہ میں جو مانگوں وُہ مجھے آپ دیں گے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ تم کو اُسے اختیار دینے میں کیا دشواری ہے تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ جو تو مانگے وہ تیرا ہے اُس نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ بہشت میں آپ کے درجہ میں رہوں۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ فرعون کی تدبیروں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ بنی اسرائیل کے طعام میں زہر ملوا دیتا تھا اور ان کو ہلاک کرتا تھا۔ اُس نے ایک مرتبہ یکشنبہ کے دن جو فرعون کی عید کا دن تھا۔ بنی اسرائیل کو ضیافت کے لئے طلب کیا اور دسترخوان بچھوایا۔ اُس کے حکم سے تمام کھانوں میں زہر ملا دیا گیا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کو خدا نے وحی کی کہ فلاں دوا ان لوگوں کو کھلا دو تاکہ فرعون کا زہر اُن پر اثر نہ کرے موسیٰؑ چھ سو بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کے ضیافت خانہ میں تشریف لائے۔ عورتوں اور بچوں کو واپس کر دیا اور بنی اسرائیل کو تاکید کر دی کہ جب تک فرعون خود اجازت نہ دے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھانا اور اُس دوا کو تمام لوگوں کو کھلا دیا اُس کی خوراک اسی قدر تھی جتنی کہ سوئی کے ناکہ میں آ سکتی ہے۔ جب بنی اسرائیل نے کھانے کے خوانوں کو دیکھا اُن پر جمع ہوگئے اور جس قدر ممکن ہوا کھایا۔ فرعون نے مخصوص طعام حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ اور یوشعؑ بن نون اور تمام نیک لوگوں کے لئے ایک خاص مقام پر ترتیب دیا تھا۔ اُن میں زیادہ زہر ملایا تھا۔ جب اُن لوگوں کو بُلایا کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ سوا اپنے اور اپنے بڑے بڑے امراء کے کسی کو تم لوگوں کی خدمت کی اجازت نہ دوں گا۔ پھر خود کھلانے پر آمادہ ہوا اور ہر لحظہ کھانے میں تازہ زہر ملایا جاتا تھا۔ جب وُہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے موسیٰؑ نے کہا ہم بنی اسرائیل کی عورتوں اور اُن کے بچوں کو اپنے ساتھ نہیں لائے۔ اُس نے کہا ہم اُن لوگوں کے لئے بھی کھانا دیتے ہیں جب وہ لوگ بھی کھانے سے فارغ ہوگئے موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے۔ فرعون نے اپنے لشکر والوں کے لئے بغیر زہر کا کھانا تیار کرایا تھا لیکن جس نے بھی وُہ کھانا کھایا اُسی وقت

آہ کی اور مر گیا۔ غرضکہ اس سبب سے ستر ہزار مرد اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار عورتیں قوم فرعون کی ہلاک ہوئیں۔ علاوہ چوپایوں اور حیوانات کے۔ لیکن موسیٰؑ کی قوم کا ایک آدمی بھی ہلاک نہ ہوا۔ یہ واقعہ فرعون اور اُس کے اصحاب کے انتہائی تعجب کا سبب ہُوا لیکن پھر بھی وُہ لوگ ایمان نہ لائے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چھ انسان و حیوان ماں کے رحم سے نہیں پیدا ہوئے۔ آدمؑ و حواؑ۔ گوسفند ابراہیمؑ۔ عصائے موسیٰؑ۔ ناقۂ صالحؑ۔ اور خفاش[1] جس کو حضرت عیسیٰؑ نے بنایا اور وہ بقدرت خدا زندہ ہوگیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر جو لوگ ایمان لائے تھے ان میں سے ایک گروہ فرعون کے لشکر سے مل گیا تاکہ جب تک کہ موسیٰ کے غلبہ کا اثر ظاہر نہ ہو ہم فرعون کی دنیا سے منتفع ہوں گے۔ اور اُس سے ملے رہیں گے جب موسیٰؑ اور آپ کی قوم کے لوگ فرعون سے بھاگے وُہ جماعت اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر دوڑی کہ موسیٰؑ کے لشکر سے مل جائے اور اُن میں شامل ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ ان کو طمانچے مار کر واپس کرے اور فرعون کے لشکر سے ملا دے۔ چنانچہ وہ لوگ اُس کے ساتھ غرق ہُوئے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا باپ فرعون کے اصحاب میں سے تھا جب فرعون کے لشکر والے موسیٰؑ کے پاس پہنچے وہ شخص واپس آیا تاکہ اپنے باپ کو نصیحت کرے اور موسیٰؑ سے ملحق کر دے۔ وہ اپنے باپ سے گفتگو کرتا ہُوا اور اُس کو سمجھاتا ہوا دریا میں داخل ہُوا اور وہ دونوں غرق ہوگئے۔ جناب موسیٰؑ کو معلوم ہُوا تو فرمایا کہ وُہ تو رحمت خدا سے واصل ہوا لیکن جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے اُن لوگوں سے جو گناہگاروں کے ہمسایہ ہیں دفع نہیں ہوتا بلکہ اُن کو بھی گھیر لیتا ہے۔

حدیث سابقہ میں گذرا کہ فرعون اُن پانچ افراد میں سے ہے جن پر قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے فرعون کو دو کلموں کے درمیان چالیس سال تک مہلت دی۔ اوّل اس نے یہ کہا کہ میرے سوا

---

[1] خفاش ایک طائر کا نام ہے (غیاث) مترجم

تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ اور آخر میں کہا کہ میں تمہارا بلند تر پروردگار ہوں۔ لہٰذا اُس کو
دو کلموں کی وجہ سے دنیا و عقبیٰ میں معذب کیا جس وقت کہ موسیٰؑ و ہارونؑ نے فرعون پر
نفرین کی اور حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ تمہاری دعا مقبول ہوئی اور جس وقت کہ
اجابت دعا ظاہر ہوئی یعنی فرعون غرق ہوا تو چالیس سال گذر چکے تھے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ نے فرعون کی سرکشی
کے زمانہ میں مناجات کی کہ پروردگارا تو فرعون کو مہلت دیتا ہے اور اس کو چھوڑے جاتا
ہے حالانکہ وہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ یہ خیال تیرے ایسے بندہ کا ہو سکتا ہے جو ڈرتا ہو کہ موقع اُس کے ہاتھ سے
نکل جائے گا۔ اور پھر قابو حاصل نہ ہو سکے گا۔

حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت نے مصر کے شہر کی مذمت میں فرمایا کہ
بنی اسرائیل پر خدا نے غضب نہ فرمایا جب تک کہ اُن کو مصر میں داخل نہ کر لیا اور اُن
سے راضی نہ ہوا جب تک کہ مصر سے نکال نہ لیا۔

بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ فرعون کے دربار
میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْرَءُ بِكَ فِیْ نَحْرِهٖ
وَاَسْتَجِیْرُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَاَسْتَعِیْنُ بِكَ۔ خدا نے فرعون کے دل کے اطمینان
کو خوف سے بدل دیا۔

بسند معتبر دیگر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ جس وقت
فرعون کہتا تھا کہ مجھ کو چھوڑ دو تا کہ موسیٰؑ کو قتل کر دوں تو کون مانع تھا۔ فرمایا کہ وہ حلال
زادہ تھا اور وہی اُس کو مانع تھا اس لئے کہ پیغمبروں اور اُن کی اولاد کو حرامزادہ کے
سوا کوئی قتل نہیں کرتا۔

دوسری حدیث میں انہی حضرت نے فرمایا کہ جب موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کی مجلس میں
داخل ہوئے اُس کے حاضرین دربار حلال زادہ تھے اُن میں کوئی ولدالزنا نہیں تھا۔ اگر اُن
میں کوئی شخص زنازادہ ہوتا تو موسیٰؑ کے مار ڈالنے کا مشورہ دیتا یہی سبب تھا کہ جس
وقت فرعون نے موسیٰؑ کے بارے میں اُن لوگوں سے مشورہ کیا کسی ایک نے بھی نہ کہا کہ
اُن کو مار ڈالو بلکہ اُن کے بارے میں تاخیر غور و خوض اور دوسری تدبیروں کا مشورہ دیا۔ امام
نے فرمایا کہ ہم لوگ بھی ایسے ہی ہیں یعنی جو ہمارے قتل کا ارادہ کرے وہ ولدالزنا ہے۔

حدیث حسن میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ فرعون جب کسی کو سزا دینے کا

ارادہ کرتا حکم دیتا تو اُس کو منہ کے بل زمین پر یا تختہ پر لٹاتے اور اُس کے چاروں ہاتھ
پیروں پر میخ ٹھونک کر اسی حال میں اُس کو چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مر جاتا تھا
اسی لئے اُس کو ذی الاوتاد یعنی میخوں والا کہتے تھے۔

حق تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہم نے موسیٰؑ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں۔
چند معتبر حدیثیں وارد ہوئی ہیں معصومؑ نے فرمایا کہ وہ نشانیاں تھیں۔ عصا۔ ید بیضا۔
ٹڈی۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون۔ طوفان۔ دریا کا پھٹنا۔ اور وہ پتھر جس سے پانی
کے بارہ چشمے جاری ہوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ پر وحی بھیجی
کہ تمہارے لئے سارہ سے اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوں گے اور سارہ نے کہا کہ کیا مجھ سے
فرزند پیدا ہوگا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا شوہر مرد پیر ہے تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی
کی کہ ہاں سارہ سے فرزند پیدا ہوگا۔ اُس کی اولاد میں سے بہت سے لوگ چار سو سال
کے بعد فرعون کے ہاتھ سے معذب ہوں گے۔ اس سبب سے کہ سارہ نے میری بات
کو رد کر دیا۔ جب عذاب نے بنی اسرائیل پر طول پکڑا انہوں نے خدا کی بارگاہ میں چالیس
روز تک فریاد اور گریہ وزاری کی۔ تو خدا نے موسیٰؑ و ہارونؑ پر وحی فرمائی کہ اُن کو عذاب
فرعون سے نجات دلوائیں۔ اُن کی گریہ وزاری کے سبب سے چار سو سال میں سے
ایک سو ستر سال کم کر دیئے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اگر تم بھی خدا کی بارگاہ میں
تضرع وزاری کرو گے تو غموں سے تمہاری رہائی جلد ہوگی اور قائم آل محمدؐ جلد ظاہر
ہوں گے اگر ایسا نہ کرو گے تمہاری سختی کی مدت انتہا کو پہنچے گی۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم اپنے سرکش بندوں کا امتحان
اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو ان کی نظر میں کمزور دکھائی دیتے ہیں۔ موسیٰؑ و
ہارونؑ فرعون کے پاس دو اُونی لباس پہنے ہوئے آئے اور عصا اُن دونوں حضرات کے
ہاتھ میں تھے اور یہ شرط کر کے آئے تھے کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے گا تو اُس کی بادشاہی
قائم اور اُس کی عزت باقی رہے گی۔ فرعون نے یہ سُن کر اپنے امراء سے کہا کیا ان دونوں
کی حالت انتہائی تعجب کے قابل نہیں کہ میرے لئے دوام عزت اور بقائے ملک کی شرط
کرتے ہیں اور خود ایسی فقر و مذلت کی حالت میں ہیں کیوں ان کو سونے کے خزانے
نہیں مل گئے۔ اُس کے نزدیک مال و زر جمع کر لینا ہی بہت دقیع تھا اور وہ بال
کے بُنے ہوئے کپڑے پہننا بہت حقیر سمجھتا تھا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ آخر ماہ کے چہارشنبہ کو فرعون غرق ہوا۔ اُسی روز اُس نے موسیٰؑ کو مار ڈالنے کے لئے طلب کیا تھا اور اُسی روز حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کو مار ڈالیں۔ اُسی روز صبح کو فرعون کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ اپنی زوجہ کے پاس واپس آئے پوچھا کہاں سے آتے ہو فرمایا اس آگ کے خالق کے پاس سے جسے تم نے دیکھا۔ پھر صبح فرعون کے پاس آئے۔ امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم گویا میری نظر میں ہے وہ دونوں ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے۔ اُن کے جسم پر بہت بال تھے اور حضرت گندمی رنگ کے تھے۔ بال کا ایک جبہ پہنے ہوئے تھے۔ عصا آپ کے ہاتھ میں تھا کمر میں لیف خرما کا پٹکا باندھے ہوئے اور گدھے کے چمڑہ کی نعلین پہنے ہوئے تھے۔ لوگوں نے فرعون سے کہا کہ تیرے قصر کے دروازہ پر ایک جوان استادہ ہے اور کہتا ہے کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ فرعون نے اُس شخص سے جو شیروں پر موکل تھا کہا کہ شیروں کی زنجیر کھول دے۔ فرعون کی یہ عادت تھی کہ جب کسی پر غضبناک ہوتا تو اس پر شیروں کو چھوڑ دیتا اور وہ اُس کو پھاڑ ڈالتے۔ حضرت موسیٰؑ نے پہلے دروازہ پر عصا کو مارا۔ عصا کے لگتے ہی وہ نو۹ دروازے جو فرعون نے اپنی حفاظت کے لئے بند کئے تھے سب یکبارگی کھل گئے اور شیروں نے آ کر موسیٰؑ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ دم زمین پر گھسنے لگے اور عجز و انکساری کے ساتھ آنحضرت کے گرد پھرنے لگے۔ فرعون نے جب یہ حال دیکھا اپنے اہل دربار سے کہا کیا تم لوگوں نے کبھی ایسی کیفیت دیکھی تھی جب موسیٰؑ فرعون کی مجلس میں داخل ہوئے اُن کے درمیان جو گفتگو ہوئی خدا نے اُس کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے۔ فرعون نے اپنے اصحاب میں کسی سے کہا کہ اُٹھ کر موسیٰؑ کے ہاتھوں کو پکڑ لے اور دوسرے سے کہا کہ آپ کی گردن مار دے۔ اس غرض سے جو شخص بھی موسیٰؑ کے پاس آیا جبرئیلؑ نے اُس کو تلوار سے ہلاک کر دیا۔ یہاں تک کہ چھ اشخاص قتل ہو گئے۔ فرعون نے یہ دیکھ کر کہا کہ موسیٰؑ کو چھوڑ دو۔ پھر موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا جو آفتاب کے مانند روشن تھا جس کے دیکھنے کی آنکھوں کو تاب نہ تھی۔ پھر حضرت نے عصا کو زمین پر ڈال دیا وہ ایک اژدہا بن گیا اور قصر فرعون کو اپنے دہن میں پکڑ کر چاہا کہ نگل جائے۔ فرعون نے موسیٰؑ سے فریاد کی کہ مجھے کل تک کی مہلت دو۔ پھر ان کے درمیان جو گذرا وہ گذرا۔[1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کچھ اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض سے یہ ظاہر ہوتا ہے (باقی صفحہ ۴۲۵ پر)

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ آب نیل فرعون کے زمانہ میں کم ہو گیا۔ تو اس کی رعایا میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اے بادشاہ ہمارے لئے نیل کا پانی زیادہ کر دے۔ فرعون نے کہا میں تم سے خوش نہیں ہوں اس لئے پانی کم کر دیا۔ پھر دوسری مرتبہ لوگ اُس کے پاس آئے اور کہا ہمارے تمام حیوانات پیاس سے ہلاک ہو گئے اگر آب نیل کو تو زیادہ نہ کرے گا تو تیرے سوا دوسرا خدا ہم اختیار کر لیں گے۔ کہا اچھا جنگل میں چلو اور خود بھی اُن کے ساتھ گیا۔ اور اُن سے علیحدہ ہو کر ایک طرف پہنچا کہ اس کو وہ لوگ نہ دیکھ سکیں اور نہ اُس کی باتیں سُن سکیں۔ پھر اپنا رخسارہ خاک پر رکھا اور انگشت شہادت سے آسمان کی جانب اشارہ کر کے کہا خداوندا تیری جانب اس بندۂ ذلیل کی طرح میں نے رخ کیا جو اپنے آقا کی جانب رخ کرتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی بھی آب نیل جاری کرنے پر قادر نہیں ہے لہٰذا اُس کو جاری کر دے۔ اُسی وقت دریائے نیل میں اس قدر سخت طغیانی آئی کہ اس سے قبل نہیں آئی تھی۔ پھر اُن لوگوں کے پاس واپس آیا اور کہا کہ میں نے آب نیل کو تمہارے واسطے جاری کر دیا۔ یہ سُن کر سب نے اُس کو سجدہ کیا۔ اُسی وقت جبرئیلؑ اُس کے پاس آئے اور کہا مجھے اپنے غلام سے ایک شکایت ہے اس کے بارے میں بھی فیصلہ کر دے۔ اُس نے کہا کیا شکایت ہے کہا کہ میں نے اپنے ایک غلام کو دوسرے تمام غلاموں پر مسلط کر دیا ہے اور سب کا اختیار اُسی کو دے دیا ہے۔ اب وہ مجھ سے دشمنی کرتا ہے اور میرے دشمن کا دوست ہو گیا ہے۔ اور میرے دوستوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ فرعون نے کہا کہ تیرا غلام بُرا غلام ہے اگر میرے قبضہ میں آئے تو اُس کو دریا میں غرق کر دوں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اے بادشاہ اس بارہ میں ایک حکم نامہ لکھ دے۔ فرعون نے دوات و کاغذ منگوا کر اپنا حکم لکھ دیا کہ ایسے بندہ کی جو اپنے آقا کی مخالفت کرے اور اُس کے دشمنوں سے دوستی اور دوستوں سے دشمنی رکھے سوائے اس کے کوئی سزا نہیں ہے کہ اس کو ایک بہت گہرے دریا میں غرق کر دیا جائے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے بادشاہ اس پر مُہر کر دے۔ اُس نے اُس پر مُہر کر کے جبرئیلؑ کو دے دیا۔ جب دریا میں داخل ہوا۔ جس روز وُہ غرق ہوا۔ دریا میں داخل ہوتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۴) کہ فرعون نے موسیٰؑ کے مار ڈالنے کا ارادہ نہیں کیا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ کیا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ان میں سے ایک روایت عامہ کے موافق تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہو اور ممکن ہے کہ فرعون کا مطلب سختی اور ڈرانے سے رہا ہو اور قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ ۱۲

ہی جبرئیلؑ نے وہ نامہ لا کر اُس کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ یہ وہ حکم ہے جو تو نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قولِ خدا کی تفسیر میں منقول ہے جو اُس نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو خطاب کیا تھا کہ فرعون کے پاس جاؤ۔ اُس نے سرکشی اختیار کی ہے۔ اُس سے نرمی سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا خوفزدہ ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ سخن نرم سے مراد یہ ہے کہ اُس کو کنیت سے مخاطب کریں۔ یا ابا معصب کہیں کیونکہ کنیت سے خطاب کرنے میں تعظیم ظاہر ہوتی ہے۔ اور جو یہ فرمایا کہ نصیحت حاصل کرے یا خوف کرے باوجود اس کے کہ جانتا تھا کہ وہ نصیحت پذیر نہیں ہے اور نہ ڈرنے والا ہے تو یہ اس لئے فرمایا کہ موسیٰؑ کو اس کے پاس جانے میں زیادہ رغبت ہو۔ اور اُس نے نصیحت بھی حاصل کی اور خوف بھی کیا۔ مگر جس وقت کہ عذاب کو دیکھا لیکن اُس وقت کچھ فائدہ نہ ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت وہ ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور مسلمان ہوا اُس وقت خدا نے اُس کے ایمان کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے جب عذاب دیکھ چکا اور پہلے نافرمانی کرتا تھا اور فساد کرنیوالا تھا۔ آج میں تیرے جسم کو زمین سے بلند کر دوں گا تاکہ تو اُن لوگوں کے لئے باعث عبرت اور ایک علامت قرار پائے جو تیرے بعد باقی رہیں گے تاکہ وہ تیرے حال سے نصیحت حاصل کریں۔ (آیت ۹۰ تا ۹۱ سورہ یونس پ۱۱)

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ خدا نے کس علت میں فرعون کو غرق کیا حالانکہ وہ ایمان لایا تھا اور اُس کی یکتائی کا اُس نے اقرار کیا تھا۔ فرمایا اس لئے کہ وہ اُس وقت ایمان لایا جب عذاب میں گرفتار ہو گیا ایسے وقت کا ایمان مقبول نہیں ہوتا اور خدا کا حکم اہل گذشتہ و آئندہ کے لئے ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اگلے لوگوں کے حالات قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں۔ "یعنی جب ہمارے عذاب کو دیکھا کہا ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے اور جس کو اُس کا شریک قرار دیتے تھے اُس سے انکار کیا لیکن اُن کو اُن کے ایمان نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا جب ہمارا عذاب آ گیا۔" اور آئندہ لوگوں کے احوال میں فرمایا ہے کہ جس روز (اے رسولؐ) تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اُس روز کسی نفس کا ایمان لانا جو

پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا ایمان کے ساتھ کار خیر نہیں کیا تھا نفع نہ بخشے گا۔" اسی طرح فرعون کے ایمان کو نزول عذاب کے وقت قبول نہ کیا اور فرمایا کہ آج تیرے بدن کو بلندی پر پھینک دوں گا تاکہ اُن لوگوں کے لئے جو تیرے بعد رہیں گے ایک نشانی ہو۔ فرعون سر سے پیر تک لوہے میں غرق تھا۔ جب ڈوب گیا خدا نے اُس کے جسم کو ایک بلند مقام پر ڈال دیا تاکہ ہر اُس شخص کے لئے جو اُس کو دیکھے ایک نشانی ہو کہ باوجود لوہے کے وزن کے قدرت الٰہی سے پانی کے اوپر قائم رہا حالانکہ ڈوب جانا چاہئے تھا۔ یہ ایک آیت اور علامت تھی لوگوں کے لئے اور دُوسرا سبب فرعون کے غرق ہونے کا یہ تھا کہ جب ڈوبنے لگا تو موسیٰؑ سے فریاد کی اور خدا سے نہ کی تو خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ فرعون کی فریاد کو اس لئے نہیں پہنچے کہ تم نے اُس کو پیدا نہیں کیا تھا اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو یقیناً میں اُس کی مدد کرتا۔ [۱]

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حق تعالیٰ کے قول۔ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (آیت ۵۰ سورہ بقر پ۱) کی تفسیر میں مذکور ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے دریا کے پانی کو پھاڑا اور تم کو نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور وہ ڈوب رہے تھے۔ یہ اُس وقت ہوا جب موسیٰؑ دریا پر پہنچے۔ اور حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ میری توحید کے اقرار کی تجدید کریں اور اپنے دلوں میں محمدؐ کو یاد کریں جو میرے تمام بندوں میں سب سے زیادہ بہتر ہیں اور برادر محمدؐ علیؑ اور ان کی اولاد طاہرہؑ کی ولایت کا اعادہ کریں اور دعا کریں کہ خداوندا محمدؐ و آلِ محمدؐ کی جو قدر و منزلت تیرے نزدیک ہے۔ ہم اُسی کی تجھ کو قسم دیتے ہیں کہ ہم کو پانی سے گذار دے۔ کہدو کہ اگر ایسا کرو گے۔ تو خداوند عالم تمہارے لئے پانی کو زمین کے مانند

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں جو سبب مذکور ہے۔ فرعون کی توبہ نہ قبول ہونے کی سب سے زیادہ واضح وجہ یہ ہے جو مفسرین نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ اُس کا اضطرار خدا پر بھروسہ کی حد میں پہنچ گیا تھا۔ تکلیف اُس سے ساقط ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اُس کی توبہ مقبول نہ ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمہ اُس نے خلوص سے نہیں کہا تھا بلکہ اُس کا ایک حیلہ تھا کہ ہلاکت سے نجات ہو جائے پھر اپنی سرکشی پر قائم رہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ صرف توحید کا اقرار کیا تھا۔ موسیٰ کی پیغمبری کا اقرار بھی کرنا چاہیئے تھا۔ تاکہ صحیح طور پر مسلمان ہوتا۔ اس کے علاوہ دُوسری وجہیں بھی بیان کی ہیں جن کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔ ۱۲

سخت کر دیگا۔ تاکہ اُس پر سے تم لوگ گذر جاؤ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمیشہ تم ہم لوگوں پر چند چیزیں وارد کرتے ہو جسے ہم نہیں پسند کرتے۔ ہم فرعون کے خوف سے بھاگے اور تم کہتے ہو کہ یہ کلمات کہو اور بے پایاں دریا میں پیر رکھو اور چلو حالانکہ ہم نہیں جانتے کہ اگر ایسا کریں تو ہمارے سر پر کیا گذرے گی۔ اُس وقت قالب بن یوقنا موسیٰؑ کے پاس آیا۔ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا اور وہ خلیج جسے عبور کرنا چاہتے تھے۔ چار فرسخ تھی۔ اُس نے کہا اے پیغمبر خدا کیا آپ کو خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم لوگ ان کلمات کو زبان پر جاری کریں اور دریا میں داخل ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا ہاں اُس نے کہا کیا آپ حکم دیتے ہیں کہ ہم ایسا کریں فرمایا ہاں۔ یہ سُن کر وہ کھڑا ہوا اور توحید کا اقرار کیا اور محمدؐ کی پیغمبری اور علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ کی ولایت کا دل میں اعادہ کیا جس طرح کہ مامور ہوا تھا اور کہا خداوندا اُن کے مرتبہ کی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھ کو اس پانی سے عبور کرادے پھر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالا تو پانی گھوڑے کے پیروں تلے نرم زمین کی طرح ہوگیا اور آخر خلیج تک پہنچا پھر وہاں سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا واپس آیا اور بنی اسرائیل کی جانب رُخ کر کے بولا کہ موسیٰؑ کی اطاعت کرو یہ دعا نہیں ہے بلکہ بہشت کے دروازوں کی کنجی اور جہنم کے دروازوں کا قفل ہے اور روزیوں کے نازل ہونے کا سبب اور خدا کے بندوں اور کنیزوں کے لئے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی ضامن ہے۔ لیکن بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہا ہم تو زمین ہی پر چلیں گے تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو اور کہو بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہمارے لئے دریا کو شگافتہ فرما جب ایسا کیا۔ دریا کی زمین آخر تک ظاہر ہوگئی۔ موسیٰؑ نے کہا اب چلو اُن لوگوں نے کہا کہ دریا کی زمین میں کیچڑ ہے ہم کو خوف ہے کہ کیچڑ میں کہیں پھنس نہ جائیں۔ تو خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ کہو خداوندا محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ و پاکیزہ کی عزت کی تجھ کو قسم کہ دریا کی زمین کو خشک کر دے۔ اسی وقت خدا نے بادِ صبا کو بھیجا اُس نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا اب داخل ہو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم بارہ اسباط ہیں۔ بارہ باپ کی اولاد۔ اگر دریا میں ایک ہی راستہ سے چلیں گے تو ہر سبط ایک دوسرے سے پہلے چلنا چاہے گا۔ اس لئے ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ ہمارے درمیان فتنہ و نزاع واقع نہ ہو۔ اگر ہر سبط علیحدہ راستہ سے چلے گا تو فتنہ و فساد سے بیخوف رہے گا۔ خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ دریا میں بارہ طرف عصا ماریں اور کہیں کہ محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہؑ کے حق

سے میں سوال کرتا ہوں کہ دریا کی زمین کو ہمارے لئے ظاہر کر دے اور ہمارے الم کو رفع فرما دے۔ اس طرح بارہ راستے پیدا ہو گئے اور بادِ صبا نے زمین کو خشک کر دیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا چلو اُن لوگوں نے کہا ہم میں سے ہر گروہ ایک راستہ سے چلے گا۔ اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ دوسرے پر کیا گذری۔ یہ سُن کر موسیٰؑ نے اپنے عصا سے اُن پانی کے پہاڑوں پر جو راستوں کے درمیان بحکم خدا استادہ ہو گئے تھے مارا اور کہا خداوندا بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ میں سوال کرتا ہوں کہ کھلے ہوئے طاق ان پانی کی دیواروں میں بنا دے تاکہ ایک دُوسرے کو دیکھ سکے۔ اسی وقت کھلے ہوئے طاق دیواروں میں پیدا ہو گئے۔ جب بنی اسرائیل سب دریا میں داخل ہو گئے فرعون مع لشکر کے کنارے آ پہنچا اور وہ بھی دریا میں داخل ہو گیا۔ جب اُس کے سب سے آخری ساتھی دریا میں داخل ہوئے اور سب سے آگے والوں نے چاہا کہ دریا سے نکلیں حق تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا تو اُن پر رواں ہو گیا اور سطح برابر ہو گئی اور وہ سب غرق ہو گئے۔ موسیٰؑ کے اصحاب دیکھ رہے تھے اور وہ غرق ہو رہے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان اسرائیلیوں سے خطاب کیا۔ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ جب خدا نے ان ملعونوں کو تمہارے آباؤ اجداد پر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقہ میں تمام کیا تو اس وقت تم ان کو دیکھتے ہو پھر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

فصل چہارم

آسیہ زن فرعون اور مومن آل فرعون کے فضائل اور حالات۔

حق تعالیٰ نے سورہ مومن میں فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو اپنے معجزات اور ظاہری دلیلوں کے ساتھ فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا اُن لوگوں نے کہا کہ وُہ ایک جھوٹ بولنے والا ساحر ہے۔ پھر جب اُن کے پاس حق کے ساتھ آئے تو اُن لوگوں نے کہا جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں اُن کے لڑکوں کو مار ڈالو اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دو اور کافروں کی تدبیر تو گمراہی کی ہے۔ اور فرعون نے کہا کہ مجھے موسیٰؑ کو قتل کر ڈالنے دو اور وہ اپنے پروردگار کو مدد کے لئے پکارے میں تو ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو خراب کر دے گا اور زمین میں فساد پھیلائے گا۔ قوم فرعون میں سے ایک مومن نے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا کہا کیا تم لوگ ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار عالموں کا خدا ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے ظاہر معجزات لے کر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اُس کا ضرر خود اُس پر عائد ہوگا اور اگر سچ کہتا ہے تو اُن نیکیوں میں سے جس کا وُہ تم سے وعدہ کرتا ہے کچھ تم کو ضرور

پہنچے گی۔ اس لئے کہ خدا اُس کی ہدایت نہیں کرتا جو گناہ میں زیادتی کرنے والا اور بہت جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے۔ اے میری قوم کے لوگو آج تم کو ملک اور بادشاہی حاصل ہے اور تم زمین مصر میں سب پر غالب ہو (لیکن یہ تو بتلاؤ) اگر خدا کا عذاب ہماری جانب آئے تو کون ہماری مدد کرے گا۔ فرعون نے کہا میں تم کو وہی سمجھاتا ہوں جو خود سمجھے ہوئے ہوں اور تمہاری ہدایت نیکی اور صلاح کی طرف ہی کرتا ہوں۔ تو جو شخص درپردہ ایمان لاچکا تھا اُس نے کہا کہ اے میری قوم والو یقیناً میں تمہارے لئے بھی روز بد سے دوسری جماعت کی طرح ڈرتا ہوں جس نے اگلے زمانہ میں پیغمبروں کی تکذیب کی اور اُن پر قوم نوح و عاد و ثمود کی طرح عذاب نازل ہوا تھا۔ اور اُس جماعت کی طرح جو اُن کے بعد ہوئی اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اے میری قوم والو میں تمہارے لئے قیامت کے روز سے ڈرتا ہوں جس روز کہ جہنم کی طرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جاؤ گے اور کوئی تم کو عذاب خدا سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا چھوڑ دے اُس کی کون ہدایت کرنے والا ہے اور بیشک تمہارے پاس پہلے معجزات اور واضح حجتوں کے ساتھ یوسفؑ آئے اور تم برابر ان کی رسالت میں شک کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے اور تم نے کہا کہ خدا اُن کے بعد ہرگز کوئی پیغمبر نہ بھیجے گا۔ اسی طرح خدا اس کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے جو بہت زیادہ گناہ کرنے والا اور شک کرنے والا ہے۔ پھر اُس نے کہا جو ایمان لایا تھا کہ اسے میری قوم کے لوگو میری پیروی کرو تاکہ میں تمہاری ہدایت خیر و صلاح کی راہ پر کروں اے قوم والو اس دُنیا کی زندگی میں بہت تھوڑا نفع ہے لیکن آخرت ہمیشہ کا مستقر اور مقام ہے۔ اسے قوم والو میں تم کو نجات کے راستہ پر بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جہنم کی دعوت دیتے ہو اور چاہتے ہو کہ میں کافر ہو جاؤں اور خدا کا اُس چیز کو شریک قرار دوں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور میں تم کو غالب اور بخشنے والے خدا کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جن کی طرف بلاتے ہو اُن کی طرف دعوت کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے کہ ہماری بازگشت خدا کی طرف ہے اور یقیناً زیادہ نافرمانی کرنے والے اصحاب جہنم ہیں اور بہت جلد میری باتوں کو یاد کرو گے اور میں تو اپنے کام خدا کو سپرد کرتا ہوں۔ اور اُس پر چھوڑتا ہوں۔ یقیناً وہ بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے تو خدا نے اُس کو بدی کے نقصانات سے جو اُس کے لئے وہ لوگ کرتے تھے محفوظ رکھا اور آل فرعون پر بدترین عذاب نازل ہوا اور سورۂ تحریم میں فرمایا ہے کہ خدا نے ان عورتوں کی مثال جو ایمان لائی ہیں زن فرعون سے دی ہے جس وقت کہ اُس نے دُعا کی کہ پروردگارا میرے لئے اپنے نزدیک بہشت میں ایک

مکان بنا اور فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دے اور ظالموں کے گروہ سے مجھ کو محفوظ رکھ (آیت ۱۱ سورہ تحریم پ۲۸) عامہ و خاصہ کے طریقہ سے بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت رسولِ خدا سے منقول ہے کہ تین اشخاص مومن آل فرعون، علی بن ابیطالب اور آسیہ زن فرعون ایک چشم زدن کے لئے بھی وحی خدا سے کافر نہیں ہوئے۔

بسند ہائے بسیار ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ بہترین زنان بہشت چار عورتیں ہیں خدیجہؑ بنت خویلد و فاطمہؑ زہرا و مریم دختر عمران اور آسیہ بنت مزاحم زن فرعون۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ حزبیل مومن آل فرعون قوم فرعون کو خدا کی یگانہ پرستی اور موسیٰؑ کی پیغمبری کی طرف دعوت دیتے تھے اور محمدؐ کو تمام پیغمبروں اور کل مخلوقات سے اور علیؑ بن ابیطالب اور ائمہ طاہرینؑ کو تمام اوصیائے پیغمبران سے افضل کہتے تھے اور فرعون کی خدائی سے بیزار رہنے کی تبلیغ کرتے تھے۔ چغلخوروں نے فرعون سے جا کر کہا کہ حزبیل لوگوں کو تیری مخالفت پر آمادہ کرتے ہیں اور تیرے دشمنوں کی تیری دشمنی میں امداد کرتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ وہ میرے چچا کا لڑکا ہے۔ میری مملکت پر میرا خلیفہ اور میرا ولی عہد ہے۔ اگر جیسا کہ تم لوگ کہتے ہو اُس نے کیا ہوگا تو میرے عذاب کا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ پھر اُس نے میری نعمتوں کو ضائع کیا اور اگر تم لوگوں نے جھوٹ کہا ہے تو میرے بدترین عذاب کے مستحق ہوئے ہو کیونکہ تم نے اُس پر افترا کیا۔ پھر حکم دیا تو اُن لوگوں کے ساتھ حزبیل کو حاضر کیا۔ اُن لوگوں نے حزبیل سے اُس کے روبرو کہا کہ تو فرعون کی خدائی سے انکار اور اس کی نعمتوں کو پامال کرتا ہے۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ کیا آپ نے کبھی مجھ سے جھوٹ سُنا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو ان لوگوں سے دریافت کیجئے کہ اُن کا خدا کون ہے کہا فرعون ہمارا پروردگار ہے کہا ان سے پوچھئے کہ کس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا فرعون نے۔ کہا ان سے پوچھئے کہ کون ان کا روزی دینے والا اور ان کی ضروریات کا کفالت کرنے والا ہے اور کون برائیوں کو ان سے دفع کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا فرعون۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ میں آپ کو اور تمام حاضرین کو گواہ کرتا ہوں کہ ان کا پروردگار میرا پروردگار ہے ان کا خالق میرا خالق ہے ان کا رازق میرا رازق ہے۔ ان کی معیشت کی اصلاح کرنے والا میری معیشت کی بھی اصلاح کرنے والا ہے اور میرا پالنے والا، پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ان کے پروردگار خالق

اور روزی دینے والے کے سوا اور کوئی دُوسرا نہیں ہے اور اے بادشاہ تجھ کو اور کل حاضرین کو میں گواہ کرتا ہوں کہ ہر پروردگار، خالق اور رازق جو ان لوگوں کے پروردگار خالق اور رازق کے علاوہ ہے میں اُس سے بیزار ہوں اور اُس کی پروردگاری سے بھی اور اُس کی خدائی سے انکار کرتا ہوں۔ حزبیل کی غرض اُن کے واقعی خالق و رازق اور پروردگار سے تھی جو تمام جہانوں کا خدا ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا کہ وہ پروردگار جس کو یہ لوگ کہتے ہیں بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار۔ یہ مفہوم فرعون اور اُس کے دربار کے حاضرین پر پوشیدہ تھا۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ وہ کہتے ہیں کہ فرعون میرا پروردگار، خالق و رازق ہے غرض کہ فرعون نے اُس جماعت پر عتاب کیا اور کہا اے بدکردارو میرے اور میرے ابن عم اور میرے یاور کے درمیان فساد کرنے والو تم لوگ میرے عذاب کے مستحق ہوئے۔ کیونکہ تم لوگ چاہتے ہو کہ میرے معاملہ کو خراب کرو اور میرے ابن عم کو ہلاک کرو اور میری بادشاہی میں رخنہ ڈالو پھر حکم دیا تو لوگوں نے اُن سب کو لٹا کے اُن کے زانوؤں کو سینہ پر رکھ کے کیلیں ٹھونک دیں اور آرے چلانے والوں کو بلا کر حکم دیا تو ان لوگوں نے اُن کے گوشت کو آرے سے ہڈی سے جدا کیا۔ یہ ہے جو خدا فرماتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُس کو اُن کے بُرے فریبوں سے محفوظ رکھا جبکہ اُس کی بُرائی فرعون سے لوگوں نے بیان کی تاکہ وہ اُس کو ہلاک کرے (لیکن بجائے اُس کے) آل فرعون پر بدترین عذاب نازل ہوا یعنی اُس جماعت کو جس نے فرعون سے اُس کی بُرائی بیان کی زمین پر میخوں سے سی دیا اور ان کے گوشت کو آرے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ مومن آل فرعون نے چھ سو سال تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ وہ ایک مرض میں مبتلا تھے جس سے اُن کی انگلیاں کر گئی تھیں اور اُن ہی ہاتھوں سے اُن کی طرف اشارہ کرتے تھے اور کہتے تھے اے قوم میری اطاعت کرو تاکہ میں راہِ حق کی ہدایت کروں تو خدا نے اُن کے مکر سے اُن کو محفوظ رکھا۔

بسندِ صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ آل فرعون نے اُس مومن پر غلبہ کیا اور اُس کو پارہ پارہ کیا لیکن خدا نے اُس کو محفوظ رکھا اس سے کہ وہ دین حق سے برگشتہ ہو۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ فرعون نے دو شخصوں کو حزبیل کو بلانے کے لئے بھیجا۔ اُن دونوں نے حزبیل کو پہاڑوں میں پایا اور وہ نماز میں مشغول تھے۔ اور صحرا کے جانور ان کے گرد جمع تھے۔ جب اُن دونوں نے ارادہ کیا کہ اثنائے نماز

میں اُن کو گرفتار کریں حق تعالیٰ نے ایک جانور کو حکم دیا جو اونٹ کے مانند بڑا تھا وہ حزبیل اور اُن دونوں کے درمیان حائل ہوگیا اور اُن دونوں کو دفع کیا یہاں تک کہ حزبیل نماز سے فارغ ہوئے۔ اُن کی نظر اُن دونوں پر پڑی۔ ڈرے اور کہا خداوندا مجھ کو فرعون کے شر سے پناہ دے اس لئے کہ تو میرا خدا ہے اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیری ہی طرف میری بازگشت ہے اے میرے مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اگر یہ دونوں میرے ساتھ بدی کا ارادہ کریں تو ان پر جلد فرعون کو مسلط کر اور نیک ارادہ رکھتے ہوں تو ان کی ہدایت کر۔ اُن کو دیکھ کر وہ دونوں واپس ہوئے اثنائے راہ میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تو فرعون سے اُس کا حال پوشیدہ رکھوں گا۔ اگر وہ مارا جائے تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ فرعون کی عزت کی قسم میں تو ضرور کہوں گا۔ جب دربار میں آیا لوگوں کے سامنے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور دوسرے نے پوشیدہ کیا۔ جب حزبیل فرعون کے پاس آئے فرعون نے ان دونوں شخصوں سے پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے کہا تو ہے۔ پھر حزبیل سے پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے۔ کہا جو ان کا پروردگار ہے وہی میرا ہے۔ فرعون نے سمجھا کہ خود اُسی کو کہتے ہیں لہٰذا خوش ہوگیا اور اُسی شخص کو مار ڈالا جس نے بیان کیا تھا۔ اور حزبیل اور اُس شخص کو جس نے واقعہ کو پوشیدہ رکھا تھا نجات دی تو وہ شخص بھی موسیٰ پر ایمان لایا اور ساحروں کے ساتھ فرعون کے حکم سے قتل ہوا[1]۔ بہت سی حدیثیں عامہ اور خاصہ کے طریقہ پر وارد ہوئی ہیں کہ پیغمبروں کی بخوبی تصدیق کرنے والے صدیق تین ہیں۔ مومن آل فرعون۔ مومن آل یاسین اور اُن میں سب سے افضل علیؑ بن ابیطالب صلوات اللہ علیہ ہیں۔

ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ حزبیل فرعون کے اصحاب میں نجار تھے۔ وہ وہی تھے جنہوں نے مادر موسیٰؑ کے لئے تابوت بنایا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ فرعون کے خزانچی تھے۔ سو سال تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ جس روز موسیٰؑ ساحروں پر غالب ہوئے اُس روز اپنا ایمان ظاہر کیا اور ساحروں کے ساتھ قتل کئے گئے

[1] مولف کہتے ہیں کہ مومن آل فرعون کے قتل ہونے اور نجات پانے کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں لیکن ہے کہ پہلے قتل سے نجات ہوگئی ہو لیکن آخر میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہوں اور احتمال ہے کہ نجات پانے کی حدیثیں تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں۔

اور حزبیل کی زوجہ فرعون کی لڑکیوں کی مشاطہ تھی اور مومنہ تھی۔ ایک روز کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر پڑی کہا بسم اللہ۔ فرعون کی دختر نے کہا کیا میرے باپ کے لئے کہا نہیں بلکہ اس کے بارے میں کہتی ہوں جو میرا اور تیرا اور تیرے باپ کا پروردگار ہے اُس نے کہا میں اپنے باپ سے بیان کروں گی اُس نے کہا کہہ دینا۔ لڑکی نے وہ قصہ فرعون سے بیان کیا۔ اُس نے اُس مومنہ کو مع اُس کے بچوں کے طلب کیا اور پوچھا تیرا پروردگار کون ہے۔ جواب دیا میرا پروردگار اور تیرا وہی ہے جو تمام جہانوں کا خدا ہے تو اُس نے ایک تانبے کا تنور منگایا اور اُس میں آگ روشن کرکے اُس مومنہ کو مع اُس کے بچوں کے طلب کیا۔ اُس عورت نے کہا میری خواہش ہے کہ میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں جمع کرکے زمین میں دفن کرا دینا۔ اُس نے کہا چونکہ ہم پر تیرا حق ہے لہٰذا ایسا ہی کروں گا پھر حکم دیا تو اُس کے ایک ایک فرزند کو آگ میں ڈالا۔ جب آخری بچہ کو جو شیر خوار تھا آگ میں ڈالا وہ بحکم خدا گویا ہوا کہ اے مادر مہربان صبر کیجئے کیونکہ آپ حق پر ہیں پھر اُس مومنہ کو بھی تنور میں ڈال دیا۔ آسیہ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے تھیں اور مومنہ مخلصہ تھیں۔ فرعون کے محل میں پوشیدہ طور پر خدا کی عبادت کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ فرعون نے زن حزبیل کو قتل کیا۔ اُس وقت آسیہ نے دیکھا کہ اُس مومنہ کی روح فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اُن کا یقین اور بھی زیادہ ہوگیا اسی اثنا میں فرعون اُن کے پاس آیا اور اس مومنہ کا قصہ آسیہ سے بیان کیا۔ آسیہ نے کہا اے فرعون تجھ پر وائے ہو یہ کیا جرأت ہے جو خدا کے مقابلہ میں تو کر رہا ہے۔ فرعون نے کہا تو بھی اُسی عورت کی طرح دیوانی ہوگئی ہے۔ آسیہ نے کہا نہیں بلکہ میں اُس خدا پر ایمان لائی ہوں جو میرا اور تیرا اور تمام عالم کا پروردگار ہے۔ یہ سُن کر فرعون نے مادر آسیہ کو طلب کیا اور کہا کہ تیری لڑکی دیوانی ہوگئی ہے اُس سے کہہ دے کہ موسیٰؑ کے خدا سے انکار کرے ورنہ موت کا مزہ اُس کو بھی چکھاتا ہوں۔ ماں نے ہر چند سمجھایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو فرعون کے حکم سے اُن کو جلادوں نے چار میخوں پر کھینچا اور عذاب کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئیں۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت اُن پر عذاب کیا جا رہا تھا ان کے پاس حضرت موسیٰؑ کا گذر ہوا آپ نے دُعا کی تو خدا نے سزا کی تکلیف اُن سے زائل کردی۔ یعنی فرعون کے عذاب کی اُن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ اُس حال میں آسیہ نے کہا خدایا میرے لئے بہشت میں ایک مکان بنا تو خطاب ہوا کہ اُوپر نگاہ کرو۔ جب دیکھا اپنی جگہ بہشت میں نظر آئی تو خنداں ہوئیں۔ فرعون نے

کہا دیکھو اس کے جنون کو کہ میں اُس کو عذاب کرتا ہوں اور وہ ہنستی ہے۔ غرضکہ وہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئیں۔ اور سلمانؓ سے روایت ہے کہ آسیہ پر دھوپ میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے اُن پر سایہ کیا۔

فصل پنجم | دریائے نیل سے گذرنے کے بعد بنی اسرائیل کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے باہر آئے اور ایک صحرا میں مقیم ہوئے تو جناب موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو تم نے ہلاک کیا کہ آبادی سے ایک جنگل میں پہنچا دیا جہاں نہ سایہ ہے نہ کوئی درخت نہ پانی۔ تو حق تعالیٰ نے اُن پر ایک ابر بھیجا جو دن میں اُن پر سایہ کرتا تھا اور رات کو اُن پر نازل ہوتا تھا جو گھاس پھوس اور درخت پر بیٹھتا تھا تاکہ اُن کی غذا ہو۔ اُس کے بعد بھنے ہوئے مرغ اُن کے دسترخوان پر گرا تا تھا جسے وہ لوگ کھاتے تھے جب وہ لوگ سیر ہو جاتے تھے تو وہ تمام مرغ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اُڑ جاتے تھے۔ جناب موسیٰؑ کے پاس ایک پتھر تھا جسے وہ اپنے لشکر کے درمیان رکھ دیتے تھے اور اپنا عصا اُس پر مارتے تھے اُس میں سے ہر سبط کی جانب ایک چشمہ جاری ہو جاتا تھا۔ وہ لوگ بارہ سبط تھے جب اسی حال سے ایک مدت گذر ی کہا اے موسیٰؑ ہم ایک کھانے پر نہیں صبر کرسکتے خدا سے دُعا کرو کہ ہمارے لئے زمین سے سبزی ترکاری ککڑی گیہوں (یا لہسن) مسور اور پیاز پیدا کرے فرمایا فوم گندم کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ لہسن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روٹی ہے۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ کیا ایسی معمولی چیزوں سے عمدہ اور بہتر چیزوں (من و سلویٰ) کو تبدیل کرنا چاہتے ہو تو مصر یا کسی دوسرے شہر میں چلو وہاں تمہاری خواہش کے مطابق چیزیں مل جائیں گی۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ارض مقدس کی طرف لے جائیں وہاں سے وہ کفار کو نکال دیں اور خود ساکن ہوں۔ اُس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی جناب موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا نے تمہارے لئے لکھ دیا اور مقرر کردیا ہے کہ ارض مقدس میں چل کر قیام کرو اور مرتد نہ ہو اور حکم خدا سے انحراف نہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ کہنے لگے اے موسیٰؑ ارض مقدس میں جباروں کا گروہ رہتا ہے جن کے مقابلہ کی ہم تاب نہیں رکھتے لہٰذا ہم ہرگز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اُس شہر سے نکل نہ جائیں۔ اُن میں سے دو شخصوں نے یعنی یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوفنا نے کہا کہ خدا سے ڈرو۔ خدا نے ان دونوں

کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عطا کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ سرکشان عمالقہ کے بارہ شہر ہیں۔ جب تم اُن میں داخل ہو گے تو اُن پر غالب ہو گے۔ خدا پر بھروسہ رکھو اگر اُس پر ایمان رکھتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم ہرگز اس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ یہ جبّار شہر میں موجود رہیں گے۔ تم مع اپنے پروردگار کے جا کر جنگ کرو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے اپنی ذات پر اختیار ہے اور اپنے بھائی پر۔ مجھے گروہ فاسقاں سے الگ کر دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اُن لوگوں نے ارض مقدس میں داخل ہونا قبول نہیں کیا تو اُن پر چالیس سال تک اُس میں داخل ہونا میں نے حرام کر دیا وہ اسی زمین میں حیران و پریشان پھرا کریں گے تم فاسقوں کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہو۔ یہاں تک آیتوں کا ترجمہ تھا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ چار فرسخ زمین میں چالیس سال تک حیران پھرا کئے۔ اس سبب سے کہ انہوں نے خدا کے حکم کو رد کر دیا اور راضی نہیں ہوئے کہ اُس شہر میں داخل ہوں شام کو منادی اُن کو ندا دیتا تھا کہ بار کرو وہ لوگ گاتے اور رجز پڑھتے ہوئے روانہ ہوتے تھے اور سحر تک راستہ چلتے تھے پھر خدا زمین کو حکم دیتا تو وہ ان لوگوں کو اسی جگہ پہنچا دیتی تھی جہاں سے روانہ ہوتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو وہ لوگ اپنے کو اسی سابق منزل میں پاتے تھے اور کہتے تھے کہ رات کو ہم لوگ راستہ بھول گئے غرضکہ چالیس سال تک اسی حال میں رہے حق تعالیٰ اُن کے لئے من سلویٰ بھیجتا تھا۔ اُن کے ہمراہ ایک پتھر تھا جہاں وہ ٹھہرتے تھے موسیٰؑ اس پتھر پر عصا مارتے تھے اور اُس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے یعنی ہر سبط کی طرف ایک چشمہ جاری ہوتا تھا اور جب اُس کو دوسری جگہ لے جانا چاہتے تھے پانی واپس ہو کر اُسی پتھر میں داخل ہو جاتا تھا۔ اُسی پتھر کو ایک چوپائے پر بار کر لیا کرتے تھے اسی حال میں سوائے یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا کے سب مر گئے کیونکہ ان دونوں نے ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار نہیں کیا تھا اور موسیٰؑ اور ہارونؑ بھی صحرائے تیہ میں رحمت خدا سے واصل ہوئے۔

امام محمد باقرؑ اور جعفر صادق علیہما السلام سے بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے لکھ دیا اور مقدر کر دیا تھا کہ ارض مقدس میں داخل ہوں جب انہوں نے نافرمانی کی تو اُن پر ان شہروں میں داخل ہونا حرام کر دیا۔ (اور مقدر ۱۲۱) [illegible] داخل ہوں لہٰذا وہ تمام لوگ اُس صحرا میں مر گئے ان

کی اولاد یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا کے ساتھ اس شہر میں داخل ہوئی اور خدا جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے جو چاہتا ہے ثبت فرماتا ہے اور اُس کے پاس ام الکتاب ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ اُن کے فرزند بھی داخل نہیں ہوئے بلکہ اُن کے فرزندوں کے فرزند داخل ہوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ شام کی زمین نہایت نیک و بہتر ہے لیکن وہاں کے لوگ بہت بُرے ہیں اور مصر بدترین شہر ہے کیونکہ وہ اس کا قید خانہ ہے جس پر خدا غضب فرماتا ہے اور بنی اسرائیل کا مصر میں داخل ہونا کسی سبب سے نہ تھا بجز اس کے کہ خدا اُن پر غضبناک تھا اُس گناہ کے سبب سے جو ان لوگوں نے کیا تھا۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ ارض مقدس یعنی شام میں داخل ہو کیونکہ اُس نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ لیکن اُن لوگوں نے انکار کیا اس لئے چالیس سال تک مصر اور اُس کے بیابانوں میں حیران و پریشان پھرا کئے۔ اور مصر سے باہر نکلنا اور شام میں داخل ہونا اُن کو نصیب نہ ہوا مگر اُن کے توبہ کرنے اور خدا کے اُن سے راضی ہو جانے کے بعد۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس سے کراہت رکھتا ہوں کہ اُس مٹی کے برتن میں کوئی غذا کھاؤں جو مصر میں پختہ کیا گیا ہو اور پسند نہیں کرتا کہ اپنا سر مصر کی مٹی سے دھوؤں۔ اس خوف سے کہ کہیں اُس کی خاک میری ذلت کا باعث نہ ہو اور میری عزّت کو زائل نہ کر دے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب موسیٰؑ سے جب بنی اسرائیل نے کہا کہ تم اپنے پروردگار کے ہمراہ جا کر جنگ کرو ہم اسی جگہ بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے ہارونؑ کا ہاتھ پکڑ کر چاہا کہ اُن کے درمیان سے نکل جائیں تو بنی اسرائیل کو خوف ہوا کہ اگر وہ چلے گئے تو ہم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس لئے موسیٰؑ کے پاس گریہ و زاری کرتے ہوئے آئے اور التجا کی کہ وہ ان کے پاس رہیں اور خدا سے دُعا کریں کہ اُن کی توبہ قبول فرمائے تو خدا نے موسیٰ علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ میں نے اُن کی توبہ قبول کی لیکن ان کو اس سرکشی کی سزا میں چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا پھر وہ قارون کے سوا سب توبہ کے لئے تیہ میں داخل ہوئے۔ وہ لوگ ابتدائے شب سے توریت پڑھتے ہوئے مصر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اُن کے اور مصر کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا جب مصر کے دروازہ تک پہنچتے تھے زمین اُن کو اسی جگہ واپس کر دیتی تھی۔

ایضاً روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے گذرے تو ایک بُت پرست جماعت کے پاس پہنچے۔ موسیٰؑ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایسا ہی خدا بنا دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کا ہے موسیٰؑ نے کہا تم لوگ ایک جاہل گروہ ہو یہ لوگ اپنے اس عمل سے ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ ان کا عمل باطل ہے کیا خداوند عالم کے علاوہ کوئی اور خدا تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ اُس نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔

ابن بابویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے عبور کر چکے کہنے لگے کہ اے موسیٰ کس قوت وارادہ و سامان کے ساتھ ہم ارضِ مقدسہ میں پہنچیں گے حالانکہ اطفال اور عورتیں اور بڈھے ہمارے ساتھ ہیں موسیٰؑ نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں ہے کہ خدا نے کسی گروہ یا کسی فرد کو دنیا میں وہ دیا ہو گا جو دنیا کے مال وسامان تم کو فرعون کی قوم سے میراث میں دلوایا ہے اور اب بھی وہی تمہارے ہر معاملہ کا انتظام کریگا لہٰذا خدا کو یاد کرو اور اپنا کام اُسی پر چھوڑ دو کہ وہ تم پر تم سے زیادہ مہربان ہے اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ دُعا کرو کہ خدا ہم کو آب و غذا اور لباس عطا فرمائے اور ہم کو پیادہ رہنے سے نجات بخشے اور گرمی سے سایہ میں رکھے۔ خدا نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے حکم دے دیا کہ آسمان من وسلویٰ اُن کے لئے بھیجے۔ ہوا سلویٰ کو بریاں کرے پتھر اُن کو پانی دے اور ابر کو مامور کیا کہ اُن پر سایہ کرے اور اُن کے لباس کو حکم دیا۔ کہ جس قدر وہ بڑھتے جائیں لباس بھی بڑھتا جائے غرض موسیٰؑ نے اُن کو لے کر ارض مقدس کا رُخ کیا جو بلادِ شام میں فلسطین کے نام سے مشہور ہے۔ اُس کو اس لئے مقدس کہتے ہیں کہ وہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے تھے اور وُہ اسحٰقؑ و یوسفؑ کا مسکن تھا اور وفات کے بعد سب کو اُسی جگہ منتقل کر دیا گیا۔

حضرت امام حسن عسکری صلوات اللہ علیہ کی تفسیر میں خداوند عالم کے قول وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ کے متعلق مسطور ہے یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل اُس وقت کو جبکہ تم پر ہم نے ابر کو سایہ فگن کیا جس وقت کہ تم لوگ تیہ میں تھے تاکہ تم کو آفتاب کی گرمی اور ماہتاب کی سردی سے محفوظ رکھے وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور ہم نے تم پر مَن نازل کیا جس کو ترنجبین کہتے ہیں جو اُن درختوں سے نیچے گرتی تھیں اور وہ اُٹھا لیتے تھے اور سلویٰ خدا نے اُن کے لئے بھیجا جو آسمانی پرندہ تھا۔ جس کا گوشت تمام پرندوں سے بہتر تھا اور وُہ لوگ بلا محنت اُسکا شکار

کرتے اور کھاتے تھے غرض خدا نے اُن سے کہا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ یعنی پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور میری نعمتوں پر شکر کرو اور میرے اُن خاص بندوں یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعظیم کرو کیونکہ میں نے اُن کو قابلِ تعظیم بنایا ہے اور اُن کو بڑا سمجھو۔ اس لئے کہ میں نے اُن کو بڑا کیا ہے اور اُن کی ولایت کا تم سے عہد وپیمان لے چکا ہوں۔ وَمَا ظَلَمُونَا اُن لوگوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا کہ جو کچھ ہم نے ان سے اُن بزرگواروں کے باب میں عہد لیا تھا انہوں نے اس کو بدل دیا اور اُس پر وفا نہیں کی لہٰذا کافروں کے کفر سے ہماری بادشاہی کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا جس طرح مومنوں کے ایمان سے ہماری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ لیکن انہوں نے کافر ہو کر ہمارے حکم تبدیل کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجدادِ گذشتگان کو حکم دیا کہ اس شہر میں یعنی شہر اریحا میں داخل ہو جو ملک شام کا ایک شہر ہے جبکہ بنی اسرائیل صحرائے تیہ سے رہا ہوئے تھے۔ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور اُس شہر میں جس جگہ چاہو بلا مشقت فراخی کے ساتھ روزی کھاؤ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور شہر کے دروازہ میں سجدہ کر کے داخل ہو حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اُن کے لئے شہر کے دروازہ پر محمدؐ اور علیؑ صلوات اللہ علیہ کی صورتیں ممثل فرمائی تھی اور اُن کو حکم دیا تھا کہ اُن تصویروں کی تعظیم کے لئے سجدہ کریں اور اُن کی بیعت و محبت اپنے دلوں میں تازہ کریں اور اُن کی ولایت کا عہد وپیمان اور اُن کی فضیلت کا اعتقاد جو اُن سے لیا گیا تھا یاد کریں وَقُولُوا حِطَّةٌ اور کہیں کہ یہ ہمارا سجدہ خدا کے لئے محمدؐ و علیؑ کی تصویر کی تعظیم کے جہت سے ہے اور اُن کی ولایت کا اعتقاد ہمارے گناہوں کو کم کرنے والا اور ہماری خطاؤں کو محو کرنے والا ہے۔ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ تاکہ ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ اور عنقریب ہم نیک لوگوں کے ثواب کو اور زیادہ کر دیں گے۔ یعنی جو لوگ ایسا کریں گے اور پہلے گناہ نہ کئے ہوں گے تو ہم اُن کے درجات و منازل کو اور زیادہ کر دیں گے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ تو جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا انہوں نے اُس قول کو بدل دیا۔ امام نے فرمایا کہ سجدہ نہیں کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا تھا اور نہ وُہ بات کہی جو خدا نے

فرمائی تھی اور دروازہ کی جانب پشت کر کے داخل ہوئے۔ نہ خم ہوئے نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہا کہ دروازہ کی اس قدر بلندی کے باوجود ہم کیوں خم ہو کر داخل ہوں کہ ان دونوں موسیٰؑ اور یوشعؑ میں سے کوئی ہمارا مذاق اڑائے۔ اور ہم سے باطل اور مہمل باتوں کے لئے وہ سجدہ کرائیں اور داخل ہوتے وقت حطّہ کے بجائے حنطہ سمقانا کہنے لگے یعنی سرخ گندم جسے ہم اپنی غذا بنائیں گے ہم کو اس قول و فعل سے زیادہ محبوب ہے۔ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ تو ہم نے اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن کے فسق کے سبب سے آسمان سے رجز اور ایک قسم کا عذاب بھیجا اس لئے کہ انہوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت کے لئے اطاعت نہیں کی اور وہ رجز یہ تھا کہ ایک روز سے کم وقت میں ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے اور وہ لوگ وہ تھے جن کو خدا جانتا تھا کہ ایمان نہ لائیں گے اور توبہ نہ کریں گے وہ عذاب اُس پر نازل نہیں ہوا جس کے بارے میں خدا کو علم تھا کہ توبہ کرنے گا یا اُس کے صلب سے کوئی مومن پیدا ہوگا جو خدا کی اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کرے گا اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لائے گا اور علیؑ کی ولایت کو پہچانے گا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ۔ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا جبکہ وہ لوگ موسیٰؑ کے پاس صحرائے تیہ میں فریاد کرتے اور روتے ہوئے پیاسے آئے اور کہا ہم تشنگی کے سبب سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا بحق محمدؐ سیدِ انبیا اور بحق علیؑ سیدِ اوصیا اور بحق فاطمہؑ سیدۂ نسا اور بحق حسنؑ بہترینِ اولیا اور بحق حسینؑ افضل شہداء اور اُن کے خلفا اور عترت کا واسطہ جو تمام اذکیا اور پاک لوگوں میں بہتر ہیں اپنے ان بندوں کو سیراب کر فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ تو خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو پتھر پر مارو فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ جب عصا کو پتھر پر مارا تو اُس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ یعنی اولادِ یعقوبؑ کے اسباط میں سے ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ معلوم کر لی تاکہ دوسرے گروہ قبیلہ سے پانی کے بارے میں مزاحمت و منازعت نہ کریں پھر خدا نے اُن سے خطاب کیا کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ یعنی اس رزق میں سے کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور زمین میں فساد کرنے والے نہ بنو۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد نے جو موسیٰؑ کے زمانہ میں تھے اُن سے کہا کہ ہم سے ایک قسم کے کھانے پر یعنی من و سلویٰ پر نہیں رہا جاتا ہم کو دوسرے کھانوں کی ضرورت ہے جس کو مخلوط کریں فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ لہٰذا اپنے پروردگار سے دُعا کرو۔ کہ ہمارے لئے وہ چیزیں مہیا کرے جو زمین سے اُگاتا ہے۔ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا سبزی (ساگ پات) ککڑی لہسن (یا گندم) مسور اور پیاز میں سے قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ۔ موسیٰؑ نے کہا آیا یہ چاہتے ہو کہ بہتر چیز تم سے لے لی جائے اور اُس سے بدتر تم کو دی جائے۔ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ۔ تو اُتر پڑو یعنی صحرائے تیہ سے کسی شہر میں چلو وہاں تمہارے لئے جو تم چاہتے ہو سب چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔

بسندِ معتبر حضرت محمد باقرؑ سے قول خدا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (آیت ۵۰ تا ۶۱ سورہ بقرہ پ۱) کی تفسیر میں منقول ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ موسیٰؑ زمین تیہ سے نکلے اور تمام بنی اسرائیل آبادی میں داخل ہوئے۔ اور اُن لوگوں نے گناہ کیا تھا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اُن لوگوں کو گناہ سے نجات دے اور اگر توبہ کریں تو بخشدے اس وجہ سے اُن سے کہا کہ جب شہر کے دروازہ پر پہنچیں سجدہ کریں اور حطّہ (یعنی بخشش) کہیں تاکہ اُن کے گناہ بخش دیئے جائیں اور خطائیں محو کر دی جائیں۔ اُن میں جو نیک لوگ تھے اُنہوں نے ایسا ہی کیا تو اُن کی توبہ قبول ہوئی لیکن ظالموں نے بجائے حطّہ کے حنطۂ حمرا یعنی سرخ گندم طلب کیا اس لئے اُن پر عذاب نازل ہوا۔

متواتر حدیثوں میں عامّہ اور خاصہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اس امت میں میرے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی سی ہے جس طرح بنی اسرائیل میں سے جو از روئے تواضع و انقیاد باب حطہ میں داخل ہوا اُس نے نجات پائی اور جو شخص اس طرح داخل نہ ہوا یعنی تکبر کیا اور نافرمانی کی وہ ہلاک ہوا اسی طرح اس امّت میں جو شخص از روئے تسلیم و انقیاد میرے اہلبیت کی محبت میں داخل ہوگا۔ اُن کی امامت کا اعتقاد کرے گا۔ اُن کی متابعت اپنے اوپر لازم کرے گا اور اُن کو اپنی بخشش کا وسیلہ سمجھے گا وہ نجات پائے گا اور جو شخص اُن

کی اطاعت سے سرتابی کرے گا اور دنیائے باطل کی پیروی کرے گا جس طرح سے
اُن لوگوں نے سُرخ گندم طلب کیا وہ کافر اور ہلاک ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل سونا نحس
ہے چہرہ کا رنگ زرد کرتا ہے روزی سے محروم کرتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ روزی
طلوع صبح سے آفتاب نکلنے کے درمیان تقسیم فرماتا ہے اسی وقت بنی اسرائیل پر من
وسلویٰ نازل ہوتا تھا۔ جو اس وقت تک سوتا رہتا تھا اس کا حصّہ نہیں نازل ہوتا تھا۔ وُہ
بیدار ہوتا تو اپنا حصہ نہیں پاتا تھا بلکہ دُوسروں سے طلب وسوال پر مجبور ہوتا تھا۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ
جب قائم آل محمدؐ مکہ سے ظہور فرمائیں گے اور کوفہ کی جانب متوجہ ہونا چاہیں گے اُن حضرت
کا منادی اُن کے اصحاب کے درمیان ندا کرے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ آب و غذا
نہ رکھے۔ سنگ حضرت موسیٰ اُن کے ساتھ ہوگا اور وہ ایک اونٹ کا بار ہوگا جس
منزل میں وہ لوگ قیام کریں گے اُس پتھر سے ایک چشمہ جاری ہوگا۔ جس سے ہر
بھوکا و پیاسا جو پانی پیئے گا سیر وسیراب ہوجائے گا یہی اُن کا توشہ ہوگا۔ یہاں
تک کہ حضرت نجف اشرف میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مفسرین نے ارض مقدسہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کون سی زمین ہے۔ بعض
لوگوں نے بیت المقدس کہا ہے بعض نے دمشق اور فلسطین۔ بعض نے شام اور بعض نے طور اور اس کے
اطراف کی زمین بیان کی ہے۔ حدیثیں اس بارے میں مذکور ہوچکیں۔ ایضاً۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ
آیا موسیٰؑ ارضِ مقدسہ میں داخل ہوئے یا نہیں۔ لیکن احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰؑ نے تیہ
میں رحلت فرمائی اور یوشعؑ بن نون اُن حضرت کے وصی نے بنی اسرائیل کو تیہ سے نکالا اور ارض مقدس
میں پہنچایا۔ جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا باب حطہ صحرائے تیہ میں
واقع ہُوا یا وہاں سے نکلنے کے بعد۔ اکثر لوگوں کا یہ عتقاد ہے کہ باہر نکلنے کے بعد بنی اسرائیل مامور ہوئے
کہ اس طرح بیت المقدس کے دروازہ میں یا شہر اریحا کے دروازہ میں داخل ہوں۔ اس اعتقاد کی بنا پر
چاہیئے کہ موسیٰؑ اُس وقت اُن کے ساتھ نہ رہے ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ موسیٰؑ نے تیہ میں ایک
قُبّہ بنایا تھا۔ جس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اُس قُبّہ کے دروازہ
سے خم ہوکر داخل ہوں اور تواضع و انکساری کے ساتھ اپنے گناہوں کی آمرزش طلب کریں جس سے
رکوع مراد ہوگا بعض نے کہا ہے کہ سجود سے مراد خضوع عاجزی اور تواضع ہے بعض نے کہا (بقیہ حاشیہ ۴۴۳)

عوج بن عناق کا حال

ثعلبی نے عرائس میں روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو اور
اُن کی قوم کو ارض مقدس شام عطا فرمائے گا اور اُن کا مسکن قرار دے گا اور قوم
عمالقہ کو جو اُس وقت شام پر قابض تھے ہلاک کرے گا۔ جب بنی اسرائیل فرعون کے
غرق ہونے کے بعد مصر میں داخل ہوئے حق تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ ملک شام کے شہر
اریحا کی جانب متوجہ ہوں کیوں کہ میں نے مقدر فرمایا ہے کہ وہ شہر تمہارا مستقر ہو لہٰذا جاؤ
اور عمالقہ سے جنگ کرو اور اریحا پر تصرف کرو اور موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے بارہ نقیب
مقرر کریں ہر سبط کا ایک نقیب ہو جو اُن کا سردار ہو۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ جب تک
اُن کا حال ہم پر ظاہر نہ ہو ہم اُن سے جنگ کے لئے نہ جائیں گے۔ جناب موسیٰؑ نے
ان نقیبوں کو قوم عمالقہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ شہر اریحا کے
قریب پہنچے ایک سرکش شخص عوج بن عناق سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ روایت میں
ہے کہ اُس کا قد تیئیس۲۳ ہزار تین سو تیس۳۳۰ ہاتھ تھا وہ مچھلی دریا کی تہہ میں سے پکڑ کر آفتاب
سے بھُون کر کھا لیا کرتا تھا۔ طوفان نوح میں پانی اُس کے زانوؤں تک تھا۔ اُس
کی عمر تین ہزار سال کی تھی۔ اُس کی ماں عناق حضرت آدمؑ کی دختر تھی۔ بیان
کرتے ہیں کہ وہ پہاڑ سے ایک چٹان موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر اُکھاڑ لایا۔ تاکہ
اُن کے لشکر پر پھینکے حق تعالیٰ نے ہدہد کو بھیجا کہ اُس پتھر میں سوراخ کردے تو
وہ پتھر اُس کے گلے میں طوق کی طرح پڑ گیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ حضرت موسیٰؑ
آئے۔ آپ کا قد دس ہاتھ تھا اور عصا دس ہاتھ لمبا تھا آپ نے دس ہاتھ جست
کی تو عصا عوج کے ٹخنے پر مارا اور وہ ہلاک ہوا۔ غرضکہ جب عوج نے نقیبوں کو دیکھا
اُن کو اپنے دامن میں اٹھا لیا اور اپنی زوجہ کے پاس لاکر رکھ دیا اور کہا کہ یہ جماعت
مجھ سے لڑنے آئی ہے اور چاہا کہ پیر سے اُن سب کو کچل کر ہلاک کردے۔ زوجہ نے
کہا کہ ان کو چھوڑ دو تاکہ تمہارا حال جاکے اپنی قوم سے بیان کریں۔ وہ لوگ وہاں سے
آئے اور تمام شہر میں گھوم پھر کر اُن کے حالات دریافت کئے۔ اُن کے ایک خوشۂ انگور
کو اُس کی ٹہنیوں کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچ آدمی اُٹھا سکتے تھے اور انار کے نصف
پوست پر چار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ جب نقبا اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۲) ہے کہ داخل ہونے کے بعد سجدہ کرنے اور طلب مغفرت سے مراد ہے اور سابقہ حدیثوں
سے ان دونوں وجوہ کے درمیان ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔

آپس میں مشورہ کیا کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اگر بنی اسرائیل سے بیان کریں گے تو وہ لوگ جناب موسیٰؑ کے اقوال میں شک کریں گے اور کافر ہو جائیں گے۔ لہذا بہتر ہے کہ اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں اور موسیٰؑ و ہارونؑ سے مخفی طور پر بیان کریں وہ لوگ جیسی مصلحت سمجھیں گے کریں گے یہ طے کرکے آپس میں عہد کیا۔ غرض چالیس روز کے بعد موسیٰؑ کی خدمت میں پہنچے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ پھر ہر ایک نقیب اپنے سبط کے پاس آیا اور پیمان کو توڑ کر قوم عمالقہ کے حالات اُن سب لوگوں سے بیان کر دیا اور اُن کو جہاد سے ڈرایا۔ لیکن یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا اپنے عہد پر قائم رہے۔ موسیٰؑ کی بہن مریم کالب کی زوجہ تھیں۔ غرض یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی تو وہ چلّا کر رونے لگے اور کہنے لگے کاش ہم مصر ہی میں مر گئے ہوتے یا اس بیابان میں مر جاتے اور اس شہر میں داخل نہ ہوتے تاکہ ہمارے مال اور زن و فرزند عمالقہ کی غنیمت نہ بنتے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ آؤ اپنا ایک سردار بنا کر مصر کی طرف واپس چلیں۔ موسیٰؑ ہر چند اُن کو نصیحت کرتے تھے کہ جس خدا نے تم کو فرعون پر غالب کیا وہ ہی اس قوم پر بھی غالب کرے گا۔ اُس نے فتح کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا لیکن اُن لوگوں نے نہ مانا اور چاہا کہ مصر کی جانب واپس جائیں۔ یہ دیکھ کر کالبؑ اور یوشع نے اپنے اپنے گریبانوں کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ خدا سے ڈرو اور ان سرکشوں کے شہر اریحا میں چلو اُن پر خدا کی مدد سے غالب ہو گے۔ ہم لوگوں نے اُن کو آزمایا ہے۔ اگرچہ اُن کے جسم قوی ہیں لیکن اُن کے دل کمزور ہیں اُن سے ڈرو نہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ بنی اسرائیل نے اُن کی بات نہ مانی اور چاہا کہ اُن کو سنگسار کر دیں اور موسیٰؑ سے کہا کہ ہم ہرگز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے تم اپنے پروردگار کے ساتھ جاؤ اور اُن سے جنگ کرو ہم تو اس جگہ سے حرکت نہ کریں گے۔ موسیٰؑ کو غصہ آیا اور اُن پر نفرین کی اور کہا خداوندا میں تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں اور اپنے بھائی کا۔ خداوندا مجھے فاسقوں کے گروہ سے الگ کر دے اس وقت ایک ابر قبۃ الزمر کے دروازہ پر ظاہر ہوا اور خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ کب تک یہ گروہ نافرمانی کرتا رہے گا اور میری نشانیوں کی تصدیق نہ کرے گا۔ میں ان سب کو ہلاک کر دوں گا اور تمہارے لئے ان میں سے ایک قوم زیادہ قوی قرار دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر یکبارگی ان کو تو ہلاک کر دے گا اور دوسری قومیں سُنیں گی تو کہیں گی کہ موسیٰؑ نے اُن لوگوں کو اس لئے ہلاک کر دیا کہ اُن کو ارض مقدسہ میں داخل نہ کر سکے۔ پروردگارا تیرا صبر تو یقیناً طولانی اور تیری نعمت بے پایاں ہے اور تو ہی گناہوں کا بخشنے والا اور

باپ کی فرزندوں کے لئے اور فرزندوں کی باپ کے لئے حفاظت کرنے والا ہے۔ لہٰذا ان کے گناہوں کو بخش دے اور ان کو اس بیابان میں ہلاک مت کر حق تعالیٰ نے وحی کی کہ تمہاری دعا کے سبب میں نے ان کو بخش دیا لیکن چونکہ تم نے اُن کو فاسق کہہ دیا ہے اور اُن پر نفرین کی ہے اس لئے قسم کھاتا ہوں کہ ارض مقدس میں داخل ہونا اب اُن پر حرام کر دیا۔ سوائے یوشعؑ اور کالبؑ کے اور اس بیابان میں اُن کو چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا۔ اُن چالیس دنوں کے عوض جن میں ان لوگوں نے عمالقہ کے حالات دریافت کئے پھر میرے حکم سے روگردانی کی۔ یہ لوگ اسی بیابان میں مریں گے۔ اور ان کے فرزندان ارض مقدسہ میں داخل ہوں گے۔ پھر حق تعالیٰ نے تیہ میں اُن پر ایک چھوٹا ابر بھیجا جو ابر باراں کے مانند نہ تھا بلکہ بہت چھوٹا ٹھنڈا اور نہایت بہتر تھا۔ ہمیشہ اُن کے سروں پر سایہ فگن رہتا۔ جہاں وہ لوگ جاتے اُن کے ساتھ جاتا۔ آفتاب کی گرمی سے اُن کو محفوظ رکھتا۔ خدا نے اُن کے لئے نور کا ایک عمود پیدا کیا جو اندھیری رات میں روشنی دیتا اور اُن کے لئے مَن بھیجا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک گوند تھا جو اُن کے درختوں پر جمتا تھا اور شیرینی میں شہد کے مانند تھا۔ بعض نے ترنجبین کہا ہے بعض نے شہد بتایا ہے بعض کہتے ہیں کہ چھوٹی روٹیاں تھیں بعض کہتے ہیں کہ گاڑھا شیرہ تھا بہر حال ہر شب کو برف کی طرح اُن پر برستا تھا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ میٹھی چیز کھاتے کھاتے ہم مرے جاتے ہیں۔ اے موسیٰؑ دعا کرو کہ خدا ہم کو گوشت عطا کرے۔ تو حق تعالیٰ نے سلویٰ اُن کے لئے نازل کیا اس میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سمانی سے مشابہ ایک طائر تھا بعض کہتے ہیں کہ سُرخ پرندے تھے جو آسمان سے اُن پر ایک میل کے برابر آتے تھے اور ایک دوسرے پر بیٹھتے ہوئے ایک نیزہ بلند ہو جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ کبوتر کے چوزوں کی طرح تھے جن کے بال و پر دور کئے ہوئے اور بھنے ہوئے ہوتے تھے۔ ہوا اُن کو اُڑا لاتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ طائر آتے تھے وہ لوگ اُن کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے تھے۔ وہ کنجشک سے بہت بڑے ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلویٰ شہد تھا۔ جو ہر ایک کو ایک رات دن کے لئے ملتا تھا اور جمعہ کے روز دو شبانہ روز کے لئے کیونکہ روز شنبہ کو وہ نازل نہیں ہوتا تھا اور جو شخص زیادہ لے لیتا تھا اُس میں کیڑے پڑ جاتے تھے پھر دوسرے روز اُس کے لئے وہ نازل نہیں ہوتا تھا جیسا کہ اس امت میں جو شخص کہ حرام روزی حاصل کرتا ہے حلال روزی سے

محروم ہوجاتا ہے۔ جو خدا اُس کے لئے مقدر کئے ہوتا ہے۔ جب وہ لوگ پانی طلب کرتے تھے موسیٰ عصا کو پتھر مارتے تھے تو بارہ بڑی بڑی نہریں جاری ہوجاتی تھیں۔ جن میں سے ہر سبط کے لئے ایک نہر ہوتی تھی جب وہ لباس طلب کرتے تھے خدا اُسی لباس کو جو وہ پہنے رہتے تھے نیا کر دیتا تھا۔ وہ کبھی پرانا نہیں ہوتا تھا بلکہ ہر روز نیا اور تازہ رہتا تھا اُن کے بچے لباس پہنے ہوئے پیدا ہوتے تھے۔ جوں جوں بڑے ہوتے تھے اُن کے کپڑے بھی بڑے ہوتے جاتے تھے۔ تیہ کی چوڑائی کے بارے میں ہے کہ ستّرہ فرسخ تھی اور بعض چھ فرسخ کہتے ہیں۔

ثعلبی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی۔ کہ مسجدان کی نماز جماعت کے لئے تعمیر کریں اور بیت المقدس کو توریت و تابوت سکینہ کے لئے بنائیں اور ایک قبہ اُن کی قربانی کے لئے تیار کریں اور مسجد کے لئے سراپردے بنائیں جس کا رو و پشت قربانی کی کھال کا ہو۔ اُن کے بند جانوران قربانی کے بال کے ہوں اور ان بندوں کو حائضہ عورت نہ چھوئے اور اُن کھالوں کو مرد جنب نہ بنائے اور مسجد کے ستون تانبے کے ہوں۔ ہر ایک کی لمبائی چالیس ہاتھ ہو اور اُس کے بارہ حصے کریں ہر حصہ کو ایک گروہ اُٹھائے اور وہ سراپردے چھ سو ہاتھ لمبے ہوں اور سات قبّے برپا کریں اُن میں سے چھ قربانی کے لئے مُشک و طلا و نقرہ کے ہوں اور اُن کو چاندی کے ستونوں پر نصب کریں اور ہر ستون کی لمبائی چالیس ہاتھ ہو اور چار پردے اُن قبوں پہ کھینچیں اور نیچے کا پردہ سبز سندس کا ہو دوسرا ارغوانی ہو تیسرا دیبا کا اور چوتھا قربانی کی کھال کا ہو جو دوسرے پردوں کو غبار اور بارش سے محفوظ رکھے۔ اُن کے بند بھی قربانی کے بال کے ہوں۔ اُن کے ستون چالیس ہاتھ ہوں اُن کے درمیان چاندی کے مربع خوان نصب کریں جس پہ قربانی کو رکھیں ہر خوان چار ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا ہو اور ہر خوان کے چار پائے نقرہ کے ہوں ہر ایک کی بلندی تین ہاتھ ہو تاکہ کوئی شخص جب تک کھڑا نہ ہو اُس پہ سے کوئی چیز نہ اُٹھا سکے۔ اور بیت المقدس کو جو ساتواں قبہ ہے سونے کے ستون پہ نصب کریں جس کا طول ستّر ہاتھ ہو اور اُس کو طلا کے سیباکہ پر رکھیں جس کی لمبائی ستّر ہاتھ ہو اور جس کو مختلف قسم کے جواہرات سے مرصع کیا ہو اُس کے نیچے سونے اور چاندی کی سلائیوں کی جالیاں بنائیں۔ اُس کی طنابیں قربانی کے بالوں کی تیار کریں اور اُس کو مختلف رنگوں سُرخ و زرد و سبز سے رنگ دیں اور وہ ساتوں پردے ایک دوسرے پر رکھیں۔

سب کے نیچے کا پردہ موٹے سبز ریشم کا ہو۔ دوسرا ارغوانی اُس کے بعد حریر و دیبا کا سفید و زرد رنگا ہوا اور ساتواں جو سب کے اوپر ہو قربانی کی کھال کا ہو جو بارش اور گرد و غبار سے دوسرے پردوں کی حفاظت کرے۔ اُس کی وسعت ستّر ہاتھ رکھیں۔ قبوں کے فرش حریر سُرخ کے ہوں اور ایک سونے کا صندوق اُس قبہ میں نصب کریں جو میثاق کا صندوق ہوگا۔ اِس کو طرح طرح کے جواہرات سے مرصع کریں اُس کے پائے سونے کے ہوں۔ اُس کی لمبائی نو ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی موسیٰؑ کے قد کے برابر ہو۔ اُس قبہ کے چار دروازے ہوں۔ ایک سے ملائکہ داخل ہوں دوسرے سے موسیٰؑ۔ تیسرے سے ہارونؑ اور چوتھے سے فرزندانِ ہارونؑ۔ اور فرزندانِ ہارونؑ کو اُس قبہ کا اختیار ہوگا۔ اور صندوق کی محافظت کا اُن سے تعلق ہوگا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں سے جو شخص مانع ہوا ہو اُس سے ایک مثقال سونا لیکر بیت المقدس میں صرف کریں اور زیادہ جو کچھ ضرورت ہو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کے مال و زیور میں سے جو حاصل ہوا ہے صرف کریں۔ موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل چھ لاکھ تھے جن لوگوں سے یہ رقم وصول کی گئی اُن کی تعداد سات سو اسی تھی۔ پھر خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں آسمان سے تمہارے پاس ایک طرح کی آگ نازل کرتا ہوں جس میں دھواں نہ ہوگا نہ وہ کسی چیز کو جلائے گی نہ کبھی بجھے گی بلکہ جو قربانیاں مقبول ہوں گی اُن کو جلائے گی اور بیت المقدس کی قندیلیں اُس سے روشن ہوں گی۔ وہ قندیلیں سونے کی تھیں اور سونے کی زنجیروں میں لٹکی ہوئی تھیں جن میں یاقوت و مروارید اور طرح طرح کے جواہرات جڑے ہوئے تھے اور حکم دیا کہ مکان کے بیچ میں ایک بڑا پتھر رکھیں۔ اُس کے درمیان میں گڑھا کریں کہ جو آگ آسمان سے نازل ہو اُس میں رہے۔ پھر موسیٰؑ نے ہارونؑ کو طلب کیا کہ خدا نے مجھے ایک آگ کے ذریعہ سے برگزیدہ کیا ہے جو آسمان سے بھیجے گا تاکہ جو قربانیاں مقبول ہوں گی اُس کو جلائے گی اور بیت المقدس کی قندیلیں روشن کرے گی۔ اور مجھے اُس گھر کے بارے میں وصیت کی ہے اور میں اُس کے لئے تم کو اختیار کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں۔ تو ہارونؑ نے اپنے دونوں فرزندوں شبر و شبیر کو طلب کیا اور کہا کہ خدا نے موسیٰؑ کو ایک امر کے لئے اختیار کیا ہے اور اُس کے بارے میں وصیت کی ہے اور موسیٰؑ نے اُس کے لئے مجھے اختیار کیا اور وصیت کی اور میں تم کو اختیار کرتا ہوں اور اُس امر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہذا ہمیشہ بیت المقدس

کی تولیت اور تابوت اور آتش آسمانی کی محافظت اولاد ہارون علیہ السلام سے متعلق رہی۔[1]

فصل ششم | توراۃ کا نازل ہونا اور بنی اسرائیل کی سرکشی وغیرہ۔

حق تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے کہ اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تو جب موسیٰؑ تمہارے درمیان سے چلے گئے تو تم نے بچھڑے کو اپنا خدا بنا لیا حالانکہ تم نے اپنے اُوپر ظلم کیا۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب وبیان شرائع واحکام دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اگرچہ ثعلبی کی روایت اس قدر قابل اعتبار نہیں مگر ہم نے اس لئے نقل کیا کہ چند عجیب حالات پر مشتمل تھی اور اس لئے کہ اہل بصیرت پر ظاہر ہو کہ خاصہ وعامہ کی متواتر حدیث کی بنا پر حضرت رسولؐ نے حضرت امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایضاً عامہ وخاصہ کے طریقہ سے جو استفاضہ کی بنا پر وارد ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا نام عربی میں ہارونؑ کے فرزندوں کے ناموں پر اس لئے رکھا کہ جس طرح بیت المقدس کی تولیت جو بنی اسرائیل کا قبلہ اور بیت الشرف تھا اور تابوت کی محافظت جو اُن کے آسمانی علوم کا مخزن تھا اور آسمانی آگ کی نگہبانی جو اُن کے اعمال کے رد اور قبول ہونے کا معیار تھی۔ ثعلبی کے نقل کرنے کے مطابق جو اُن کے اکابر مفسرین محدثین میں سے ہیں ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ سے متعلق تھی۔ اُسی طرح چاہیئے کہ اس امت میں بھی صوری ومعنوی کعبہ کی محافظت و ولایت اور قرآن اور تمام علوم الٰہی اور آثار پیغمبری حضرت امیرالمومنینؑ اور اُن کی اولاد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے متعلق ہو۔ یہی حضرات انوار ربانی کے نزول کی جگہ اور علوم واسرار فرقانی کے مخزن ہوں اور اعمال خلق کا رد و قبول ان کے ہاتھ میں ہو اور اس امت کے طاعات وعبادات ان کے انوار ولایت سے وابستہ ہوں بلکہ اس امت کا بیت المقدس اُن بزرگواروں کا خانۂ ولایت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اور اُس گھر والوں کی شان میں فرمایا ہے۔ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ پھر فرمایا ہے وَإِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ اور اگر اُس مکان کی چھت اور دیوار کو بنی اسرائیل کی ضعیف عقل کے لئے سونے چاندی اور جواہرات سے زینت دی تھی تو خانۂ وحی آشیانہ کی دیوار وچھت کو انوار ربانی کے جواہرات اور اسرار سبحانی کی روشنی (باقی صفحہ ۴۴۹ پر)

یاد کرو جس وقت کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا لہٰذا اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ خدا کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اور وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تم لوگوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ظاہر بظاہر خدا کو نہ دیکھ لیں گے تو تم کو بجلی نے لے ڈالا اور تم اُس کو دیکھتے ہی رہے پھر ہم نے تم کو اُٹھایا اور تمہارے مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر لٹکا دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُس کو دل سے انتہا کرو۔ اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کو یاد کرو مثل موعظہ واحکام کے شاید پرہیزگار ہو جاؤ تو اس کے بعد تم نے منہ پھیر لیا اور عہد کو توڑ ڈالا۔ اور اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت شامل نہ ہوتی تو یقیناً تم لوگ خسارہ میں رہتے۔ پھر فرمایا ہے کہ یقیناً تمہارے پاس موسیٰؑ معجزات اور روشن دلیلوں کے ساتھ آئے تو اُس کے بعد تم لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی اور تم لوگ ستمگار تھے ہی۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم پر

(بقیہ صفحہ ۴۴۸) اور جمال رحمانی کی شعاعوں سے آراستہ کیا اور اُس میں كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ کی پاک قندیلیں لٹکائیں اور مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ کے نور سے ان کو روشن کیا اور اس کا روغن اپنے دست قدرت سے وادی قدس کے مبارک درخت زیتون سے نکالا اور اپنی رحمت کی انگلیوں سے نچوڑا وہ اس حد تک ضیا بار ہوئیں کہ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ کی مصداق ہو گئیں اور نور پر نور زیادہ کیا جس سے جہالت کی تاریکیوں میں سرگشتہ و پریشان رہنے والوں کو اُن کو انوار ہدایت کی تجلیوں سے بمقتضائے۔ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ حیات ابدی کے سرچشمہ تک پہنچایا اور اُس مکان کے چمن کو شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ کے بلند اشجار سے نزہت افزا بنایا اور اُس کے محراب میں وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا کا کتبہ نقش کیا اور اُس کے بلند دروازہ پر أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا کی ندا سے وادیٔ حیرت کے گم گشتہ لوگوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ پس افسوس ہے اُس آنکھ پر جو ایسی بلند عمارت کو نہ دیکھے اور لعنت ہے اُس پر جو ایسی نفع بخش آواز کو نہ سُنے۔ انشاءاللہ اس کلام کا تتمہ کتاب امامت میں مذکور ہوگا۔ اس جگہ صرف اشارہ پر ختم کیا جاتا ہے۔

ہم نے کوہ طور کو لٹکا دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اس کو دلی اور جسمانی قوت کے ساتھ اختیار کرو اور سنو اور قبول کرو تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے سُنا اور نافرمانی کی اور ان کے کفر کے سبب سے اُن کے دلوں میں بچھڑے کی محبت جڑ پکڑ گئی تھی۔ تو اے محمدؐ ان سے کہو کہ تمہارا ایمان جس چیز کا حکم دیتا ہے وہ بُری شے ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ بیشک خدا نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور اُن میں سے بارہ نقیبوں کو اختیار کیا جو اُن کے حالات سے آگاہ اور اُن کے امور کے ضامن تھے۔ اور خدا نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم اور مدد کرو اور خدا کی راہ میں مال خرچ کر کے اس کو قرض حسنہ دو۔ تو یقیناً ہم تمہارے گناہوں کو برطرف کر دیں گے اور تم کو اُن بہشتوں میں داخل کریں گے جن میں نہریں جاری ہوں گی پھر اس کے بعد تم سے جو کافر ہو جائے گا تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ اور سورۂ اعراف میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے موسیٰؑ سے توریت بھیجنے میں تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ پھر اس کو دس راتیں اور بڑھا کر چالیس راتوں میں پُورا کیا۔ غرضکہ اُن کے پروردگار کی مدت چالیس راتوں میں تمام ہوئی اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ رہو اور اُن کے امور کی اصلاح کرو اور فساد کرنے والوں کی پیروی نہ کرنا پھر جب موسیٰؑ ہماری وعدہ گاہ پر آئے تو اُن کا پروردگار اُن سے ہمکلام ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وُہ اپنے مقام پر میری تجلی کے وقت قائم رہے تو تم بھی دیکھ سکتے ہو جب پروردگار عالم نے پہاڑ پر تجلی نازل کی اور اپنے انوار عظمت میں سے کچھ نور اُس پر ظاہر کیا تو پہاڑ (ٹکڑے ٹکڑے ہو کر) زمین سے ہموار ہو گیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب موسیٰؑ ہوش میں آئے تو عرض کی کہ پالنے والے میں تجھ کو پاک جانتا ہوں۔ اس سے کہ کوئی دیکھ سکے اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں اس پر کہ تجھ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی رسالت کے ساتھ اور اپنے ساتھ گفتگو کرنے سے برگزیدہ کیا لہٰذا جو کچھ یعنی توریت ہم تم کو دیتے ہیں اس کو لو اور شکر کرو اور اُن کے لئے ہر قسم کی نصیحتیں اور ہر چیز کے احکام کی تفصیل ہم نے لوحوں پر لکھ دیں۔ لہٰذا اس کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کو اختیار کریں اور بہتر طریقہ سے عمل کریں اور ہم تم کو عنقریب جہنم میں فاسقوں

کی جگہ مصر یا شام میں دکھا دیں گے۔ اور فرمایا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے اُن کے طور پر جانے کے بعد اپنے زیورات (طلا) سے ایک گوسالہ بنایا جس سے بچھڑے کی آواز ظاہر ہوتی تھی کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اُن سے گفتگو نہیں کرتا اور نہ اُن کو کسی راستہ کی ہدایت کرتا ہے اُن لوگوں نے خدا کے بجائے اُس بچھڑے کی پرستش کی اور وہ لوگ تو اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے ہی پھر جب پشیمان ہوئے اور اپنی گمراہی کو سمجھے تو کہنے لگے کہ اگر اے پروردگار تو ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہم کو نہ بخشے گا تو ہم لوگ نقصان اُٹھانے والے ہوں گے۔ جب موسیٰؑ اپنی قوم کی جانب غضبناک اور اندوہناک واپس ہوئے اور کہا کہ میرے بعد تم نے بُری قائم مقامی کی کیا اپنے پروردگار کے امر میں تعجیل کی۔ اور موسیٰؑ نے توریت کی تختیوں کو زمین پر پھینک دیا اور اپنے بھائی ہارونؑ کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ہارونؑ نے کہا اے میرے ماں جائے بیشک قوم نے مجھ کو ضعیف کیا اور نزدیک تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں لہٰذا دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دو اور ظالموں کے ساتھ مجھ کو نہ پچھاڑ۔ موسیٰؑ نے کہا خدایا مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ارحم الراحمین ہے بہ تحقیق کہ اُن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی اور بہت جلد اُن کے پروردگار کا غضب ان کو پہنچے گا اور دنیا کی زندگی میں اُن کو ذلت نصیب ہو گی اور میں ایسی ہی سزا افترا کرنے والوں کو دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے گناہ کیا ہے۔ لہٰذا توبہ کر [illegible]

ایمان لائیں ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار بخشنے والا اور مہربان کم ہوا انہوں نے توریت کی تختیوں کو اُٹھا لیا۔ اُن نسخوں میں تھی تاکہ اپنے خدا سے ڈریں اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر آد کے لئے اختیار کیا۔ وہ لوگ زلزلہ میں گرفتار ہوئے تو موسیٰؑ نے چاہتا تھا۔ تو پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا تو ہم کو ہلاک کرے گا۔ اُس بیوقوفوں نے کیا۔ یہ تو ہمارے لئے امتحان اور آزمائش کے سوا کچھ بھی

ہے اسی طرح گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تو ہی ہمارا مالک و ناصر ہے۔ پس ہم پر رحم فرما اور بخش دے اور تو سب سے زیادہ بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے دنیا و آخرت میں حسنہ یعنی بہتر نعمت مقرر فرما اور ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں خدا نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت تو تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے لہٰذا عنقریب اپنی رحمت اُن لوگوں کے لئے لکھوں گا اور واجب قرار دوں گا جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور میری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں (پرہیزگاروں سے مراد)

بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر آخرالزمان اوران کے اوصیا اورآنحضرت کی امت میں نیک لوگ ہیں
پھر فرمایاہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ کوہ طور کو زمین سے اُٹھا کر ہم نے اُن کے سروں
پر ایک ابر یا ایک چھت کے مانند بلند کیا۔ ان لوگوں کو گمان ہوا کہ اُن کے سروں پر
وہ گر پڑے گا۔ اور اُن سے کہا گیا کہ جو تم کو دیا گیاہے اُس کو لو اور قبول کرو۔اور
جو کچھ اُس میں ہے حفظ کرو شاید پرہیزگار ہو جاؤ اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایاہے کہ اے
بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے وعدہ کیا کہ
کوہ طور کی داہنی جانب سے تمہارے پاس توریت بھیجتا ہوں اور تم پر من وسلویٰ نازل
کیا اور کہا کہ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو روزی کی ہے اُس میں سے کھاؤ اور ہماری روزی
کی ہوئی چیزوں میں زیادتی اور سرکشی نہ کرو ورنہ ہمارا غضب تم پر نازل ہوگا اور جس پر ہمارا
غضب نازل ہوا تو وہ جہنم میں جاتاہے اور ہلاک ہوتاہے اور میں تو یقیناً اس کو بخشنے والا
ہوں جو توبہ کرتاہے اور آئمہ حق کی ولایت سے ہدایت پاتاہے۔ اور ہم نے موسیٰؑ سے کہا
کہ کیا سبب ہے کہ اپنی قوم سے پہلے تم کوہ طور پر آگئے۔ عرض کی وہ میرے پیچھے آتے
ہیں اور پالنے والے میں نے تیری جانب اس لئے آنے میں عجلت کی تاکہ تو خوش ہو۔ حق تعالیٰ
نے فرمایا کہ تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے تمہاری قوم کا امتحان لیا اور اُن لوگوں کو سامری
نے گمراہ کردیا تو موسیٰؑ اپنی قوم پر غصہ کرتے ہوئے اور محزون واپس ہوئے۔اور فرمایا
کہ لوگو کیا خدا نے تم سے بہتر وعدہ نہ کیا تھا کیا تم پر وعدے دراز ہوگئے کیا تم لوگ
چاہتے ہو کہ تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے غضب نازل ہو کیونکہ تم نے میرے
وعدہ کے خلاف عمل کیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف
نہیں کیا لیکن چونکہ فرعونیوں کی دولت وزیورات سے ہم لوگوں نے بہت کافی مال پایا
تھا۔ لہذا اُس کو آگ میں ڈال کر پگھلایا۔ سامری نے بھی جو کچھ اُس کے پاس تھا اُسی
میں ملا دیا۔ پھر اُس نے اُس سے سونے کا ایک بچھڑا نکالا جس میں سے آواز نکلتی تھی
تو اُن لوگوں نے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے اور فراموش ہوگیا کہ موسیٰؑ خدا کی
ملاقات کے لئے طور پر گئے ہیں۔ کیا اُن لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ بچھڑا اُن کے
جواب میں کوئی بات نہیں کہہ سکتا اور نہ اُن کے نفع ونقصان کا مالک تھا۔ یقیناً ہارونؑ
نے اُن سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم نے بچھڑے کے ذریعہ سے دھوکا اور فریب کھایا کیونکہ
تمہارا پروردگار تو خداوند رحمان ہے لہذا میری پیروی اور فرمانبرداری کرو اُن لوگوں
نے کہا کہ ہم اس بچھڑے کی پرستش ترک نہیں کریں گے جب تک کہ موسیٰؑ نہ واپس

آئیں۔ موسیٰ نے کہا اے ہارونؑ تم کو کون امر مانع ہوا اس سے کہ تم میرے پاس طور پر آتے
جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہورہے ہیں کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی نہیں کی ہارونؑ نے
کہا اے میرے ماں جائے میرے سر اور داڑھی کو پکڑ کر نہ کھینچئے میں آپ کے پاس آنے
سے اس لئے ڈرا کہ آپ کہیں گے کہ بنی اسرائیل کو تونے پراگندہ کردیا اور میرے
حکم کی تعمیل نہ کی۔ پھر موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ تیرے ایسا کرنے کا سبب کیا ہے اُس
نے کہا میں نے وہ دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا جس وقت کہ جبرئیلؑ آئے تاکہ فرعون
کو غرق کریں۔ میں نے اُن کو دیکھا کہ اُن کے گھوڑے کا سُم جس جگہ پڑتاہے اُس جگہ کی
خاک متحرک رہتی ہے تو میں نے ایک مٹھی وہ خاک اُٹھائی تھی اور اس بچھڑے میں ڈال
دی تو یہ بولنے لگا۔ یہ میرے نفس نے مجھے پسند کرادیا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جا تجھ کو دنیا کی
زندگی میں یہی نصیب ہوگا کہ تجھ کو کوئی نہ چھوئے گا نہ تیرے نزدیک آئیگا اور آخرت
میں تیرے لئے عذاب ہے اور اس وعدہ کے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ اُس خدا کو جس
کی پرستش کرتا تھا میں اُس کو جلائے دیتا ہوں اور اُس کی راکھ دریا میں ڈال دوں گا۔
کیونکہ اُس خدا کے علاوہ تم لوگوں کا کوئی خدا نہیں ہے جس کا علم تمام چیزوں پر محیط
ہے۔ سامری کی دنیا کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا تھی بعض نے کہاہے کہ موسیٰؑ نے
حکم دے دیا تھا کہ کوئی شخص اُس کے پاس نہ بیٹھے نہ اُس سے گفتگو کرے اور نہ اُس
کو کچھ کھلائے اور نہ وہ کسی کے نزدیک آئے۔ بعض نے کہاہے کہ خدا کا فرمان یوں ہی
ہوا کہ جو شخص بھی اُس کے پاس بیٹھتا تھا وہ اور سامری دونوں بیمار ہوجاتے تھے۔ اس
سبب سے وہ کسی کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتا تھا اور آج بھی اُس کی اولاد میں وہی
اثر ہے کہ جب کوئی اُن کو مس کرلیتاہے دونوں تپ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ بعض
نے کہاہے کہ وہ دوزخ کے خوف سے بھاگا اور صحرا کے وحشیوں کے ہمراہ گھومتا
پھرتا تھا یہاں تک کہ جہنم واصل ہُوا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا کہ تیس روز
میں توریت اور لوحیں اُن کے پاس بھیجی جائیں گی آپ نے بنی اسرائیل کو وعدۂ خدا کی
اطلاع کی اور طور کی جانب روانہ ہوئے اور اپنی قوم میں ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا جب
تیس روز گزر گئے اور موسیٰؑ واپس نہ آئے اُن لوگوں نے ہارونؑ کی اطاعت ترک
کردی اور چاہا کہ اُن کو مار ڈالیں اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے ہم سے غلط کہا اور
ہمارے پاس سے بھاگ گئے۔ اس وقت شیطان ایک مرد کی صورت میں اُن کے پاس

آیا اور اُس نے کہا کہ موسیٰؑ تمہارے درمیان سے بھاگ گئے اور اب واپس نہ آئیں گے لہٰذا اپنے زیورات جمع کرو تاکہ میں تمہارے لئے ایک خدا بنادوں۔ سامری موسیٰؑ کے مقدمۃ لشکر کا سردار تھا جس روز کہ خدا نے فرعون اور اُس کے ساتھیوں کو غرق کیا اُس نے جبرئیلؑ کو دیکھا کہ ایک مادہ حیوان پر سوار ہیں اور وہ جانور جس جگہ قدم رکھتا ہے وہ زمین حرکت کرنے لگتی ہے تو سامری نے جبرئیلؑ کے گھوڑے کے ٹاپ کے نیچے کی خاک اُٹھالی۔ دیکھا کہ وُہ حرکت کر رہی ہے اُس نے اُس کو ایک تھیلی میں رکھ لیا اور بنی اسرائیل پر ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا کہ میرے پاس ایسی خاک ہے۔ جب شیطان نے بنی اسرائیل کو فریب دیا تو ان لوگوں نے بچھڑا بنایا۔ پھر وہ سامری کے پاس آیا اور کہا وہ خاک جو تیرے پاس ہے لا۔ اور اُس سے لے کر اُس بچھڑے کے شکم میں رکھ دیا تو اُسی وقت وہ بچھڑا حرکت میں آیا اور بولنے لگا اور بال اور دُم اُس کے پیدا ہو گئی۔ اس وقت بنی اسرائیل نے اُس کو سجدہ کیا وہ ستر ہزار اشخاص تھے ہر چند ہارونؑ اُن کو نصیحت فرماتے تھے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم اس بچھڑے کی پرستش ترک نہ کریں گے۔ جب تک موسیٰؑ نہیں آئیں گے اور چاہا کہ ہارونؑ کو ہلاک کریں۔ ہارونؑ نے گریز کی۔ غرض وُہ اسی حال خسران مآل پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ موسیٰؑ کو چالیس روز طور پر گذر گئے۔ خدا نے اُن کو دسویں ذی الحجہ کو توریت عطا فرمائی جو تختیوں پر نقش تھی۔ اُس میں وُہ سب کچھ مثل احکام و موعظے اور قصے کے جن کی اُن لوگوں کو ضرورت تھی موجود تھے۔ پھر خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ ہم نے تمہاری قوم کا تمہارے بعد امتحان لیا۔ سامری نے اُن لوگوں کو گمراہ اور وُہ لوگ سونے کے بچھڑے کی جو بولتا ہے پرستش کرنے لگے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی الٰہی گوسالہ تو سامری نے بنایا آواز اُس میں کس نے پیدا کی فرمایا میں نے۔ اے موسیٰؑ جب میں نے دیکھا کہ اُن لوگوں نے میری جانب سے منہ پھیر لیا اور گوسالہ کی طرف مائل ہو گئے میں نے اُن کے امتحان کو اور زیادہ کر دیا۔ تو موسیٰؑ غصّہ میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے اور جب اُن لوگوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا توریت کی تختیوں کو پھینک دیا اور ہارونؑ کے سر اور داڑھی کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور کہا کہ جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو میرے پاس آنے میں تم کو کون سا امر مانع ہوا۔ ہارونؑ نے کہا بھائی میرے سر و ریش کو نہ کھینچو میں خائف ہوا کہ کہیں یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل میں جدائی ڈال دی اور میری بات کو نہ مانا۔ پھر بنی اسرائیل نے

کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف عمل نہیں کیا۔ لیکن فرعون اور اُس کی قوم کے بیشمار مال و دولت ہم کو حاصل تھی۔ یعنی اُن کے زیورات وغیرہ تو ہم نے اُن سب کو آگ میں پگھلا دیا اور ایک گوسالہ بنایا سامری نے وہ خاک اُس کے شکم میں ڈال دی تو وہ بولنے لگا۔ اس سبب سے ہم نے اُس کی پرستش کی۔ موسیٰؑ نے سامری پر اعتراض کیا کہ کیوں تو نے ایسا کیا اُس نے کہا کہ میں نے ایک مٹھی خاک دریا کی اسپ جبرئیلؑ کے سم کے نیچے سے اُٹھالی تھی۔ اُسی کو گوسالہ کے شکم میں ڈالی تو وہ بولنے لگا اور میرے نفس نے میرے لیئے یوں ہی زینت دی۔ یہ سُن کر موسیٰؑ نے گوسالہ کو آگ میں جلا کر اُس کی راکھ دریا میں بہا دی اور سامری سے کہا کہ جا تیرے لئے جب تک تو زندہ ہے یہی روزی ہوگا کہ تو کہتا رہے لا مساس یعنی کوئی مجھ کو نہ چھوئے اور یہ علامت تیرے فرزندوں میں بھی باقی رہے گی تاکہ لوگ تم کو پہچانیں اور تمہارے فریب میں نہ آئیں۔ چنانچہ آج تک اولاد سامری مصر و شام میں مشہور ہیں اور اُن کو لوگ لامساس کہتے ہیں۔ غرضکہ موسیٰؑ نے ارادہ کیا کہ سامری کو مار ڈالیں لیکن خدا نے وحی فرمائی کہ اُس کو قتل نہ کرو کیونکہ وُہ سخی ہے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُن کے ساتھ دو شیطان اُن کو تکلیف پہنچانے کے لئے موجود رہتے تھے اور اُن کی امت کے درمیان فتنہ و فساد برپا کرتے تھے اور اُس پیغمبر کے بعد لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ نوحؑ کے زمانہ میں فنطیغوس اور حزام تھے۔ ابراہیمؑ کے عہد میں کمیل اور ردام تھے۔ موسیٰؑ کے زمانہ میں سامری اور مرعقیبا۔ اور عیسیٰؑ کے وقت میں مولوس اور مریسان۔

ایضاً روایت ہے کہ خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں تم پر توریت چالیس روز یعنی ماہ ذیقعدہ اور ماہ ذی الحجہ کے دس روز میں بھیجوں گا جس میں احکام ہوں گے۔ موسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیس روز میں توریت اور الواح کو مجھ پر نازل فرمائے گا۔ خدا نے اُن کو یہی حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل سے تیس روز بتلائیں تاکہ وہ لوگ دل تنگ نہ ہوں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل میں ہارونؑ کو اپنا جانشین بنایا اور کوہِ طور کی جانب گئے۔ جب تیس روز گذر گئے اور موسیٰؑ واپس نہ آئے۔ بنی اسرائیل غضبناک ہوئے اور چاہا کہ ہارونؑ کو قتل کر دیں۔ اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے ہم سے جھوٹ کہا یا ہمارے پاس سے بھاگ گئے اور ایک

بچھڑا بنایا اور اُس کی پرستش کرنے لگے۔ اور دسویں ذی الحجہ کو خدا نے جناب موسیٰؑ پر توریت کی تختیاں نازل کیں جن میں احکام، خبریں، قصے اور سنتیں سب کچھ موجود تھیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ جب خدا نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی اور اُن سے گفتگو کی موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے تو اپنے تئیں دکھا دے تاکہ تیری جانب نظر کروں تو حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ میں نظر آنے والا نہیں ہوں اور میری عظمت کی نشانیوں کے دیکھنے کی کسی کو تاب نہیں ہے لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تم دیکھ سکتے ہو۔ غرض خدا نے پردہ اُٹھا دیا اور اپنی آیاتِ عظمت کی ایک نشانی پہاڑ پر ظاہر کی۔ تو پہاڑ دریا میں ڈوب گیا اور قیامت تک ڈوبتا جائے گا۔ فرشتے نیچے اُتر آئے اور آسمان کے دروازے کھُل گئے اور خدا نے فرشتوں کو وحی کی کہ موسیٰؑ کو دیکھیں تاکہ وہ بھاگیں نہیں۔ ملائکہ نازل ہوئے اور موسیٰؑ کے گرد احاطہ کرکے کہنے لگے کہ اے پسرِ عمران کھڑے ہو تم نے خدا سے بہت بڑا سوال کیا جب موسیٰؑ نے پہاڑ کو دیکھا کہ غرق ہو گیا اور فرشتوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا، مُنہ کے بل خدا کے خوف اور اُس کیفیت کی ہیبت سے گر پڑے اور اُن کے بدن سے روح نے مفارقت کی۔ پھر خدا نے اُن کی روح دوبارہ اُن کے جسم میں واپس کی تو سر اُٹھایا اور کہا کہ میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تو دیکھا جا سکے اور میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں کہ ایمان لایا یہ کہ تجھ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا، اس وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی رسالت و گفتگو سے لوگوں پر برگزیدہ کیا اور اختیار کیا لہذا جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اُس کو لو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ تو جبرئیلؑ نے اُن کو آواز دی کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں قول خدا وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۔ کی تفسیر میں منقول ہے کہ امام نے فرمایا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جب خدا تم کو مصیبتوں سے نجات دے گا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا تو میں خدا کی جانب سے تمہارے لئے ایک کتاب لاؤں گا جو اوامر و نواہی، موعظوں، مثالوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہوگی۔ جب خدا نے اُن لوگوں کو نجات دی تو موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنی وعدہ گاہ پر آویں اور پہاڑ کے نیچے تیس روز روزہ رکھیں۔ موسیٰؑ کو

گمان ہوا کہ تیس روز کے بعد خدا اُن کو کتاب عطا فرمائے گا تو تیس روز روزہ رکھا جب تیس روز پورے ہو گئے موسیٰؑ نے افطار کرنے سے پہلے مسواک کی تو خدا نے اُن پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو نہیں معلوم کہ روزہ دار کے دہن کی بُو میرے نزدیک مُشک کی بُو سے زیادہ بہتر ہے لہذا دس روز اور روزہ رکھو۔ افطار کے وقت مسواک مت کرنا۔ موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ کتاب چالیس شب و روز میں اُن کو عطا فرمائے گا غرض چالیس روز کے بعد کتاب اُن پر نازل کی اُدھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف اعتقاد لوگوں کو شبہ میں ڈالا کہ موسیٰؑ نے تم سے چالیس شب و روز میں واپس آنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس وقت تک بیس دن اور بیس راتیں گذر گئیں (یعنی شب و روز ملا کر چالیس کی تعداد ہو گئی) اور موسیٰؑ کا وعدہ ختم ہو گیا۔ موسیٰؑ نے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا۔ وُہ تو تمہاری طرف آیا ہے اور چاہتا ہے تم کو اپنے تئیں دکھا دے کیونکہ وہ قادر ہے کہ تم کو اپنی طرف بُلائے بغیر اس کے کہ موسیٰؑ درمیان میں ہوں اور سمجھ لو کہ موسیٰؑ کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ اُن کی اُس کو ضرورت تھی۔ پھر سامری نے جو گوسالہ بنایا تھا۔ پیش کیا بنی اسرائیل نے کہا کیونکہ گوسالہ ہمارا خدا ہو سکتا ہے اُس نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس گوسالہ کے ذریعے سے تم سے بات کرے گا جس طرح کہ موسیٰؑ کے ساتھ درخت کے ذریعہ سے ہمکلام ہُوا تھا۔ پھر اُن لوگوں نے گوسالہ میں سے نکلتی ہوئی آواز سنی تو کہنے لگے کہ بیشک خدا اس بچھڑے میں آ گیا۔ جس طرح درخت میں داخل ہو گیا تھا جب موسیٰؑ واپس آئے اور یہ حالات معلوم کئے تو گوسالہ سے پوچھا کیا تیرا پروردگار تجھ میں تھا جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں گوسالہ گویا ہوا اور بولا میرا پروردگار اس سے منزہ ہے کہ گوسالہ یا درخت اُس کو احاطہ کر سکے یا وہ کسی مکان میں ہو۔ خدا کی قسم اے موسیٰؑ ایسا ممکن نہیں۔ لیکن سامری نے میرا پچھلا حصہ ایک دیوار سے متصل کرکے دیوار کی دوسری جانب زمین میں نقب لگایا پھر اپنے گمراہوں میں سے ایک شخص کو اُس جگہ چھپا دیا۔ وُہ میری دُم کی جانب منہ ڈال کر اُن سے گفتگو کرتا تھا۔ چونکہ بنی اسرائیل محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجنے میں سستی کرنے لگے۔ اُن کی محبت سے انکار کیا۔ اور پیغمبر آخر الزمانؐ کی پیغمبری اور اُن کے برگزیدہ وصی کی امامت کے اعتقاد سے منحرف ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے میری عبادت کے لئے مخذول ہُوئے اور مجھ کو اپنا خدا

بھا یہ اُن کی تقصیر کا سبب ہوئی کہ خدا کی توفیق اُن سے زائل ہو گئی۔ یہاں تک کہ
اپنے پروردگار کے امر کو جانا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ لوگ محمدؐ اور ان کے وصی
پر صلوات میں تقصیر کے سبب سے ذلیل ہُوئے یعنی گوسالہ پرستی میں مبتلا ہُوئے
تو اے بنی اسرائیل محمدؐ اور علیؑ کے ساتھ عداوت کرنے میں تم لوگ نہیں ڈرتے
حالانکہ اُن کو دیکھتے ہو اور معجزات اور دلائل تم پر ظاہر ہیں۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ یعنی میں نے تمہارے آباؤ اجداد کی ابتدا میں
گوسالہ پرستی کی خطا معاف کر دی شاید کہ اے زمانۂ محمدؐ کے بنی اسرائیل تم شکر
کرو اس نعمت کا جو تم پر اور تمہارے بزرگوں پر نازل کی۔ حضرت نے فرمایا
کہ خدا نے اُن کو معاف نہ کیا مگر اس لئے کہ ان لوگوں نے محمدؐ اور ان کی آلِ طاہرہ
کے واسطہ سے خدا سے دُعا کی اور اُن کی محبت کا اقرار کیا اُس وقت خدا
نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی خطا سے درگذر کی۔ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ
وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ اُس وقت کو یاد کرو کہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب
عطا کی یعنی توریت جبکہ بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ ایمان لائیں اور ہر اس حکم
پر عمل کریں جو توریت میں اُن پر واجب کیا گیا ہے اور ہم نے موسیٰ کو فرقان بھی
دیا جو حق و باطل کو جدا کرنے والا ایک حکم ہے اور وہ حق اور باطل والوں کو بھی جُدا
کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ جب خدا نے بنی اسرائیل کو کتاب توریت اور اُس
پر ایمان لانے اور اُس کی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے گرامی کیا تو اُس کے بعد
خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ وہ لوگ کتاب پر ایمان تو لائے لیکن فرقان
باقی ہے جو مومنوں اور کافروں اور اہلِ حق اور اہلِ باطل میں فرق کرنے والا ہے
لہٰذا اُن پر اُس کا عہد تازہ کرو کیونکہ میں نے اپنے ذات مقدس کی قسم کھائی ہے
اور وہ قسم حق ہے کہ خدا کسی کے ایمان و عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ اُس پر
ایمان نہ لائے۔ موسیٰؑ نے پُوچھا وُہ فرقان کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل
سے عہد لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین خلق ہیں۔ اور پیغمبروں میں سب
سے بڑے اور سب کے سردار ہیں اور یہ کہ علیؑ اُن کے بھائی اور وصی صلوٰۃ اللہ
علیہ بہترین اوصیائے پیغمبران ہیں اور یہ کہ اُن کے اولیا اور اوصیا خلق میں امامت کے
ساتھ مقرر ہوں گے اور وہ ذاتِ مقدسہ بھی بہترین خلق ہیں اور یہ کہ اُن کے
شیعہ جو اوامر و نواہی میں اُن کی پیروی کریں گے وہ بہشت میں فردوس اعلیٰ کے ستارے

اور جنّات عدن کے بادشاہ ہوں گے تو موسیٰؑ نے اُن سے وُہ عہد لیا بعضوں نے
زبان و دل سے قبول کیا اور ایمان لائے اور بعض نے صرف زبان سے کہا اور دل
سے قبول نہ کیا لہٰذا نورِ ایمان ان کو حاصل نہ ہوا۔ یہ تھا وہ فرقان جو حق تعالیٰ نے
موسیٰؑ کو عطا فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید تم لوگ ہدایت پاؤ یعنی سمجھو کہ خدا کے
نزدیک بندہ کا شرف ولایت کے اعتقاد سے ہے جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد نے
یہ شرف پایا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ
فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ
عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ اے بنی اسرائیل یاد کرو اُس وقت کو جبکہ
موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا جن لوگوں نے کہ گوسالہ کی پرستش کی تھی کہ تم نے
اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اپنے کو ضرر پہنچایا کیونکہ گوسالہ کو اپنا خدا قرار دیا لہٰذا
رجوع اور توبہ اُس خدا کی جناب میں کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری صورت
درست کی اور اپنے نفسوں کو قتل کرو یعنی وہ لوگ جنہوں نے گوسالہ کی پرستش
نہیں کی اُن لوگوں کو قتل کریں جن لوگوں نے پرستش کی ہے یہ قتل ہونا تمہارے
لئے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ تم دنیا میں زندہ
رہو اور بخشے نہ جاؤ اور دُنیا کی نعمتیں تو تم کو حاصل ہو جائیں اور آخرت میں تمہاری
بازگشت جہنم کی طرف ہو اور جب کشتہ ہوگے اور توبہ کرو گے تو خدا تمہارے قتل
ہونے کو تمہارے گناہوں کا کفارہ قرار دیگا اور تم کو ہمیشہ کی بہشت میں نعمتیں عطا
فرمائے گا پھر خدا نے تمہاری توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تم سب قتل ہو جاؤ۔ اور
تم کو توبہ کی مہلت دی اور تم کو عبادت کے لئے باقی رکھا اور وہ یقیناً توبہ کا بہت
قبول کرنے والا اور مہربان ہے واقعہ یہ تھا کہ جب موسیٰؑ کے ہاتھ سے امر گوسالہ کا
باطل ہونا ظاہر ہوا اور گوسالہ نے سامری کے فریب کی خبر دی تو موسیٰ نے ان لوگوں
کو جنہوں نے پرستش نہیں کی تھی حکم دیا کہ اُن کو قتل کریں جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش
کی ہے۔ پرستش کرنے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے انکار کیا کہ ہم نے پرستش
نہیں کی تھی تو خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اُس بچھڑے کو ہتھوڑے سے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے دریا میں ڈال دیں اور اُس کا پانی سب کو پلائیں جس شخص نے اُس کی پرستش
کی ہو گی دریا کا پانی پیتے ہی اُس کے ہونٹ اور ناک سیاہ ہو جائیں گی اس طرح وہ
پہچان لئے گئے۔ جن لوگوں نے اُس کی پرستش نہیں کی تھی وُہ بارہ ہزار اشخاص تھے۔

موسیٰؑ نے اُن کو حکم دیا کہ تلواریں لے کر میدان میں نکلیں اور گناہگاروں کو قتل کریں اس وقت منادی نے ندا کی کہ خدا کی اُن لوگوں پر لعنت ہے جو اپنے ہاتھ پیروں کو حرکت دیں۔ بس خاموشی سے قتل ہو جائیں اور قتل کرنے والوں میں سے جو شخص دیکھے کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے اور عزیز و بیگانہ میں فرق کرے وہ بھی ملعون ہے۔ یہ سُن کر گنہگاروں نے سرکشی نہ کی اور قتل ہونے کے لئے گردنیں جھکا دیں اس وقت بے قصور لوگ موسیٰؑ کے پاس فریاد کرتے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی پھر بھی ہماری سزا اُن سے بہت زیادہ ہے کہ ہم کو حکم ہو رہا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنے باپ ماں بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں نے ان لوگوں کو اس شدید امتحان میں اس لئے مبتلا کیا ہے کہ ان لوگوں نے اُن سے علیحدگی اختیار نہ کی جنہوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی نہ اُن سے انکار کیا نہ ان پر غضبناک ہُوئے اچھا ان سے کہو کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کریں تاکہ میں اُن پر اُن لوگوں کا قتل آسان کر دوں۔ لہذا ان لوگوں نے دعا کی اور رسولؐ خدا اور آئمہ ہدیٰؑ کے انوار سے متوسل ہُوئے تو حق تعالیٰ نے اُن پر آسان کر دیا کہ کوئی رنج و الم ان کے قتل سے نہیں پہنچا۔ جب وہ چھ ہزار قتل ہونا شروع ہوئے تو خدا نے اُن میں سے بعض کو توفیق دی کہ ایک نے دُوسرے سے کہا کہ جب محمدؐ اور اُن کی آل پاکؑ کا توسل ایسا امر ہے کہ جو شخص اُس کو عمل میں لاتا ہے کسی حاجت سے ناامید نہیں ہوتا اور اس کا کوئی سوال درگاہِ خدا سے رد نہیں کیا جاتا اور تمام پیغمبروں نے بلاؤں میں اُن کا وسیلہ اختیار کیا ہے تو ہم کیوں نہ اُن کا توسل اختیار کریں یہ مشورہ کرکے سب جمع ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ پالنے والے بجاہ محمدؐ جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں اور بجاہ علیؑ جو محمدؐ کے بعد افضل و اعظم خلق ہیں اور بجاہ ذریتؑ طیبینؑ و طاہرین آل طٰہٰ و یٰسین تجھ کو ہم قسم دیتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری لغزش سے درگذر فرما اور یہ قتل ہونا ہم سے برطرف کر دے اس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ کہدو کہ قتل سے لوگ ہاتھ روک لیں کیونکہ اُن میں سے بعض نے مجھ سے سوال کیا اور قسم دی۔ اگر ابتدا ہی میں یہ قسم مجھ کو دیتے تو ان کو توفیق نیک عطا فرماتا اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رکھتا اور اگر شیطان بھی مجھ کو یہ قسم دیتا یقیناً میں اُس کی ہدایت کرتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم دیتے ان کو بھی میں نجات دیتا غرضکہ اُن سے قتل کی سزا دفع کر دی گئی۔ وُہ لوگ کہتے تھے کہ افسوس

ہے کہ ابتدا کار میں ہم لوگ انوار محمدؐ و اُن کی آلِ اطہار کے توسل سے غافل رہے ورنہ خداوند عالم ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ رکھتا وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فرمایا یعنی اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ تمہارے اسلاف نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ تو اُن کو بجلی نے لے ڈالا۔ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم ان کو دیکھتے ہی رہے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ پھر ہم نے تمہارے اسلاف کو اُن کی موت کے بعد زندہ کیا لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ شاید کہ وہ لوگ شکر کریں۔ اُس زندگی پر جس کے سبب سے وُہ خدا کی بارگاہ میں توبہ و رجوع کر سکے اور ہم نے اُن کو موت دی اور وہ ہمیشگی کی موت نہ تھی جس کی بازگشت جہنم ہو جس میں وہ ہمیشہ رہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس بجلی کا سبب یہ تھا کہ جب موسیٰؑ نے فرقان کا عہد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی پیغمبری اور علی بن ابیطالبؑ اور تمام ائمہ طاہرینؑ کی امامت سے اُن سے لینا چاہا تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم کو یقین نہیں کہ یہ تمہارے پروردگار کا حکم ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں جو خود ہم کو یہ حکم دے تو اُن پر بجلی گری اور ان لوگوں نے دیکھا کہ اُن پر بجلی آ رہی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ میں اپنے اُن دوستوں کو گرامی رکھتا ہوں۔ جو میرے برگزیدہ بندوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بارے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا اور میں عذاب کرنے والا ہوں اُن دشمنوں پر جو انکار و سرتابی کرتے ہیں میرے برگزیدہ بندوں کے حقوق سے اور اس بارے میں بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتا تو موسیٰؑ نے اُن باقی ماندہ لوگوں سے کہا جن کو بجلی سے ضرر نہیں پہنچا تھا۔ آیا قبول کرتے ہو اور اعتراف کرتے ہو۔ ورنہ تم لوگ بھی اُن ہی لوگوں سے ملحق ہو جاؤ گے۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم نہیں جانتے کہ اُن لوگوں پر یہ بجلی کس سبب سے گری اگر تم سچ کہتے ہو کہ محمدؐ اور اُن کی آلؑ طاہرہ کی ولایت قبول نہ کرنے کے سبب سے یہ بجلی نازل ہوئی ہے تو خدا سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ دعا کرو کہ وہ ان لوگوں کو زندہ کر دے تاکہ ہم اُن سے پوچھیں کہ کس سبب سے ان پر بجلی گری۔ موسیٰؑ نے دُعا کی اور وُہ لوگ زندہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اُن سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ یہ عذاب ہم کو اس سبب سے پہنچا کہ ہم نے محمدؐ کی پیغمبری اور علیؑ اور اُن کی ذریت کے اماموں کی امامت کے اعتقاد سے انکار کیا تھا۔ پھر ہم نے مرنے کے بعد اپنے پروردگار کی سلطنت آسمانوں میں دیکھی۔ حجابات، کرسی، عرش اور دوزخ میں

دیکھا وہاں کسی کی حکومت محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام سے زیادہ جاری اور بزرگ تر نہیں پائی۔ جب ہم اس بجلی کے سبب سے مر گئے اور ہماری روحیں فرشتے جہنم کی طرف لے چلے تو محمدؐ و علیؑ نے ملائکہ کو آواز دی کہ اس جماعت سے اپنے عذاب کو روکے رہو۔ یہ لوگ اس کی دُعا سے پھر زندہ کئے جائیں گے جو ہمارے اور ہماری آل طاہرہ کے حق سے خدا سے سوال کرے گا یہ آواز اُس وقت پہنچی جبکہ قریب تھا کہ ہم ہاویہ میں پھینک دیئے جائیں۔ مگر یہ سُن کر فرشتے ہمارے عذاب سے رُک گئے یہاں تک کہ اے موسیٰؑ تمہاری دعا سے ہم زندہ ہوئے لہٰذا حق تعالیٰ نے محمدؐ کے اہل عصر سے فرمایا جبکہ تمہارے ظالم بزرگ محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہارؑ کے توسل سے زندہ ہوئے تو تم اُن کے حق سے انکار نہ کرو اور خود سے غضب الٰہی کے سزا وار نہ بنو۔ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ اُس وقت کا یقین کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے عہد لیا کہ اُس پر عمل کریں جو ہم نے توریت میں نازل کیا اور اُس مخصوص نامہ کے ساتھ جو محمدؐ اور اُن کی آل طیبین کے بارے میں بھیجا تھا کہ وہ بہترین خلق ہیں اور حق کے ساتھ دُنیا میں قیام کرنے والے ہیں لازم ہے کہ تم لوگ اس کا اقرار کرو اور اپنی اولاد کو بھی اس حکم خدا سے آگاہ کرو اور اُن کو مامور کرو کہ وُہ اپنے فرزندوں تک یہ عہد پہنچائیں اسی طرح آخر دنیا تک عمل کیا جائے کہ پیغمبر خدا محمدؐ پر ایمان لائیں۔ اور وہ باتیں جو خدا کی جانب سے اُس کے ولی علی بن ابیطالبؑ کے حق میں وہ حضرت فرمائیں اور جو علیؑ کے بعد خدا کے حق کے ساتھ قیام کرنے والے آئمہؑ کے بارے میں ارشاد کریں ان کو قبول و منظور کریں لہٰذا اے بنی اسرائیل تمہارے اسلاف نے اُن کو قبول کرنے سے انکار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ تو ہم نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو فلسطین کے پہاڑ سے اُس نے موسیٰ کے لشکر گاہ کے برابر ایک فرسخ مربع ایک ٹکڑا جدا کیا اور ان کے سروں پر لا کر ٹھہرا رکھا تو موسیٰؑ نے کہا کہ آیا قبول کرتے ہو جس کا میں نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے ورنہ یہ پہاڑ تمہارے سروں پر گرا دیا جائے گا۔ تو اُن لوگوں نے پناہ مانگی اور خوف جان کے سبب قبول کیا اور جن لوگوں نے دل کی رغبت و اختیار سے مانا خدا نے اُن کو دشمنوں سے محفوظ رکھا غرض جب قبول کیا تو سجدہ میں گر پڑے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے رخساروں کو اس لئے زمین پر رکھا کہ دیکھیں کہ پہاڑ اُن کے سروں پر گرتا ہے یا نہیں اور بہت کم لوگوں نے دلی رغبت سے خدا کے نزدیک عجز و انکساری کے

لئے سر کو زمین پر رکھا خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ۔ یعنی لو اور قبول کرو جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُن فرائض میں سے جو ہم نے تم پر واجب کیا اُس قوت کے ساتھ جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور شرائط تکلیف ہم نے تم میں پوری عطا کی ہے اور علتوں کو تم سے اٹھا لیا ہے وَاسْمَعُوا اور سنو جس کا تم کو حکم دیتا ہوں قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اُن لوگوں نے کہا تمہارے قول کو ہم نے سُنا اور انکار کیا یعنی اُس کے بعد معصیت کی یا اُسی وقت دل میں ٹھان لیا کہ اطاعت نہ کریں گے۔ وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ یعنی وہ لوگ مامور ہوئے کہ وہ پانی پئیں جس میں گوسالہ کے ٹکڑے پھینکے تھے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون گوسالہ پرست ہے اور کس نے اُس کی پرستش نہیں کی ہے بِكُفْرِهِمْ یعنی اپنے کفر کے سبب سے وہ اس پر مامور ہوئے۔ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ اے محمدؐ اُن سے کہو کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ بُری چیز ہے جس کا وُہ لوگ تم کو حکم دیتے ہیں یعنی تمہارا موسیٰؑ پر ایمان لانا تاکہ تم لوگ محمدؐ اور علیؑ اور اُن کے اہلبیتؑ سے جو دوستان خدا ہیں انکار کرو۔ لیکن خدا کی پناہ ہرگز توریت کا ایمان تم کو حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ و علیؑ سے انکار کرو بلکہ وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اُن بزرگواروں پر ایمان لاؤ امام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی اُن حضرت کے پاس آئے اور توبہ و پشیمانی کا اظہار کیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ کس نے بچھڑے کی پرستش کی بتاؤ کہ خدا کا حکم اُس پر جاری کروں سب نے انکار کیا اور ہر ایک نے کہا کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا بلکہ دُوسروں نے کیا۔ اُس وقت موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ نظر کر اپنے خدا کی جانب جس کی تو پرستش کرتا تھا اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں پھینکے دیتا ہوں۔ پھر حکم دیا تو اُس کو ہتھوڑے سے پاش پاش کر کے شیریں دریا میں ڈال دیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس دریا کا پانی پئیں۔ تو جس نے اُس کی پرستش کی تھی اگر وہ گورا چٹا تھا تو اُس کی ناک اور ہونٹ سیاہ ہو گئے اور اگر وہ سیاہ فام تھا تو اُس کے یہ اعضا سفید ہو گئے۔ پھر اُس وقت اُن میں حکم الٰہی جاری فرمایا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم لوگ فرعون سے نجات پاؤ گے تو حق تعالیٰ تمہارے لئے ایک کتاب بھیجے گا جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہوگی اور اُس میں حدود و احکام اور فرائض ہوں گے۔ جب اُن لوگوں

نے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو موسیٰؑ کتاب لائے۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ میں اُس شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو محمدؐ اور علیؑ اور اُن کے آلؑ اطہار کی تعظیم نہیں کرتا۔ اور اُن کے دوستوں اور اصحاب کو گرامی نہیں رکھتا جیسا کہ حق ہے۔ اے خدا کے بندو سمجھو اور گواہ رہنا کہ محمدؐ میری مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل خلائق ہیں اور اُن حضرت کے بھائی علیؑ اُن کی امت میں اُن کے وصی اور علم کے وارث اور جانشین ہیں اور اُن کے بعد بہترین خلق ہیں اور آلؑ محمدؐ بہترین آل پیغمبران ہیں اور اُن حضرت کے اصحاب بہترین صحابۂ پیغمبران ہیں اور اُن کی اُمّت بہترین امتہائے پیغمبران ہے۔ تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم یہ قبول نہیں کرتے۔ اے موسیٰؑ یہ ہمارے لئے سخت اور دشوار ہے بلکہ ہم اُس کے شرائع قبول کرتے ہیں کہ یہ آسان ہے اور کیونکر ہم یہ قبول کریں جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیغمبر تمام پیغمبروں سے بہتر اور اُس کی آل تمام پیغمبروں کی آل سے بہتر ہے۔ اور ہم جو اُس کی امت میں ہیں تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہیں ہم اُس گروہ کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرتے جس کو نہ ہم نے دیکھا ہے نہ پہچانتے ہیں اُس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے بازوؤں سے فلسطین کے ایک پہاڑ کو موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر جو ایک فرسخ مربع تھا اکھاڑا اور اُن کے سروں پر لا کر بلند کیا اور کہا کہ جو کچھ موسیٰؑ تمہارے لئے لائے ہیں اس کو قبول کرو ورنہ اس پہاڑ کو تمہارے اوپر گرائے دیتا ہوں کہ تم کچل کر فنا ہو جاؤگے۔ تو وہ لوگ بیقرار ہو کر فریاد کرنے لگے کہ اے موسیٰؑ ہم کیا کریں۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا کا سجدہ کرو اور اپنی پیشانی اور دونوں رخساروں کو خاک پر ملو اور کہو خداوندا ہم نے سنا اطاعت کی قبول کیا۔ اعتراف کیا۔ تسلیم کیا اور راضی ہوئے۔ پھر جو کچھ موسیٰؑ نے اُن سے کہا اُن لوگوں نے عمل کیا اُن میں سے اکثر لوگوں نے جو کچھ بظاہر کہا اور کیا دل میں اس کے مخالف تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے سنا اور مخالفت کی برخلاف اس کے جو کچھ زبان سے کہتے تھے اور اپنے داہنے رخسار کو زمین پر رکھے ہوئے تھے لیکن خدا کی بارگاہ میں اُن کا قصد عاجزی اور انکساری اور اپنے اعمال گذشتہ کی پشیمانی کا نہ تھا بلکہ یہ اس لئے انہوں نے کیا تھا کہ دیکھیں پہاڑ اُن پر گرتا ہے یا نہیں پھر بائیں رخسار کو اسی قصد سے رکھا۔ تو جبرئیلؑ نے موسیٰؑ سے کہا ان میں سے اکثر لوگوں کو برباد کر دوں گا کیونکہ انہوں نے ظاہری طور پر اعتراف کیا ہے اور چونکہ حق تعالیٰ بھی دنیا میں لوگوں کے ظاہر حال کے موافق سلوک کرتا ہے اس لئے اُن کا خون محفوظ ہے اور وہ امان

میں رہیں گے لیکن آخرت میں اُن کا معاملہ خدا پر ہے کہ وہاں وہ اُن کے بُرے اعتقاد اور فاسد نیت کے سبب سے ان پر عذاب کرے گا۔ پھر بنی اسرائیل نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا مروارید سفید کا ہو کر آسمان کی جانب گیا اور آسمانوں کو پھاڑتا ہوا اُن کی نگاہوں سے غائب ہو گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں چیرتا ہوا اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اُن لوگوں نے موسیٰؑ سے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جو ٹکڑا آسمان کی جانب گیا وہ جا کر بہشت سے ملحق ہو گیا خدا نے اُس میں بیشمار اضافہ فرمایا۔ جس کی تعداد سوائے اُس کے کوئی نہیں جان سکتا اور اُس نے حکم دیا کہ اس سے اُن لوگوں کے لئے قصر۔ عمارات اور منزلیں تعمیر کی جائیں جو حقیقت میں ایمان لائے ہیں۔ ان عمارتوں میں ہر ایک طرح طرح کی نعمتوں پر مشتمل ہو گی مثل درخت، باغات، میوہ جات، خوش سیرت حوروں اور ہمیشہ حسن رکھنے والے غلاموں کے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے۔ انہیں بہشت کے مانند وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کا خدا نے اپنے پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ ٹکڑا جو زمین میں گیا وہ جہنم سے ملحق ہوا اور حق تعالیٰ نے اُس میں بھی بیشمار ٹکڑوں کا اضافہ کیا اور حکم دیا کہ اُس سے ان کافروں کے لئے جو اس کتاب کے حکم سے منکر ہوئے قصر و مکانات اور منزلیں بنائیں جو طرح طرح کے عذاب سے بھری ہوں گی مثل آتشیں دریاؤں غسلین[۱] و غساق[۲] کے حوضوں خون و پیپ اور میل کچیل کے رود خانوں کے اور اُن میں موکلان دوزخ اُن کے عذاب کے لئے ہاتھ میں گرز لئے ہوں اور تھوہڑ کے درخت اور زہردار گھاس سانپ بچھو اور گولیاں، غُلّے اور زنجیریں اور تمام قسم کے عذاب اور ہر طرح کی بلائیں ہوں گی۔ خدا نے اہل دوزخ کے لئے مہیا کی ہیں۔ حضرت رسولؐ نے اپنے زمانہ کے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ کیا خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتے ان فضائل کے انکار کرنے میں جن سے خدا نے مجھ کو اور میرے پاک و پاکیزہ عترت کو مخصوص کیا ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ طاؤس یمانی نے جو علمائے عامہ میں سے ہے حضرت امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ وہ کون سا پرندہ ہے۔ جس نے صرف ایک مرتبہ پرواز

[۱] وہ پانی جس سے زخم دھویا گیا ہو۔

[۲] سرد و گندہ چیز مثل پیپ وغیرہ۔

کی وُہ نہ اُس کے قبل اُڑا تھا نہ بعد اور نہ آئندہ پرواز کرے گا فرمایا کہ وُہ طورسینا ہے جس کو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سر پر بلند کیا۔ اُس میں مختلف قسم کے عذاب تھے یہاں تک کہ اُن لوگوں نے قبول کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ پہاڑ کو ہم نے کھودا اور بنی اسرائیل کے سر پر بلند کیا مثل ایک چھت کے اور اُن لوگوں نے گمان کیا کہ وُہ اُن کے سروں پر گر پڑے گا۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے توریت بنی اسرائیل کے لئے بھیجا اور اُن لوگوں نے قبول نہ کیا تو کوہ طور اُن کے سروں پر بلند کیا۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ اگر قبول نہیں کرتے ہو تو یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ اُس وقت اُن لوگوں نے منظور کیا اور سر سجدہ میں رکھا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور گفتگو کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے آپ کی تصدیق نہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک گروہ اپنے لوگوں میں سے انتخاب کرو جو میرے ساتھ چلے اور خدا کی گفتگو سُنے تو ان لوگوں نے اپنی جماعت میں سے ستر نیک لوگوں کو انتخاب کر کے موسیٰؑ کے ساتھ ان کے محل مناجات پر بھیجا جب جناب موسیٰؑ مقام مناجات کے نزدیک گئے اور حق تعالیٰ نے ہوا میں آواز پیدا کر کے اُن سے باتیں کیں تو موسیٰؑ نے اُس جماعت سے کہا کہ سُنو اور بنی اسرائیل کے سامنے گواہی دینا۔ اُن لوگوں نے کہا ہم ایمان نہیں لائیں گے کہ یہ آواز خدا کی ہے جب تک کہ ظاہر بظاہر اُس کو دیکھ نہ لیں گے تو بجلی گری اور وہ سب جل کر خاک ہوگئے موسیٰؑ یہ دیکھ کر غمگین ہوئے اور عرض کی پالنے والے آیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اُس سبب سے کہ جو کچھ ہمارے بیوقوف لوگوں نے کیا۔ موسیٰؑ کو خیال ہوا کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے ہلاک ہوئے۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ پروردگارا مجھے اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ تم مجھ کو کبھی نہ دیکھو گے اور نہ کبھی دیکھ سکو گے مگر یہ وعدہ کیا کہ پہاڑ پر تجلّی کروں گا تاکہ موسیٰؑ سمجھیں کہ وُہ

دیکھا نہیں جا سکتا پھر موسیٰؑ کوہ پر گئے اور آسمان کے دروازے کھولے گئے اور فرشتوں کا لشکر نیچے اُترا اور فوج فوج رعد و برق و صاعقہ و ہوا کے ساتھ ہاتھ میں نور کے گرز لئے ہوئے موسیٰؑ کے پاس سے گزرنے لگے۔ ہر فوج کہتی تھی کہ اے پسر عمران تم نے اپنے پروردگار سے بہت بڑا سوال کیا اور موسیٰؑ اُن کی جس فوج کو دیکھتے خوف سے اُن کا تمام جسم کانپ جاتا تھا اور خدا کے حکم سے آگ اُن کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھی جس سے وہ کسی طرف جا نہیں سکتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اپنے انوار عظمت کا کچھ حصہ پہاڑ پر جلوہ گر فرمایا۔ پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے [1]

بسند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس مسئلہ کو پوچھا آنحضرت نے فرمایا کہ کلیم خدا موسیٰؑ بن عمران جانتے تھے کہ خدا اس سے منزہ ہے کہ آنکھوں سے دیکھا جا سکے لیکن چونکہ خدا نے اُن سے گفتگو کی اور ان کو اپنا ہمراز بنایا تھا اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے جا کر یہ بیان کیا تو ان لوگوں نے کہا

[1] مولف فرماتے ہیں جاننا چاہئے کہ یہ اعتقاد شیعوں کی ضروریات دین سے ہے اور عقلی و نقلی دلیلوں سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ دیدنی نہیں ہے۔ اُس کی ذاتِ مقدس آنکھ سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ بلکہ دل کی آنکھیں اُس کی ذات و صفاتِ مقدس کی کُنہ سے عاجز اور قاصر ہیں۔ وہ کیونکر دیکھا جا سکتا ہے جبکہ جسم و جسمانیات اور محل و مکان نہیں رکھتا اور نہ کسی سمت میں ہو سکتا ہے تو حضرت موسیٰؑ نے باوجود پیغمبری کے عظیم مرتبہ کے کس طرح یہ سوال کیا۔ اس شبہ کا جواب دو طرح دیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ موسیٰؑ کا سوال آنکھ سے دیکھنے کا نہ تھا۔ بلکہ وہ چاہتے تھے کہ کُنہ ذات و صفات الٰہی کی معرفت حاصل ہو۔ اُسی کے ساتھ معرفت بشری کے مرتبہ کی انتہا اُن کو میسر ہو جائے اور چونکہ پہلی تمنا ممتنع اور دوسری آنحضرت کے درجہ سے بلند تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے کوہ پر اپنے انوار عظمت و جلال کے کچھ حصہ کے اظہار سے اور موسیٰؑ کے تاب نہ لانے سے یہ ظاہر کر دیا کہ کسی کو اُس کے کُنہ جلال کے ادراک کی قوت نہیں ہے اور اُن کو انتہائے مرتبۂ معرفت کی قابلیت نہیں ہے کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزمانؐ سے مخصوص ہے۔ دُوسرے یہ کہ موسیٰؑ کا سوال قوم کی جانب سے تھا کیونکہ وہ قوم کی خاطرداری پر مامور تھے کہ جو کچھ وہ سوال کرے اُس کو ظاہر کریں۔ لہٰذا اپنی قوم کی خواہش پر یہ سوال کیا حالانکہ وُہ جانتے تھے کہ یہ امر ممتنع ہے اور خدا دیدنی نہیں ہے۔ لیکن چاہا کہ اُن کی قوم پر بھی یہ ظاہر ہو یہ وجہ زیادہ واضح ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث سے ظاہر ہے جو امام رضاؑ سے منقول ہے۔

ہم ایمان نہیں لائیں گے جو کچھ تم کہتے ہو جب تک کہ خدا کی گفتگو نہ سُن لیں گے جس طرح تم نے سنا ہے۔ وہ لوگ سات لاکھ اشخاص تھے۔ موسیٰؑ نے اُن میں سے ستر ہزار اشخاص کو انتخاب کیا پھر اُن میں سے سات ہزار اشخاص کو پھر اُن میں سے سات سو لوگوں کو چُنا اور اُن میں سے ستر شخصوں کو منتخب کیا اور اپنے ساتھ طور سینا پر لے گئے جو اُن کے مناجات کا مقام تھا اور اُن لوگوں کو دامن کوہ میں ٹھہرایا اور خود پہاڑ پر گئے اور خدا سے سوال کیا کہ اُن سے گفتگو کرے۔ اس طرح کہ وہ ستر اشخاص سنیں۔ تو خدا اُن سے ہمکلام ہوا اور اُن لوگوں نے کلام الٰہی کو اپنے سر کے اوپر، پیر کے نیچے داہنی و بائیں جانب اور سامنے اور پیچھے غرضکہ ہر سمت سے یک دفعہ سُنا کیونکہ خدا نے درخت میں آواز پیدا کر دی تھی اور وہ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اس لئے اُن لوگوں نے ہر سمت سے آواز سنی تاکہ سمجھیں کہ خدا کا کلام ہے کیونکہ اگر دوسرے کا کلام ہوتا تو ایک ہی طرف سے سنائی دیتا پھر اُن ستر آدمیوں نے کہا کہ ہم ایمان نہیں لاتے کہ یہ خدا کا کلام ہے جب تک کہ خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں چونکہ اُن سے یہ بات بہت بڑی جرأت، سخت گستاخی تکبر اور سرکشی کے ساتھ صادر ہوئی اس لئے حق تعالیٰ نے اُن پر بجلی گرائی۔ جس نے اُن کے ظلم کے سبب سے اُن کو ہلاک کیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا میں جب واپس جاؤں گا تو قوم سے کیا کہوں گا وہ لوگ کہیں گے کہ موسیٰؑ تم ہمارے بھائیوں کو لے گئے اور چونکہ تم اپنے دعوے میں کہ خدا تم سے گفتگو کرتا ہے سچے نہ تھے اس لئے ان لوگوں کو مار ڈالا تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کی دُعا سے ان لوگوں کو زندہ کر دیا۔ جب وہ لوگ زندہ ہو گئے کہنے لگے چونکہ اے موسیٰؑ تم نے ہمارے دکھانے کے لئے سوال کیا تھا اس لئے ایسا ہُوا اب سوال کرو کہ خدا تمہیں اپنے کو دکھا دے تاکہ تم اُس کی جانب نظر کرو کیونکہ وہ تمہاری خواہش کو قبول کرے گا اور جب تم دیکھ لینا ہم لوگوں سے بیان کر دینا کہ خدا کیسا ہے تو ہم لوگ اُس کو پہچان لیں گے جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے موسیٰؑ نے کہا خداوندا تو بنی اسرائیل کی باتیں سنتا ہے اور اُن کی صلاح کو بہتر جانتا ہے۔ تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ مجھ سے سوال کرو جیسا وہ لوگ کہتے ہیں کیونکہ میں ان کی جہالت اور نادانی کا تم سے مواخذہ نہ کروں گا تو اس وقت موسیٰؑ نے کہا کہ خداوندا مجھے تو اپنے کو دکھا دے تاکہ تیری جانب نظر کروں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن پہاڑ کی جانب دیکھو اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تم مجھے دیکھ سکتے ہو پھر خدا نے اپنی آیتوں میں سے ایک آیت کے ساتھ پہاڑ پر

تجلی کی تو اُس کو زمین سے ہموار کر دیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب وہ ہوش میں آئے کہا میں خدا کی تنزیہ کرتا ہوں اور اے معبود تجھ سے توبہ کرتا ہوں یعنی اپنی قوم کی جہالت و نادانی سے منہ پھیر کر اُسی معرفت کی طرف رجوع ہوتا ہوں جو معرفت تیری مجھ کو پہلے تھی۔ اور میں بنی اسرائیل میں سب سے پہلا شخص ایمان لانے والا ہوں اس پر کہ تجھ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ہارونؑ نے کیوں موسیٰؑ سے کہا کہ اے میری ماں کے فرزند میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو۔ میرے باپ کے فرزند کیوں نہ کہا۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ بھائیوں میں اُس وقت دشمنی ہوتی ہے جبکہ ایک باپ سے اور متفرق ماؤں سے ہوتے ہیں اور جب ایک ماں کے فرزند ہوتے ہیں تو اُن کے درمیان دشمنی کم ہوتی ہے سوائے اس کے کہ شیطان اُن میں فساد پیدا کرے اور وہ اُس کی اطاعت کریں۔ پس ہارونؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ میرے وہ بھائی کہ میری ماں کے بطن سے پیدا ہوئے ہو کسی دوسری کے بطن سے نہیں ہو میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو یہ نہیں کہا اے میرے باپ کے بیٹے کیونکہ ایک باپ کے بیٹوں میں جن کی مائیں جدا جدا ہوتی ہیں عداوت بعید نہیں ہے سوائے اُن کے جن کو خدا محفوظ رکھے۔ اس کے بعد سائل نے حضرت سے پوچھا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کی داڑھی اور سر کس سبب سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا۔ حالانکہ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی میں اُن کا کوئی قصور نہ تھا۔ فرمایا اس لئے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کی اور کافر ہو گئے وہ اُن سے کیوں نہ الگ ہو کر موسیٰؑ سے جا کر مل گئے۔ جب اُن سے جدا ہو جاتے تو اُن پر عذاب نازل ہوتا کیا نہیں دیکھتے ہو کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ سے کہا کہ کون امر مانع تھا اس سے کہ میرے پاس تم چلے آتے جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہو گئے۔ ہارونؑ نے کہا اگر میں ایسا کرتا تو بنی اسرائیل پراگندہ ہو جاتے اور مجھ کو یہ خوف ہوا کہ آپ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان جدائی ڈال دی اور ان کی اصلاح کے بارے میں میری بات کی رعایت نہ کی۔

لہ مولف فرماتے ہیں کہ جو لوگ پیغمبروں کے گناہ و خطا کے بارے میں شبہ کرتے ہیں ان کے شبہوں میں سے ایک عظیم شبہ موسیٰؑ و ہارونؑ کا یہ قصہ ہے کیونکہ دونوں بزرگوار پیغمبر تھے اگر ہارونؑ نے ایسا فعل کیا تھا کہ موسیٰؑ کے اس زجر و اہانت کے مستحق ہوئے تھے کہ موسیٰؑ اُن کی داڑھی اور سر مبارک پکڑ کر اپنی (باقی صفحہ آیندہ)

بسند معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ
کس سبب سے جیوانوں میں گائے کی آنکھیں نہیں اُٹھتیں اور وہ آسمان کی جانب سربلند
نہیں کرتی فرمایا چونکہ موسیٰؑ کی قوم نے بچھڑے کی پرستش کی تھی اس لئے وہ خدا سے شرم
کی وجہ سے سر جھکائے رہتی ہے اور آسمان کی جانب نگاہ نہیں کرتی اور حضرت
رسولؐ سے منقول ہے کہ گائے کو عزیز رکھو کہ وہ چوپایوں میں سب سے بہتر ہے اور
وہ آسمان کی جانب خدا سے اُس روز کی شرمندگی کی وجہ سے سربلند نہیں کرتی جس
روز کہ بچھڑے کی پرستش کی گئی۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۶۹) جانب کھینچیں اور اُن سے سخت لہجہ میں گفتگو کریں تو ہارونؑ سے گناہ صادر ہوا تھا۔ اور اگر اُن کی خطا نہ تھی تو موسیٰؑ کا اپنے بھائی کی جو پیغمبر تھے اس طرح اہانت کرنا خطا اور گناہ تھا بالخصوص توریت کی تختیوں کو زمین پر پھینکنا اور اُن کو توڑنا جو کتاب خدا کی اہانت ہے۔ اس کا جواب چند وجوہ سے ہوسکتا ہے۔ وجہ اوّل جو سب سے زیادہ واضح ہے یہ ہے کہ بہ بظاہر دو پیغمبروں کے درمیان ایک نزاع تھی امت کی اصلاح اور اُس کو تائب کرنے کے لئے اس لئے کہ جب بنی اسرائیل نے ایسے امر شنیع کا ارتکاب کیا اور اس کو معمولی سمجھا تو لازم تھا کہ موسیٰؑ کامل طریقہ سے اُن کے اس فعل کی خرابی کا اظہار فرمائیں اور کوئی طریقہ اس سے زیادہ کامل نہ تھا کہ اپنے عظیم المرتبت بھائی کی نسبت جو نسبی قرابت کے ساتھ پیغمبری کے منصب جلیل پر سرافراز تھا۔ موسیٰؑ ایسی سختی کریں اور الواح کو زمین پر پھینک دیں اور ظاہر کریں کہ میں نے تمہاری اصلاح سے ہاتھ اٹھا لیا اور تمہارے لئے کتاب لانا کوئی فائدہ نہیں رکھتا تاکہ اُن کی سمجھ میں بھی آئے کہ اُن لوگوں نے بڑا گناہ کیا ہے جو ایسے امور عجیب و غریب کا سبب ہوا جس نے موسیٰؑ کے کوہ حلم کو جگہ سے ہلا دیا اور یقیناً موسیٰؑ سے کوئی خطا نہیں ہوئی تھی اور موسیٰؑ کی غرض بھی اُن کے آزار پہنچانے کی نہ تھی اور اس قسم کے امور سیاست ملوک اور اُن کے آداب میں بہت واقع ہوتے ہیں کہ اپنے مقربین میں سے کسی پر عتاب کرتے ہیں تاکہ دوسرے متنبہ ہوں اور حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت مقامات پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عتاب آمیز کلام فرمایا ہے لیکن مقصود امت کی تادیب ہے جیساکہ اس کے بعد آنحضرتؐ کے احوال میں مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موسیٰؑ کے یہ حرکات امت پر انتہائی غیظ و غضب واندوہ کے سبب سے تھے۔ جیسے کہ انسان نہایت غضب واندوہ کی حالت میں اپنے لب کاٹتا ہے اور اپنی داڑھی کھینچتا ہے چونکہ ہارونؑ موسیٰؑ کی جان و نفس کی طرح تھے حضرت نے یہ افعال اُن کے ساتھ کئے اور حضرت ہارونؑ نے اس لئے استدعا کی کہ یہ حرکتیں مجھ سے نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ بنی اسرائیل ان حرکتوں کا سبب نہ سمجھیں اور عداوت پر محمول کریں (باقی صفحہ ۴۷۱ پر)

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس وقت کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کے دیدار خدا کے سوال پر
پہاڑ پر تجلی کی سات پہاڑ اُس میں سے ٹوٹ کر اڑے اور حجاز و یمن کی طرف گرے جو
پہاڑ مدینہ میں آیا اُحُد و ورقان تھا اور مکہ میں ثور و ثبیر و حرٰی
گئے اور یمن میں صبر و حضور پہنچے۔
حدیث معتبر میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ جب میری وفات کے
بعد میری لاش نجف اشرف کی جانب لے جانا تو ایک ہوا تمہارے سامنے
آئے گی اور تم لوگوں کو زمین پر گرا دے گی جس جگہ ایسا ہو مجھ کو وہیں دفن کر دینا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۰) اور اُن کی شماتت کا سبب ان حضرت پر ہو۔ تیسری وجہ یہ کہ ہارونؑ کے سر و ریش کو مہربانی و شفقت و دلداری کے طور پر اپنی طرف کھینچا کہ اُن کو تسلی دیں اور ہارونؑ ڈرے کہ قوم اس کا مطلب کچھ اور سمجھے گی۔ اس لئے اس کو ترک کرنے کی استدعا کی تاکہ کوئی موسیٰؑ کے لئے گمان بد نہ کرے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہارون کا فعل موسیٰؑ کے ساتھ یا دونوں کا فعل ترک اولیٰ اور مکروہ تھا اور گناہ و معصیت کی حد تک نہ پہنچا تھا۔ کہ منافی نبوت ہو۔ ان کے علاوہ دوسری وجہیں بھی بیان کی گئی ہیں لیکن پہلی وجہ سب سے زیادہ واضح ہے اور الواح کے پھینکنے کے بارے میں احتمال ہے کہ غصہ کے سبب سے بے اختیار آنحضرت کے ہاتھ سے گر پڑی ہو یا غضب ربانی اور دین میں سختی اور مخالفین سے انکار کے لئے پھینکی ہو اور ان طریقوں سے پھینکنا استخفاف کا متلزم نہیں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ موسیٰؑ کے اپنی قوم سے وعدہ کرنے کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں اکثر روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ موسیٰؑ نے پہلے اُس سے وعدہ کیا کہ میں تم سے تیس روز غائب رہوں گا اور حق تعالیٰ نے چند مصلحتوں کے لئے بداء کے جہت سے اس وعدہ کو چالیس روز کا کر دیا۔ تیس روز کا وعدہ ایک شرط سے مشروط تھا کہ وہ شرط پوری نہ ہوئی اور بعض آیتوں سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے اور بعض آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ موسیٰؑ نے اُن سے چالیس روز کا وعدہ کیا تھا اور وعدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے محض طول زمانہ کے سبب سے اُن لوگوں نے ایسا کیا یہاں تک کہ شیطان نے ان کو ورغلایا تو اُن لوگوں نے رات و دن کا علیحدہ علیحدہ حساب کیا اور اس حساب سے بیس روز گذرنے پر ان لوگوں نے کہا کہ چالیس روز گذر گئے۔ اور آیتوں میں اتحاد آسان ہے۔ کیونکہ آیت صریح نہیں ہے اس میں کہ وعدہ تیس روز کا تھا اگر آیت صریح ہوتی جب بھی جمع کرنا ممکن ہے اسلئے کہ موسیٰؑ سے فرمایا تھا کہ وعدہ چالیس روز کا ہوگا اور ان کو کسی مصلحت سے حکم دیا تھا کہ تیس روز کا وعدہ کریں۔ اس وجہ کے ساتھ بعض حدیثوں کا اجتماع بھی ممکن ہے اور دوسری وجہ کے ساتھ بھی جمع کرنا ممکن ہے کہ موسیٰ کا وعدہ قوم سے تیسؔ یا چالیس روز کا رہا ہو اس طرح کہ آپ نے فرمایا ہو کہ تیسؔ روز تک تم میں موجود رہوں گا۔ اور ممکن ہے کہ بعض حدیثیں تقیہ پر محمول ہوں ؏

وہ پہلا طور سینا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف اشرف اُس پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جس پر موسیٰؑ کے ساتھ حق تعالیٰ نے گفتگو کی۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے کوہ طور پر تجلی کی وہ دریا میں غرق ہوگیا اور قیامت تک نیچے جاتا رہے گا۔

دوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ کرّوبیان ہمارے شیعوں کا ایک گروہ ہے جن کو خدا نے پہلے خلق کیا اور اُن کو عرش کی پشت پر مقیم رکھا ہے اُن میں سے کسی کے نور کو اگر اہل زمین پر تقسیم کرے تو وہ یقیناً سب کے لئے کافی ہو گا۔ اور جب موسیٰؑ نے دیدار کا سوال کیا۔ خدا نے اُن کرّوبیوں میں سے ایک کو حکم دیا تو اُس نے پہاڑ پر تجلّی کی اور وہ اُس کے نور کی تاب نہ لاسکا اور دریا میں غرق ہوگیا۔[1]

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ ایک دوسرے کو قتل کرو۔ اُن لوگوں نے پوچھا کس طرح۔ فرمایا تم لوگ کل صبح کو بیت المقدس کے پاس آؤ اور اپنے ہمراہ چاقو۔ تلوار یا کوئی دوسرا حربہ لیتے آؤ اور اپنے چہروں کو چھپا لو تاکہ ایک دوسرے کو نہ پہچانو۔ میں جب منبر پر جاؤں اُس وقت قتل کرنا شروع کرو۔ دوسرے روز وہ ستر ہزار اشخاص جنہوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی بیت المقدس کے پاس جمع ہوئے موسیٰؑ نے نماز ادا کی اور منبر پر گئے اُس وقت قتل شروع ہوا۔ جب دس ہزار اشخاص قتل ہوگئے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰؑ کہو کہ قتل سے ہاتھ روک لیں کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی توبہ قبول کر لی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے ستر اشخاص کو اپنی قوم میں سے انتخاب کیا اور اپنے ساتھ طور پر لے گئے۔ جب ان لوگوں نے رویت کا سوال کیا۔ اُن پر بجلی گری اور وہ جل کر مر گئے تو موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوندا یہ میرے اصحاب تھے اُن کو وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ میں تم کو ایسے اصحاب دوں گا جو ان سے بہتر ہوں گے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے ان سے انس ہے۔ میں ان کو

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ وہ پہاڑ چند تعداد پر تقسیم ہوگیا ہو اور بعض حصہ زمین میں چلا گیا ہو اور بعض حصے اطراف عالم میں پرواز کر گئے ہوں اور بعض جیسے بالو ہوگئے ہوں چنانچہ اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور پہاڑ پر تجلی کے معنی میں کافی بحث کی ضرورت ہے اس کتاب میں اُس کی گنجائش نہیں ہے۔

اور ان کے ناموں کو پہچانتا اور جانتا ہوں۔ تین مرتبہ یہی دُعا کی تو خدا نے اُن کو زندہ کیا اور سب کو پیغمبر بنا دیا۔[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اصول شیعہ کے موافق ان لوگوں کا پیغمبر ہونا مشکل ہے کیونکہ اُن کا ظاہری حال یہ ہے کہ اُن کا سوال گناہ تھا جس کے سبب سے وہ معذب ہوئے لہذا باوجود گناہ صادر ہونے کے وہ کیونکر پیغمبر ہوگئے۔ اس حدیث کا جواب چند وجہ کے ساتھ ممکن ہے۔ اوّل یہ کہ اُن کی پیغمبری کا ذکر تقیہ کی بناء پر ہوا ہوگا کیونکہ اکثر عامہ نے یوں ہی روایت کی ہے دوّم یہ کہ جب وہ لوگ مر گئے توجیات اوّل جس میں گناہ کیا تھا ختم ہوگئی اور دُوسری زندگی میں معصوم ہوں گے جو اُن کی پیغمبری کے لئے کافی ہے اور اس وجہ کے بارے میں کلام کی گنجائش ہے۔ سوّم یہ کہ اُن لوگوں کا سوال بھی قوم کی جانب سے رہا ہوگا اور اُن کی ہلاکت عذاب کے لیے نہیں بلکہ قوم کی تادیب کے لئے ہوگی اور یہ بھی دشوار ہے۔ چہارم یہ کہ اُن کی پیغمبری کا اطلاق مجاز پر ہوگا۔ یعنی اس قدر پاک و بہتر زندہ ہونے کے بعد ہوئے کہ گویا پیغمبر ہوگئے۔ لیکن وجہ اوّل زیادہ واضح ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ واقعہ حقیقت رجعت کے گواہوں میں سے ہے جو اس میں ہے اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام کے زمانہ میں کچھ مرے ہوئے لوگ دنیا میں رجوع ہوں گے اس لئے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا جو انشاء اللہ اس کے بعد علیحدہ باب میں مذکور ہوگا۔ جاننا چاہئے کہ اسی مذکورہ متواتر حدیث کے موافق یعنی جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا حضرت رسولؐ نے حضرت امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰؑ سے ہو۔ اور اس امت میں سامری اور گوسالہ کی نظیر پہلے ظالم کا قصہ ہے جو بچھڑے سے بدتر تھا اور دوسرا سامری سے بھی زیادہ مکار تھا اور جس طرح اُن لوگوں نے ہارونؑ کی اطاعت نہ کی اُسی طرح یہاں لوگوں نے پیغمبر آخرالزمان کے وصیٔ برحق کی اطاعت نہیں کی اور جب حضرت امیرؑ کو جبراً کھینچتے ہوئے مسجد میں لائے تاکہ ان سے بیعت لی جائے حضرت نے قبر رسالتمآبؐ کی جانب رُخ کر کے وہی خطاب کیا جو ہارونؑ نے موسیٰؑ سے کیا تھا حضرتؑ نے فرمایا يَا ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِىْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِىْ اور جب وہ زمانۂ خلافت جو بجائے گوسالہ و سامری و قارون کے تھا گذر گیا اور لوگوں نے امیرالمومنینؑ سے بیعت کی تو بنی اسرائیل کی طرح تلواریں غلاف سے نکل آئیں۔ اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ اور جس طرح بنی اسرائیل بظاہر تیہ میں چالیس سال تک حیران رہے۔ یہ اُمّت حکم خدا کے خلاف اپنے اختیار و انتخاب کی وجہ سے قائم آل محمدؐ کے زمانہ تک اپنے امور دین و دُنیا میں حیران رہے گی۔ اور ان ہر ایک باتوں پر بہت سی حدیثیں عامّہ و خاصّہ کے طریقہ سے وارد ہوئی ہیں۔ جن کو انشاء اللہ اُن کی جگہ پر ذکر کروں گا۔

بسند معتبر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی جس میں تمام چیزوں کا بیان تھا وہ اُن تمام حالات پر جو قیامت تک ہوں گے مشتمل تھی تو جب موسیٰؑ کی عمر آخر ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ وہ تختیاں پہاڑ کے سپرد کردو۔ وہ لوحیں بہشت کے زبرجد کی تھیں۔ تو موسیٰؑ تختیوں کو پہاڑ کے پاس لائے وہ بحکم خدا شگافتہ ہوا موسیٰؑ نے لوحوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شگاف کوہ میں رکھ دیا وہ شگاف برابر ہوگیا اور لوحیں ناپید ہوگئیں یہاں تک کہ رسولؐ خدا مبعوث ہوئے ایک مرتبہ اہل یمن کا قافلہ اُن حضرت کے پاس آیا۔ جب وہ اُس پہاڑ کے قریب پہنچا۔ پہاڑ میں شگاف ہوا اور وہ لوحیں ظاہر ہوئیں اُن لوگوں نے اُن کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا وہ سب اس وقت تک ہمارے پاس ہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے لوحوں کو زمین پر پھینک دیا تو ان میں سے کچھ ایک پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور اُس پتھر کے اندر چلی گئیں اور اُس میں محفوظ ہوگئیں۔ یہاں تک کہ حضرت رسولؐ مبعوث ہوئے تو اُس پتھر نے اپنے کو حضرت تک پہنچایا۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں کہ کوئی کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی اور کوئی معجزہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں دیا مگر یہ کہ وہ سب اہلبیتؑ رسالت کے پاس ہیں۔ انشاء اللہ وہ حدیثیں اُس کے باب میں اپنے مقام پر ذکر کی جائیں گی۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رومیوں کے مہینے حزیران میں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل پر نفرین کی تو ایک شبانہ روز میں بنی اسرائیل کے تین لاکھ اشخاص مر گئے۔

حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ قرآن کو اس لئے فرقان کہتے ہیں کہ اُس کے آیات و سورے متفرق طور پر نازل ہوئے بغیر اس کے کہ لوح پر مرقوم ہوں اور توریت و انجیل و زبور ہر ایک یکجا تختیوں اور اوراق پر لکھی ہوئی نازل ہوئیں۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ توریت چھٹی ماہ رمضان کو نازل ہوئی [1]

فصل ہفتم | **قارون کے حالات:۔** حق تعالیٰ نے سورۂ قصص میں فرمایا ہے کہ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ توریت نازل ہونے کی ابتدا ماہ رمضان میں ہوئی ہو اور وہ ماہ ذی الحجہ میں پوری ہوئی ہو یا لوحیں ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ نازل ہوئی ہوں۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم سے تھا۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ موسیٰؑ کی خالہ کا فرزند تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اُن کے چچا کا لڑکا تھا فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ تو اُس نے ان لوگوں سے بغاوت و سرکشی اور زیادتی کی۔ اُس کی بغاوت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ مصر میں تھے فرعون نے اُس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنایا تھا اس وقت اُس نے اُن پر ظلم کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنا لباس دوسروں سے ایک بالشت بلند رکھتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ مال کی زیادتی کے سبب سے غرور و تکبر کرتا تھا۔ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ۔ اور ہم نے اُس کو خزانے عطا کئے تھے جن کی کنجیاں بہت قوت رکھنے والی جماعت کو اٹھانا دشوار تھا۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ عصبہ دسؔ سے پندرہؔ کی تعداد تک کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے دسؔ سے چالیسؔ تک بیان کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس مقام پر چالیس کی تعداد مراد ہے۔ بعضوں نے ساٹھ اور بعض نے ستر بیان کیا ہے۔ روایت میں ہے کہ اس کی کنجیاں ساٹھ خچروں پر بار ہوتی تھیں اور کوئی کنجی ایک انگلی سے زیادہ بڑی نہ تھی اور چونکہ لوہے کی کنجیاں وزنی تھیں لہٰذا اُس نے لکڑی کی بنوائیں۔ جب اُن کا وزن بھی زیادہ ہی رہا تو چمڑے کی بنوائیں۔ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ۔ سورہ القصص آیت ۷۶ پ۲۰۔ جب اُس کی قوم نے اُس سے کہا کہ بہت مت اِترا اور اپنے خزانوں کے سبب غرور و سرکشی نہ کر اس لئے کہ خدا اموالِ دُنیا اور اس کی زینتوں پر خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کہنے والے موسیٰؑ تھے۔ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ۔ اور جو کچھ خدا نے تجھ کو دیا ہے اُس کے ذریعہ سے خانۂ آخرت کو طلب کر وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا اور مال دنیا سے اپنے حصہ کو فراموش نہ کر یعنی آخرت کے لئے حاصل کر یا ضرورت کے موافق لینے پر قناعت کر وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ۔ اور لوگوں سے نیکی و احسان کر جس طرح خدا نے تجھ پر احسان فرمایا ہے۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ۔ اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کر إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○ یقیناً خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو یہ مال کسی نے نہیں دیا ہے مگر میں نے اپنے علم سے جو میرے پاس ہے حاصل کیا ہے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس کا مطلب تھا کہ ان اموال کو میں نے علم کیمیا سے

بسند معتبر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی جس میں تمام چیزوں کا بیان تھا وہ اُن تمام حالات پر جو قیامت تک ہوں گے مشتمل تھی تو جب موسیٰؑ کی عمر آخر ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ وہ تختیاں پہاڑ کے سپرد کر دو۔ وہ لوحیں بہشت کے زبرجد کی تھیں۔ تو موسیٰؑ تختیوں کو پہاڑ کے پاس لائے وہ بحکم خدا شگافتہ ہوا موسیٰؑ نے لوحوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شگافِ کوہ میں رکھ دیا وہ شگاف برابر ہو گیا اور لوحیں ناپید ہو گئیں یہاں تک کہ رسولؐ خدا مبعوث ہوئے ایک مرتبہ اہلِ یمن کا قافلہ آنحضرت کے پاس آیا۔ جب وہ اُس پہاڑ کے قریب پہنچا۔ پہاڑ میں شگاف ہوا اور وہ لوحیں ظاہر ہوئیں اُن لوگوں نے اُن کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا وہ سب اس وقت تک ہمارے پاس ہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے لوحوں کو زمین پر پھینک دیا تو ان میں سے کچھ ایک پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور اُس پتھر کے اندر چلی گئیں اور اُس میں محفوظ ہو گئیں۔ یہاں تک کہ حضرت رسولؐ مبعوث ہوئے تو اُس پتھر نے اپنے کو حضرت تک پہنچا یا۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں کہ کوئی کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی اور کوئی معجزہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں دیا مگر یہ کہ وہ سب اہلبیتؑ رسالت کے پاس ہیں۔ انشاء اللہ وہ حدیثیں اُس کے باب میں اپنے مقام پر ذکر کی جائیں گی۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رومیوں کے مہینے حزیران میں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل پر نفرین کی تو ایک شبانہ روز میں بنی اسرائیل کے تین لاکھ اشخاص مر گئے۔

[illegible] منقول ہے کہ قرآن کو اس لئے فرقان کہتے ہیں کہ اُس کے [illegible] اس سے کہ لوح پر مرقوم ہوں اور توریت [illegible]

[illegible] حق تعالیٰ نے سورہ قصص میں فرمایا ہے کہ

سلہ مؤلف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ توریت نازل ہونے کی ابتدا ماہ رمضان میں ہوئی ہو اور وہ ماہ ذی الحجہ میں پوری ہوئی ہو یا لوحیں ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ نازل ہوئی ہوں۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم سے تھا۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ موسیٰؑ کی خالہ کا فرزند تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اُن کے چچا کا لڑکا تھا فَبَغٰى عَلَيْهِمْ تو اُس نے ان لوگوں سے بغاوت و سرکشی اور زیادتی کی۔ اُس کی بغاوت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ مصر میں تھے فرعون نے اُس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنایا تھا اس وقت اُس نے اُن پر ظلم کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنا لباس دوسروں سے ایک بالشت بلند رکھتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ مال کی زیادتی کے سبب سے غرور و تکبر کرتا تھا۔ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْۤءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ۔ اور ہم نے اُس کو خزانے عطا کئے تھے جن کی کنجیاں بہت قوت رکھنے والی جماعت کو اٹھانا دشوار تھا۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ عصبہ دس سے پندرہ کی تعداد تک کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے دس سے چالیس تک بیان کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس مقام پر چالیس کی تعداد مراد ہے۔ بعضوں نے ساٹھ اور بعض نے ستر بیان کیا ہے۔ روایت میں ہے کہ اس کی کنجیاں ساٹھ خچروں پر بار ہوتی تھیں اور کوئی کنجی ایک انگلی سے زیادہ بڑی نہ تھی اور چونکہ لوہے کی کنجیاں وزنی تھیں لہٰذا اُس نے لکڑی کی بنوائیں۔ جب اُن کا وزن بھی زیادہ ہی رہا تو چمڑے کی بنوائیں۔ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ۔ سورہ القصص آیت ۷۶ پ ۲۰ ۔ جب اُس کی قوم نے اُس سے کہا کہ بہت مت اِترا اور اپنے خزانوں کے سبب غرور و سرکشی نہ کر اس لئے کہ خدا اموالِ دُنیا اور اس کی زینتوں پر خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کہنے والے موسیٰؑ تھے۔ وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ۔ اور جو کچھ خدا نے تجھ کو دیا ہے اُس کے ذریعہ سے خانۂ آخرت کو طلب کر وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا اور مال دنیا سے اپنے حصہ کو فراموش نہ کر یعنی آخرت کے لئے حاصل کر یا ضرورت کے موافق لینے پر قناعت کر وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ اور لوگوں سے نیکی و احسان کر جس طرح خدا نے تجھ پر احسان فرمایا ہے۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ۔ اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کر اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○ یقیناً خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو یہ مال کسی نے نہیں دیا ہے مگر میں نے اپنے علم سے جو میرے پاس ہے حاصل کیا ہے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس کا مطلب تھا کہ ان اموال کو میں نے علم کیمیا سے

سورۃ القصص پ ۲۰

حاصل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علم کیمیا اُس کو سکھایا تھا بعض کا قول ہے کہ اس کا خیال تھا کہ چونکہ میں تم سے زیادہ علم داں اور افضل تھا خدا نے یہ مال اور اعتبار مجھے عطا فرمایا اور بعض کہتے ہیں کہ اُس کی مراد علم تجارت و زراعت اور دُوسرے ذرائع سے تھی اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ط کیا اُس نے نہیں سمجھا کہ خدا نے اُن لوگوں کو ہلاک کر دیا جو اُس سے قرنوں پہلے تھے جن کی قوتیں، مال اور لشکر اُس سے کہیں زیادہ تھے وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ اور مجرمین و کافرین سے قیامت میں اُن کے گناہوں کے بارہ میں سوال نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا اُن کے اعمال سے مطلع ہے۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ط غرض قارون اپنی قوم کے پاس اپنی زینتوں کے ساتھ آیا یعنی مختلف رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے جن کو از روئے تکبّر زمین پر کھینچتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ چار ہزار سواروں کے ساتھ آیا جن کے گھوڑوں کے زین سونے کے تھے اور ان پر ارغوانی کپڑے پڑے ہوئے تھے اور تین ہزار خوبصورت کنیزیں اُس کے ساتھ کبود یا سفید خچروں پر سوار تھیں جن میں ہر ایک طرح طرح کے زیوروں سے آراستہ تھی اور سب سُرخ لباس پہنے ہوئے تھیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ ستر ہزار اشخاص ساتھ تھے جو تمام سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ اُن لوگوں نے (اُس کو دیکھ کر) کہا جو دنیاوی لذتوں کی خواہش رکھتے تھے۔ کہ اے کاش جو کچھ قارون کو دیا گیا ہے اُسی کے مثل ہمارے لئے بھی ہوتا یقیناً وہ دنیا میں خوش نصیب انسان ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ۔ (آیت سورہ مذکور) اور جن کو خدا نے علم عطا فرمایا تھا اور جو آخرت پر یقین رکھتے تھے ان لوگوں نے کہا کہ تم پر وائے ہو آخرت کا ثواب اُس کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے اور اچھے اعمال بجا لائے اور اس بات کی توفیق زینت دُنیا کو ترک کر کے صبر کرنے والوں کے لئے ہوتی ہے فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ تو ہم نے قارون اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ اور کوئی گروہ نہ تھا جو اُس کو عذاب خدا سے بچاتا اور وہ خود بھی اپنی ذات سے عذاب کو دفع

نہ کر سکا۔ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ط وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (آیت ۸۲ سورہ مذکور) اور جو لوگ کل قارون کی منزلت کی تمنّا کرتے تھے اُن لوگوں نے صبح کی اُس حال میں کہ کہتے تھے کہ یقیناً خدا اپنے بندوں میں جس کی روزی چاہتا ہے اُس کی مصلحت کے موافق کشادہ کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا اور ہماری آرزوئیں اُس پر رہتیں تو یقیناً ہم بھی زمین کے نیچے دھنس جاتے جیسے کہ قارون دھنس گیا اور بیشک کفرانِ نعمت کرنے والے فلاح نہیں پاتے یا روزِ قیامت کافروں کو نجات نہ ملے گی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (آیت ۸۳ سورہ مذکور) یہ آخرت کا مکان ہم اُن لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو زمین میں عظمت و بزرگی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرتے ہیں اور بہتر انجام تو بس پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ قارون کی ہلاکت کا یہ سبب تھا کہ جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو دریا سے نکالا اور خدا نے اپنی نعمتیں اُن پر تمام کیں تو اُن کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اُن لوگوں نے قبول نہ کیا تو اُن کے لئے مقرر فرمایا کہ چالیس سال تک صحرائے تیہ میں سرگشتہ و حیران پھرا کریں۔ وہ لوگ شروع رات سے اُٹھتے تھے اور گریہ و زاری کے ساتھ توریت و دعا پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے۔ قارون بھی انہیں میں تھا وہ بھی توریت پڑھتا تھا۔ اُس سے زیادہ خوش آواز اُن میں کوئی نہ تھا۔ قرأت کی خوبی کی وجہ سے اُس کو منوں کہتے تھے وہ کیمیا جانتا تھا اور بناتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کے معاملہ کو طول ہوا اُن لوگوں نے توبہ و انابت شروع کی۔ لیکن قارون نے پسند نہ کیا کہ توبہ میں اُن کے ساتھ شریک ہو۔ چونکہ موسیٰؑ اس کو دوست رکھتے تھے اس لئے اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تیری قوم توبہ میں مشغول ہے اور تو یہاں بیٹھا ہے جا کر اُن کے ساتھ شریک ہو ورنہ تجھ پر عذاب نازل ہوگا۔ اُس نے حضرت کے حکم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی اور آپ کا مذاق اُڑانے لگا۔ حضرت غمگین ہو کر چلے آئے اور اُس کے قصر کے سایہ میں قریب ہی بیٹھ گئے۔ حضرت بال کا بُنا ہوا جبّہ پہنے ہوئے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ قارون کے حکم سے راکھ پانی میں مخلوط کر کے حضرت کے سر پر پھینکی گئی۔ آنحضرت کو بہت غصّہ آیا آپ کے شانے پر بال تھے جب آپ کو غصّہ آتا وہ بال کپڑے سے باہر نکل آتے اور اُن سے خون جاری ہو جاتا اُس وقت موسیٰؑ نے کہا خداوندا

اگر میری وجہ سے قارون پر تُو غضبناک نہیں ہوگا تو میں تیرا پیغمبر نہیں۔ حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں کو تمہارا تابع فرمان بنا دیا۔ جو حکم چاہو اُن کو دو۔ قارون نے اپنے قصر کے دروازے موسیٰؑ کے لئے بند کرا دیئے تھے موسیٰ علیہ السلام یہ سُن کر آئے اور دروازوں کی جانب اشارہ کیا آپ کے اعجاز سے تمام دروازے کھل گئے۔ آپ قصر میں داخل ہوئے۔ جب آنحضرت پر اُس کی نگاہ پڑی سمجھ گیا کہ عذاب کے لئے آتے ہیں تو کہا اے موسیٰؑ میں آپ سے رحم اور قرابت کے حق سے جو میرے اور آپ کے درمیان ہے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرمایئے۔ موسیٰؑ نے کہا اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر۔ پھر زمین کو حکم دیا کہ قارون کو لے لے پس قصر اور جو کچھ اُس میں تھا زمین میں دھنس گیا اور قارون بھی زانو تک زمین کے اندر ہوگیا۔ اور رونے لگا اور موسیٰؑ کو رحم کرنے کی قسم دی۔ موسیٰؑ نے پھر کہا کہ اے فرزند لادی مجھ سے گفتگو نہ کر۔ اُس نے ہر چند استغاثہ کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ زمین میں پوشیدہ ہوگیا۔ جب موسیٰؑ اپنے مناجات کے مقام پہ آئے حق تعالیٰ نے فرمایا اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر موسیٰؑ سمجھ گئے قارون پر رحم نہ کرنے کے سبب سے یہ خدا کا عتاب ہے۔ عرض کی پروردگار قارون نے مجھ کو بغیر تیرے پکارا اور بغیر تیرے قسم دی اگر تیری قسم دیتا میں قبول کرتا۔ پھر خدا نے اُسی جواب کا اعادہ فرمایا جو موسیٰؑ نے قارون کو دیا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر میں جانتا کہ تیری رضا اُس کی خواہش قبول کرنے میں ہے تو میں یقیناً قبول کر لیتا۔ اُس وقت خدا نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے عزت و جلال اور جود و بزرگی اور عظمت و منزلت کی قسم کھاتا ہوں کہ جس طرح قارون نے تم سے رحم کی خواہش کی۔ اگر مجھ سے کرتا تو میں قبول کر لیتا۔ لیکن چونکہ تم سے مدد مانگی تھی اور تم سے متوسل ہوا تھا لہذا میں نے اُس کو تم پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ اے پسر عمران موت کے خوف سے گھبراؤ مت۔ کیونکہ میں نے ہر نفس کے لئے موت کو مقرر کیا ہے اور تمہارے لیئے راحت کا مقام مہیا کیا ہے جس کو اگر تم دیکھ لو اور اُس جگہ پہنچ جاؤ تو تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اس کے بعد پھر ایک روز موسیٰؑ طور پر گئے۔ اُن کے ساتھ یوشعؑ بھی تھے۔ جب آپ طور پہ پہنچے ایک مرد کو دیکھا کہ ایک بیلچہ اور ایک زنبیل لیئے ہوئے جا رہا ہے۔ پوچھا کہاں جاتے ہو کہا خدا کا ایک دوست رحلت کر گیا ہے اُس کے لیئے قبر تیار کرنا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کیا میں بھی تمہاری مدد کروں اُس نے کہا

ہاں۔ غرض دونوں نے قبر کھودی۔ جب فارغ ہوئے اُس مرد نے قبر میں اُترنا چاہا۔ موسیٰؑ نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو کہا کہ چاہتا ہوں کہ قبر کے اندر جا کر دیکھوں کہ اچھی کھودی گئی ہے موسیٰؑ نے کہا میں جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ قبر میں اُترے اور لیٹے اور قبر کو پسند کیا۔ ملک الموت نے آ کر وہیں آپ کی روح قبض کر لی۔ پہاڑ برابر ہوگیا اور قبر ناپید ہوگئی۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ مچھلی کے شکم میں دریا کی سیر کرتے ہوئے اُس جگہ پہنچے جہاں قارون پہنچا تھا کیونکہ قارون جب حضرت موسیٰؑ کی نفرین سے زمین میں دھنس گیا تو خدا نے ایک فرشتہ کو موکل کیا کہ روزانہ اس کو ایک مرد کے قد کے برابر نیچے کرتا جائے۔ یونسؑ مچھلی کے شکم میں تسبیح خدا اور استغفار کرتے تھے۔ جب قارون نے یونسؑ کی آواز سُنی اُس فرشتہ سے التماس کیا کہ مجھ کو مہلت دے کیونکہ انسان کی آواز سُنتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُس فرشتہ کو وحی کی کہ اُس کو مہلت دے دے۔ اُس وقت قارون نے یونسؑ سے خطاب کیا کہ تم کون ہو کہا میں گنہگار ہوں اور خطا کرنے والا یونسؑ بن متیٰ ہوں اُس نے کہا کہ وہ خدا کے لیئے بہت غضب کرنے والا موسیٰؑ بن عمران کیا ہوا۔ یونسؑ نے کہا کہ افسوس مدت ہوئی کہ وہ دنیا سے چلے گئے پوچھا کہ وہ اپنی قوم پر رحم کرنے والا انسان ہارونؑ کیا ہوا کہا وہ بھی رحلت کر گئے پوچھا کہ کلثوم دختر عمران کیا ہوئیں جو مجھ سے نامزد تھیں۔ یونسؑ نے کہا افسوس آل عمران میں سے کوئی باقی نہیں ہے قارون نے کہا آل عمران پر سخت افسوس ہے۔ حق تعالیٰ نے اُس کے افسوس کو پسند کیا اور اس کی جزا میں اُس فرشتہ کو جو اُس پر موکل تھا۔ حکم دیا کہ اُس کے عذاب سے جب تک دُنیا قائم ہے رُک جائے۔

قطب راوندی اور ثعلبی نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ اپنی چادروں میں چار کبود ڈورے ہر طرف لگائیں اور ایک ایک آسمانی ڈورا لٹکائیں۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو بلا کر فرمایا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی رداؤں میں آسمانی رنگ کے ڈورے لٹکاؤ تاکہ جب اُن کو دیکھو اپنے خدا کو یاد کرو وہ عنقریب اپنی کتاب تمہارے لئے نازل کرے گا۔ یہ سُن کر قارون نے سرکشی کے کہا یہ سب باتیں آقا اپنے غلاموں کے لئے کرتے ہیں تاکہ دوسروں سے ممتاز رہیں۔ اور جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا سے باہر آئے مذبح

اور مقام قربانی کی حکومت اور تولیت ہارونؑ کے سپرد کی جہاں بنی اسرائیل اپنی قربانیاں
ہارونؑ کو دیتے تھے وہ مذبح میں رکھ دیتے تھے اور ایک آگ آسمان سے
آتی تھی اور اُس کو جلا دیتی تھی۔ ہارونؑ کے بارے میں قارون پر حسد غالب ہوا
اُس نے موسیٰؑ سے کہا کہ پیغمبری تم نے لے لی اور جسورہ ہارونؑ کو دے دیا میرا
کچھ حصّہ نہ تھا حالانکہ میں توریت کو تم دونوں سے بہتر پڑھتا ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا
خدا کی قسم میں نے جسورہ ہارونؑ کو نہیں دیا خدا نے ان کو عطا فرمایا ہے قارون نے کہا خدا
کی قسم میں اس کی تصدیق نہ کروں گا جب تک کہ تم اس پر کوئی دلیل پیش نہ کرو گے یہ سُن کر موسیٰؑ
نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور کہا اپنے اپنے عصا کو لاؤ سب نے لا کر اکٹھا
کیا۔ حضرت نے اُن سب کو اُس مکان میں رکھا جس میں عبادتِ الٰہی کرتے تھے اور
فرمایا تم سب لوگ رات کو ان عصاؤں کی نگرانی کرو۔ دوسرے روز حکم دیا کہ تمام عصا
باہر نکالے جائیں۔ جب باہر لائے گئے تو کسی میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا مگر ہارونؑ کا
عصا سبز ہو گیا تھا اور اُس میں بادام کی پتیوں کی طرح پتیاں نکل آئی تھیں موسیٰؑ نے
فرمایا اے قارون اب تو نے سمجھا کہ ہارونؑ کا امتیاز خداداد ہے۔ قارون نے کہا یہ
اور جادوؤں سے زیادہ تعجب خیز جادو نہیں ہے جو تم نے کیا۔ پھر غضبناک ہو کر اُٹھ آیا اور
اپنے ساتھیوں کو لے کر موسیٰؑ کے لشکر سے جدا ہو گیا۔ تاہم موسیٰؑ اُس کے ساتھ مہربانی سے
پیش آتے رہے اور اُس کی قرابت کی رعایت کرتے رہے۔ وہ ہمیشہ موسیٰؑ کو آزار
پہنچاتا رہا اور ہر روز اُس کی سرکشی اور دشمنی زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ اُس نے ایک
مکان بنوایا اور اُس کی دیواروں پر صیفہائے طلا نصب کئے بنی اسرائیل ہر صبح و شام
اُس کے پاس جاتے تھے وہ اُن کو کھانا کھلاتا اور لوگ موسیٰؑ کا مذاق اُڑایا کرتے
یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا کہ بنی اسرائیل کے امیروں
سے وصول کریں موسیٰؑ قارون کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُس سے ہزار
دینار پر ایک دینار اور ہزار درم پر ایک درم اور ہزار گوسفند پر ایک گوسفند
اسی طرح اُس کے تمام اموال پر زکوٰۃ طلب کی۔ قارون نے اپنے مکان پر جا کر
حساب کیا تو اُس کو زکوٰۃ میں زیادہ مال جاتا ہوا معلوم ہوا جس کو وہ دینے پر راضی
نہیں ہوا۔ بنی اسرائیل نے اُس سے کہا کہ تم ہمارے سردار اور بزرگ ہو جو حکم
دو ہم اُس کی اطاعت کریں اُس نے کہا کہ فلاں فاحشہ کو بُلا لاؤ اُس کے ذریعہ
سے ہم مل کر ایک مکر کریں یعنی وہ موسیٰؑ پر زنا کی تہمت لگائے تاکہ بنی اسرائیل

اُن سے متنفر ہو جائیں اور ہم کو اُن سے نجات ملے۔ اُس کو بُلا لائے۔ قارون نے
اُس سے ہزار اشرفی یا ایک طلائی طشت کا وعدہ کیا یا کہا کہ جو کچھ تو طلب کرے گی
دوں گا۔ بشرطیکہ تو بنی اسرائیل کے سامنے کل موسیٰؑ پر زنا کا اتہام لگا دے (اُس
نے منظور کر لیا) دوسرے روز قارون تمام بنی اسرائیل کو لے کر موسیٰؑ کے پاس آیا اور کہا
کہ لوگ جمع ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ باہر تشریف لائیں اور ان کو امر و نہی فرمائیں اور
اُن کے لئے احکامِ شریعت بیان کریں۔ موسیٰؑ باہر آئے اور منبر پر تشریف لے گئے
خطبہ پڑھا وعظ فرمایا اور کہا کہ تم میں سے جو شخص چوری کریگا اُس کے ہاتھ قطع
کر دوں گا اور جو فحش عمل کرے گا اُس کو اسّی تازیانے ماروں گا اور جو شخص
زنا کرے گا اگر ناکتخدا ہے تو اُس کو سو کوڑے ماروں گا اور اگر زوجہ رکھتا ہوگا تو
سنگسار کروں گا تاکہ مر جائے۔ اُس وقت قارون بولا خواہ آپ ہی کیوں نہ ہوں۔ فرمایا
ہاں خواہ میں ہی ہوں۔ قارون نے کہا بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں فاحشہ
کے ساتھ زنا کی ہے موسیٰؑ نے پوچھا کیا میں نے؟ کہا ہاں آخر وہ عورت حاضر
کی گئی۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ زنا کی ہے اُسی خدا
کے حق سے کہنا جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑا اور مجھ پر توریت نازل
فرمائی اُس عورت نے کہا نہیں یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ قارون نے مجھ کو
مال کی لالچ دے کر آمادہ کیا ہے کہ میں آپ کو متہم کروں۔ یہ سُن کر قارون نے سر
جھکا لیا اور بنی اسرائیل ساکت ہو گئے۔ موسیٰؑ سجدے میں گر پڑے اور تضرع و زاری
کے ساتھ درگاہِ باری میں عرض کی کہ خداوندا تیرا دشمن میرے درپئے آزار ہے اور
چاہتا ہے کہ مجھے رسوا کرے خداوندا اگر میں تیرا پیغمبر ہوں تو میری خاطر سے اُس
پر غضب فرما اور مجھے اُس پر مسلط کر۔ خداوند عالم نے اُن پر وحی فرمائی کہ سر
سجدہ سے اُٹھاؤ اور زمین کو جو چاہو حکم دو وہ تمہاری اطاعت کرے گی۔ یہ سُن کر
موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا نے مجھ کو اُسی طرح قارون پر مسلط کیا ہے جس
طرح فرعون پر مبعوث کیا تھا اور حکم دیا کہ جو شخص اُس کے ساتھیوں میں سے ہو اُس
کے ساتھ رہے جو اس کو دوست نہ رکھتا ہو اُس سے جُدا ہو جائے۔ یہ سُن کر
سوائے دو شخصوں کے سب اُس سے علیحدہ ہو گئے پھر موسیٰؑ نے زمین سے
خطاب فرمایا کہ ان کو نگل لے تو اُن کے قدم زمین میں دھنس گئے پھر فرمایا کہ اور نگل
تو وہ زانو تک زمین کے اندر ہو گئے پھر فرمایا تو کمر تک زمین میں چلے گئے پھر فرمایا تو

گردن تک نیچے ہوگئے۔ وہ لوگ موسیٰؑ سے فریاد اور استغاثہ کرتے رہے اور قارون رحم کرنے کی حضرت کو قسم دیتا تھا۔ بعض روایتوں کی بناء پر اُس نے ستر مرتبہ قسم دی مگر موسیٰؑ نے التفات نہ کیا یہاں تک کہ وہ لوگ زمین میں دھنس گئے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اُن لوگوں نے ستر مرتبہ فریاد کی اور تم نے رحم نہ کیا میں اپنے عزّت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھ سے ایک مرتبہ استغاثہ کرتے تو وہ یقیناً اپنی امداد اور فریاد رسی کے لئے اپنے نزدیک مجھ کو پاتے۔ اُس کے بعد بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰؑ نے قارون کی ہلاکت کی اس لئے دُعا کی کہ وہ زمین میں دھنس جائے تو خود اُس کے اموال اور خزانوں پر متصرف ہوں۔ جب موسیٰؑ نے یہ سُنا تو پھر دُعا کی اور قارون کے مکانات، اموال اور خزانے سب زمین میں دھنس گئے۔ [1]

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ اور تمام ائمہ اطہارؑ نے اس امّت کا فرعون ظالم اول کو ہامان دوسرے کو اور قارون تیسرے کو فرمایا ہے اور یہ حدیث بھی اُن احادیث کی موید ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا۔ ادنیٰ تامل سے معلوم ہوگا کہ کس قدر مشابہ ہے اُن تینوں منافقوں کا حال ان تینوں اشخاص سے اس لئے کہ اگر فرعون نے ناحق خدائی کا دعویٰ کیا تو پہلے نے ناحق خلافتِ الٰہیہ حاصل کی اور یہ بھی عین شرک ہے اور جناب مقدس الٰہی کے ساتھ مقابلہ اور جس طرح فرعون برابر موسیٰؑ کی اطاعت کا ارادہ کرتا تھا اور ہامان مانع ہوتا تھا۔ اُسی طرح وہ اقیلونی (مجھ سے ہاتھ اُٹھالو) کہتا تھا اور بظاہر پشیمانی کا اظہار کرتا تھا لیکن دوسرا منافق مانع ہوتا تھا جس طرح وہ لوگ اپنے ساتھیوں سمیت ظاہری دریا میں غرق اور کھلی ہوئی ہلاکت میں ہلاک ہوئے۔ اُسی طرح یہ سب دریائے کفر وضلالت میں غرق ہوکر ابدی ہلاکت میں گرفتار ہوئے اور رجعت میں پھر قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ کے آب شمشیر میں غرق ہوں گے اور قارون کے ساتھ تیسرے منافق کی مشابہت کا حال باہم دگر مال جمع کرنے، حرص اور دنیا کی آرائش اور زینت وغیرہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر قارون موسیٰؑ سے قرابت نسبی رکھتا تھا تو وہ بھی رسول اللہؐ سے قرابت سببی بلکہ ظاہری نسبی قرابت بھی رکھتا تھا اور اگر وہ موسیٰؑ کی دُعا سے زمین کے اندر مع اپنے اموال کے دھنس گیا تو وہ بھی جناب رسولِ خدا اور امیرالمومنینؑ کی نفرین سے ہلاک ہوا چنانچہ امیرالمومنینؑ نے پہلا خطبہ جو خلافت واپس ملنے کے بعد فرمایا اُس میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرعون وہامان وقارون کو ہلاک کیا اگران لوگوں کے حالات میں اور ذرا غور کروگے تو مشابہت کی دوسری وجہیں بھی ظاہر ہوں گی جن کو انشاء اللہ اُن کے مقام پر بیان کروں گا۔ اس جگہ صرف چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں۔

فصل ہشتم

بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنے پر مامور ہونا وغیرہ :-

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں قول خدا وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً کے بارے میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں سے خطاب فرمایا کہ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو بیشک حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو اور اُس کے کسی ٹکڑے کو مقتول کی لاش پر مارو کہ وہ بحکم خدا زندہ ہوکر بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ کے درمیان ایک مقتول پڑا تھا اور موسیٰؑ نے اُس قبیلہ کے لوگوں پر لازم کیا کہ اُن کے پچاس سربرآوردہ اشخاص خداوند قوی وشدید کی قسم کھائیں وہ جو بنی اسرائیل کا خدا اور جو محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کو فضیلت دینے والا ہے کہ ہم لوگوں نے اُس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ اُس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر وہ لوگ قسم کھالیں اور خونبہا دے دیں تو بہتر ہے۔ اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتادیں تاکہ اس کے عوض اس کو قتل کیا جائے اگر قتل نہ کریں تو اُس کو ایک تنگ قید خانہ میں قید کردیں۔ غرض کہ دو میں سے ایک کام کریں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے پیغمبرِ خدا ہم قسم بھی کھائیں اور خونبہا بھی دیں حالانکہ خدا کا ایسا حکم نہیں ہے۔ یہ قصّہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت حسین وجمیل، صاحب فضل وکمال، صاحب حسب ونسب اور پردہ نشین عورت تھی۔ بہت سے لوگ اُس کے خواستگار تھے۔ اُس کے چچا کے تین لڑکے تھے اُن میں سے ایک جو سب سے زیادہ عالم اور پرہیزگار تھا اُس کے ساتھ وہ عورت راضی ہوگئی اور چاہا کہ اُس کے عقد میں آجائے اُس کے دُوسرے دونوں چچازاد بھائیوں نے اُس پر حسد کیا اور ایک رات اُس کو ضیافت کے حیلہ سے بلاکر مار ڈالا۔ پھر اس کی لاش کو بنی اسرائیل کے سب سے بڑے قبیلے کے درمیان ڈال دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ دونوں بھائی جو قاتل تھے گریباں چاک کئے سر پر خاک ڈالے حضرت موسیٰؑ کے پاس دادخواہی کے لئے آئے حضرت نے اُس قبیلہ کے تمام لوگوں کو بلاکر اُس مقتول کے بارے میں دریافت کیا اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کس نے قتل کیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ حکم خدا یہ ہے کہ تم پچاس آدمی قسم کھاؤ اور خونبہا دو یا قاتل کا پتہ بتاؤ اُن لوگوں نے کہا کہ جب ہم کو قسم کھانے کے باوجود خونبہا دینا بھی ضروری ہے تو قسم کھانے سے کیا

فائدہ اور خونبہا دینے کے ساتھ ہم قسم بھی کھائیں تو خونبہا دینے کا کیا نتیجہ۔ موسیٰؑ نے
کہا تمام فائدے خدا کی فرمانبرداری میں ہیں جو کچھ وہ فرماتا ہے عمل میں لانا چاہیئے
ان لوگوں نے کہا اے پیغمبرِ خدا یہ جرمانہ اور گناہ کا الزام بہت سخت ہے حالانکہ ہم نے
کوئی خیانت نہیں کی ہے اور یہ قسم بہت گراں ہے کیونکہ ہماری گردنوں پر کسی کا کوئی
حق نہیں ہے۔ لہٰذا درگاہ خدا میں دعا کیجئے کہ وہ ہم پر قاتل کو ظاہر کر دے تاکہ جو
مستحق ہو اُس کو سزا دیجئے اور ہم جرمانہ اور سزا سے نجات پائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا
کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان کر دیا ہے اور مجھ میں تاب نہیں ہے
کہ جرأت کروں اور اُس کے کسی امر کا سوال کروں بلکہ ہم لوگوں پر لازم ہے کہ اُس
کے حکم پر سرِ تسلیم خم کریں اور اپنے اوپر لازم سمجھیں اور اُس پر اعتراض نہ کریں کیا تم
لوگ نہیں دیکھتے ہو کہ اُس نے ہم پر دوشنبہ کے روز کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا
حرام کر دیا ہے تو ہم کو لازم نہیں ہے کہ اُس کے حکم میں تغیر کریں بلکہ چاہیئے کہ اطاعت
کریں۔ حضرت نے چاہا کہ اُس حکم کو اُن لوگوں پر لازم قرار دیں تو حق تعالیٰ نے اُن پر
وحی فرمائی کہ اُن کے سوال کو قبول کر لیں تاکہ میں قاتل کو ظاہر کروں اور دوسرے لوگ
گناہ اور تہمت سے نجات پائیں اس لئے کہ اس سوال کی اجابت کے ضمن میں اُس
شخص کی روزی کو فراخ کروں گا جو تمہاری امت کے نیک لوگوں میں سے ہے اور
محمدؐ و آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجنے اور محمدؐ کو اور ان کے بعد علیؑ کو
تمام خلائق پر فضیلت دینے کا معتقد ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں دُنیا میں
اُس کو غنی کر دوں تاکہ محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہار صلوات اللہ علیہم کے فضیلت دینے
پر اُس کے ثواب کا کچھ حصّہ ادا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پروردگارا مجھ سے اُس
کے قاتل کو بیان فرما۔ وحی آئی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ خدا تم سے قاتل کا پتہ
اس طرح بتائے گا کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور اُس کا گوشت مقتول کی لاش پر
مارو تو میں اُس کو زندہ کر دوں گا اگر تم لوگ فرمانِ خدا کی اطاعت کرتے ہو اور
جو کچھ میں کہتا ہوں اُس کو عمل میں لاتے ہو ورنہ حکمِ اوّل کو قبول کرو لہٰذا قولِ خدا
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً کے معنی یہ
ہیں۔ کہ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرو
اگر اُس مقتول کے قاتل کا پتہ چاہتے ہو اور اُس کے کسی حصّہ کو مقتول کی لاش پر مارو
تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور اپنے قاتل کو بتا دے گا۔ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ کیا ہم
لوگوں سے مذاق کرتے ہو کہ ہم ایک میّت کے ٹکڑے کو دوسری میّت پر ماریں تو
وہ زندہ ہو جائے گی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہل اور بے
عقل ہوں یعنی خدا کی جانب اُس چیز کی نسبت دوں جسے اُس نے نہیں فرمایا ہے
یا خدا کے حکم کو اپنے باطل قیاس اور اپنی ناقص عقل کے خلاف سمجھ کر انکار کر دوں
جس طرح تم لوگ کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ کیا مرد اور عورت کا نطفہ بیجان نہیں ہے
اور جب دونوں رحم میں جمع ہوتے ہیں تو خدا دونوں سے زندہ انسان پیدا کرتا ہے
کیا ایسا نہیں ہے کہ مردہ تخم و بیج مردہ زمین میں پہنچنے سے خدا طرح طرح کی گھاس
اور درخت کو زندہ کر دیتا ہے۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ۔ فرمایا کہ جب
موسیٰؑ کی حجت اُن پر تمام ہوئی تو اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے پروردگار
سے دُعا کرو کہ وہ ہمارے لئے اُس گائے کی صفت بیان کرے کہ وہ گائے کیسی
ہو قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ فَافْعَلُوْا مَا
تُؤْمَرُوْنَ۔ یعنی پھر موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور اُن لوگوں سے کہا
کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڈھی ہو نہ بہت جواں بلکہ درمیانی عمر کی ہو تو تم جس
پر مامور ہوئے ہو اُسے بجا لاؤ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ مَا لَوْنُھَا اُن لوگوں نے کہا کہ
اے موسیٰ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اُس گائے کا رنگ بیان کرے قَالَ
اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ۔ موسیٰؑ نے
خدا سے سوال کے بعد کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد ہو اور اُس کی
زردی خالص اور کھری ہو نہ کہ کم رنگ ہو کہ سفیدی ظاہر ہو اور نہ ایسی زیادہ
رنگین ہو کہ سیاہی مائل ہو بلکہ اُس کی خوش رنگی اور حسن دیکھنے والوں کو خوش
اور مسرور کر دے۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَہَ
عَلَیْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے
پروردگار سے دُعا کرو کہ جس قدر اُس گائے کے اوصاف بتائے گئے اُن
کے علاوہ اُس کی کچھ اور صفت بیان کرے اس لئے کہ وہ ہم پر مشتبہ ہو گئی
ہے کیونکہ اس صفت کی بہت سی گائیں ہیں اب اگر خدا نے چاہا تو ہم اُس
گائے کو سمجھ لیں گے جس کے ذبح کرنے کا حکم اُس نے دیا ہے قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ
اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ مُسَلَّمَۃٌ

لَّا شِيَةَ فِيهَا۔ موسیٰؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو کہ زمین جوتے اور نہ زراعت میں آب پاشی کرے بلکہ ان کاموں سے اس کو علیحدہ رکھا ہوا اور عیبوں سے پاک ہو یعنی اُس کی خلقت میں کوئی عیب نہ ہو اور نہ اس میں اُس کے اصل رنگ کے علاوہ کوئی اور رنگ ہو۔ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ۔ اُن لوگوں نے کہا اب جا کے گائے کے اوصاف بیان ہوئے جیسا کہ حق اور سزاوار تھا۔ آسان نہ تھا کہ وہ لوگ اُس گائے کی زیادہ قیمت کی وجہ سے اُس حکم کی تعمیل کرتے لیکن ان کے لئے ضروری تھا اور چونکہ اُن لوگوں نے موسیٰؑ کو متہم کیا کہ وہ اُس چیز پر قادر نہیں ہیں جس کا وہ لوگ سوال کرتے ہیں اس لئے گائے ذبح کرنے پر وہ لوگ مجبور ہوئے۔ امام نے فرمایا کہ جب اُن لوگوں نے ان صفات کو سنا کہا اے موسیٰؑ کیا ہمارے خدا نے ہم کو ایسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جو ان صفات کی ہو فرمایا ہاں حالانکہ موسیٰؑ نے ابتدا میں جب اُن سے کہا تھا اور وہ لوگ بلا چوں و چرا کسی گائے کو ذبح کر دیتے تو وہ کافی تھا۔ اور اُن کے سوال کے بعد ضرورت نہیں تھی کہ موسیٰؑ خدا سے گائے کی کیفیت کے بارے میں سوال کرتے بلکہ چاہیئے تھا کہ اُن کے جواب میں فرما دیتے کہ جس گائے کو بھی ذبح کرو کافی ہے غرض جب اس صفت کی گائے پر معاملہ ٹھہرا تو اُن لوگوں نے اُس کی تلاش کی کہیں نہ ملی مگر ایک جوان کے پاس۔ جو بنی اسرائیل ہی سے تھا اور جس کو خدا نے خواب میں محمدؐ و علیؑ اور اُن کی ذریت میں سے اماموں کو دکھایا تھا ان بزرگواروں نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہم کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں پر فضیلت دیتا ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تیری جزا میں سے کچھ تجھ کو دُنیا ہی میں عطا کریں لہٰذا جب تیرے پاس لوگ گائے خریدنے کے لئے آئیں تو تو بغیر اپنی ماں کے مشورہ کے فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کرے گا تو خدا تیری ماں کو چند امور الہام فرمائے گا جو تیری اور [illegible] بنی اسرائیل اُس کے پاس [illegible] گائے خریدنے کے واسطے آئے اور گائے کی قیمت پوچھی۔ اُس نے کہا دو دینار لیکن [illegible] ماں کو اختیار ہے [illegible] ان لوگوں نے کہا ہم ایک دینار دیں گے جوان نے اپنی ماں سے مشورہ کیا اُس نے کہا چار دینار پر فروخت کرو۔ اُس نے بنی اسرائیل سے آ کر کہا کہ میری ماں چار دینار قیمت کہتی ہے اُن لوگوں نے دو دینار منظور کئے اُس نے پھر اپنی ماں

سے رائے لی اُس نے سو دینار کہے بنی اسرائیل نے پچاس منظور کئے اسی طرح وہ لوگ جتنی قیمت پر راضی ہوتے تھے اُس کی ماں اُس پر اور اضافہ کرتی جاتی تھی جس قدر وہ اضافہ کرتی تھی وہ اُس کا نصف منظور کرتے تھے یہاں تک کہ اُس کی قیمت اس حد کو پہنچی کہ اُس گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں چنانچہ اُسی قیمت پر اُن لوگوں نے اُس گائے کو خرید کیا اور ذبح کر کے اُس کی دم کو پکڑ کے جس سے آدمی ابتدا میں مخلوق ہوتے ہیں اور قیامت میں بھی آدمی کے اجزا اُس پر ترکیب پائیں گے اُس مقتول کی لاش پر مارا اور کہا خداوندا بجاہ محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہ اس مُردہ کو زندہ اور گویا کر دے کہ وہ بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا تھا تو وہ شخص فوراً صحیح و سالم اُٹھ بیٹھا اور کہا اے پیغمبر خدا میرے چچا کے ان دونوں لڑکوں نے میری چچا زاد بہن کے بارے میں مجھ پر حسد کیا اور مجھ کو مار ڈالا اُس کے بعد مجھ کو اس محلہ میں پھینک دیا تاکہ میرا خونبہا یہاں کے رہنے والوں سے وصول کریں۔ موسیٰؑ نے اُن دونوں کو قتل کیا۔ جب پہلی بار اُس گائے کے جزو کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ نہ ہوا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے پیغمبر خدا وہ وعدہ کیا ہوا جو آپ نے ہم سے کیا تھا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ میرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا لیکن جب تک اس گائے کی کھال کو سونے سے نہ بھریں گے اور اُس کے مالک کو نہ دیں گے یہ مُردہ زندہ نہ ہوگا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے اپنے اموال کو جمع کیا حق تعالیٰ نے اُس گائے کی کھال کو اور کشادہ کر دیا یہاں تک کہ اُس میں پچاس لاکھ دینار کی مقدار تک سونا بھر گیا۔ اور جب سونے کو اُس جوان کے سپرد کر دیا پھر اُس گائے کے عضو کو میّت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہو گیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے کہا کہ خدا کے اس مُردہ کو زندہ کرنے اور اُس جوان کو اس قدر مال فراواں سے غنی کرنے سے زیادہ تعجب خیز کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ جو شخص تم میں سے چاہے کہ میں اُس کو دُنیا میں پاک و بہتر زندگی عطا کروں اور بہشت میں اُس کا مقام بلند کروں اور آخرت میں بھی اُس کو محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کے ساتھ رکھوں تو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے جیسا کہ اس جوان نے کیا اُس نے موسیٰؑ سے محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ کا نام سُنا تھا اور ہمیشہ اُن پر صلوات بھیجا کرتا تھا اور اُن بزرگواروں کو جن و انس و ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس سبب سے میں نے اس قدر مال اُس کو عطا فرمایا تاکہ وہ نیک لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اپنے

دوستوں پر مہربانی کرے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے پھر اُس جوان نے موسیٰؑ سے کہا
کہ اے پیغمبرِ خدا میں ان اموال کی حفاظت کیونکر کروں اور کیسے دشمنوں کی عداوت
اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہوں فرمایا کہ اس مال پر درست اعتقاد سے
محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھ جیسا کہ پہلے پڑھا کرتا تھا تو خدا اس مال کی حفاظت کریگا
اگر کوئی چور، ظالم یا حاسد تیرے ساتھ بدی کا ارادہ کرے گا خدا اپنے احسان و کرم سے
اُس کے ضرر کو تجھ سے دفع کریگا۔ اُس وقت اس جوان نے جو زندہ ہوا تھا یہ گفتگو سُنی
تو کہا خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ اور اُن کے انوارِ مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ
سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دنیا میں باقی رکھ تاکہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند ہوں
اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل کر اور مجھ کو اس کے سبب سے کثیر نیکیاں روزی
فرما خدا نے اسی وقت موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ اس جوان کو اُن کے انوارِ مقدسہ کے توسل
کی برکت سے میں نے ایک سو تیس۱۳۰ سال عمر عطا فرمائی کہ وہ اس مدت میں صحیح و
سالم رہے گا اور اس کے قویٰ میں کمزوری نہ ہوگی اور اپنی زوجہ سے بہرہ مند ہوگا۔
جب یہ مدت ختم ہو جائے گی دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ دنیا سے اُٹھاؤنگا اور
اپنی بہشت میں جگہ دوں گا جہاں وہ دونوں نعمات سے فیض یاب ہوں گے اے موسیٰؑ
اگر وہ قاتل بدبخت بھی مجھ سے اسی طرح سوال کرتے جیسا کہ اس جوان نے کیا اور اُن
بزرگواروں کے انوارِ مقدسہ سے صحیح اعتقاد کے ساتھ متوسل ہوتے تو یقیناً میں
اُن کو حسد سے محفوظ رکھتا اور جو کچھ اُن کو عطا فرمایا تھا اُس پر قانع رکھتا اور
اگر اس فعل کے بعد بھی توبہ کر لیتے اور اُن انوارِ مقدسہ سے متوسل ہو جاتے
کہ میں اُن کو رسوا نہ کروں تو یقیناً میں اُن کو رسوا نہ کرتا اور نہ قاتل کے پتہ لگانے
میں بنی اسرائیل کی خاطر کرتا اور اگر رسوائی کے بعد توبہ کر لیتے اور اُن انوارِ پاک و
پاکیزہ سے توسل کرتے تو میں اُن کے اس فعل کو لوگوں کے دلوں سے فراموش
کر دیتا اور مقتول کے وارثوں کے دل میں ڈال دیتا کہ وہ قصاص سے اُس کو
معاف رکھیں۔ لیکن ان بزرگواروں کی محبت و ولایت اور اُن کی افضلیت کے
ساتھ اُن سے توسل کرنا جس کو چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں اور جس
سے چاہتا ہوں اپنی عدالت سے اُس کے اعمال کی بدی کے سبب سے روک دیتا
ہوں اور میں غالب اور حکیم خدا ہوں۔ پھر بنی اسرائیل کے اُس قبیلہ نے موسیٰؑ سے
فریاد کی کہ ہم نے بوجہ فرمانبرداری اپنے تئیں پریشانی میں مبتلا کر دیا اور اپنا سب قلیل و کثیر

مال اُس گائے کی قیمت میں دے دیا۔ لہٰذا دعا کیجئے کہ خدا ہماری روزی کو فراخ کرے
موسیٰؑ نے کہا افسوس ہے تم پر تمہارے دل کی آنکھیں کس قدر اندھی ہیں۔ شاید تم
نے اس جوان اور اس زندہ ہونے والے مقتول کی دعائیں نہیں سُنیں اور نہیں دیکھا
کہ کیا فائدہ اُن کو حاصل ہوا تم بھی اُسی طرح دُعا کرو اور اُن بزرگواروں کے انوارِ مقدسہ
سے توسل حاصل کرو۔ خدا تمہارے فاقہ اور احتیاج کو بند کر دے گا اور تمہاری روزی
کو فراخ کر دے گا۔ تو اُن لوگوں نے کہا خداوندا ہم لوگ تجھ سے التجا کرتے ہیں اور
تیرے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتے ہیں لہٰذا بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ
و ائمہ طاہرینؑ ہمارے فقر و احتیاج کو زائل کر دے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے
موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ اُن سے کہیں کہ فلاں خرابہ میں جائیں اور فلاں مقام کو
کھودیں اُس جگہ ایک کروڑ دینار مدفون ہیں اُس کو لے لیں اور جن جن اشخاص
سے گائے کی قیمت وصول کی گئی ہے اُن کو واپس دے دیں اور باقی
اپنے درمیان تقسیم کر لیں تاکہ اُن کے مال میں اور اضافہ ہو جائے اُس جزا میں کہ
ارواحِ مقدسۂ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متوسل ہوئے اور تمام مخلوق پر اُن کے فضل و
کرامت کی زیادتی کا اعتقاد کیا اسی قصہ پر قولِ خدا۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ
فِيْهَا ؕ کا اشارہ ہے یعنی اُس وقت کو یاد کرو اے بنی اسرائیل جب کہ تم نے ایک
شخص کو قتل کیا اور قاتل کے بارے میں اختلاف کیا اور تم میں سے ہر ایک نے
الزامِ قتل سے اپنے کو بری اور دُوسرے کو ملزم قرار دیا۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ
اور خدا عیاں اور ظاہر کرنے والا ہے۔ جو کچھ تم موسیٰؑ کی تکذیب کے ارادہ سے پوشیدہ
رکھتے تھے۔ اس گمان پر کہ جو کچھ تم نے موسیٰؑ سے اُس مُردہ کے زندہ کرنے کا سوال
کیا ہے خدا اُس کو قبول نہ کرے گا۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ تو ہم نے کہا کہ اُس
گائے کے کسی حصہ جسم کو اس کشتہ پر مارو كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ خدا یوں
ہی ملاقاتِ میت سے مُردوں کو دنیا و آخرت میں زندہ کرتا ہے۔ یعنی جو
آبِ مرد آبِ زن سے ملتا ہے اُس سے خدا جو عورتوں کے رحم میں ہوتا ہے
زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بحرِ مسجور سے جو آسمانِ اول کے نزدیک ہے اُس
کا پانی مرد کی منی کے مانند ہے پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد جبکہ تمام زندہ ہستیاں
مر جائیں گی پھر خدا اُن بوسیدہ اور خاک شدہ جسموں پر اُسی پانی کی بارش کرے گا تو
تمام اجسام تیار ہوں گے۔ اور دوسری بار صور پھونکتے ہی زندہ ہو جائیں گے۔

وَ یُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ اورتم کوتمام نشانیاں اورعلامتیں دکھاتا ہے جو اُس کی یکتائی اور موسیٰؑ کی پیغمبری اورتمام مخلوق پرمحمدؐ وعلیؑ اوراُن کی آلؑ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ شاید تم غور وفکر کرو کہ وہ خدا جس سے عجیب علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اپنی مخلوق کو حکم نہیں دیتا مگر اُس چیز کا جس میں اُن کی بہتری ہوتی ہے اور محمدؐ اور ان کی آلؑ طاہرینؑ کو برگزیدہ نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ تمام صاحبان عقل سے افضل وبرتر ہیں۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم اور نیک شخص نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی خواستگاری کی۔ اُس نے قبول کر لیا اُس عورت کا ایک چچازاد بھائی بڑا فاسق اور بدکار تھا اُس نے بھی خواستگاری کی تھی اور اُس عورت نے منظور نہیں کیا تھا لہٰذا اُس نے اُس مرد پر حسد کیا اور اُس کی تاک میں رہا آخر اُس کو قتل کر ڈالا اور اُس کو اُٹھا کر حضرت موسیٰؑ کے پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا چچازاد بھائی ہے اور مار ڈالا گیا ہے موسیٰؑ نے پوچھا کس نے مارا ہے اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ بنی اسرائیل میں قتل کا حکم بہت سخت تھا غرض بنی اسرائیل جمع ہوئے اور کہا اے پیغمبر خدا اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اُنہی میں سے ایک شخص اور تھا جس کے پاس ایک گائے تھی اُس کا ایک نہایت نیک اور فرمانبردار لڑکا تھا اُس کے پاس کوئی چیز تھی جس کے خریدنے کے لئے لوگ آئے۔ جہاں وہ چیز رکھی ہوئی تھی اُس مقام کی کنجی اُس کے باپ کے سر کے نیچے تھی اور وہ سو رہا تھا لڑکے نے حق پدری رعایت سے نہ چاہا کہ اُس کو خواب سے بیدار کرے اس لئے اُس نے خریداروں کو جواب دے دیا۔ جب اُس کا باپ بیدار ہوا لڑکے سے دریافت کیا کہ اپنے متاع کو تو نے کیا کیا۔ اُس نے کہا جہاں رکھا تھا موجود ہے میں نے اُس کو اس لئے فروخت نہیں کیا کہ اُس مقام کی کنجی آپ کے سرہانے رکھی ہوئی تھی اور مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ آپ کو بیدار کروں۔ باپ نے کہا کہ اُس نفع کے عوض میں جو مال نہ فروخت ہونے کا سبب سے تجھ سے ضائع ہوا میں نے اس گائے کو تجھے بخشا۔ خدا کو بھی اس کا یہ فعل پسند آیا جو اُس نے اپنے باپ کے ساتھ کیا یعنی باپ کے حق کی رعایت ملحوظ رکھی۔ اُس کے عمل کی جزا میں خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اُس گائے کو اُس سے خرید کر ذبح کریں۔ غرض جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے پاس

جمع ہوئے اور رو رو کے اُس مقتول کے بارہ میں فریاد کی تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بنی اسرائیل نے تعجّب کیا اور کہا کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو ہم تو اپنے کشتہ کو تمہارے پاس لائے ہیں اور اُس کے قاتل کا پتہ دریافت کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ گائے ذبح کرو۔ موسیٰؑ نے کہا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جاہل بنوں یا تم سے مذاق کروں۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ ہم سے موسیٰؑ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہوئی تو عرض کی کہ دُعا کیجئے کہ خدا بیان فرمائے کہ وہ کیسی گائے ہو موسیٰؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ فارض ہو نہ بکر۔ فارض وہ ہے جو جوڑا کھا چکی ہو اور حاملہ ہوئی ہو اور بکر وہ ہے جو جوڑا نہ کھائے ہوئے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ دُعا کرو کہ خدا اُس کا رنگ بیان فرمائے۔ کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ زرد اور بہت زرد ہو جو دیکھنے والوں کو اچھی معلوم ہو اور لوگ اُس کے دیکھنے سے خوش ہوں پھر اُن لوگوں نے کہا کہ دُعا کرو کہ تمہارا پروردگار بیان فرمائے کہ اُس گائے میں اور کیا صفت ہو کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ جس سے ہل جوتنے کا کام نہ لیا گیا ہو اور نہ اُس سے آب کشی کرائی گئی ہو۔ سوائے زرد رنگ کے اُس میں کوئی اور رنگ کے نقطے اور دھبے نہ ہوں اُن لوگوں نے کہا اب جا کے ٹھیک ٹھیک بیان کیا۔ ایسی گائے فلاں شخص کے پاس ہے اُس نے اپنے لڑکے کو اُس کی نیکی کے عوض دے دی ہے۔ وہ لوگ اُس لڑکے کے پاس گائے خریدنے گئے اُس نے کہا کہ اُس کی کھال کو سونے سے بھر دو۔ یہ سُن کر وہ لوگ موسیٰؑ کے پاس آئے اور کہا وہ اس قدر قیمت طلب کرتا ہے فرمایا تم کو اُسے خریدنے کے سوا چارہ نہیں یقیناً وہی گائے ذبح ہونی چاہئے اُسی قیمت پر خریدو غرض اُس کو اُن لوگوں نے خرید کیا اور ذبح کیا اور کہا اے پیغمبر خدا اب کیا کریں حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اُن سے کہو کہ اُس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر اُس کشتہ پر ماریں اور اُس سے پوچھیں کہ اُسے کس نے قتل کیا ہے اُن لوگوں نے اُس گائے کی دم لے کر اُس پر مارا اور اس سے پوچھا کہ تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اُس نے کہا فلاں پسر فلاں نے یعنی چچا کے اُس لڑکے نے جو اُس کے خون کا دعویدار تھا۔

حدیث صحیح میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے ایک عزیز کو قتل کیا اور اُس کو بنی اسرائیل کے بہترین اسباط

کے راستہ میں ڈال دیا پھر موسیٰؑ کے پاس آکر اُس کے خون کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰؑ ہم پر ظاہر کرو کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا ایک گائے لاؤ۔ بنی اسرائیل کوئی گائے لے آتے وہی کافی تھی۔ لیکن حجت اور تکرار کرنے لگے یعنی سوال کرنا شروع کیا خدا اُن پر سختی کرتا گیا یہاں تک کہ وُہ گائے طے ہُوئی جو بنی اسرائیل کے ایک جوان کے پاس تھی جس کو اُس نے اس شرط پر فروخت کرنا منظور کیا کہ گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں۔ مجبُوراً اُن لوگوں نے اُسی قیمت پر خریدا اور ذبح کیا پھر موسیٰؑ کے حکم سے اُس گائے کی دم کو اُس میت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ میرے پسر عم نے مجھے قتل کیا ہے ان لوگوں نے قتل نہیں کیا جن پر یہ دعویٰ کرتا ہے۔ ایک شخص نے موسیٰؑ سے کہا کہ اس گائے کے متعلق ایک واقعہ ہے۔ پوچھا کیا کہا وہ جوان جو اس گائے کا مالک تھا اپنے باپ کا بہت فرمانبردار ہے ایک روز اُس نے کوئی چیز خرید کی اور آیا کہ اُس کی قیمت ادا کرے اُس نے دیکھا کہ اُس کا باپ سو رہا ہے اور کنجیاں اُس کے سر کے نیچے ہیں۔ اُس کو اچھا نہیں معلوم ہوا کہ اپنے باپ کو خواب سے بیدار کرے۔ اس سبب سے اُس چیز کے نفع کو ترک کر دیا اور اُس کو واپس کر دیا جب اُس کا باپ بیدار ہُوا اور اُس نے یہ حال اُس سے بیان کیا۔ باپ نے کہا بہت اچھا کیا۔ میں نے اس گائے کو تجھے بخشا اُس نفع کے عوض میں جو تجھ سے ضائع ہُوا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ غور کرو کہ باپ ماں کے ساتھ نیکی کرنا انسان کو کس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چونکہ اُن کا مکرر تذکرہ طوالت کا باعث ہے اس لئے میں نے اسی قدر ذکر پر اکتفا کی۔

فصل نہم | موسیٰؑ اور خضرؑ کی ملاقات اور حضرت خضرؑ کے تمام حالات۔

حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا۔ (آیت ۶۰ تا ۸۲ سورہ کہف پ۱۵ ر۱۶) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنے ایک جوان یعنی اپنے ہمیشہ کے مددگار مصاحب سے کہا کہ میں اپنا سفر ترک نہ کروں گا جب تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں چلنے سے باز نہ آؤں گا یا بہت مدت تک چلتا رہوں گا جس کو بعض نے اسی اور بعض نے ستر سال بیان کیا ہے۔ قول اوّل جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں موسیٰؑ سے مراد موسیٰؑ بن عمران

اور اُن کے مصاحب یوشعؑ بن نون ہیں جو آنحضرت کے وصی تھے۔ اس معنی پر خاصّہ اور عامّہ کی حدیثیں متفق ہیں اور ایک ضعیف قول اہل کتاب کا بھی نقل کیا گیا ہے۔ وُہ یہ کہ جس موسیٰؑ کا ذکر ہے وہ یشابن یوسف کے فرزند ہیں وہ موسیٰؑ بن عمران سے پہلے گذرے ہیں۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ دو دریا دریائے فارس اور دریائے روم ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دو دریائے علم سے مراد ہے کہ ظاہری دریائے علم موسیٰ اور باطنی دریائے علم خضرؑ تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور الواح اُن پر نازل فرمائیں جن میں بہت سے علوم تھے موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور خبر دی کہ خدا نے اُن پر توریت نازل کی ہے اور اُن سے کلام کیا ہے اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے مجھ سے دانا تر کسی کو خلق نہیں فرمایا۔ تو خدا نے جبرئیل کو موسیٰؑ کے بارے میں خبر کی کہ نزدیک ہے کہ موسیٰؑ کا یہ غرور اُس کو ہلاک کر دے لہٰذا اُس سے کہو کہ ایک پتھر کے قریب دو دریاؤں کے اجتماع کی جگہ پر ایک شخص تم سے زیادہ صاحب علم ہے اُس سے جا کر ملاقات کرو اور کچھ علم حاصل کرو۔ جبرئیل نازل ہُوئے اور وحی الٰہی کو موسیٰؑ تک پہنچایا۔ موسیٰؑ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے۔ سمجھے کہ غلطی ہوئی اور خائف ہوئے اور اپنے وصی یوشعؑ سے کہا کہ خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ ایک شخص کے پاس جاؤں جو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے اور علم سیکھوں۔ لہٰذا یوشعؑ نے ایک مسلم مچھلی نمک آلودہ ساتھ میں رکھ لی اور دونوں صاحبان روانہ ہوئے جب اُس مقام پر پہنچے خضر کو دیکھا کہ چت سو رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن کو نہیں پہچانا۔ یوشعؑ نے مچھلی نکالی اور پانی میں دھو کر پتھر پر رکھ دی۔ مچھلی زندہ ہو کر پانی کے اندر چلی گئی کیونکہ وہ آب حیات تھا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور جب تھک کر ایک جگہ بیٹھے تو موسیٰؑ نے یوشعؑ سے کہا کہ لاؤ ناشتہ کریں۔ اس سفر سے بہت پریشان ہو گئے ہیں۔ اُس وقت یوشعؑ نے موسیٰؑ سے مچھلی کا قصّہ بیان کیا کہ وُہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جس شخص کی تلاش میں ہم لوگ تھے وہ وہیں تھا جو پتھر کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ لہٰذا اُسی راہ سے واپس ہوئے۔ جب اس مقام پر پہنچے دیکھا کہ خضر نماز میں مشغول ہیں۔ وُہ بیٹھ گئے۔ جب خضر نماز سے فارغ ہُوئے تو اُن پر سلام کیا اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ

کے راستہ میں ڈال دیا پھر موسیٰؑ کے پاس آکر اُس کے خون کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰؑ ہم پر ظاہر کرو کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا ایک گائے لاؤ۔ بنی اسرائیل کوئی گائے لے آتے وہی کافی تھی۔ لیکن حجت اور تکرار کرنے لگے یعنی سوال کرنا شروع کیا خدا اُن پر سختی کرتا گیا یہاں تک کہ وُہ گائے طے ہُوئی جو بنی اسرائیل کے ایک جوان کے پاس تھی جس کو اُس نے اس شرط پر فروخت کرنا منظور کیا کہ گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں۔ مجبُوراً اُن لوگوں نے اُسی قیمت پر خریدا اور ذبح کیا پھر موسیٰؑ کے حکم سے اُس گائے کی دم کو اُس میت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ میرے پسر عم نے مجھے قتل کیا ہے ان لوگوں نے قتل نہیں کیا جن پر یہ دعویٰ کرتا ہے۔ ایک شخص نے موسیٰؑ سے کہا کہ اس گائے کے متعلق ایک واقعہ ہے۔ پوچھا کیا کہا وہ جوان جو اس گائے کا مالک تھا اپنے باپ کا بہت فرمانبردار ہے ایک روز اُس نے کوئی چیز خرید کی اور آیا کہ اُس کی قیمت ادا کرے اُس نے دیکھا کہ اُس کا باپ سو رہا ہے اور کنجیاں اُس کے سر کے نیچے ہیں۔ اُس کو اچھا نہیں معلوم ہوا کہ اپنے باپ کو خواب سے بیدار کرے۔ اس سبب سے اُس چیز کے نفع کو ترک کر دیا اور اُس کو واپس کر دیا جب اُس کا باپ بیدار ہُوا اور اُس نے یہ حال اُس سے بیان کیا۔ باپ نے کہا بہت اچھا کیا۔ میں نے اس گائے کو تجھے بخشا اُس نفع کے عوض میں جو تجھ سے ضائع ہُوا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ غور کرو کہ باپ ماں کے ساتھ نیکی کرنا انسان کو کس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چونکہ ان کا مکرر تذکرہ طوالت کا باعث ہے اس لئے میں نے اسی قدر ذکر پر اکتفا کی۔

فصل ۴م | موسیٰؑ اور خضرؑ کی ملاقات اور حضرت خضرؑ کے تمام حالات۔

[illegible] تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ [illegible]

[illegible]

جگہ تک نہ پہنچ جاؤں چلنے سے باز نہ آؤں گا یا بہت مدت تک چلتا رہونگا جس کو بعض نے اسی اور بعض نے ستر سال بیان کیا ہے۔ قول اوّل جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں موسیٰؑ سے مراد موسیٰؑ بن عمران

اور اُن کے مصاحب یوشعؑ بن نون ہیں جو آنحضرت کے وصی تھے۔ اس معنی پر خاصہ اور عامہ کی حدیثیں متفق ہیں اور ایک ضعیف قول اہل کتاب کا بھی نقل کیا گیا ہے۔ وُہ یہ کہ جس موسیٰؑ کا ذکر ہے وہ بیشا بن یوسف کے فرزند ہیں وہ موسیٰؑ بن عمران سے پہلے گذرے ہیں۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ دو دریا دریائے فارس اور دریائے روم ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دو دریائے علم سے مراد ہے کہ ظاہری دریائے علم موسیٰ اور باطنی دریائے علم خضرؑ تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور الواح اُن پر نازل فرمائیں جن میں بہت سے علوم تھے موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور خبر دی کہ خدا نے اُن پر توریت نازل کی ہے اور اُن سے کلام کیا ہے اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے مجھ سے دانا تر کسی کو خلق نہیں فرمایا۔ تو خدا نے جبرئیل کو موسیٰؑ کے بارے میں خبر کی کہ نزدیک ہے کہ موسیٰؑ کا یہ غرور اُس کو ہلاک کر دے لہٰذا اُس سے کہو کہ ایک پتھر کے قریب دو دریاؤں کے اجتماع کی جگہ پر ایک شخص تم سے زیادہ صاحب علم ہے اُس سے جا کر مُلاقات کرو اور کچھ علم حاصل کرو۔ جبرئیل نازل ہُوئے اور وحی الٰہی کو موسیٰؑ تک پہنچایا۔ موسیٰؑ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے۔ سمجھے کہ غلطی ہوئی اور خائف ہوئے اور اپنے وصی یوشعؑ سے کہا کہ خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ ایک شخص کے پاس جاؤں جو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے اور علم سیکھوں۔ لہٰذا یوشعؑ نے ایک مسلم مچھلی نمک آلودہ ساتھ میں رکھ لی اور دونوں صاحبان روانہ ہوئے جب اُس مقام پر پہنچے خضر کو دیکھا کہ چت سو رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن کو نہیں پہچانا۔ یوشعؑ نے مچھلی نکالی اور پانی میں دھو کر پتھر پر رکھ دی۔ مچھلی زندہ ہو کر پانی کے اندر چلی گئی کیونکہ وہ آب حیات تھا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور جب تھک [illegible] تو موسیٰؑ نے یوشعؑ سے کہا کہ لاؤ ناشتہ کریں۔ اس سفر سے بہت [illegible] ہیں۔ اُس وقت یوشعؑ نے موسیٰؑ سے مچھلی کا قصّہ بیان کیا کہ وُہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جس شخص کی تلاش میں ہم لوگ تھے وہ وہیں تھا جو پتھر کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ لہٰذا اُسی راہ سے واپس ہوئے۔ جب اس مقام پر پہنچے دیکھا کہ خضر نماز میں مشغول ہیں۔ وُہ بیٹھ گئے۔ جب خضر نماز سے فارغ ہُوئے تو اُن پر سلام کیا اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ

نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ جس جگہ مچھلی غائب ہو جائے سمجھنا کہ خضرؑ وہیں ملیں گے۔ موسیٰؑ نے یوشعؑ سے فرمایا کہ جب مچھلی غائب ہو جائے مجھے مطلع کرنا۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا ۔ تو جب موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی دو دریاؤں کے محل اجتماع پر پہنچے نَسِيَا حُوتَهُمَا تو اپنی مچھلی بھول گئے یا چھوڑ دی۔ موسیٰؑ نے مچھلی کا حال نہیں پوچھا۔ لیکن یوشعؑ نے بتایا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۔ کہ مچھلی نے دریا کی راہ اختیار کی اور پانی میں چلی گئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ موسیٰؑ سو گئے تھے اور اُن حضرت کے اعجاز سے مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی بعض نے بیان کیا ہے کہ یوشعؑ نے وضو کیا اور اُن کے وضو کا پانی مچھلی تک پہنچا اور وہ زندہ ہو گئی اور کود کر پانی میں چلی گئی فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۔ جب وہ لوگ مجمع البحرین سے گذر گئے موسیٰؑ نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ ہمارے لئے ہمارا ناشتہ لاؤ یقیناً اس سفر میں ہم کو بہت زحمت و پریشانی ہوئی۔ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۔ یوشعؑ نے کہا کیا آپ نے دیکھا جس وقت ہم لوگ اُس پتھر کے پاس مقیم ہوئے کیا ہوا۔ میں تو مچھلی کا قصہ آپ سے کہنا بھول گیا۔ یا میں نے ترک کر دیا اور نہیں کہا اور فراموشی یا اُس کے ترک کا باعث شیطان کے سوا کوئی نہیں ہوا۔ وہ مچھلی زندہ ہو کر عجیب طرح دریا میں چلی گئی قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۔ موسیٰؑ نے کہا وہی جگہ تو تھی جس کی تلاش میں ہم تھے۔ اور وہی ہمارا مقصود ہے جس کو تم بیان کرتے ہو۔ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۔ لہٰذا اسی راہ سے اپنے قدم کا نشان دیکھتے ہوئے واپس ہوئے جس راہ سے آئے تھے۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا وہاں اُن لوگوں نے میرے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کی تھی یعنی اُس کو اپنی جانب سے وحی اور پیغمبری اور چند علوم کی تعلیم دی تھی۔ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۔ موسیٰؑ نے اس سے کہا (کیا آپ کی اجازت ہے) کہ میں آپ کے ساتھ اس شرط سے رہوں کہ آپ مجھے اُس علم سے جس کو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیں جو میری صلاح و بہتری کا سبب ہو۔ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا خضرؑ نے

کہا یقیناً آپ کو اس کی طاقت و قوت نہیں ہے کہ آپ میرے ساتھ رہ کر اُن امور پر صبر کر سکیں جو مجھ سے مشاہدہ کریں۔ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۔ اور آپ کیونکر اُس امر پر صبر کر سکتے ہیں جو بظاہر بُرا ہو اور باطن میں آپ کا علم اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچا ہے۔ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۔ موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی کسی امر میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۔ خضرؑ نے کہا اگر میرے ساتھ آتے ہو تو مجھ سے کسی بارے میں سوال نہ کرنا جب تک میں خود تم سے بیان نہ کر دوں فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ غرض موسیٰؑ و خضرؑ روانہ ہوئے یہاں تک کہ کشتی میں سوار ہوئے اور خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۔ موسیٰؑ نے کہا کیا کشتی میں آپ نے اس لئے سوراخ کر دیا کہ کشتی والے غرق ہو جائیں یقیناً یہ بہت سخت فعل کیا۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ تم طاقت نہیں رکھتے ہو کہ میرے ساتھ رہ کر صبر کر سکو قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۔ موسیٰؑ نے کہا جو کچھ میں بھول گیا اُس بارہ میں مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے یا پہلی بار جو مجھ سے سرزد ہو گیا اُسے گرفت نہ کیجئے اور میرے معاملہ کو مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ پھر کشتی سے اُترنے کے بعد ایک لڑکے کو دیکھا اور خضرؑ نے اُس کو قتل کر دیا۔ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا موسیٰؑ نے کہا آیا آپ نے ایک معصوم کو مار ڈالا بغیر اس کے کہ اُس نے کسی کا خون کیا ہو یقیناً آپ نے یہ بُرا کام کیا۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا خضرؑ نے کہا کیا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تم کو میرے ساتھ رہ کر صبر کی طاقت نہیں ہو سکتی۔ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ ۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۔ موسیٰؑ نے کہا اگر اب اس کے بعد آپ سے کسی چیز کا سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا یقیناً میری جانب سے آپ عذر کی حد کو پہنچ گئے یعنی اگر تین مرتبہ کے بعد مخالفت کروں تو آپ مجھے علیحدہ کر دیجئے گا

اور آپ معذور ہوں گے فَانْطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ پھر روانہ ہوئے اور ایک قریہ میں پہنچے بیان کرتے ہیں کہ وہ قریہ انطاکیہ تھا یا ابلۂ بصرہ یا باجروان ارمینیہ غرض وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا اُن لوگوں نے کھانا دینے سے انکار کیا۔ اُس قریہ میں ایک دیوار نظر آئی جو بوسیدہ ہو چکی تھی اور گرا چاہتی تھی۔ خضرؑ اس دیوار کو درست کرنے لگے یا ایک کھمبا اُس سے لگا دیا یا ہاتھ اُس دیوار پر پھیرا اور وہ باعجاز درست ہوگئی قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا۔ موسیٰؑ نے کہا کاش اگر دیوار بنانے کی اُجرت اہل قریہ سے چاہتے تو لے سکتے تھے جس کے درست کرنے میں ہم کو شام ہوگئی یا یہ کہ اشارۃً کہا کہ بیکار کام کیا جس کی کوئی اُجرت نہیں۔ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا خضرؑ نے کہا اب میرے اور تمہارے فراق کا وقت ہے جو کچھ تم نے دیکھا اور اُن پر صبر نہ کر سکے اُن کی تاویل سے میں اب تم کو آگاہ کرتا ہوں۔ اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا۔ سُنو! وہ کشتی چند مساکین و محتاج لوگوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اُس میں عیب پیدا کر دوں کیونکہ اُن کے سامنے یا پیچھے ایک بادشاہ تھا جو درست کشتی کو غصب کر لیتا تھا میں نے اس لئے اُس میں عیب پیدا کر دیا تاکہ وہ غصب نہ کرے۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّكُفْرًا اور اس لڑکے (کو جو میں نے مار ڈالا تو اُس) کے ماں باپ مومن تھے۔ مجھ کو خوف تھا کہ وہ لڑکا اُن کو کفر و سرکشی سے اذیت پہنچائے گا یا خود اُن کو سرکش و کافر بنا دے گا۔ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا۔ میں نے چاہا کہ اُس فرزند کے عوض اُن کا پروردگار اُس سے بہت زیادہ نیک فرزند عطا فرمائے جو بُری باتوں اور گناہوں سے پاک ہو اور ماں باپ پر مہربانی اور رحم کے سبب سے اُن کو زیادہ محبوب ہو۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا۔ اور اُس دیوار کے بارے میں یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم ہیں اور اس دیوار کے نیچے اُن کے لئے

خزانہ مدفون ہے وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ اور ان یتیموں کا باپ صالح اور نیک شخص ہے تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونوں لڑکے بالغ ہوں اور اُن کی عقل کامل ہو جائے تو اس دیوار کے نیچے سے اپنے خزانہ کو نکال لیں اور یہ تمہارے پروردگار کی اُن بچوں پر رحمت ہے وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ اور میں نے یہ سب اپنی رائے سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے حکم سے کیا ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ؕ یہ تھی اُن افعال کی تاویل جن کے دیکھنے سے تم صبر نہیں کر سکے۔ [1]

علی بن ابراہیم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ یونس اور ہشام بن ابراہیم نے اس بارے میں نزاع کی کہ وہ عالم جس کے پاس موسیٰؑ گئے تھے زیادہ جاننے والا تھا یا موسیٰ۔ اور کیا یہ جائز ہے کہ موسیٰؑ پر کوئی حجت اور امام ہو حالانکہ مخلوق پر وہ خود حجت خدا تھے۔ آخر کار اس بارے میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور یہ مسئلہ آنحضرت سے دریافت کیا۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ جب موسیٰؑ اُس عالم کی تلاش میں گئے اور اُس کو دریا کے ایک جزیرہ میں پایا جو کبھی بیٹھتا تھا اور کبھی لیٹتا اور کبھی تکیہ کرتا تھا۔ موسیٰؑ نے اُس کو سلام کیا اس نے سلام کو ایک عجیب فعل سمجھا اس وجہ سے کہ وہ اُس زمین میں تھا جہاں سلام کا وجود ہی نہ تھا۔ اُس نے پوچھا تم کون ہو کہا موسیٰ بن عمرانؑ اُس نے کہا کیا تم ہی وہ موسیٰؑ بن عمران ہو جس سے خدا نے کلام کیا ہے فرمایا ہاں عالم نے پوچھا موسیٰؑ آپ کی کیا حاجت ہے موسیٰؑ نے کہا اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے اُس علم میں سے جو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیجئے عالم نے کہا خدا نے مجھے اُس امر پر موکل فرمایا ہے جس کی طاقت آپ نہیں رکھتے اور جس امر پر آپ کو موکل کیا ہے میں اُس کی طاقت نہیں رکھتا پھر عالم نے اُن بلاؤں کا ذکر کیا جو آلِ محمدؐ پر نازل ہونے والی تھیں تو دونوں بزرگوار بہت روئے پھر اُس نے موسیٰؑ سے آلِ محمدؐ کی بزرگی اور فضائل کا اس قدر ذکر کیا کہ موسیٰؑ بار بار کہتے تھے کہ کاش میں اُن کی آلؑ سے ہوتا پھر

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ آیات کا ترجمہ مفسرین کی تفسیر کے موافق تھا۔ اب اہل بیت کی تفسیریں احادیث کے ضمن میں معلوم ہوں گی۔

اُس نے جناب رسولؐ خدا کا اُن کی قوم پر مبعوث ہونا اور قوم کی تکذیب و ایذا رسانی کا حال بیان کیا اور اس آیت کی تاویل اُن سے کی وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی ہم اُن لوگوں کے دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیں گے جو پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے۔ فرمایا کہ پہلی مرتبہ سے مراد روزِ میثاق ہے جبکہ حق تعالیٰ نے ارواح سے اُن کے جسم خلق کرنے سے پہلے عہد لیا۔ غرض موسیٰؑ نے عالم سے استدعا کی کہ وہ اُن کو اپنے ہمراہ رکھے اس نے انکار کیا اور کہا آپ کو میرے کاموں کے دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔ لیکن موسیٰؑ کے زیادہ اصرار سے اُس نے عہد لیا کہ جو کچھ آپ میرے کاموں سے مشاہدہ کریں نہ اُس پر اعتراض کریں اور نہ اُس سے مجھ کو روکیں جب تک کہ میں اُس کا سبب نہ بیان کردوں۔ موسیٰؑ نے منظور کرلیا۔ غرض موسیٰؑ، یوشعؑ اور وہ عالم تینوں بزرگوار ہمراہ چلے اور دریا کے کنارے پہنچے اُس جگہ ایک کشتی تھی جس کو آدمیوں اور بوجھ سے بھر لیا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ روانہ ہوں لیکن ان اشخاص کو دیکھا تو کشتی کے مالکوں نے کہا کہ ان تین آدمیوں کو بھی کشتی میں داخل کرلیں کہ یہ لوگ نیک ہیں۔ غرض وہ لوگ بھی سوار ہو گئے اور کشتی روانہ ہوئی جب بیچ دریا میں پہنچی خضرؑ اُٹھ کر کشتی کے کنارے گئے، اُس میں سوراخ کرکے کیچڑ اور پرانے کپڑوں سے اُس کو بھر دیا۔ موسیٰؑ نے جب خضرؑ کا یہ فعل دیکھا تو غصہ آگیا اور کہا اس کشتی میں سوراخ کر دیا تاکہ کشتی والوں کو غرق کردو عجیب فعل تم نے کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ رہ کر تم صبر نہیں کرسکتے اور نہ میرے کاموں کو دیکھنے کی تاب رکھتے ہو موسیٰؑ نے کہا اس مرتبہ مجھ سے جو پیمان شکنی ہوگئی اُسے معاف کیجئے اور کام مجھ پر دشوار نہ کیجئے پھر جب کشتی سے اُترے خضرؑ کی نگاہ ایک لڑکے پر پڑی جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور نہایت حسین و جمیل تھا گویا چاند کا ایک ٹکڑا تھا اُس کے کانوں میں مروارید کے دو گوشوارے تھے خضرؑ نے تھوڑی دیر تک اُس کو دیکھا پھر اُس کو پکڑ کر مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ جھپٹے اور خضر کو اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا اور کہا کیا بے گناہ ایک پاکیزہ بچے کو تم نے مار ڈالا حالانکہ اُس نے کسی کا خون نہیں کیا تھا بیشک تم نے یہ بہت بڑا کام کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے کاموں پر صبر نہیں کرسکتے۔ موسیٰؑ نے (شرمندہ ہوکر) کہا کہ اب اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی دوسری چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ سے علیحدہ

کردیجئے گا کیونکہ اس کے بعد آپ معذور رہیں۔ غرض پھر روانہ ہوئے اور شام کے قریب ایک قریہ میں پہنچے جس کو ناصرہ کہتے تھے اُسی قریہ سے نصاریٰ منسوب ہیں۔ وہاں کے رہنے والوں نے کبھی کسی کی ضیافت نہیں کی تھی اور نہ کبھی کسی غریب کو کھانا کھلایا تھا ان لوگوں نے اُن سے کھانا طلب کیا لیکن وہ لوگ نہ اپنے گھر سے باہر آئے اور نہ کھانا دیا۔ خضرؑ نے قریب ہی ایک دیوار دیکھی جو خراب ہو رہی تھی اُس کے پاس آئے اور ہاتھ اُس پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے درست ہو جا تو وہ درست ہوگئی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ مناسب نہ تھا کہ تم اس دیوار کو درست کرتے جب تک کہ وہ لوگ ہم کو کھانا نہ کھلاتے اور اپنے مکانوں میں ہم کو ٹھہرنے کی جگہ نہ دیتے۔ یہی مطلب ہے موسیٰؑ کے قول کا کہ اگر اس دیوار کے درست کرنے کی کوئی اُجرت چاہتے تو لے سکتے تھے۔ اُس وقت خضرؑ نے کہا کہ اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا لہٰذا اب میں تم کو اُن اُمور سے آگاہ کرتا ہوں جو تم نے دیکھے اور صبر نہ کرسکے۔ سُنو! کشتی میں سُوراخ کرنے کا یہ سبب تھا کہ وہ کشتی چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کیا کرتے ہیں۔ اُس کشتی کے پیچھے ایک بادشاہ آرہا تھا جو ہر اچھی کشتی چھین لیتا تھا۔ میں نے اُس میں عیب پیدا کر دیا۔ تاکہ وہ اُس کو غصب نہ کرے اور وہ اُن مسکینوں کے لئے باقی رہے یہ آیت اہل بیتؑ کے قرآن میں اس طرح ہے۔ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فرمایا کہ آیت یوں ہی نازل ہوئی۔ یعنی اُس لڑکے کے بارے میں یہ ہے کہ اُس کے والدین مومن تھے اور وہ کفر پر مائل تھا۔ خضرؑ نے کہا کہ جب میں نے اُس کو دیکھا اُس کی پیشانی پر لکھا تھا وَطُبِعَ كَافِرًا یعنی خدا کے علم میں یہ ہے کہ اگر وہ زندہ رہ جائے گا تو کافر ہوگا لہٰذا مجھ کو خوف ہوا کہ اُس کا کفر اُس کے ماں باپ کو نہ گھیرلے تو میں نے چاہا کہ خدا اُس کے عوض میں اُن کو ایسا فرزند عطا کرے جو زیادہ نیک اور مہربانی میں ماں باپ سے زیادہ قریب ہو پھر خدا نے اُس پسر کے عوض ان کو ایک دختر عطا فرمائی جس سے ایک پیغمبر پیدا ہُوا۔ دوسری معتبر روایتوں کی بنا پر اُس کی نسل سے بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ستر پیغمبر پیدا ہُوئے۔

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امیرالمومنینؑ اور امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ اور امام رضا صلوات اللہ علیہم اجمعین سے

منقول ہے کہ جو خزانہ اُن دونوں لڑکوں کا اُس دیوار کے نیچے تھا وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر کلمہ اور موعظہ نقش تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مجھے اُس شخص پر تعجب ہے جو جانتا ہے کہ موت حق ہے کیونکر شاد ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے کیونکر ڈرتا ہے۔ دوسری روایت کی بنا پر کیونکر بلاؤں پر اندوہناک ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو جہنم کو یاد کرتا ہے اور ہنستا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو دنیا کو دیکھتا ہے اور اُس کے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنے کو مشاہدہ کرتا ہے کیونکر اُس میں دل لگاتا ہے۔ دوسری روایت کی بنا پر تعجب ہے مجھ کو اُس پر جو آخرت کے حساب پر یقین رکھتا ہے کیونکر گناہ کرتا ہے اُس شخص کو سزاوار ہے جس کو عقل ربّانی دی گئی ہو یہ کہ خدا کی جانب سے سمجھے جو کچھ اُس نے اُس کے لئے مقدر کیا ہے یعنی تصدیق کرے کہ یقیناً اُس کے لئے بہتر ہے اور خدا پر اعتراض نہ کرے کہ کیوں اُس کی روزی دیر میں اُس کو ملی۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ خزانہ خدا کی قسم سونے اور چاندی کا نہ تھا وہ ایک تختی تھی جس پر یہ کلمے تحریر تھے کہ میں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمدؐ میرے رسول ہیں۔ مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہے کیونکر اُس کا دل شاد ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہے کیونکر اُس کے دانت ہنسنے کے لئے کھلتے ہیں اور تعجب ہے اُس پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے کیونکر رنجیدہ ہوتا ہے اُس کی روزی دیر میں پہنچنے سے کیونکر گمان کرتا ہے کہ خدا اُس کی روزی دیر میں دے گا اور تعجب ہے اُس شخص پر جو دنیا کو دیکھتا ہے تو آخرت کی دنیا سے انکار کرتا ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ موسیٰؑ کے ساتھ جو مجمع البحرین کے سفر میں تھے وہ یوشعؑ بن نون تھے اور فرمایا کہ موسیٰؑ جو خضرؑ پر اعتراض کرتے تھے اس سبب سے تھا کہ اُن کو ظلم سے سخت نفرت تھی اور وہ کام بظاہر ظلم تھے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ پیغمبر مرسل تھے خدا نے ان کو ایک قوم کی جانب مبعوث کیا تھا وہ اُس قوم کو خدا کی یگانہ پرستی کی جانب بلاتے تھے اور پیغمبروں اور کتاب ہائے خدا کی جانب دعوت دیتے تھے۔ اُن کا

معجزہ یہ تھا کہ دنیا کی کسی خشک زمین پر جب بیٹھ جاتے تھے تو وہ سبز و شاداب ہو جاتی تھی جس خشک لکڑی پر بیٹھتے یا تکیہ کرتے وہ بھی سبز ہو جاتی اُس میں پتیاں نکل آتیں اور شگوفہ پیدا ہو جاتا اسی سبب سے اُن کو خضر کہتے ہیں۔ اُن حضرت کا نام تالیا تھا اور وہ ملکان بن غابر بن ارفخشد بن سام بن نوح کے فرزند تھے۔ خدا جب حضرت موسیٰؑ سے ہمکلام ہوا اور الواح میں ہر چیز کا موعظہ اور ہر حکم کی تفصیل اُن کے لئے تحریر کر دی اور ید بیضا اور عصا اور ٹڈی اور کھٹمل اور جوں اور خون کے طوفان اور دریا پھاڑنے کا معجزہ اُن کو عطا فرمایا اور اُن کے لئے فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰؑ میں ایک قسم کی خودستائی جو بشریت کا لازمہ ہے پیدا ہوئی آپ نے اپنے دل میں سمجھا کہ مجھ کو گمان نہیں ہے کہ خدا نے مجھ سے زیادہ جاننے والا کسی کو پیدا کیا ہوگا تو حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی کی کہ میرے بندے موسیٰؑ سے قبل اس کے کہ اُس کو غرور ہلاک کرے کہہ دو کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ایک عابد ہے اُس کے پاس جاؤ اور علم حاصل کرو جب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور رسالت الٰہی کو موسیٰؑ تک پہنچایا۔ موسیٰؑ نے سمجھا کہ یہ وحی اُس سبب سے ہوئی جو اُن کے دل میں گذرا تھا۔ لہذا موسیٰؑ اپنے جوان کے ساتھ جو یوشع بن نون تھے دو دریاؤں کے محل اجتماع پر گئے۔ وہاں خضرؑ کو پایا وہ عبادت الٰہی میں مشغول تھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُن دونوں نے میرے ایک بندہ سے ملاقات کی جس کو ہم نے اپنی جانب سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے خاص علوم میں سے کچھ علم دیا تھا۔ تو موسیٰؑ نے خضر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں اس لئے کہ اُس علم میں سے جو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے مجھے آپ سکھائیں خضر نے کہا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے نہ میرے کاموں کے دیکھنے کی تم میں طاقت ہے کیونکہ میں ایسے علم کے ساتھ موکل ہوا ہوں جس کی برداشت تم کو نہیں۔ اور تم ایسے چند علموں کے ساتھ موکل ہوئے ہو جس کا تحمل میں نہیں کر سکتا موسیٰؑ نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ صبر و تحمل کی طاقت رکھتا ہوں خضرؑ نے کہا اے موسیٰؑ خدا کے علم اور امر میں قیاس کو دخل نہیں ہے کیونکر تم صبر کر سکتے ہو اُس امر پر جو تمہارے احاطۂ علم سے باہر ہے موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ...... آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی امر میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ جب انشاء اللہ کہہ دیا اور اپنے صبر کو مشیت الٰہی پر چھوڑ دیا تو خضرؑ نے کہا کہ اگر میرے ساتھ آتے

ہو تو کسی چیز کا مجھ سے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود تم سے بیان کروں موسیٰؑ نے کہا منظور ہے اور دونوں روانہ ہوئے اور ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کر دیا موسیٰؑ نے اُن پر اعتراض کیا خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے موسیٰؑ نے کہا مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے مجھ سے سہو ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ نسیان سے اس جگہ ترک کرنا مراد ہے فراموشی نہیں۔ یعنی مجھ سے جو ایک مرتبہ ترک عہد ہوا اُس کا مواخذہ نہ کیجئے اور کام کو مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔ غرض وہ پھر روانہ ہوئے۔ ایک لڑکے کو دیکھا خضرؑ نے اُس لڑکے کو قتل کر دیا۔ موسیٰؑ کو غصّہ آیا اور خضرؑ کا گریبان پکڑ کر کہا کہ ایک بے گناہ شخص کو آپ نے مار ڈالا یہ بہت بُرا کام کیا خضرؑ نے کہا کہ خدا کے امور میں عقلیں حکم نہیں کر سکتیں بلکہ امور حق تعالیٰ عقلوں پر حکم کرنے والے ہیں جو چیز خدا کے حکم سے واقع ہو اُس کو تسلیم و قبول کرنا چاہیئے اور اُس کی فرمانبرداری لازم ہے ہرچند عقل اُس کے سبب تک نہ پہنچ سکے اور میں جانتا ہوں کہ تم میرے کاموں کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے ہو۔ موسیٰؑ نے کہا اگر اس کے بعد میں کسی امر کا سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا کیونکہ آپ کا عذر پُورا ہو جائے گا۔ پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ناصرہ کے ایک قریہ میں پہنچے جس سے نصاریٰ منسوب ہوئے ہیں اور وہاں کے باشندوں سے طعام طلب کیا اُن لوگوں نے انکار کیا کہ اُن کو اپنے پاس ٹھہرائیں اور کھانا کھلائیں۔ پھر موسیٰؑ اور خضرؑ نے ایک دیوار کو دیکھا جو اُسی قریہ میں قریب ہی تھی اور گرا چاہتی تھی۔ خضرؑ اس دیوار کے پاس گئے اور اپنے اعجاز سے اس دیوار کو درست کر دیا۔ موسیٰؑ نے اعتراض کیا۔ جیسا کہ بیان ہوا اُس وقت خضرؑ نے کہا کہ یہ میری اور تمہاری جدائی کا وقت ہے اب میں تم کو ان کے سببوں سے آگاہ کرتا ہوں جن کے دیکھنے سے تم صبر نہ کر سکے۔ سُنو! کشتی کے بارے میں کہ وہ چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے لہٰذا میں نے چاہا کہ اُس میں عیب پیدا کر دوں "تاکہ وہ اُن کے پاس باقی رہ جائے کیونکہ اُن کے پیچھے ایک بادشاہ (اپنی کشتی پر آ رہا تھا) جو ہر بے عیب کشتی کو غصب کر لیتا تھا لہٰذا یہ کام میں نے اُن کی بھلائی کے لئے کیا حضرت نے فرمایا کہ خضرؑ نے کہا کہ میں نے چاہا کہ اُس کو معیوب کر دوں "تاکہ خدا کی جانب معیوب کرنے کی نسبت نہ ہو بلکہ خدا اُس کی اصلاح چاہتا تھا معیوب کرنا نہیں۔ اور لڑکے کے بارے میں

یہ ہے کہ اُس کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر پیدا ہوا تھا حق تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر وہ لڑکا بڑا ہوگا اس کے ماں باپ اُس کی محبت میں شیفتہ ہو کر کافر ہو جائیں گے۔ وہ اُن کو گمراہ کرے گا تو خدا نے مجھ کو حکم دیا کہ اُس کو مار ڈالوں اور خدا نے چاہا کہ اس کے ماں باپ کو اپنی بخشش کے محل تک پہنچائے اور اُن کی عاقبت نیک کر دے امامؑ نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ نے اس مقام پر کہا کہ ہم کو خوف ہوا کہ اُن کو وہ کافر کر دیگا لہٰذا ہم نے چاہا کہ اُس کے عوض خدا ان کو ایک فرزند عطا فرمائے جو اُس سے بہتر ہو اور یہ بشریت کی قسم کی گفتگو تھی جو اُن میں اثر کئے ہوئے تھی کیونکہ وہ موسیٰؑ علیہ السلام سے پیغمبر کے معلم ہوئے تھے جیسا کہ موسیٰؑ میں پہلے اثر کئے ہوئے تھیں۔ اس لئے کہ ادب کے لحاظ سے مناسب یہ تھا کہ خوف کو اپنی جانب نسبت دیتے اور کہتے کہ مجھ کو خوف ہوا یہ نہ کہتے کہ ہم (یعنی خضر و خدا) کو خوف ہُوا کیونکہ ڈر اور خوف خدا کو نہیں ہوتا بلکہ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں خدا کی جانب سے اُس لڑکے کے قتل کا حکم فسخ نہ ہو جائے یا خلق کی جانب سے کوئی رُکاوٹ نہ پیدا ہو جس سے اُس لڑکے کے بارے میں خدا کا حکم نہ بجا لا سکیں اور اُس عمل کے ثواب اور خدا کے حکم کی اطاعت میں کامیاب نہ ہو سکیں اور چاہیئے تھا کہ اُس کے عوض کے ارادہ کو خدا کی جانب نسبت دیتے۔ اپنے کو اس میں شریک نہ کرتے۔ جیسا کہ کہا تھا کہ ہم نے چاہا بلکہ کہتے کہ خدا نے چاہا کہ اس کے عوض میں اُن کو (ایک فرزند) دے اور ایسا نہ تھا کہ خضرؑ کو موسیٰؑ کی تعلیم کا مرتبہ مِلا ہو بلکہ موسیٰؑ خضرؑ سے افضل تھے لیکن حق تعالیٰ نے چاہا کہ موسیٰؑ پر ظاہر کر دے کہ علم اتنے ہی پر منحصر نہیں ہے جتنا وہ جانتے ہیں اور اگر اُن کو خدا کی جانب سے علوم نہ عطا ہوتے رہیں تو وہ جاہل رہیں گے۔ پھر خضرؑ نے دیوار درست کرنے کا سبب بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خزانہ طلا و نقرہ کا نہ تھا بلکہ علم کا خزانہ تھا سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ کلمات لکھے ہوئے تھے کہ تعجّب ہے اُس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے تو کیونکر خوش ہوتا ہے اور حیرت ہے اُس پر جو قیامت پر یقین رکھتا ہے تو کیونکر ظلم کرتا ہے اور تعجب ہے اُس پر جو دُنیا کو ایک حال سے دوسرے حال میں بدلتے ہوئے دیکھتا ہے تو کیونکر اُس پر مائل ہوتا ہے اور دل اُس میں لگاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اُن دونوں لڑکوں اور اُن کے صالح باپ کے درمیان ستّر پشت کا فاصلہ تھا خدا نے اس باپ کے صالح ہونے کی وجہ سے اُن دونوں

لڑکوں کی حرمت کی محافظت کی۔ غرض خضرؑ نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے چاہا کہ جب وہ دونوں لڑکے حدِّ کمال کو پہنچیں تو اپنے خزانہ کو حاصل کریں۔ اس جگہ اپنے ارادہ کو علیحدہ کردیا اور خدا کے ارادہ سے نسبت دی اس لیے کہ یہ آخری قصہ تھا اور پھر اُس کا معلوم ہونا موسیٰؑ کے لئے ختم ہوچکا تھا اور کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی کہ اُس کے بارہ میں وہ کچھ کہتے اور اس لیے کہ موسیٰؑ غور سے سُنیں اور خضرؑ نے چاہا کہ جو کچھ پہلے اور درمیانی قصہ میں بشریت کے سبب سے یا موسیٰؑ کی تنبیہہ کی غرض سے اپنی جانب نسبت دی تھی اُس کا تدارک کریں لہٰذا اپنی عبودیت کو اپنے ارادہ سے علیحدہ کیا مثل بندۂ مخلص کے اور مقام معذرت میں آئے اپنے ارادہ کے دعوے سے جو اُن معاملات میں کرچکے تھے اور کہا کہ یہ تمہارے پروردگار کی جانب سے رحمت تھی اور میں نے خود کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا اپنے پروردگار کے حکم سے کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے چاہا کہ حضرت خضر سے رخصت ہوں کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ تو اُن کی وصیتوں میں سے یہ کلمات بھی تھے کبھی لجاجت نہ کرو اور بغیر ضرورت و احتیاج راہ نہ چلو۔ اور بے موقع نہ ہنسو اور اپنے گناہوں کو یاد کرو اور ہرگز دوسرے کے گناہوں کی جانب توجہ نہ کرو۔ اور حدیث معتبر میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آخری وصیت یہ تھی جو خضرؑ نے موسیٰؑ سے کی کہ کسی کو اُس کے گناہ پر ملامت نہ کرو۔ اور تین چیزوں کو خدا سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے تونگری میں میانہ روی اور انتقام پر طاقت کے وقت معاف کرنا اور خدا کے بندوں کے ساتھ مدارا اور نرمی کرنا اور کوئی شخص کسی کے ساتھ احسان و نیکی نہیں کرتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ قیامت میں اُس پر نیکی و احسان کرتا ہے اور حکمتوں کا راز خداوند عالم کا خوف ہے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ تمہارا بہترین روز وہ ہے جو تمہارے آگے آنے والا ہے یعنی روز قیامت لہٰذا یہ دیکھو کہ وُہ دن تمہارے لئے کیسا ہوگا اور اُس روز کے لئے جواب تیار رکھو کہ تم کو کھڑا رکھیں گے اور سوال کریں گے اور تم اپنی نصیحت زمانہ اور اُس کے حالات کے تغیر سے حاصل کرو اور سمجھ لو کہ دُنیا کی عمر اُس کے لئے

دراز ہے جو نیک اعمال کرے اور قلیل ہے اُس کے لئے جو غفلت میں بسر کرے لہٰذا اس طرح عمل کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کے ثواب میں تمہاری طمع کی زیادتی کا سبب ہو بیشک جو اُس جگہ دنیا سے جاتا ہے۔ اُن کے مانند ہے جو گذر گیا ہے جس طرح کہ گذری ہوئی چیزوں میں سے کچھ تمہارے ساتھ نہیں رہ جاتی سوائے عمل خیر کے جو تم نے کیا ہوگا آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب خضرؑ نے یتیموں کی دیوار اُن کے پدر کی اصلاح کے لئے درست کردی حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں لڑکوں کو اُن کے باپ دادا کی کوششوں کے سبب سے جزا دیتا ہوں اگر نیک جزا ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد۔ لوگوں کی عورتوں سے زنا مت کرو تاکہ لوگ تمہاری عورتوں سے نہ زنا کریں اور جو شخص کسی مسلمان کی عورت کے بستر پر قدم رکھتا ہے تو وہ بھی اُس کی عورت کے بستر پر بدی کے ارادہ سے قدم رکھتا ہے اور جو تم کروگے اُس کا بدلہ پاؤگے۔

بسند صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ جناب خضرؑ کی ملاقات پر مامور ہوئے خدا نے اُن کے لئے ایک زنبیل بھیجی جس میں نمک ملی ہوئی مچھلی تھی اور اُن کو وحی کی کہ مچھلی تم کو اُس چشمہ کے قریب خضرؑ کو بتائے گی جس کا پانی اگر مردہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اُس کو چشمۂ زندگانی کہتے ہیں۔ موسیٰؑ اور یوشعؑ روانہ ہوئے اور اُس چشمہ اور پتھر تک پہنچے یوشعؑ چشمہ کے کنارے آئے۔ مچھلی کو پانی میں لے گئے۔ اُس کو دھویا وہ زندہ ہوگئی اور اُن کے ہاتھ میں حرکت کرنے لگی اور اس قدر تڑپی کہ اُن کا ہاتھ زخمی کرکے نکل گئی۔ اور دریا میں داخل ہوگئی وہ یہ حال موسیٰؑ سے کہنا بھول گئے یا قصداً نہیں کہا۔ اور روانہ ہوگئے تھوڑی مسافت طے کی تھی چونکہ موسیٰؑ وعدہ گاہ سے گذر گئے تھے اس لئے تکان غالب ہوئی وہ اُس جگہ تک جو راہِ مقصود تھی نہیں تھکے تھے غرض یوشعؑ سے کہا کہ کھانا لاؤ کیونکہ اس سفر میں بہت تکلیف اٹھائی۔ اُس وقت یوشعؑ نے مچھلی کا قصہ بیان کیا تو موسیٰؑ اور یوشعؑ واپس آئے جب اُس پتھر کے پاس پہنچے دیکھا کہ مچھلی جانے کی جگہ پانی میں بنی ہوئی ہے پھر دریا کے ایک جزیرہ میں خضرؑ کو دیکھا کہ ایک چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور سلام سے متعجب ہوئے اس لئے کہ وہ

اُس سرزمین میں تھے جہاں سلام کا رواج نہ تھا۔ خضرؑ نے پوچھا تم کون ہو موسیٰؑ نے کہا میں موسیٰؑ ہوں کہا پسرِ عمران جس سے خدا ہمکلام ہوا کہا ہاں پوچھا کس کام سے آئے ہو کہا اس لئے کہ آپ کے علم میں سے کچھ میں بھی سیکھوں کہا میں ایسے امر پر موکل ہوا ہوں جس کی تاب تم نہیں رکھتے پھر خضرؑ نے محمدؐ وآل محمدؐ کے حالات اور اُن کی بلاؤں کا موسیٰؑ سے تذکرہ کیا اور دونوں بزرگوار بہت روئے اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ اور اُن کی ذریت سے اماموں کی اس قدر فضیلتیں بیان کیں کہ موسیٰؑ بار بار کہتے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی امتِ محمدؐ میں سے ہوتا۔ پھر حضرت صادقؑ نے کشتی اور لڑکے اور دیوار کا قصہ بیان کیا اور فرمایا کہ اگر موسیٰؑ صبر کرتے تو خضرؑ تعجب خیز ستر امور ان کو دکھاتے۔ اور دُوسری روایت میں فرمایا کہ خدا موسیٰؑ پر رحمت فرمائے کہ خضرؑ سے عجلت کی اگر صبر کرتے تو یقیناً بہت سے عجیب امور دیکھتے جو کبھی نہیں دیکھے تھے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ربِّ کعبہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں موسیٰؑ اور خضرؑ کے درمیان ہوتا تو میں اُن کو آگاہ کرتا کہ میں اُن دونوں سے زیادہ جاننے والا ہوں اور یقیناً اُن کو چند ایسی باتوں کی خبر دیتا جو اُن کے علم میں نہ تھی اس لئے کہ خدا نے موسیٰؑ اور خضرؑ کو علم گذشتہ عطا فرمایا تھا اور ہمارے پاس آئندہ قیامت تک کا علم ہے جو پیغمبروں کی وراثت سے ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے خضرؑ سے سوالات کئے اور جواب معلوم کر لئے تو دیکھا کہ ایک ابابیل دریا کے بیچ میں اُڑ رہی ہے اور چلّا رہی ہے، اور بلند و پست ہوتی ہے تو خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ابابیل کیا کہتی ہے پوچھا کیا کہتی ہے کہا کہتی ہے کہ خداوندِ آسمان و زمین و دریا کے حق کی قسم کہ تمہارا علم خدا کے علم کے مقابلہ میں بس اتنا ہے جتنا کہ میں اپنی منقار میں اس دریا سے لے سکتی ہوں بلکہ اُس سے بھی بہت کم۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب موسیٰؑ اپنی قوم کے پاس خضرؑ سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ ہارونؑ نے اُس علم کے بارے میں جو خضرؑ سے معلوم ہوا تھا اور اُن عجائبات کے بارے میں جو دریا میں دیکھا تھا سوال کیا موسیٰؑ نے کہا میں اور خضرؑ دریا کے کنارے کھڑے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک پرندہ دریا کی جانب ہوا سے آیا اور اپنی منقار میں ایک قطرہ اُٹھا لیا اور مشرق کی جانب پھینک

دیا پھر ایک قطرہ لے کر مغرب کی جانب پھینکا پھر ایک قطرہ لے کر آسمان کی جانب پھینکا اور پھر ایک قطرہ زمین کی جانب پھینکا اور ایک قطرہ پھر اُٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ میں نے اُس کے اس فعل کا سبب خضرؑ سے دریافت کیا خضرؑ کو بھی نہیں معلوم تھا ناگاہ ایک شکاری کو میں نے دیکھا جو دریائے کے کنارے مچھلی کا شکار کر رہا تھا اُس نے میری جانب تعجب سے دیکھا اور پوچھا کہ تم لوگوں کو تعجب کیوں ہے میں نے کہا کہ اس طائر کے فعل سے اُس نے کہا کہ میں صیاد ہوں اور اس کے فعل کا سبب جانتا ہوں لیکن تم دونوں حضرات پیغمبر ہوتے ہوئے نہیں جانتے ہم نے کہا کہ ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا خدا نے ہم کو سکھا دیا ہے۔ صیاد نے کہا کہ یہ وہ پرندہ ہے جس کو دریا میں مسلم کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی آواز میں بھی مسلم کہتا ہے۔ اُس کے اس فعل سے اشارہ یہ ہے کہ خدا تمہارے بعد ایک پیغمبر بھیجے گا۔ جس کی امت مشرق و مغرب زمین کی مالک ہوگی اور آسمان کے اوپر جائے گی اور زمین کے نیچے دفن ہوگی اور اُس پیغمبر کے نزدیک دوسرے عالموں کا علم اس قطرہ کی طرح ہوگا جس کی نسبت اس دریا سے ہے اور اُس کا علم اُس کے پسرِ عم اور وصی کو میراث میں پہنچے گا۔ اے ہارونؑ اُس وقت ہم دونوں کا علم خود ہم کو کم معلوم ہوا اور وہ صیاد نظروں سے غائب ہوگیا تو ہم لوگوں نے سمجھا کہ وہ فرشتہ تھا اور خدا نے ہماری تادیب کے لئے بھیجا تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ سے زیادہ جاننے والے تھے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خضرؑ اور ذوالقرنینؑ عالم تھے اور پیغمبر نہ تھے [۱] اور دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ اس امت میں علیؑ بن ابیطالب کی اور ہماری مثال موسیٰؑ اور خضرؑ کے مانند ہے جس وقت موسیٰؑ نے اُن سے مُلاقات کی باتیں کیں اور خواہش کی کہ اُن کے ساتھ رہیں پھر اُن کے درمیان گذرا جو کچھ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی رسالت اور اپنی ہمکلامی کے ساتھ برگزیدہ کیا لہٰذا جو کچھ میں نے تم کو عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرتے رہو اور فرمایا ہے کہ ہم نے الواح میں موسیٰؑ کے لئے ہر چیز کا بیان

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ شاید مراد یہ ہو کہ خضرؑ جس وقت کہ ذوالقرنین کے ہمراہ تھے پیغمبر نہ تھے۔

اور ہر ایک شے کی تفصیل اور موعظے لکھ دیئے اور یقیناً خضرؑ کے پاس وُہ علم تھا جو موسیٰؑ کے لئے الواح میں نہیں لکھا تھا اور موسیٰؑ کو یہ گمان تھا کہ تمام چیزیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے توریت میں موجود ہے اور الواح میں سب کچھ لکھا ہوا ہے جس طرح اس جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ہی اس امّت کے فقہا و علماء ہیں اور ہر علم و دانائی جس کی دین میں ضرورت اور امت کو احتیاج ہے وہ لوگ جانتے ہیں اور پیغمبرؐ سے اُن تک یہ علم پہنچا ہے اور اُن لوگوں نے سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں جو کچھ پیغمبرؐ جانتے تھے ان کو نہیں معلوم نہ ان لوگوں نے سمجھا۔ بہت سے حلال و حرام اور احکام کے مسئلے اُن کے پاس آتے ہیں جن کو وہ لوگ نہیں جانتے اور اس سے کراہت رکھتے ہیں کہ لوگ ان سے سوال کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کو جہالت سے نسبت دیں۔ کیونکہ وہ علم کو اُس کے خزانہ سے نہیں طلب کرتے اور اپنی باطل رائے اور قیاس کو خدا کے دین میں دخل دیتے ہیں اور آثارِ پیغمبری سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہیں اور خدا کی پرستش خود ساختہ عبادتوں کے ذریعہ سے کرتے ہیں حالانکہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے اور ہماری عداوت و حسد اُن کو اس سے مانع ہے کہ وہ ہم سے طلب علم کریں خدا کی قسم موسیٰؑ نے باوجود اس بزرگی اور رفعت کے خضرؑ پر حسد نہیں کیا اور علم اور دانش کا وہ مرتبہ جو اُن کو حاصل تھا خضرؑ سے سوال کرنے سے مانع نہ ہوا اور جب موسیٰؑ نے خضرؑ سے خواہش کی کہ اُن کو علم سکھائیں اور خضرؑ جانتے تھے کہ وہ اُن کی رفاقت کی طاقت نہیں رکھتے نہ اُن کے افعال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اس لئے کہا کیونکر تم اُن امور کے دیکھنے کی تاب لا سکتے ہو جو تمہارے احاطۂ علم سے باہر ہیں تو موسیٰؑ نے عجز و انکساری کے ساتھ کوشش کی کہ اُن کو اپنے اُوپر مہربان کرلیں شاید ہمراہی قبول کرلیں اس لئے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی امر میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا خضرؑ جانتے تھے کہ موسیٰؑ ان کے علم کی طاقت نہیں رکھتے ہیں نہ قبول کریں گے نہ اُس کے سمجھنے کی قوت رکھتے ہیں اور نہ اس کو حاصل کریں گے چنانچہ موسیٰؑ نے عالم کے علم پر صبر نہیں کیا جس وقت کہ اُن کے ہمراہ تھے اور اُن کے کاموں کو دیکھا جو موسیٰؑ کے لئے مکروہ تھے حالانکہ خدا کو پسند تھے اسی طرح ہمارا علم جاہلوں پر مکروہ ہے اور خداوند عالم کے نزدیک حق ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز موسیٰؑ ممبر پر گئے آپ کا ممبر تین پائے کا تھا اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے کسی کو خلق نہیں فرمایا ہے جو اُن سے زیادہ عالم ہو گا لہٰذا جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ غرور میں تم ہلاک ہوئے اور خدا کے محل امتحان میں داخل ہو گئے منبر سے اُترو کیونکہ زمین میں ایک شخص ہے جو تم سے زیادہ جاننے والا ہے اُس کو تلاش کرو۔ موسیٰؑ نے یوشعؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو مبتلا اور ممتحن کیا ہے میرے لئے توشہ مہیا کرو اور آؤ کہ ہم دونوں اُس عالم کی تلاش میں چلیں جس کا خدا نے ہم کو حکم دیا ہے۔ یوشعؑ نے مچھلی خریدی اور اُس کو بریاں کرکے زنبیل میں رکھا اور لیکر آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اور اُس طرف سے دریا کے کنارے پہنچے ناگاہ اس جگہ ایک مرد پیر کو دیکھا جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا ہے اپنے عصا کو اپنے پہلو میں رکھے ہوئے ہے اور چادر منہ پر ڈالے ہوئے ہے۔ جب چادر کو سر کی جانب کھینچتا ہے تو پیر کھل جاتے ہیں اور جب پیروں کو ڈھانکتا ہے تو سر کھل جاتا ہے موسیٰؑ نماز میں مشغول ہو گئے اور یوشعؑ سے کہا کہ ہمارے توشہ کی نگرانی کرتا ناگاہ آسمان سے ایک قطرہ پانی کا زنبیل پر ٹپکا اور مچھلی حرکت میں آئی اور زنبیل کو دریا کی جانب کھینچ لے گئی پھر ایک پرندہ آیا اور دریا کے کنارے بیٹھا اور اپنی چونچ پانی میں لے گیا اور کہا اے موسیٰؑ اپنے پروردگار کے علم سے تم نے اتنا بھی نہیں لیا ہے جتنا کہ میری چونچ نے اس تمام دریا سے حاصل کیا ہے۔ پھر موسیٰؑ اُٹھے اور یوشعؑ کے ساتھ روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ تھک گئے حالانکہ اس سے زیادہ مسافت طے کر چکے تھے اور نہیں تھکے تھے اس لئے کہ جب کوئی پیغمبر کسی کام کے لئے چلتا ہے اُس مقام تک نہیں تھکتا جہاں تک کے لئے مامور ہوتا ہے غرض اُس وقت یوشعؑ سے مچھلی کا قصہ سُنا تو سمجھ گئے کہ محل ملاقات سے جو خدا نے فرمایا تھا آگے بڑھ گئے پھر اُسی مقام تک واپس آئے تو دیکھا کہ وُہ پیر مرد اُسی حال سے سو رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اُس سے کہا السلام علیک اے عالم۔ خضرؑ نے بھی جواب دیا وعلیک السلام اے عالم بنی اسرائیل اور جست کرکے اُٹھے اور اپنا عصا لیکر چلنے جائیں موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ میں خدا کی جانب سے مامور ہوا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں تاکہ اُس علم سے جو آپ نے سیکھا ہے مجھے سکھا دیجئے غرض قول و اقرار کے بعد جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُن کے مکالمہ کا ذکر کیا ہے موسیٰؑ اور خضرؑ چلے یہانتک کہ کشتی

تک پہنچے اہل کشتی نے ان کو نیک سمجھتے ہوئے کشتی میں بغیر اُجرت حاصل کئے داخل کر لیا۔ جب وُہ دریا کے بیچ میں پہنچے خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کر دیا اور موسیٰؑ اور اُن کے درمیان جو گفتگو ہوئی بیان ہو چکی پھر کشتی سے باہر آئے دریا کے کنارے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے اور سبز ریشم کا لباس پہنے ہوئے ہے اُس کے کانوں میں دُومروارید لٹک رہے ہیں۔ خضرؑ نے اُس لڑکے کو پکڑ کے پیروں سے دبایا اور سر جُدا کر دیا پھر دریا کے کنارے قریہ ناصرۂ میں پہنچے وہاں کے لوگوں نے اُن کی ضیافت نہیں کی۔ وُہ لوگ گرسنہ تھے جب اسی حال میں خضرؑ دیوار بنانے کی طرف متوجہ ہوئے موسیٰؑ نے کہا کاش اس کی مزدوری میں ہمارے لئے روٹی ہی لے لیتے کہ ہم کھاتے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز موسیٰؑ اشراف بنی اسرائیل کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک شخص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آپ سے زیادہ خدا کا جاننے والا نہ ہو گا موسیٰؑ نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں تو خدا نے اُن کو وحی بھیجی کہ خضرؑ تم سے زیادہ عالم ہے جاؤ اور اس کو تلاش کرو۔ اور جس جگہ کہ مچھلی غائب ہو جائے خضرؑ کو اُسی مقام پر تم پاؤ گے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ اور خضرؑ اُس لڑکے کے پاس پہنچے جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا خضرؑ نے اُس کو ایک ہاتھ مارا وُہ مر گیا۔ موسیٰؑ نے جب اعتراض کیا خضرؑ نے اُس کے جسم پر ہاتھ رکھ کر اُس کا شانہ جُدا کر دیا اور موسیٰؑ کو دکھلایا اُس پر لکھا ہُوا تھا کہ کافر ہے اور اس کی خمیر کُفر سے ہوئی ہے پھر کہا کہ میں نے اس کو اس لئے قتل کیا کہ اس کے باپ ماں موافق تھے اور میں ڈرا کہ اگر یہ بالغ ہو گا اپنے باپ ماں کو کفر کی طرف دعوت دے گا اور وہ اس کے ساتھ محبت کی زیادتی کے سبب سے قبول کریں گے اور کافر ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اُس لڑکے کے عوض اُن کو ایک دُختر عطا کی جس کی نسل سے ستّر پیغمبر پیدا ہوئے اور اُن دونوں یتیم لڑکوں اور اُن کے باپ کے درمیان جن کے لئے خضرؑ نے دیوار بنائی سات سو سال کا فاصلہ تھا۔[1]

دوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا ایک مومن کی نیکی کے سبب سے اُس کے فرزندوں کے فرزندوں کو اور اس کے گھر والوں کو اور اُس کے قرب و جوار کے گھر والوں کو نجات دیتا ہے اور اُس مومن کی بزرگی کے سبب سے سب کی حفاظت

[1] غالباً کئی نسلیں گذر چکی تھیں۔ ۱۲ مترجم

فرماتا ہے پھر فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے صالح ماں باپ کی بہتری کے لئے خضرؑ کو بھیجا کہ اُن کے فرزندوں کے لئے دیوار بنائیں۔[1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ناقص عقلوں پر اس عجیب و غریب قصہ میں شیطان کے لئے بہت سی شبہ کی راہیں ہیں لیکن دیانتدار مومن کو نہ چاہیئے کہ اس کے سبب میں خاص کر ان میں سے ہر ایک کے (سبب میں غور و) فکر کرے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں اُس کی لغزش کا باعث ہو اور پہلے شیطان کو جواب دیدے کہ مضبوط دلیلوں سے ثابت ہے کہ جو کچھ خدا فرماتا ہے وہ عین عدالت اور حکمت ہے اور جو کچھ پیغمبران خدا کرتے ہیں وہ حق و مناسب کرتے ہیں اگرچہ ہماری عقلیں اس کے مخصوص چند امور کو نہ سمجھ سکیں۔ اور شبہات کے مفصل جواب کے بارے میں یہ ہے۔ پہلا شبہ یہ کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہو لہٰذا کیونکر ہو سکتا ہے کہ موسیٰؑ دوسرے کے علم میں محتاج ہوں گے جواب یہ ہے کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنی امت میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو اور خضرؑ خود پیغمبر تھے اور ہو سکتا ہے کہ موسیٰؑ کی امت میں نہ رہے ہوں اور وہ علم جس میں کہ پیغمبر کو دوسرے کا محتاج نہ ہونا چاہیئے علم شرائع و احکام ہے اگر بعض علوم کو جو شرائع و احکام سے تعلق نہ رکھتے ہوں حق تعالیٰ کسی انسان کے توسط سے کسی پیغمبر کو سکھائے جس طرح فرشتوں کے ذریعہ سے سکھاتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے کہ موسیٰؑ بعض علم میں خضرؑ کے محتاج ہوں لازم نہیں آتا کہ خضرؑ اُن سے افضل ہوں۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی علم موسیٰؑ سے مخصوص ہو اور خضرؑ اُس کو نہ جانتے ہوں اور وہ علم بہت زیادہ اور شریعت تو ہو اُس علم سے جو خضرؑ سے مخصوص ہو جیسا کہ معتبر حدیثوں کے ضمن میں مذکور ہوا۔

دوسرے یہ کہ خضرؑ نے کیونکر اُس طفل کو مار ڈالا حالانکہ ابھی کوئی گناہ اُس سے ظاہر نہیں ہوا تھا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہ بالغ ہو چکا ہو اور کفر اختیار کر چکا ہو اور اس اعتبار سے کہ ابتدائے بلوغ میں تھا اُس کو (قرآن میں) غلام کہا ہو اور کفر کے اعتبار سے قتل کا مستحق ہوا ہو اور بالغ نہ ہوا ہو تو خدا کو اختیار ہے کہ کسی مصلحت سے وہ جان جو اُسی کی بخشی ہوئی ہے لے لے جس طرح کہ ملک الموت کو آج اختیار ہے کہ لوگوں کی رُوح قبض کریں لیکن ظاہری پیغمبروں کو زیادہ تر اسی پر مامور کیا ہے کہ لوگوں کے ظاہری حالات پر عمل کریں اور عقلاً جائز ہے کہ اُن میں سے بعض کو مامور کرے واقعی علم کے ساتھ اُن سے عمل کریں اور اُس کفر کے اعتبار سے جو جانتے ہیں اُن کو مار ڈالیں کیونکہ یہ اُن ہی کے لئے بہتر ہے کہ کافر نہ ہوں اور جہنم کے مستحق نہ ہوں اور دوسروں کے لئے بھی بہتر ہے یعنی وہ دوسروں کو گمراہ نہ کریں۔ تیسرے یہ کہ موسیٰؑ نے کیونکر ان امور پر اعتراض میں جلدی کی باوجود اس کے کہ خضرؑ کے مرتبہ کی بزرگی جانتے تھے اور اُن سے کہا کہ آپ نے گناہ و معصیت کیا۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ موسیٰؑ کو ظاہری علم (باقی صفحہ ۵۱۲ پر)

حضرت خضرؑ کے بقیہ حالات

ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا نام خضرویہ تھا اور قابیل بن آدمؑ کے فرزند تھے اور بعض نے کہا ہے کہ اُن کا نام خضرون تھا اور بعض نے خلیعا کہا ہے۔ اور اُن کو خضر اس سبب سے کہتے ہیں کہ جس خشک زمین پر وہ بیٹھتے تھے وہ سبز اور گھاسوں سے پُر ہوجاتی تھی۔ اور اُن کی عمر تمام فرزندانِ آدمؑ سے زیادہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اُن کا نام تالیا پسر ملکان پسر عابر پسر ارفخشد پسر سام پسر نوح علیہم السلام ہے۔ [1]

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب رسولِ خدا معراج میں تشریف لے گئے راہ میں آپ کو مثل مشک کے خوشبو معلوم ہوئی حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیسی خوشبو ہے عرض کی یہ اُس مکان سے آتی ہے جس میں خدا کی عبادت کی وجہ سے لوگوں پر سختی کی گئی اور وہ ہلاک ہوئے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خضرؑ بادشاہوں کی اولاد سے تھے۔ خدا پر ایمان رکھتے تھے انھوں نے اپنے باپ کے مکان کے ایک حجرہ

(بقیہ حاشیہ ص۵۱۱) کی تکلیف دی گئی ہو کیونکہ جو امر کہ بظاہر مکلف ہوتا ہے اور جو فعل بظاہر گناہ معلوم ہوتا ہے اور اس کا سبب اس کو نہیں معلوم ہوتا تو وہ اُس سے انکار کرتا ہے۔ اور موسیٰؑ نے جو یہ کہا کہ مُنکر تم نے کیا یعنی تم نے وہ کام کیا کہ جو بظاہر مُنکر اور قبیح معلوم ہوتا ہے تو بعض نے کہا ہے کہ موسیٰؑ کا قول شرط پر مشروط تھا یعنی عجیب کام کیا جس میں عقل حیران ہے۔ چوتھے یہ کہ موسیٰؑ نے وعدہ اور اقرار کیا تھا کہ میں سوال اور اعتراض نہ کروں گا یہاں تک کہ آپ خود اپنے کاموں کا سبب بیان کریں تو پھر کیونکہ اُس کی مخالفت کی۔ جواب یہ ہے کہ وعدہ کا ایفا مطلق معلوم نہیں ہے کہ واجب تھا خصوصاً جبکہ مشیت الٰہی پر منحصر کیا ہوگا اور جب شروع ہی میں انشاء اللہ کہہ دیا تھا تو لازم نہ تھا کہ اُس کو ضرور وفا کریں اور اُس کے ترک میں کوئی معصیت لازم نہیں آتی۔ پنجم یہ کہ موسیٰؑ نے کیونکر کہا کہ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ۔ اور نسیان کے معنی فراموشی کے ہیں اور علمائے امامیہ کے اعتقاد میں اُن پر نسیان جائز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ احادیث کے ضمن میں مذکور ہوا کہ اس جگہ نسیان اور اُس مقام پر جہاں کہ یوشعؑ نے فَاِنِّیْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ کہا ترک کے معنی میں ہے اور لغت میں نسیان ترک کے معنی میں بھی آیا ہے۔ ان شکوک کے دوسرے تمام جوابات چونکہ کتاب بحارالانوار میں مذکور ہیں اور اس کتاب میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہ تھی اس لئے میں نے ذکر نہیں کیا اور اب حضرت خضرؑ کے تمام حالات لکھتا ہوں۔ چونکہ اُن حضرتؑ کے اکثر حالات اس قصہ کے سلسلہ میں مذکور ہوئے لہٰذا اُن کے حالات کے لئے میں نے علیحدہ باب قرار نہیں دیا۔

[1] [illegible] اُن حضرت کا نام بلیا اور بعض نے [illegible] اور بعض نے الیاس بیان کیا ہے۔ ۱۲

میں خلوت اختیار کی تھی اور خدا کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے سوا ان کے باپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لوگوں نے اُن کے باپ سے کہا کہ خضرؑ کے علاوہ تمہارے فرزند نہیں ہے کوئی عورت اُن کے ساتھ تزویج کردو شاید خدا اُن کو کوئی فرزند عطا فرمائے تاکہ بادشاہی اُن میں اور اُن کے فرزندوں میں باقی رہے۔ غرض ایک باکرہ لڑکی کو اُن کے لئے تزویج کیا لیکن خضرؑ نے اُس کی جانب التفات نہ کیا۔ دوسرے روز اُس سے کہا کہ میرا معاملہ پوشیدہ رکھنا اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ جو کچھ مردوں کی جانب سے عورتوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے تیرے ساتھ بھی ہوا تو کہہ دینا کہ ہاں خضرؑ کے حکم کے بموجب اُس نے عمل کیا اور ہاں کہہ دیا۔ لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ عورت جھوٹ کہتی ہے۔ عورتوں کو حکم دیجئے کہ اُس کو ملاحظہ کریں کہ اُس کی بکارت باقی ہے یا زائل ہوگئی۔ جب عورتوں نے اُس کو دیکھا وہ اپنے حال پر باقی تھی تو بادشاہ سے کہا کہ آپ نے دو ہونوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کردیا ہے۔ جن میں سے کسی ایک نے ایسا کام نہیں کیا ہے اور نہیں جانتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ ایسی عورت کو اُس کے عقد میں لایئے جو باکرہ نہ ہو بلکہ دوسرے شوہر کے پاس رہ چکی ہو تاکہ وُہ یہ کام اُس کو تعلیم کرے جب ایسی عورت خضرؑ کے پاس لائی گئی خضرؑ نے اُس سے بھی یہی التماس کیا۔ کہ اُن کے معاملہ کو اُن کے پدر سے مخفی رکھے اُس نے بھی قبول کر لیا۔ لیکن جب بادشاہ نے اُس عورت سے دریافت کیا اُس نے کہا آپ کا لڑکا عورت ہے۔ کیا کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ عورت عورت سے حاملہ ہوئی ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ کو خضرؑ پر بہت غصہ آیا اُن کو حجرہ میں بند کرکے دروازے کو مٹی اور پتھر سے چُنوا دیا لیکن دوسرے ہی دن اُن کی پدری شفقت جوش میں آئی اور فرمایا کہ دروازے کو کھول دو۔ دروازہ کھولا گیا تو لوگوں نے اُن کو حجرہ میں نہ پایا۔ حق تعالیٰ نے اُن کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ جس شکل کو چاہیں اختیار کرسکیں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوسکیں۔ پھر وُہ ذوالقرنین کے ہمراہ ہو کر اُن کے لشکر کے ہراول ہوئے یہاں تک کہ آبِ حیات پیا اور جو شخص وُہ پانی پی لیتا ہے صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے۔ پھر اُن کے باپ کے شہر سے دو آدمی تجارت کے لئے چلے کشتی پر سوار ہوئے وُہ کشتی تباہ ہوگئی اور وہ ایک جزیرہ میں جا پڑے۔ وہاں خضرؑ کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے نماز میں مشغول ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے اُن دونوں کو بُلا کر اُن کے حالات دریافت کئے۔ اُن لوگوں نے جب حالات اپنے بیان کئے تو فرمایا کہ اگر آج میں تم کو

تمہارے شہر پہنچا دوں تو اپنے شہر والوں سے میرا حال پوشیدہ رکھوگے۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ لیکن ایک مرد نے نیت کی کہ عہد پر قائم رہے گا اور دوسرے نے اپنے دل میں سوچا کہ جب اپنے شہر پہنچ جائے گا تو خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے بیان کرے گا۔ غرض خضرؑ نے ایک ابر کو طلب کیا اور کہا ان دونوں شخصوں کو ان کے مکانوں تک لے جاکر پہنچا دے۔ ابر نے اُن کو اُٹھا لیا اور اسی روز اُن کے شہر میں پہنچا دیا ایک شخص نے تو اپنے عہد پر وفا کی اور اُن کا حال پوشیدہ کیا لیکن دوسرے نے بادشاہ کے پاس جاکر خضرؑ کا حال بیان کر دیا۔ بادشاہ نے پوچھا کون گواہی دے گا کہ تو سچ کہتا ہے اُس نے کہا کہ فلاں تاجر جو میرے ساتھ تھا۔ بادشاہ نے اُس کو طلب کیا۔ اس نے انکار کیا اور کہا میں اس واقعہ سے آگاہ نہیں ہوں اور اس شخص کو بھی نہیں پہچانتا۔ تو اُس پہلے شخص نے کہا کہ اے بادشاہ میرے ساتھ ایک لشکر بھیجئے۔ میں اُس جزیرہ میں جاکر خضرؑ کو لے آؤں اور اس شخص کو قید کر لیجئے تاکہ میں اس کا جھوٹ ظاہر کروں۔ بادشاہ نے ایک لشکر اُس کے ساتھ روانہ کیا اور اُس مرد کو جس نے خبر کو پوشیدہ رکھا تھا رہا کر دیا۔۔۔۔۔

پھر اُس شہر کے باشندوں نے بہت گناہ کیا جس کے سبب سے حق تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا اور اُن کے شہر کو اُلٹ دیا اور سب کے سب برباد ہو گئے سوائے اُس مرد اور اُس عورت[1] کے جنہوں نے خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے پوشیدہ رکھا تھا اور وہ دونوں الگ الگ شہر کے ایک جانب نکل گئے۔ جب وہ ایک دوسرے کے پاس پہنچے تو اپنا قصّہ ایک دوسرے سے بیان کیا اور کہا کہ ہم نے نجات پائی تو اس لئے کہ خضرؑ کی خبر کو چھپایا۔ پھر وہ دونوں پروردگارِ خضرؑ پر ایمان لائے اور مرد نے اُس عورت سے عقد کیا اور دونوں دُوسرے بادشاہ کی سلطنت میں چلے گئے۔ اُس عورت کی اُس بادشاہ کے محل میں رسائی ہو گئی اور وہ بادشاہ کی لڑکیوں کی مشاطگی کرنے لگی ایک روز اثنائے مشاطگی میں کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر گئی اُس نے کہا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ لڑکی نے جب یہ کلمہ سُنا پوچھا یہ کیسی بات ہے اُس نے کہا یقیناً میرا ایک خدا

[1] وہ عورت خضر کی پہلی بیوی تھی جس کی طرف خضر نے التفات نہیں کیا تھا اور صبح کو اس سے تاکید کر دی تھی کہ اُن کا حال پوشیدہ رکھے۔ ۱۲ مترجم

ہے کہ تمام امور اُسی کی طاقت اور قوت سے جاری ہوتے ہیں لڑکی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ کوئی اور تیرا خدا ہے۔ کہا ہاں وہ تیرا اور تیرے باپ کا بھی خدا ہے۔ لڑکی یہ سُن کر اپنے باپ کے پاس گئی اور اُس عورت کی گفتگو بیان کی۔ بادشاہ نے اُس عورت کو طلب کیا اور پوچھا عورت نے اپنے کلام سے انکار نہ کیا بادشاہ نے پوچھا کہ کون تیرے ساتھ اس دین میں شریک ہے اُس نے کہا میرا شوہر اور میرے بچے۔ بادشاہ نے کسی کو بھیج کر اُن سب کو بلا لیا اور اُن کو مجبور کیا کہ خدا کی یگانہ پرستی سے باز آئیں۔ ان لوگوں نے انکار کیا تو اُس کے حکم سے ایک دیگ حاضر کی گئی اور پانی بھر کر بہت جوش دیا گیا اور ان لوگوں کو اُس میں ڈال دیا پھر اُن کا مکان اُن پر منہدم کرا دیا۔ جبرئیلؑ نے یہ قصّہ بیان کرکے کہا کہ (یا رسول اللہ) یہ وہی خوشبو ہے جسے آپ سونگھ رہے ہیں یہ اُسی مکان کی ہے جس میں خدا کی وحدانیت کے اقرار کرنے والوں کو ہلاک کیا گیا۔

بسندِ موثق حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ نے آبِ حیات پیا ہے اور وہ صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہیں گے اور جو زندہ لوگ مر جاتے ہیں خضرؑ کے ساتھ ہمارے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں ہم خضرؑ کی آواز سنتے ہیں مگر اُن کو نہیں دیکھتے۔ جس جگہ اُن کا نام ذکر کیا جاتا ہے وہ پہنچ جاتے ہیں لہٰذا جو شخص اُن کو یاد کرے لازم ہے کہ اُن پر سلام کرے۔ وہ حج کے ہر موسم میں مکہ آتے ہیں حج کرتے ہیں اور عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور عنقریب حق تعالیٰ خضر علیہ السّلام کو قائم آلِ محمد صلوات اللہ علیہ کا مونس قرار دے گا جس وقت کہ وہ حضرت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے تو تنہائی میں حضرت خضرؑ آپ کے رفیق ہوں گے۔

بسند ہائے حسن و موثق حضرت امام باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب ذوالقرنینؑ نے سُنا کہ دنیا میں ایک چشمہ ہے کہ جو شخص اُس چشمہ سے پانی پیتا ہے۔ صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے تو وہ اُس چشمہ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت خضرؑ اُن کے لشکر کے سپہ سالار تھے ذوالقرنینؑ اُن کو اپنے تمام لشکر میں سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ غرض وُہ لوگ اُس جگہ پہنچے جہاں تین سو ساٹھ چشمے تھے۔ ذوالقرنین نے تین سو ساٹھ آدمیوں کو اپنے ساتھیوں میں سے طلب کیا جن میں خضرؑ بھی تھے اور ہر ایک کو نمک لگی ہوئی ایک ایک مچھلی دی۔

اور کہا کہ ہر ایک اپنی مچھلی کو الگ الگ چشموں میں دھو کر میرے پاس لائے۔ خضرؑ نے جب اپنی مچھلی پانی میں ڈالی وہ زندہ ہو کر اُن کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ خضرؑ نے اپنے کپڑے اُتارے اور پانی میں کود پڑے اور مچھلی کی تلاش میں کئی مرتبہ ڈبکیاں لگائیں پانی بھی پیا۔ مچھلی اُن کے ہاتھ نہ آئی وہ باہر نکلے اور ذوالقرنین کے پاس واپس آئے۔ ذوالقرنین نے مچھلیوں کو جمع کیا تو ایک کم تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ خضرؑ اپنی مچھلی نہیں لائے۔ خضرؑ کو بلا کر پوچھا تو آپ نے مچھلی کا حال بیان کیا۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ پھر تم نے کیا کیا کہا میں اُس مچھلی کی تلاش میں پانی میں کود پڑا لیکن اُس کو نہیں پایا تو باہر نکل آیا پوچھا کہ اُس چشمہ کا پانی بھی پیا کہا ہاں۔ ذوالقرنین نے پھر ہر چند تلاش کیا لیکن وہ چشمہ نہ ملا تو خضرؑ سے کہا کہ تم اُس چشمہ کے لئے پیدا ہوئے تھے اور وہ تمہارے واسطے مقدر ہوا تھا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں ائمہ اطہار سے مروی ہے کہ جب جناب رسولؐ نے دنیا سے مفارقت کی اور اہلبیتؑ رسالت پر مصائب و آلام کا ہجوم ہوا تو جس حجرہ میں کہ حضرت رسولؐ کو لٹایا گیا تھا وہاں حضرت امیرالمومنینؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ صلوات اللہ علیہم موجود تھے۔ ناگاہ ایک آواز بلند ہوئی کہ السلام علیکم اے اہل بیت نبوت ہر ذی روح موت کا مزہ چکھے گا۔ تمہارا اجر تم کو قیامت میں پورا پورا دیا جائیگا۔ جس کا کوئی مرجاتا ہے تو یقیناً خدا اُس کا عوض اور قائم مقام ہے۔ وہی ہر مصیبت میں صبر عطا کرنے والا اور ہر اُس امر کا تدارک کرنے والا ہے جو فوت ہو جاتا ہے لہٰذا خدا پر توکل کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو کیونکہ محروم تو وہ ہے جو ثواب خدا سے محروم ہے اُس وقت حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی خضرؑ ہیں۔ آئے ہیں کہ تم کو تمہارے پیغمبرؐ کی وفات پر تعزیت دیں۔

معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ مسجد سہلہ محل نزول خضرؑ ہے اور کتب مزار وغیرہ میں بہت سی مجرب مذکور ہیں کہ صالحوں کی ایک جماعت نے مسجد سہلہ میں اور صعصعہ وغیرہ نے اماکن مشرفہ میں آن حضرت (خضرؑ) سے ملاقات کی جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔

ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ خضرؑ اور الیاسؑ ہر حج کے موسم میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو یہ دُعا پڑھتے ہیں۔ بسم اللہ ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کل نعمہ۔ فمن اللہ ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ عزّ وجل ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ

حضرت خضرؑ کے بہت سے حالات ذوالقرنین کے حالات کے باب میں بیان ہو چکے۔

فصل دہم وہ موعظے اور حکمتیں جو خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بذریعہ وحی نازل کیں یا اُن حضرت سے منقول ہیں اور اُن کے بعض تعجب خیز حالات۔

بسند معتبر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوندا اُس شخص کی جزا کیا ہے جو شہادت دے کہ میں تیرا رسول اور پیغمبر ہوں اور تو مجھ سے ہمکلام ہوا ہے۔ فرمایا کہ اے موسیٰؑ میرے فرشتے اُس کی موت کے وقت اُس کے پاس آتے ہیں اور اُس کو بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اُس کی جزا کیا ہے جو تیرے سامنے کھڑا ہو اور نماز پڑھے فرمایا کہ اُس پر ملائکہ کے ساتھ فخر کرتا ہوں جس وقت وہ رکوع میں ہوتا ہے یا سجدہ میں۔ یا کھڑا ہوتا ہے یا بیٹھا رہتا ہے اور جس پر میں اپنے فرشتوں کے ساتھ مباہات کرتا ہوں اُس پر عذاب نہیں کرتا۔ موسیٰؑ نے پوچھا اُس کی کیا جزا ہے جو کسی مسکین کو محض تیری رضا کے لئے کھانا کھلائے فرمایا کہ اے موسیٰؑ قیامت کے روز منادی کو حکم دوں گا کہ اس طرح ندا کرے کہ تمام خلائق سنے کہ فلاں پسر فلاں آتش جہنم سے خدا کا آزاد کیا ہوا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اس کی کیا جزا ہے جو عزیزوں کے ساتھ نیکی کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس کی عمر بڑھاتا ہوں اور سکرات موت کو اُس پہ آسان کرتا ہوں اور قیامت میں خزینہ داران بہشت اُس کو ندا دیں گے کہ ہماری جانب آ اور بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو۔ موسیٰؑ نے پوچھا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا بلکہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ فرمایا بروز قیامت جہنم اُس کو ندا کرے گا کہ میری طرف تیری راہ نہیں ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اُس کی جزا کیا ہے جو تجھ کو دل و زبان سے یاد کرتا ہے فرمایا کہ اُس کو قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا اور اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا اجر کیا ہے جو تیری کتاب کی ظاہر بظاہر اور پوشیدہ طور سے تلاوت کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ وہ صراط پر سے برق جہندہ کی طرح گذر جائے گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو تیری خوشنودی کے لئے لوگوں کے آزار اور اُن کی گالیوں پر صبر کرتا ہے فرمایا کہ ہول روز قیامت سے اُس کو محفوظ رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو تیرے خوف سے گریاں ہو فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس کے چہرہ کو آتش جہنم کی گرمی

سے بچالوں گا۔ اور اُس کو قیامت کے سخت خوف سے ایمن کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس شخص کی جزا کیا ہے جو تجھ سے حیا کے سبب سے خیانت ترک کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ قیامت کے روز اُس کو امان بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیا ہے اُس کی جزا جو تیرے عبادت کرنے والوں کو دوست رکھے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس پر آتشِ جہنم کو حرام کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا بدلا کیا ہے جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز اُس کی جانب نظرِ رحمت نہ کروں گا اور اُس کے کسی گناہ کو نہ بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا الٰہی اُس کی جزا کیا ہے جو کسی کافر کو اسلام کی دعوت دے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز اجازت دوں گا کہ جس کی چاہے سفارش کرے۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الٰہی اُس کا ثواب کیا ہے جو نمازوں کو وقت پر بجا لاوے فرمایا کہ جو کچھ وہ سوال کرے گا اس کو عطا کرونگا اور اپنی بہشت اُس کے لئے مباح کروں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الٰہی کیا ثواب ہے اُس کا جو تیرے عذاب کے خوف سے مکمل وضو کرے فرمایا کہ جب قیامت کے روز اُس کو مبعوث کروں گا۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور ہوگا جس سے محشر میں روشنی ہوگی۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ اُس کا ثواب کیا ہے جو رمضان کے مبارک مہینہ کا تیری رضا کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز ایسی جگہ کھڑا کروں گا جہاں اُس کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ موسیٰؑ نے کہا الٰہی اُس کی جزا کیا ہے جو ماہِ رمضان میں لوگوں کے دکھانے کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کا اجر اُس کے مانند ہے جس نے روزہ نہیں رکھا ہے۔

حدیث حسن میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی پیغمبری کے لئے خلق کیا اور اپنی عبادت کے لئے قوت بخشی۔ تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا اور معصیت سے منع کیا۔ اگر میری اطاعت کروگے تو اپنی اطاعت میں مدد دوں گا اور اگر میری معصیت کروگے تو امداد نہ کروں گا اے موسیٰؑ اطاعت میں تم پر میرا احسان ہے اور معصیت میں تم پر میری حجت ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ سے اپنے پوشیدہ عیوب میں ڈرو تاکہ تمہارے عیبوں کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں اور اپنی خلوتوں میں مجھ کو یاد کرو اور اپنی خواہشوں اور لذتوں میں مجھے دل میں یاد رکھو تاکہ میں تمہاری غفلتوں میں تم کو یاد رکھوں اور لغزشوں سے تمہاری حفاظت کروں اور اپنے غصّہ کو اُن لوگوں سے روکے رہو

جن پر میں نے تم کو مسلّط کیا ہے تاکہ اپنے غضب کو تم سے باز رکھوں۔ اور اپنے دل میں میرے رازوں کو پوشیدہ رکھو اور میرے دشمن سے ظاہر بظاہر مدارت کا اظہار کرو۔ اپنے دشمن کو میرے خلق اور راز سے آگاہ نہ کرو کیونکہ وہ میرے بارے میں ناسزا کہیں گے اور تم اُن کے ناسزا کہنے میں گناہ میں اُن کے شریک رہوگے۔

پھر موسیٰؑ نے کہا کہ خداوندا کون خطیرۂ قدس میں ساکن ہوگا فرمایا وُہ لوگ جن کی آنکھوں نے نامحرم عورتوں کو نہیں دیکھا جن کے اموال سود اور ربا میں مخلوط نہیں ہوئے اور جنہوں نے حکمِ خدا میں رشوت نہیں لی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ اے پسر عمران جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ کو دوست رکھتا ہے اور رات کو سو رہتا ہے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر دوست اپنے دوست کو تنہائی میں چاہتا ہے۔ اے پسر عمرانؑ میں اپنے دوستوں پر مطلع ہوں جب رات اُن پر چھا جاتی ہے اُن کے دل اور آنکھوں کو اپنے غیر کی جانب سے اپنی طرف پھیر دیتا ہوں اور اپنے عذاب کو اُن کی آنکھوں کے سامنے ممثل کر دیتا ہوں وہ لوگ مشاہدہ کے عنوان سے مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں جس طرح کہ حاضر لوگ مجھ سے بات کرتے ہیں۔ اے پسر عمرانؑ اپنے دل سے خشوع اور اپنے جسم سے خضوع اور اپنی آنکھوں سے آنسو مجھے رات کی تاریکیوں میں بخش دو اور مجھ سے دُعا کرو کیونکہ مجھ کو اپنے نزدیک اور قبول کرنے والا پاؤگے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ طور پر تشریف لے گئے اپنے پروردگار سے مناجات کی کہا پالنے والے اپنے خزانے مجھے دکھا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ میرے خزانے وہ ہیں کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں کہتا ہوں ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ مجھ کو خزانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں اپنی قدرت کاملہ سے عدم سے وجود میں لاتا ہوں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوندا مجھے وصیت کر۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اپنے لئے یعنی میرے حق کی رعایت کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ سوال کیا۔ اور ہر مرتبہ حق تعالیٰ نے یہی جواب دیا۔ جب موسیٰؑ نے چوتھی مرتبہ کہا کہ مجھ کو کوئی وصیت کر، فرمایا کہ تم کو تمہاری ماں کے حق کی رعایت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں

پھر پوچھا یہی جواب ملا چھٹی مرتبہ جب پوچھا فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں تمہارے باپ کے حق کی رعایت کے لئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی سبب سے کہا ہے کہ دو ثلث نیکی ماں کے لیے ہے اور ایک ثلث باپ کے لئے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھ حق تعالیٰ کی جملہ مناجات میں سے یہ ہے کہ اے موسیٰؑ دُنیا میں اپنی آرزؤں کو دراز نہ کرو کیونکہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا۔ اور سخت دل مجھ سے دور رہتا ہے۔ اے موسیٰؑ ایسے ہو جاؤ جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری اطاعت کریں اور معصیت نہ کریں اور دنیا کی خواہشوں سے اپنے دل کو میرے خوف کی وجہ سے مردہ کر لو۔ پرانے لباس سے دل خوش رکھو تاکہ اہل زمین پر تمہارا حال پوشیدہ رہے اور اہل آسمان میں نیکی کے ساتھ مشہور ہو۔ اندھیری راتوں کو نور عبادت سے روشن کرتے رہو۔ اور صابروں کے قنوت کے مانند قنوت پڑھ پڑھ کر میرے نزدیک خضوع اختیار کرو۔ اور میری درگاہ میں گناہوں سے نالہ و فریاد کرو اُس شخص کی طرح جو اپنے دشمن سے بھاگ کر قدرت رکھنے والے خدا کی جانب پناہ لے گیا ہو اور بندگی میں مجھ سے مدد طلب کرو کیونکہ میں بہتر معین و مددگار ہوں۔ اے موسیٰؑ میں وہ خدا ہوں کہ اپنے بندوں پر مسلط ہوں۔ بندے میری قدرت کے اندر ہیں اور سب مجھ سے عاجز ہیں۔ لہذا اپنے نفس کو اپنے اوپر متہم رکھو اور اپنے نفس کے فریب میں نہ آؤ اور اپنے فرزندوں کو اپنے دین میں بے خوف نہ کرو مگر جبکہ تمہارا فرزند تمہاری طرح صالحوں کو دوست رکھتا ہو۔

اے موسیٰؑ اپنے کپڑوں کو دھوؤ اور غسل کرو اور میرے شائستہ بندوں کی صحبت میں رہو۔ اے موسیٰؑ اُن کی نماز میں اُن کے امام ہوا کرو اور جس معاملہ میں وہ لوگ نزاع کریں اُس میں اُن کے درمیان حکم کرو۔ ظاہری حکم، روشن دلیل اور اس کے نور کے ساتھ جو ہم نے تم پر نازل ہے وہ نور بتلانے والا ہے جو کچھ گذر گیا اور جو آخر زمانہ میں ہونے والا ہے۔ اے موسیٰؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ مہربان دوست کی سی وصیت ایک بزرگ فرزند یعنی عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں جو دراز گوش پر سوار ہوگا۔ بندوں کی سی ٹوپی سر پر رکھے گا۔ صاحب زیت و زیتون و محراب ہوگا۔ اس کے بعد تم کو وصیت کرتا ہوں صاحب شتر سرخ کے بارے میں، وہ پاکیزہ طینت پاکیزہ اخلاق، گناہوں اور برائیوں سے مطہر ہوگا اُس کے اوصاف تمہاری کتاب

میں یہ ہیں کہ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لانے والا اور گواہی دینے والا ہے وُہ رکوع و سجود کرنے والا ثواب کی جانب رغبت کرنے والا اور عذاب سے ڈرنے والا ہوگا مساکین اور محتاج لوگ اُس کے بھائی ہوں گے۔ اُس کے انصار و مصاحب غیر قبیلہ کے ہوں گے اور اُس کے زمانہ میں تنگیاں، شدتیں، فتنے، فسادات اور مال کی کمی ہوگی اُس کا نام احمدؐ۔ محمدؐ اور امین ہے اور وہی گذشتہ پیغمبروں کا خلاصہ ہوگا۔ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لائے گا اور جمیع پیغمبروں کی تصدیق کریگا۔ اور اُن تمام پیغمبروں کی خلوص کے ساتھ شہادت دے گا اور اُس کی امت ایسی امت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے اور با برکت ہے تاکہ اُس کے دین حق پر باقی رہے اور اُس کے دین کو ضائع نہ کرے ان لوگوں کو چند ایسی ساعتیں معلوم ہیں جن میں اُس غلام کی طرح نمازیں ادا کریں گے جو اپنے زیادہ وقت کو اپنے آقا کی خدمت میں صرف کرتا ہے لہذا اُس پیغمبر کی تصدیق کرو اور اُس کے طریقوں کی پیروی کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے اے موسیٰؑ وہ اُمّی ہے کسی سے پڑھنا نہ سیکھے گا وہ ایک نیک بندہ ہے وہ جس چیز میں ہاتھ ڈال دے گا۔ میں اس میں برکت دوں گا اور اُس کے علم میں بھی برکت و زیادتی عطا کروں گا اس کو میں نے خود با برکت خلق کیا ہے اُسی کے زمانہ میں قیامت قائم ہوگی۔ اُسی کی اُمت پر دنیا کا خاتمہ کروں گا لہذا بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں کو حکم دو کہ اُس کے نام کو میری کتابوں سے محو نہ کریں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وُہ مٹادیں گے اُس کی محبت میرے نزدیک ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ میں اُس کے ساتھ ہوں اُس کے مددگاروں میں سے ہوں وہ میرے لشکر میں سے ہے اور میرا لشکر تمام لشکروں پر غالب ہے غرض میرا کلمہ اور میری تقدیر پوری ہو چکی ہے کہ یقیناً اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کردوں گا تاکہ ہر مکان میں لوگ میری یکتائی کے ساتھ پرستش کریں اور میں اُس پر ایسا قرآن نازل کروں گا جو علوم کا مجموعہ اور باطل سے حق کو جدا کرنے والا ہوگا اور شیطان کے وسوسوں سے دلوں کو شفا بخشنے والا ہوگا لہذا اے پسر عمران تم اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔

اے موسیٰؑ تم تو میرے بندے ہو۔ میں تمہارا خدا ہوں کسی فقیر اور پریشان کو ذلیل نہ سمجھو۔ امیروں کے حال کی اُن چند چیزوں میں آرزو نہ کرو جو مال دنیا سے میں نے اُن کو عطا کیا ہے اور مجھے یاد کرنے کے وقت خشوع اختیار کرو۔ توریت کی تلاوت کے

وقت میری رحمت کے امیدوار رہو اور خوفزدہ اور محزون آواز سے مجھ کو توریت سُنایا کرو اپنا دل مجھ سے مطمئن رکھو۔ جس کا دل میری طرف مائل ہوتا ہے مجھ کو بھی اُس کی یاد آتی ہے۔ میری ہی عبادت کرو کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرو اور میری خوشنودی کے لئے کوشش کرتے رہو یقیناً میں تمہارا بزرگ آقا ہوں۔ میں نے تم کو ایک بے مقدار گندہ پانی سے خلق کیا اور تمہاری بنیاد اُس مٹی سے قائم کی جس کو کئی طرح کی مخلوط ایک ذلیل زمین سے لیا تھا پھر میں نے اس میں روح پھونکی اور اُس کو ایک بشر بنا دیا۔ لہٰذا میں ہی خلائق کا پیدا کرنے والا ہوں اور میری ذات بابرکت ہے اور میری صنعت پاک ہے اور کسی چیز کو مجھ سے مشابہت نہیں ہے اور میں ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوں۔ کیونکہ زوال مجھ پر محال ہے۔ اے موسیٰؑ جس وقت کہ مجھ سے دُعا کرو خائف و ہراساں رہو اور میرے سامنے اپنے منہ کو خاک پر رکھو اور میرے لئے اپنے بہترین اعضا سے سجدہ کرو اور جس وقت کہ میرے سامنے کھڑے ہو تو عاجزی و فروتنی کرو اور مناجات کے وقت خوفزدہ دل سے خوف کے ساتھ مجھ سے راز کہو اور توریت کے ذریعہ سے اپنی ساری عمر میں اپنے کو زندۂ معنوی رکھو میری حمد نادانوں کو تعلیم کرو اور اُن کو میری نعمتیں یاد دلاؤ اور کہو کہ اس قدر گمراہی اور نافرمانی میں نہ رہیں۔ کیونکہ جس وقت میں گرفت کروں گا تو سخت گرفت کروں گا اور میرا عذاب دردناک ہے اے موسیٰؑ مجھ سے اگر تمہارا وسیلہ ٹوٹ جائے گا تو دوسروں کا وسیلہ تم کو کوئی فائدہ نہ بخشے گا لہٰذا میری عبادت کرو اور میرے سامنے بندۂ حقیر کے مانند کھڑے ہو اور اپنے نفس کی مذمت کرو کیونکہ وہ مذمت کا زیادہ مستحق ہے اور اُس کتاب کی وجہ سے جو میں نے تم کو دی ہے بنی اسرائیل پر فخر و تکبر نہ کرو کیونکہ وہی کتاب تم کو نصیحت حاصل کرنے اور تمہارے دل کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے اور وہ جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے۔ اے موسیٰؑ جب مجھ سے دُعا کرو میری رحمت کے امیدوار رہو تو میں تم کو بخشدونگا۔ ہرچند کہ گنہگار ہوگے۔ آسمان میرے خوف سے میری تسبیح کرتا ہے اور فرشتے میرے خوف سے کانپتے رہتے ہیں زمین میری رحمت کی طمع سے میری تسبیح کرتی ہے۔ تمام مخلوق میری پاکی بیان کرتی ہے اور میرے سامنے ذلیل ہے۔ تم کو نماز خوشگوار ہو کیونکہ وہ میرے نزدیک عظیم منزلت رکھتی ہے اُس کا ایک مضبوط عہد میرے نزدیک ہے کیونکہ وہ ہر شخص کو جیسا کہ چاہیے میرے دربار میں پیش کرتی ہے اور میں بخش دیتا ہوں اور نماز سے وہ کام ملحق کرو جو نماز

کی مقبولیت کی شرطوں میں سے ہے اور وہ زکوٰۃ قربانی ہے اور میری راہ میں اپنے پاک و نیک ترین مال و طعام میں سے دو کیونکہ میں قبول نہیں کرتا مگر جو حلال اور پاک ہو اور جس کو محض میری رضا کے لئے دیا جاتا ہے اپنے قرابت داروں سے زکوٰۃ کے ساتھ احسان و نیکی بھی کرو اس لئے کہ میں خداوند رحمٰن و رحیم ہوں اور قرابت کو میں نے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت سے مقدر کیا ہے تاکہ اُس کے سبب سے ایک دُوسرے کے ساتھ میرے بندے مہربانی کریں اور رحم کرنے والے کو قیامت میں ایک سلطنت عطا کروں گا اور جو قطع رحم کرے گا اُس سے اپنی رحمت منقطع کردوں گا اور جو شخص رحم کے ساتھ پیش آیا ہوگا اور اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کئے ہوگا میں بھی اپنی رحمت کے ساتھ اُس سے پیش آؤں گا۔ اسی طرح اس شخص کے ساتھ عمل کرونگا جس نے میرے حکم کو ضائع کر دیا ہوگا۔ اے موسیٰؑ سوال کرنے والے کو گرامی رکھو جب وہ تمہارے پاس آئے تو نرمی سے جواب دیدو یا کچھ عطا کرو۔ کیونکہ تمہارے پاس جن و انس میں کوئی نہیں آتا بلکہ خداوند رحمٰن کی جانب سے وہ چند فرشتے ہیں وہ تمہارا امتحان کرتے ہیں کہ کیونکر صرف کرتے ہو اُس کو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور کیونکر اُس کا شکر ادا کرتے ہو اور کس طرح اس میں برادران مومن کے ساتھ مساوات کرتے ہو۔ جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور گریہ و تضرع کے ساتھ میرے لئے خاشع رہو اور توریت پڑھنے اور رونے میں آواز بلند کرو اور سمجھو کہ میں تم کو اپنی درگاہ میں بلاتا ہوں جس طرح آقا اپنے غلام کو بلاتا ہے تاکہ اُس کو شریف ترین منازل پر پہنچائے اور اس کو اپنے نزدیک بلند مرتبہ قرار دے اور یہ تم پر اور تمہارے گذشتہ باپ داداؤں پر میرا فضل و احسان ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ کو کسی حال میں فراموش نہ کرو اور مال کی زیادتی پر خوش نہ ہو اس لئے مجھ کو بھول جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور مال کی زیادتی کے ساتھ گناہوں کی زیادتی ہوتی ہے۔ زمین اور آسمان اور دریا سب میرے مطیع و فرمانبردار ہیں اور نافرمانی انس و جن کی شقاوت کا سبب ہوگئی ہے اور میں خداوند رحیم و رحمٰن ہر زمانہ کے لوگوں پر رحم کرنے والا ہوں۔ راحت کے بعد سختی لاتا ہوں اور تکلیف کے بعد نعمت عطا کرتا ہوں۔ بادشاہوں کو بادشاہوں کے بعد لاتا ہوں اور میری بادشاہی قائم و دائم ہے اور کبھی زائل نہیں ہوتی۔ مجھ پر کوئی چیز آسمان و زمین کی مخفی نہیں ہے اور کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ جبکہ میں نے ہی سب کو پیدا کیا ہے اور کیونکر تمہارا دل میری رضا اور ثواب حاصل کرنے کی جانب متوجہ نہ ہوگا۔

حالانکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ کو اپنی پناہ اور جائے پناہ قرار دو اور اپنے اعمال صالحہ کے خزانہ کو میرے پاس جمع کرو۔ مجھ سے ڈرو دوسرے سے نہ ڈرو کیونکہ تمہاری بازگشت میری ہی طرف ہے۔

اے موسیٰؑ اُس پر رحم کرو جو میری مخلوق میں تم سے پست تر ہے اور اُن پر حسد نہ کرو جو تم سے بلند تر ہے کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اے موسیٰؑ آدم کے دو بیٹوں نے میرے نزدیک تواضع کی اور میری بارگاہ میں قربانی لائے تاکہ میرا فضل وکرم اُن کے شامل ہو اور میں تو پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہوں۔ اس سبب سے ایک کی قربانی مقبول ہوتی ہے اور دوسرے کی نامقبول پھر آخر اُن کا معاملہ جس حد تک پہنچا اُسے تم جانتے ہو۔ لہٰذا اپنے وزیر ومصاحب پر تم کیونکر اعتماد کرتے ہو اُس کے بعد جبکہ بھائی نے بھائی کے ساتھ ایسا کیا۔[1] اے موسیٰؑ فخر وغرور کو ترک کرو اور یاد رکھو کہ قبر میں تم کو ساکن ہونا ہوگا یہ خیال تم کو خواہشاتِ دُنیا سے مانع ہوگا۔ اے موسیٰؑ توبہ کرنے میں عجلت کرو اور گناہ کو تاخیر میں ڈالو۔ میرے سامنے نماز میں دیر تک ٹھہرو میرے علاوہ کسی اور سے اُمید نہ رکھو۔ سختیوں کے دفع کرنے میں مجھ کو اپنی سپر قرار دو اور بلاؤں کے دفع کے لئے اپنا قلعہ سمجھو۔ اے موسیٰؑ وہ بندہ مجھ سے کیونکر ڈرتا ہے جو میرے فضل ونعمت کو اپنے اوپر سمجھتا ہے حالانکہ اُس پر غور نہیں کرتا اور ایمان نہیں لاتا اور کیونکر اُس پر ایمان لاتا ہے اور ثواب کی اُمید رکھتا ہے حالانکہ دنیا پر قانع ہے اور اُس کو اپنی جائے پناہ بنائے ہوئے ہے اور دنیا کی جانب ظالموں کی طرح رجوع ہے۔

اے موسیٰؑ اہلِ خیر کے ساتھ نیکی وخیر کرنے میں سبقت کرو کیونکہ نیکی اُس کے نام کی طرح خوش آیند ہے اور بدی کو اُس کے لئے چھوڑ دو جو دنیا پر فریفتہ ہے۔ اے موسیٰؑ اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے قرار دو تاکہ زبان کے شر سے محفوظ رہو یعنی جو کچھ کہو پہلے اُس میں غور کرو اور جب سمجھ لو کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے تو کہو اور شب وروز میں مجھ کو بہت یاد کرو جب تک کہ موقع پاؤ۔ اور گناہوں کی پیروی نہ کرو تاکہ پشیمان نہ ہو یقیناً گناہوں کی وعدہ گاہ آتشِ جہنم ہے۔

[1] یہاں وزیر سے مراد حضرت یوشع بن وصیٔ جناب موسیٰؑ نہیں بلکہ یہ عام موعظہ ہے کہ جب بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا تو دوسروں پر کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ یہاں بھائی سے مراد قابیل بھی ہو سکتا ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ ۱۲۔ مترجم

اے موسیٰؑ اپنی گفتگو اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے گناہوں کو ترک کر دیا ہے۔ نرم کرو اور اُس کے ہمنشین رہو اور اُن کو اپنا بھائی قرار دو اور اُن کے ساتھ میری عبادت میں کوشش کرو تاکہ وہ لوگ بھی تمہارے ساتھ کوشش کریں۔ اے موسیٰؑ یقیناً تم کو موت آئے گی لہٰذا بہتر توشہ آخرت کے لئے بھیجو اُس شخص کے بھیجنے کی طرح جو کہ جانتا ہے کہ وہ اپنے توشہ تک پہنچے گا۔ اے موسیٰؑ جو کچھ میری خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا تھوڑا حصّہ بہت ہے اور جو میرے غیر کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا زیادہ حصّہ کم ہے اور یقیناً تمہارا سب سے بہتر روز وہ ہے جو آنے والا ہے۔ یعنی روزِ قیامت لہٰذا غور کرو کہ وہ دن تمہارے لئے کیسا ہوگا اور اُس روز کے جواب کے لئے تیار رہو کیونکہ بیشک اُس روز تم کو کھڑا رکھیں گے اور تمہارے عمل کا سوال کریں گے اور اپنے زمانہ واہلِ زمانہ سے نصیحت حاصل کرو جس کا راز اہلِ غفلت پر کوتاہ ہے اور اہلِ طاعت کے لئے دراز ہے۔ تمام شئے فنا ہونے والی ہے لہٰذا ایسے کام کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کی طرف تمہاری طمع زیادہ ہو اس لئے کہ دنیا کی جو چیز باقی ہے اُس کی طرح ہے جو گذر گئی۔ اسی طرح گذری ہوئی چیزوں میں سے عبادت کے سوا کوئی چیز تمہارے ساتھ باقی نہیں ہے آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا اور ہر عمل کرنے والا غرض کے لئے عمل کرتا ہے تم اپنے لئے ہر وہ مقصود جو بہتر ہو اختیار کرو۔ تاکہ خدا کے ثواب پر فائز ہو جاؤ جس روز کہ اہلِ باطل نقصان میں رہیں گے۔ اے موسیٰؑ میرے سامنے اُس غلام کی طرح مذلت کا خیال نہ کرو جو اپنے آقا کے پاس فریادرسی کے لئے حاضر ہوتا ہے جب ایسا کرو گے میری رحمت تمہارے شامل ہو گی اور میں قدرت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ کریم ہوں۔ اے موسیٰؑ میرا فضل اور میری رحمت مجھ سے طلب کرو کیونکہ دونوں میرے اختیار میں ہیں اور میرے سوا کوئی فضل و رحمت پر قادر نہیں ہے اور جس وقت مجھ سے سوال کرو تو غور کرو کہ تمہاری رغبت اس چیز میں کس قدر ہے جو میرے پاس ہے۔ اور ہر عمل کرنے والے کے لئے میرے پاس ایک جزا ہے اور میں انکار کرنے والوں کو بھی عملِ خیر کی جزا دیتا ہوں۔ اے موسیٰؑ خوشی دل سے دنیا ترک کرو اور دنیا سے پہلو تہی کرو کیونکہ تم دُنیا کے لئے نہیں ہو اور نہ دنیا تمہارے لئے ہے۔ ظالموں کے مکان سے تم کو کیا غرض۔ مگر اُس شخص کو ہے جو دنیا میں رہ کر آخرت کے کاموں میں مشغول ہو اُس کے لئے دُنیا بہتر جگہ ہے۔ اے

موسیٰؑ جو کچھ میں تم کو حکم دوں اُس کو سنو اور جو کچھ میں تمہارے لئے مصلحت سمجھوں اُس کو
اور توریت کے حقائق کو اپنے سینہ میں جگہ دو اور خواب غفلت سے اُس کے
ساتھ شب و روز کے اوقات میں بیدار رہو اور دنیا والوں کی باتوں یا اُن کی محبت
کو اپنے سینہ میں جگہ نہ دو کیونکہ وہ مرغ کے آشیانہ کی طرح اپنا آشیانہ بنالیتی ہیں۔
اے موسیٰؑ فرزندان دنیا و اہل دُنیا ایک دُوسرے کے فتنہ و فساد کا باعث ہیں اور
دنیا اُن ہر ایک کے لئے زینت یافتہ ہے جو اُس میں ہے اور مومن کے لئے
آخرت کی زینت ہے اس لئے وہ ہمیشہ آخرت کا طالب رہتا ہے اور اُس کے
علاوہ کسی پر نظر نہیں کرتا اور آخرت کی خواہش اُس کے اور دنیا کی لذتوں کے درمیان
حائل ہوگئی ہے۔ لہذا وہ جنگلوں کو عبادت اور قرب الٰہی کے درجات کے لئے
طے کرتا ہے اُس سوار کے مانند جو میدان میں گھوڑا دوڑاتا ہے تاکہ دُوسروں پر
سبقت حاصل کرے اور نیکی کا پالا مارلے اور جلد اپنے مقصود کو پہنچے۔ دنوں کو
اپنی آخرت کے غم میں اندوہناک رہے اور راتوں کو محزون بسر کرے پھر کیا کہنا ہے
اُس کا اگر اُس کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ اُٹھ جائے تو پھر وہ کس قدر زیادہ
وہ چیزیں دیکھے گا جو اُس کی مسرّت کا سبب ہوں گی۔ اے موسیٰؑ دنیا تھوڑی ہے اور
ناچیز جس کو ثبات نہیں ہے اور نہ اُس میں مومنوں کے ثواب کی گنجائش ہے۔ اور
نہ فاجروں کے عذاب کی لہذا ابدی مضرت اُس کے لئے ہے جو اپنی آخرت کا ثواب
دنیا کی لذتوں کے عوض فروخت کرے جو باقی نہ رہے گی اور زبان کے ذائقہ کے لئے
بیچ دے جو جلد زائل ہو جاتا ہے۔ لہذا اس طرح رہو جیسے کہ میں تم کو حکم دوں اور جو کچھ
میں حکم دوں گا وہ رشد و صلاح کا باعث ہوگا۔ اے موسیٰؑ جب تم دیکھو کہ امیری کا
رُخ تمہاری جانب ہے تو سمجھ لو کہ تم نے کوئی گُناہ کیا ہے جس کی سزا تم کو دُنیا میں ملی
ہے اور جب دیکھو کہ پریشانی نے تمہاری جانب رُخ کیا ہے تو کہو مرحبا صالحوں کے
طریقے مرحبا۔ اور جباروں اور ظالموں کے ساتھ نہ رہو اور نہ اُن کے پاس جاؤ اور نہ
بیٹھو۔ اے موسیٰؑ عمر کتنی ہی دراز ہو آخر فانی ہے اور جو چیز کہ دنیا میں تم سے لے لی
جاتی ہے۔ درآنحالیکہ اُس کا انجام آخرت کی باقی رہنے والی نعمت ہوتی ہے تو وہ تم کو
نقصان نہیں پہنچاتی۔ اے موسیٰؑ میری کتاب تم کو بلند آواز سے پکارتی ہے کہ تمہاری
بازگشت کہاں ہوگی۔ تو کیونکر ایسی حالت میں آنکھوں کو نیند آتی ہے اور کس طرح کوئی
جماعت زندگانی دُنیا سے لذّت حاصل کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا کہ مدتوں سے وہ غفلت

میں پڑے ہیں۔ اور اپنی شقاوت کی پیروی میں گرفتار رہیں اور طرح طرح کی خواہشوں
سے واقف ہیں تو پیچھے لوگ اُس سے بہت تھوڑے مواعظ میں فریاد کرنے لگتے جو میں نے
اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں۔ اے موسیٰ میرے بندوں کو حکم دو کہ میرے متعلق اقرار
کریں کہ میں تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور مضطر و بیقرار لوگوں
کی دُعا کا قبول کرنے والا ہوں اور بلاؤں کو دفع کرتا ہوں اور زمانوں کو بدل دیتا
ہوں اور بلاؤں کے بعد نعمتیں عطا کرتا ہوں اور تھوڑے عمل پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور
بہت جزا دیتا ہوں اور فقیر کو غنی کر دیتا ہوں اور ہمیشہ رہنے والا غالب اور قادر خدا
ہوں اس کے بعد مجھ کو پکاریں تو جو گنہگار شخص پناہ چاہے اور تم سے التجا کرے تو
اُس سے کہو کہ مرحبا کشادہ ترین فضا میں تم نے منزل کی اور پروردگار عالم کی عزت و
کرم کی کشادگی میں سوار ہوئے خوش ہو کہ خدا تمہاری توبہ قبول کرے گا اور (اے موسیٰؑ
مجھ سے اُن کے لئے آمرزش طلب کرو اور اُن کے ساتھ مثل اُن کے رہو اور فخر و غرور
اُس نعمت پر نہ کرو جو میں نے تم کو دی ہے اور اُن سے کہو کہ میرے احسان و کرم
کا مجھ سے سوال کریں کیونکہ کوئی میرے سوا فضل و رحمت کا مالک نہیں ہے اور میں
فضل عظیم کا مالک ہوں کیا کہنا ہے تمہارا اے موسیٰؑ کہ گمراہوں کے لئے پناہ اور گنہگاروں
کے لئے بھائی اور پریشانوں کے ہم نشین اور گناہگاروں کے لئے استغفار کرنے
والے ہو اور میرے نزدیک پسندیدہ منزلت رکھتے ہو لہذا پاک دل اور راست گو
زبان سے مجھ سے دُعا کرو اور اُس طرح رہو جیسا کہ میں نے تم کو حکم دیا ہے میرے
حکم کی اطاعت کرو اور میرے بندوں پر تکبر اور زیادتی نہ کرو اُن چند نعمتوں کے
سبب سے جو میں نے تم کو عطا کی ہیں۔ حالانکہ اُن کی ابتدا تمہاری طرف سے نہیں
ہوئی ہے۔ اور میری قربت حاصل کرو کیونکہ میں تمہارے قریب ہوں یقیناً میں نے تم
سے ایسی چیز کا سوال نہیں کیا ہے جس کا تحمل تم پر گراں ہو۔ تم سے اتنا ہی چاہتا
ہوں کہ دعا کرو تو میں تمہاری دُعا کو قبول کروں گا پھر عطا کروں گا اور مجھ سے میرے
پیغامات پہنچانے میں جو میں نے تم پر نازل کئے ہیں اور جن کی تاویل تم سے بیان
کردی ہے تقرب حاصل کرو۔ اے موسیٰؑ زمین کی جانب نظر کرو جو عنقریب تمہاری قبر
ہوگی اور اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اُٹھاؤ کہ تمہارے پروردگار کا ملک عظیم تر
ہے اور جب تک دُنیا میں رہو اپنے نفس پر گریہ کرو اور مہلکوں سے خائف رہو اور
تم کو دُنیا کی زینت فریب نہ دے نے علم پر راضی نہ ہو اور ستمگار نہ بنو کیونکہ میں ستمگاروں

کی تاک میں رہتا ہوں اور مظلوموں کو اُن پر غالب کروں گا۔ اے موسیٰؑ نیکی کا دس گنا
ثواب اور گناہ کا عوض اُسی کے برابر دیتا ہوں۔ پھر وُہ لوگ گناہ کرتے ہیں تو اس ایک
کو دس کے برابر بڑھا دیتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں اور کسی کو میرے ساتھ عبادت
میں شریک نہ کرو اور تمام امور میں میانہ روی اختیار کرو اور ایسے امیدوار کی طرح
دعا کرو جو میرے ثواب کی رغبت رکھتا ہے اور اپنے اعمال سے پشیمان ہو اس
لئے کہ شب کی تاریکی کو دن زائل کر دیتا ہے اسی طرح نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی
ہیں اور جس طرح شب کی تاریکی دن کی روشنی کو زائل کر دیتی ہے اُسی طرح گناہ
نیکیوں کو سیاہ کر دیتے ہیں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شیطان ایک روز
حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا۔ جس وقت کہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات
کر رہے تھے۔ ایک فرشتہ نے اُس سے کہا کہ ایسی حالت میں تو ان سے
کیا امید رکھتا ہے۔ شیطان نے کہا کہ وہی امید رکھتا ہوں جو ان کے پدر (آدمؑ)
سے رکھتا تھا۔ جبکہ وہ بہشت میں تھے۔ امام نے فرمایا کہ اُن موعظوں میں سے
کچھ یہ ہیں جو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمائے یعنی کہا اے موسیٰؑ میں نماز اُس کی قبول
کرتا ہوں جو تواضع اور فروتنی کرتا ہے میری عظمت کے لئے اور اپنے دل پر میرا
خوف لازم کر لیتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں گذارتا ہے اور رات اپنے گناہوں
کے اقرار میں بسر کرتا ہے اور میرے ولیوں اور دوستوں کے حق کو پہچانتا ہے موسیٰؑ
نے پوچھا خداوندا ولیوں اور محبّوں سے کیا تیری مراد ابراہیمؑ و اسحٰقؑ اور
یعقوبؑ سے ہے فرمایا کہ اے موسیٰؑ وُہ لوگ ایسے ہی ہیں اور میرے دوست ہیں
مگر میری مراد اُن سے نہیں بلکہ میرا مقصود وُہ ہے جس کے لئے آدمؑ و حوّاؑ کو میں
نے بنایا اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار وہ کون
ہے فرمایا کہ محمدؐ اور اُس کا نام احمدؐ ہے اور اُس کے نام کو میں نے اپنے نام سے
مشتق کیا ہے اس لئے کہ میرا ایک نام محمود ہے موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھ کو اُن
کی اُمت میں قرار دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب اُن کو پہچان لو گے
اور اُن کی اور اُن کے اہلبیتؑ کی میرے نزدیک قدر و منزلت سمجھ لو گے تو تم
اُن کی امّت میں ہو۔ یقیناً میری تمام مخلوق میں اُن کی اور اُن کے اہلبیتؑ کی
مثال تمام باغوں میں فردوس کی سی مثال ہے جس کی پتیاں کبھی خشک نہیں

[illegible] اور جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوتا تو جو شخص اُن کے اور اُن کے اہلبیتؑ کے حق
کو پہچانے اُس کے لیے نادانی کے نزدیک دانائی اور تاریکی کے نزدیک روشنی
قرار دوں گا اُس کی دُعا قبول کروں گا قبل اس کے کہ وہ مجھ سے دُعا کرے اور عطا
کروں گا قبل اس کے کہ مجھ سے سوال کرے۔ اے موسیٰؑ جبکہ دیکھو کہ پریشانی کا
رخ تمہاری جانب ہے اُس سے کہو مرحبا اے نیکوں کی روش خوب آئی اور جب
دیکھو کہ توانگری کا رخ تمہاری جانب ہے کہو کہ اس کا سبب کوئی گناہ ہے جس کا
عذاب جلد مجھ کو پہنچایا گیا ہے اس لئے کہ دنیا عذاب کا مقام ہے آدمؑ نے
[illegible] خطا کی تو اُن کو اُن کے عمل کی سزا میں میں نے دنیا میں بھیجا اور دنیا اور جو کچھ اُس
میں ہے سب پر میں نے لعنت کی سوائے اُس چیز کے جو میرے لئے ہو اور جس میں
[illegible] خوشنودی حاصل ہو۔ اے موسیٰؑ یقیناً میرے نیک بندوں نے اپنے علم کے
[illegible] جس قدر اُن کو میرے متعلق ہے اور مجھ کو پہچاننے کی وجہ سے ترک و زہد
[illegible] اختیار کیا ہے اور میری بہت سی مخلوق نے اپنی نادانی اور مجھے نہ پہچاننے کی وجہ
سے دنیا کی جانب رغبت کی ہے اور جس نے بھی دنیا کی تعظیم کی اور اُس کو بزرگ سمجھا
تو دنیا سے اس کی آنکھیں روشن نہیں ہوئیں اور نہ اُس سے کچھ فائدہ [illegible]
اور جس نے دُنیا کو حقیر سمجھا تو وہ اُس سے منتفع ہُوا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت
موسیٰؑ کو مبعوث فرمایا اور اُن کو برگزیدہ کیا اور دریا کو اُن کے لئے شگافتہ کیا اور بنی اسرائیل
کو فرعون کے شر سے نجات دی اور الواح و توریت ان کو عطا فرمایا۔ تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا
تو نے مجھ کو گرامی فرمایا اُس کرامت و بخشش سے جس سے مجھ سے پہلے کسی کو گرامی نہیں
کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک میرے
تمام فرشتوں اور مخلوق سے بہتر ہے۔ موسیٰؑ نے کہا اگر محمدؐ تیرے نزدیک تیری تمام مخلوق سے
بہتر ہیں تو کیا پیغمبروں کی آل میں کوئی میری آل سے زیادہ بلند مرتبہ ہے فرمایا اے موسیٰؑ
شاید تم نہیں جانتے کہ آل محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں کی آل پر اُسی طرح ہے جیسے محمدؐ کی
فضیلت تمام پیغمبروں پر موسیٰؑ نے کہا خداوندا جب آلِ محمدؐ ایسے ہیں تو کیا پیغمبروں کی امت
میں کوئی اُمت ایسی ہے جو میری امت سے بہتر ہو کیونکہ تو نے اُن پر ابر کو سایہ فگن کیا
اُن کے لئے من و سلویٰ نازل کیا اور دریا کو اُن کے واسطے شگافتہ کیا۔
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو نہیں معلوم کہ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] کی

فضیلت تمام امتوں پر ویسی ہی ہے جیسی تمام مخلوق پر آنحضرت کی فضیلت موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیا اچھا ہوتا کہ میں اُن کو دیکھتا فرمایا کہ اے موسیٰؑ تم ہرگز اُن کو نہیں دیکھوگے کیونکہ یہ وقت اُن کے ظہور کا نہیں لیکن اُن لوگوں کو محمدؐ کے سامنے جنت عدن و فردوس میں دیکھوگے کہ بہشت کی نعمتوں میں گرویدہ اوران کی لذتوں سے آسودہ ہوں گے کیا تم چاہتے ہو کہ اُن کی باتیں میں تم کو سنوادوں کہا ہاں. خداوند عالم نے فرمایا کہ میرے سامنے کمربستہ ہو کر اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ جیسے بادشاہ جلیل کے سامنے بندۂ ذلیل کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰؑ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے ندا کی کہ اے محمدؐ کی امت تو سب نے ماؤں کے شکم اور باپوں کے صلب سے بقدرت خدا جواب دیا کہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ تو حق تعالیٰ نے ان کی اس اجابت کو ان کے حج کا شعار قرار دے دیا پھر آواز دی کہ اے امت محمدؐ میری قضا اور حکم تم پر یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے اور میرا عفو میرے عذاب سے قبل ہے۔ میں نے تمہارے سوال کو قبول کیا قبل اس کے کہ مانگو اور تم میں سے جو شخص میرے پاس آئے اس طرح کہ میری وحدانیت کی گواہی دے اور شہادت دے کہ محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہے اور گفتار میں صادق اور اپنے افعال میں امت میں محق ہے اور گواہی دے کہ علیؑ بن ابیطالب اُن حضرت کا بھائی، وصی اور خلیفہ ہے اور اطاعت علیؑ کو اپنے اوپر لازم کرلے جس طرح اطاعت محمدؐ کو لازم کیا ہے اور گواہی دے کہ اُس کے معصوم برگزیدہ دوست و اولیا جو عجائب معجزات خدا اور اُس کی حجتوں کی دلیلوں کے ساتھ اُن کے بعد ممتاز ہیں خلیفہائے خدا ہیں تو اُس کو بہشت میں داخل کرونگا ہرچند اُس کے گناہ دریاؤں کے کف کے برابر ہوں۔ امام نے فرمایا کہ جب خدا نے ہمارے پیغمبر محمدؐ کو مبعوث کیا اُن حضرت کو وحی بھیجی مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا یعنی اے محمدؐ تم کوہِ طور پر نہ تھے جس وقت کہ میں نے تمہاری امت کو ندا دی اس بزرگی کے ساتھ پھر آنحضرت کو وحی کی کہ کہو اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جو عالموں کا پروردگار ہے اُس نعمت کی وجہ سے کہ اُس نے مجھ کو اس فضیلت سے مخصوص فرمایا۔ اور اُن حضرت کی امت سے فرمایا کہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى مَا اخْتَصَّنَا مِنْ هٰذِهِ الْفَضَائِلِ یعنی ہم اُس خدا کی حمد بجا لاتے ہیں جو تمام جہانوں کا

خدا ہے اس لئے کہ اُس نے ہم کو ان فضیلتوں سے مخصوص کیا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے راس الجالوت سے جو علمائے یہود میں سب سے بڑا عالم تھا فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں۔ دسؔ آیتوں کی جن کو خدا نے موسیٰؑ پر نازل کیا کہ کیا توریت میں محمدؐ کی خبر اس طرح نہیں ہے کہ جب آخرامت کے لوگ آئیں گے جو شتر سوار پیغمبر کے پیرو ہوں گے خدا کی تسبیح و تنزیہ بہت طرح سے اپنی نئی نئی عبادت گاہوں میں کریں گے تو بنی اسرائیل اُن سے اور اُن کے پیغمبر سے پناہ حاصل کریں گے یہاں تک کہ اُن کے دل مطمئن ہو جائیں گے اور یقیناً اُن کے ہاتھوں میں شمشیریں ہوں گی جن سے وہ لوگ اُس پیغمبر کے منکر گروہوں سے دُنیا میں انتقام لیں گے۔ کیا اس طرح توریت میں نہیں لکھا ہے راس الجالوت نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ اے یہودی موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو وصیت کی اور اُن سے کہا کہ تمہارے پاس جلد تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر آئے گا۔ لہٰذا اُس کی تصدیق کرنا اور اُس کا حکم ماننا تو کیا فرزندانِ اسمٰعیلؑ کے سوا بنی اسرائیل کے اور بھائی ہیں۔ راس الجالوت نے کہا میں موسیٰؑ کے اس کلام سے انکار نہیں کرتا لیکن چاہتا ہوں کہ توریت سے مجھ پر ظاہر فرما دیجئے فرمایا کیا تو انکار کرتا ہے کہ توریت میں ہے کہ کوہِ طور سینا سے نور آیا اور ہم کو کوہِ ساعیر سے روشنی بخشی اور کوہِ فاران سے ظاہر ہوا لہٰذا جو نور کوہِ طور پر تھا وہ وحی تھا جسے خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بھیجا اور وحی تھا جسے حضرت عیسیٰؑ پر بھیجا۔ اور کوہِ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ہے اور اُس میں اور مکہ میں ایک روز کی راہ ہے اور وہ وہی وحی ہے جو محمدؐ پر نازل کی۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اس جُزو کی مناسبت سے اس مقام پر ہم نے بقدر ضرورت ذکر کیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ سے سوال کریں کہ جب وُہ بارش طلب کریں تو بارش ہو اور جب نہ چاہیں نہ برسے۔ موسیٰؑ نے اُن کی جانب سے یہ سوال کیا خدا نے قبول فرمایا۔ اُن لوگوں نے کھیت جوتا اور جس چیز کا بیج چاہا بو دیا پھر بارش طلب کی اور جس قدر انہوں نے چاہا پانی برسا اور جب نہ چاہا رُک گیا۔ اسی طرح جب بارش چاہتے تھے ہوتی تھی جب روک دیتے تھے رُک جاتی تھی یہاں تک کہ اُن کی زراعتیں بہت مضبوط اور بلند بیستانوں کے مانند ہوئیں جب اُن کو کاٹا کسی میں

دانہ نہ تھا سب گھاس ہوگئی تھیں۔ وُہ لوگ موسیٰؑ کے پاس فریاد کرتے ہُوئے آئے اورکیفیت بیان کی۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ میں نے بنی اسرائیل کے لئے مقدر نہ کیا بلکہ جیسی اُن کی مصلحت تھی عمل میں لایا۔ چونکہ وہ لوگ میری تقدیر پر رضامند نہ تھے اس لئے اُن کو اُن کی تدبیر پر چھوڑ دیا تو ایسا ہُوا جو تم نے دیکھا۔

بسند ہائے صحیح حضرت امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ اُس توراۃ میں جس میں تغیّر نہیں ہُوا لکھا ہے کہ موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ آیا تو مجھ سے نزدیک ہے کہ تجھ سے آہستہ سوال کروں یا دُور ہے کہ تجھ کو زور سے پکاروں اور ندا کروں تو خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میں اُس شخص کا ہمنشین ہوں جو مجھ کو یاد کرے تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا تیرے سایہ میں کون ہوگا جس روز کہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ فرمایا کہ جو لوگ کہ مجھ کو یاد کرتے ہیں میں اُن کو یاد کرتا ہوں اور آپس میں ایک دُوسرے سے جو لوگ میری خوشنودی کے لئے محبت کرتے ہیں میں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ پس جب میں چاہتا ہوں کہ اہل زمین پر عذاب نازل کروں تو وہی لوگ ہیں جن کی برکت سے عذاب نہیں نازل کرتا کہا خداوندا مجھ پر چند ایسے موقعے آتے ہیں جن میں تجھ کو اس سے بزرگ تر سمجھتا ہوں کہ یاد کروں خدا نے کہا مجھ کو ہر حال میں یاد کرو کیونکہ میرا ذکر ہر حال میں بہتر ہے۔ [1]

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ کون امر تم کو میری مناجات سے مانع ہے کہا خدایا تیری جلالت کہ تجھ کو اپنے گندہ دہن روزہ سے پکاروں تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ روزہ داروں کے دہن کی بُو میرے نزدیک بُوئے مُشک سے زیادہ خوش آئند ہے۔

[1] مولف فرماتے ہیں کہ شاید حضرت موسیٰؑ کی مراد یہ ہو کہ کیا دعا کے آداب تیری درگاہ میں یہ ہیں۔ کہ نزدیک والوں کے طریقہ سے تجھ کو پکاروں یعنی آہستہ یا دور رہنے والوں کے طریقہ سے چلّا کر آواز دوں۔ فرمایا کہ مجھ کو اپنا ہمنشین سمجھو اور آہستہ دُعا کرو۔ ورنہ موسیٰؑ جانتے تھے کہ خدا علم اور عظمت میں ہر چیز سے نزدیک ہے اور ہر چیز کے ساتھ نزدیک تر ہے اور ممکن ہے کہ یہ سوال بھی رویت کے سوال کی طرح اپنی قوم کی جانب سے کیا ہو۔ ۱۲

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن میں جس جگہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا واقع ہوا ہے توریت میں اُس کے بجائے يَا أَيُّهَا الْمَسَاكِينَ ہے یعنی اے گروہ مسکیناں وبیچارگاں۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہُوا ہے کہ اگر تم لوگ خدا کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو لہٰذا حق تعالیٰ نے قرآن میں یہودیوں سے خطاب کیا سورۂ جمعہ میں ہے کہ اے یہودیوں کے گروہ اگر تم گمان کرتے ہو کہ خدا کے دوست ہو اور دوسرے تمام لوگ نہیں ہیں تو اگر تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے تین شبانہ روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار باتیں کیں جس مدت میں موسیٰؑ نے کوئی چیز نہ کھائی نہ کچھ پیا۔ پھر جب بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے اور انسانوں کی آواز سنی تو اُن کے کلام سے آپ کو نفرت ہوئی اُس سبب سے کہ آپ کے کانوں میں کلام خداوند عالم کی لذت باقی تھی۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے موسیٰؑ بن عمران کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میری وصیت کو حفظ کرو۔ تمہارے لئے چار چیزیں ہیں۔ اوّل یہ کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے دوسروں کے عیوب نہ پکڑو۔ دوّم یہ کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ میرا خزانہ ختم ہوگیا۔ اپنی روزی کے لئے غمگین نہ ہو۔ سوّم یہ کہ جب تک تم یہ نہ سمجھ لو کہ میری بادشاہی زائل ہوگئی۔ میرے سوا دوسروں سے امید نہ رکھو۔ چہارم یہ کہ جب تک تم کو یہ نہ معلوم ہوجائے کہ شیطان مرگیا اُس کے مکر و فریب سے بے خوف نہ ہو۔

دو صحیح سندوں کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ توریت میں چار کلمے لکھے ہیں اور اُس کے پہلو میں چار کلمے دُوسرے لکھے ہیں۔ پہلے چاروں کلمے یہ ہیں کہ جو شخص صبح کو امورِ دنیا کے لئے اندوہناک اُٹھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار پر غضبناک ہوتا ہے اور جو شخص صبح کرتا ہے اُس حال میں کہ کسی مصیبت کی جو اُس پر نازل ہوئی ہے شکایت کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہے اور جو شخص کسی مال دار کے پاس اس لئے جاتا ہے تاکہ اُس کی دنیا سے کچھ حاصل کرے تو دو تہائی دین اُس کا برباد ہوتا ہے اور جو شخص کہ خدا کی کتاب پڑھتا ہے اور ایسے افعال کرتا ہے جس سے جہنم میں جائے تو اُس نے کتاب خدا کا مذاق کیا۔ اور دُوسرے چاروں کلمے یہ

ہیں یعنی جو کچھ تو کریگا اُس کا عوض پائے گا۔ اور جو شخص بادشاہ اور صاحب اختیار ہوا وہ چاہتا ہے کہ تمام مال اُسی کا ہو جائے اور جو شخص کہ کاموں میں لوگوں سے مشورہ نہیں کرتا پشیمان ہوتا ہے اور پریشانی اور احتیاج لوگوں سے بڑی ہے۔

دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ میں نے کوئی مخلوق نہیں پیدا کی جس کو اپنے بندۂ مومن سے زیادہ دوست رکھوں اور اُس کو مبتلا نہیں کرتا مگر اُس کی مصلحت کے سبب سے اور اُس کو راحت نہیں بخشتا مگر اُس کی بہتری کے لئے اور میں اس سے زیادہ واقف ہوں جس میں میرے بندہ کی بہتری ہے لہٰذا چاہیئے کہ وہ میری بلاؤں پر صبر کرے اور میری نعمتوں پر شکر کرے اور میرے قضا پر راضی رہے تاکہ میں اپنے پاس اُس کو صدیقوں میں لکھوں جبکہ وہ میری خوشنودی کے لئے عمل کرے اور میری اطاعت کرے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ منجملہ اُن کلمات کے جو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کوہِ طور پر بیان کئے یہ تھے کہ اے موسیٰؑ اپنی قوم سے کہہ دو کہ مجھ سے تقرب حاصل کرنے والے نہیں تقرب حاصل کرتے مگر میرے خوف سے رونے کے ساتھ اور عبادت کرنے والے میری عبادت نہیں کرتے مگر اُن چیزوں سے پرہیز کے ساتھ جو میں نے حرام کی ہیں۔ اور زینت حاصل کرنے والے زینت نہیں کرتے مگر دُنیا میں چند چیزوں کے ترک کرنے سے جس کی اُن کو ضرورت نہیں ہے تو موسیٰؑ نے کہا کہ اے سب سے زیادہ کرم کرنے والے اُن لوگوں کو ان کاموں کے عوض میں تو کیا ثواب عطا کرے گا فرمایا کہ اے موسیٰؑ جو لوگ کہ مجھ سے میرے خوف کی وجہ سے گریہ و زاری کے ساتھ تقرب چاہتے ہیں بہشت کے بلند ترین مقام میں ہوں گے اور اُس مرتبہ میں کوئی اُن کا شریک نہ ہوگا اور جو لوگ میری عبادت میری حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتے ہوئے کرتے ہیں تو میں قیامت میں لوگوں کے حالات کی تحقیق [illegible] چاہتے ہیں تو اُن کے لئے تمام بہشت کو مباح کردونگا تاکہ اس میں جس جگہ چاہیں ساکن ہوں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز موسیٰؑ بیٹھے تھے ناگاہ شیطان مختلف رنگوں کی ٹوپی پہنے ہوئے اُن حضرت کے پاس آیا اور کلاہ اُتار کر آنحضرت کے قریب آگیا موسیٰؑ نے پوچھا تو کون ہے کہا ابلیس موسیٰؑ نے کہا خدا تیرا گھر کسی کے گھر کے

پاس نہ بنائے تو یہ ٹوپی کس لئے سر پر رکھے ہوئے ہے اُس نے کہا فرزندانِ آدمؑ کے دلوں کو ان رنگ آمیزیوں سے راغب کرتا ہوں موسیٰؑ نے کہا مجھ کو اُس گناہ سے آگاہ کر کہ جب فرزند آدمؑ اُس کو کرتا ہے تو تو اُس پر مسلط ہوتا ہے اُس نے کہا اُس وقت جبکہ اپنی ذات پہ اپنے عمل کو زیادہ خیال کرکے تعجب کرتا ہے اور اپنے گناہ کو کم سمجھتا ہے پھر کہا کہ اے موسیٰؑ ہرگز اُس عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو جو تم پہ حرام ہو کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے میں اُس کے گمراہ کرنے پہ متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے اصحاب کے سپرد نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہوں یہاں تک کہ اُس کو گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں اور ہرگز خدا سے کوئی عہد نہ کرو کیونکہ جو شخص خدا سے عہد کرتا ہے میں خود اُس کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور اپنے اصحاب پہ اُس کو نہیں چھوڑتا اور کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو اُس کے عہد پر وفا کرنے نہ دوں۔ اور جب (اے موسیٰؑ) صدقہ دینے کا ارادہ کرو جلد اُس کو عمل میں لاؤ کیونکہ جو صدقہ کا ارادہ کرتا ہے میں پھر اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے مددگاروں پہ نہیں چھوڑتا اور حتی الامکان کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو پشیمان کروں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کے عہد میں ایک ظالم بادشاہ تھا اسی زمانہ میں ایک مرد صالح بھی تھا وہ ایک مومن کی حاجت برآری کی سفارش کے لئے بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے اُس کی سفارش قبول کی اور اُس مومن کی حاجت پوری کردی اس بادشاہ اور مرد صالح دونوں کا ایک ہی روز انتقال ہوا لوگوں نے بادشاہ کے انتقال پہ تو تین روز تک بازاروں کو بند رکھا اور اُس کے دفن و تعزیت میں مشغول رہے لیکن وہ بندۂ صالح اپنے مکان میں مردہ پڑا تھا کوئی اُس کی جانب متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ زمین کے جانوروں نے اُس کو کھانا شروع کیا۔ تین روز کے بعد موسیٰؑ نے اُس کو دیکھا اور مناجات کی کہ خداوندا وہ تیرا دشمن تھا اور لوگوں نے اُس کو اس اکرام و عزت کے ساتھ دفن کیا۔ یہ تیرا دوست ہے اور اس حال سے پڑا ہے حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ اس بادشاہ جبّار سے میرے اس دوست نے ایک مومن کی ایک حاجت طلب کی اور اُس نے اس کو رفع کر دیا لہٰذا بادشاہ کو اس کے عوض میں اس طرح عزت دی اور زمین کے جانوروں پہ اس لئے مسلط کیا کہ اُس نے اُس بادشاہ جبّار سے سوال کیا۔

ہیں یعنی جو کچھ تو کریگا اُس کا عوض پائے گا۔ اور جو شخص بادشاہ اور صاحب اختیار ہوا وہ چاہتا ہے کہ تمام مال اُسی کا ہو جائے اور جو شخص کہ کاموں میں لوگوں سے مشورہ نہیں کرتا پشیمان ہوتا ہے اور پریشانی اور احتیاج لوگوں سے بڑی ہے۔

دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ میں نے کوئی مخلوق نہیں پیدا کی جس کو اپنے بندۂ مومن سے زیادہ دوست رکھوں اور اُس کو مبتلا نہیں کرتا مگر اُس کی مصلحت کے سبب سے اور اُس کو راحت نہیں بخشتا مگر اُس کی بہتری کے لئے اور میں اس سے زیادہ واقف ہوں جس میں میرے بندہ کی بہتری ہے لہٰذا چاہیئے کہ وہ میری بلاؤں پر صبر کرے اور میری نعمتوں پر شکر کرے اور میرے قضا پر راضی رہے تاکہ میں اپنے پاس اُس کو صدیقوں میں لکھوں جبکہ وہ میری خوشنودی کے لئے عمل کرے اور میری اطاعت کرے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ منجملہ اُن کلمات کے جو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کوہِ طور پر بیان کئے یہ تھے کہ اے موسیٰؑ اپنی قوم سے کہہ دو کہ مجھ سے تقرب حاصل کرنے والے نہیں تقرب حاصل کرتے مگر میرے خوف سے رونے کے ساتھ اور عبادت کرنے والے میری عبادت نہیں کرتے مگر اُن چیزوں سے پرہیز کے ساتھ جو میں نے حرام کی ہیں۔ اور زینت حاصل کرنے والے زینت نہیں کرتے مگر دُنیا میں چند چیزوں کے ترک کرنے سے جس کی اُن کو ضرورت نہیں ہے تو موسیٰؑ نے کہا کہ اے سب سے زیادہ کرم کرنے والے اُن لوگوں کو ان کاموں کے عوض میں تو کیا ثواب عطا کرے گا فرمایا کہ اے موسیٰؑ جو لوگ کہ مجھ سے میرے خوف کی وجہ سے گریہ و زاری کے ساتھ تقرب چاہتے ہیں بہشت کے بلند ترین مقام میں ہوں گے اور اُس مرتبہ میں کوئی اُن کا شریک نہ ہوگا اور جو لوگ میری عبادت میری [illegible] کرتے ہیں تو میں قیامت میں اُن کے حالات [illegible] تاکہ اُس میں جس جگہ چاہیں ساکن ہوں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز موسیٰؑ بیٹھے تھے ناگاہ شیطان مختلف رنگوں کی ٹوپی پہنے ہوئے اُن حضرت کے پاس آیا اور کلاہ اُتار کر آنحضرت کے قریب آ گیا موسیٰؑ نے پوچھا تو کون ہے کہا ابلیس موسیٰؑ نے کہا خدا تیرا گھر کسی کے گھر کے

پاس نہ بنائے تو یہ ٹوپی کس لئے سر پر رکھے ہوئے ہے اُس نے کہا فرزندانِ آدمؑ کے دِلوں کو ان رنگ آمیزیوں سے راغب کرتا ہوں موسیٰؑ نے کہا مجھ کو اُس گناہ سے آگاہ کر کہ جب فرزند آدمؑ اُس کو کرتا ہے تو تُو اُس پر مسلط ہوتا ہے اُس نے کہا اُس وقت جبکہ اپنی ذات پہ اپنے عمل کو زیادہ خیال کر کے تعجب کرتا ہے اور اپنے گناہ کو کم سمجھتا ہے پھر کہا کہ اے موسیٰؑ ہرگز اُس عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو جو تم پہ حرام ہو کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے میں اُس کے گمراہ کرنے پہ متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے اصحاب کے سپرد نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہوں یہاں تک کہ اُس کو گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں اور ہرگز خدا سے کوئی عہد نہ کرو کیونکہ جو شخص خدا سے عہد کرتا ہے میں خود اُس کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور اپنے اصحاب پہ اُس کو نہیں چھوڑتا اور کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو اُس کے عہد پر وفا کرنے نہ دوں۔ اور جب (اے موسیٰؑ) صدقہ دینے کا ارادہ کرو جلد اُس کو عمل میں لاؤ کیونکہ جو صدقہ کا ارادہ کرتا ہے میں پھر اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے مددگاروں پہ نہیں چھوڑتا اور حتی الامکان کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو پشیمان کروں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کے عہد میں ایک ظالم بادشاہ تھا اسی زمانہ میں ایک مرد صالح بھی تھا وہ ایک مومن کی حاجت برآری کی سفارش کے لئے بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے اُس کی سفارش قبول کی اور اُس مومن کی حاجت پوری کر دی اس بادشاہ اور مرد صالح دونوں کا ایک ہی روز انتقال ہوا لوگوں نے بادشاہ کے انتقال پہ تو تین روز تک بازاروں کو بند رکھا اور اُس کے دفن و تعزیت میں مشغول رہے لیکن وہ بندۂ صالح اپنے مکان میں مردہ پڑا تھا کوئی اُس کی جانب متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ [illegible] جانوروں نے اُس کو کھانا شروع کیا۔ تین روز کے بعد موسیٰؑ نے اُس کو دیکھا اور [illegible] تھا اور لوگوں نے اُس کو اس اکرام و عزت کے ساتھ دفن کیا۔ یہ تیرا دوست ہے اور اس حال سے پڑا ہے حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ اس بادشاہ جبّار سے میرے اس دوست نے ایک مومن کی ایک حاجت طلب کی اور اُس نے اس کو رفع کر دیا لہٰذا بادشاہ کو اس کے عوض میں اس طرح عزت دی اور زمین کے جانوروں پہ اس لئے مسلط کیا کہ اُس نے اُس بادشاہِ جبّار سے سوال کیا۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے مناجات کی کہ خداوندا تیرے مخصوص بندے کون ہیں جن کو قیامت کے روز عرش کے سایہ میں تو جگہ دیگا جبکہ عرش کے سایۂ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ وہ وہ لوگ ہیں جن کے دل پاک ہیں صفات ذمیمہ اور گناہوں کی خواہش سے اور جن کے ہاتھ مالِ دنیا سے خالی ہیں اور وہ جب مجھ کو یاد کرتے ہیں میری بزرگی اور جلالت اُن کی نظروں میں جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ لوگ ہیں جو میری طاعت پر اکتفا کرتے ہیں جس طرح دُودھ پینے والا بچہ دُودھ پر اکتفا کرتا ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو میری مسجدوں میں پناہ لیتے ہیں جس طرح کرگس اپنے گھونسلوں میں پناہ لیتے ہیں اس سبب سے کہ جب وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ لوگ میری معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں تو وہ لوگ اُس چیتے کی طرح غضبناک ہوتے ہیں جو غصّہ میں بپھرا ہوتا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میرا شکر کرو جیسا کہ شکر کا حق ہے موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیونکر تیرا شکر کروں جیسا کہ حق ہے حالانکہ جو شکر میں کروں گا وہ ہر ایک شکر تیری ہی نعمت ہے کہ تو نے مجھ کو اُس کی توفیق عطا فرمائی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب تم نے یہ سمجھ لیا کہ میرے شکر سے عاجز ہو اور شکر بھی میری نعمت ہے تو تم نے شکر کیا جو حق تھا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ مجھ کو دوست رکھو اور میری مخلوق میں مجھ کو دوست قرار دو عرض کی خداوندا تو جانتا ہے میرے نزدیک کوئی مخلوق میں تجھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے لیکن بندوں کے دل پر میرا کیا اختیار ہے حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ میری نعمتیں اُن کو یاد دلاؤ تاکہ مجھ کو دوست رکھیں۔

اُن ہی حضرت سے صحیح حدیث میں منقول ہے کہ موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ اوّل زوالِ آفتاب جو نماز ظہر کا اوّل وقت ہے اُن کو پہنچوا دے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو موکل کیا کہ جب زوال کا وقت ہو اُن حضرت کو آگاہ کرے تو ایک روز اُس فرشتہ نے کہا کہ زوال ہوگیا موسیٰؑ نے کہا کون وقت کہا جس وقت کہ میں نے تم سے کہا تھا مگر جب تک کہ تم نے اس حال کو دریافت کیا آفتاب نے پانچ سو سال کی راہ طے کر لی۔ بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ

کو خدا کی وحی پہنچی کہ تمہارے دوستوں میں سے ایک شخص تمہاری چغلخوری کر رہا ہے اور تمہاری بات تمہارے دشمنوں سے کہتا ہے اُس سے پرہیز کرو کہا خداوندا میں اس کو نہیں پہچانتا کیونکر اُس سے پرہیز کروں تو اس کو مجھے پہچنوا دے فرمایا کہ میں نے اُس کی سخن چینی کا عیب بیان کیا اور مجھ کو تکلیف دیتے ہو کہ میں بھی چغلخوری کروں موسیٰؑ نے کہا خداوندا میں کیا کروں فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے دس دس آدمی کو جُدا کرو اور اُن کے درمیان قرعہ ڈالو اور قرعہ اُن دس آدمیوں کے نام نکلے گا جن میں وہ ہوگا پھر اُن دس آدمیوں کے نام قرعہ ڈالو تاکہ وہ ظاہر ہو جائے۔ اور جب اُس شخص نے دیکھا کہ موسیٰ قرعہ ڈالتے ہیں اور وہ رسوا ہوا چاہتا ہے اُٹھا اور بولا یا رسول اللہ میں ہی تھا جس نے یہ کام کیا اور اب نہ کروں گا۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے نیچے دیکھا اور کہا خداوندا وہ کون ہے جس کو تو نے اپنا مقرب قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ماں باپ کا عاق کیا ہوا نہیں تھا اور لوگوں پر ان چیزوں میں حسد نہیں کرتا تھا جو میں نے اپنے فضل سے ان کو عطا کی تھیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا کہ دنیا کی جانب ظالموں کی طرح رغبت نہ کرنا اور نہ اُس کی طرح جس نے دنیا کو اپنا باپ اور ماں قرار دے لیا ہے اگر میں تم کو چھوڑ دوں تو یقیناً تم دُنیا اور اس کی زینتوں پر فریفتہ ہو جاؤ گے۔ اے موسیٰؑ دنیا کی اُن چیزوں کو ترک کرو جن کی تم کو ضرورت نہیں اور اُن لوگوں پر نگاہ نہ کرو جو دُنیا پر فریفتہ ہیں میں نے اُن کو چھوڑ دیا ہے اور سمجھ لو کہ جس قدر فتنے ہیں اُن کا بیج دنیا کی محبت ہے اور اُس شخص کے حال کی تمنا نہ کرنا جس سے لوگ راضی ہیں جب تک کہ تم کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میں بھی راضی ہوں اور اُس شخص کے حال کی آرزو نہ کرنا جس کی لوگ فرمانبرداری اور ناحق پیروی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیرووں کی ہلاکت کا سبب ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوند تو کس بندے کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے فرمایا کہ اُس کو جو رات کو مردہ کی طرح بستر پر پڑا رہتا ہے اور دن کو خرافات میں بسر کرتا ہے۔ پوچھا کہ خداوندا اُس کا ثواب کیا ہے جو کسی بیمار کی عیادت کرے فرمایا کہ ایک فرشتہ

کو اُس پر موکل کرتا ہوں کہ اُس کی قبر میں رفاقت کرے یہاں تک کہ وہ محشور ہو پوچھا کہ پروردگارا کیا ثواب ہے اُس شخص کے لئے جو کسی میّت کو غسل دے فرمایا کہ اُس کو گناہوں سے میں پاک کردیتا ہوں اس طرح جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا پوچھا کہ خداوندا اُس کا کیا ثواب ہے جو کسی مومن کے جنازہ کی مشایعت کرے فرمایا کہ چند فرشتوں کو موکل کرتا ہوں جن کے ساتھ عَلَم ہوتے ہیں تاکہ محشر میں اُس کی مشایعت کریں پوچھا کہ اُس شخص کا کیا ثواب ہے جو فرزند مردہ کی تعزیت کرے فرمایا کہ اُس کو عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جس روز کہ کوئی سایہ عرش کے سایہ کے سوا نہ ہوگا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا گذر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو آسمان کی جانب ہاتھ بلند کئے ہوئے تھا اور دعا کرتا تھا۔ موسیٰ اپنے کام سے چلے گئے اور سات روز کے بعد اُسی طرف سے واپس ہوئے دیکھا کہ پھر اُس کا ہاتھ دُعا کے لئے بلند ہے اور وہ روتا ہے اور اپنی حاجت طلب کرتا ہے حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ اگر یہ شخص اس قدر دعا کرے کہ اس کی زبان گر پڑے تاہم اُس کی دُعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ میرے سامنے اُسی طریقہ سے نہ حاضر ہوگا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے یعنی تمہاری محبت رکھتا ہو اور تمہاری پیروی کرے اور وہ شخص چاہتا تھا کہ موسیٰؑ کی پیروی کے علاوہ دُوسرے طریقہ سے خدا کی پرستش کرے۔

حدیث حسن میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو اپنے ساتھ اپنے اصحاب میں سے ایک نیک شخص کو بھی لے گئے اُس کو دامن کوہ میں بٹھا دیا اور خود پہاڑ پر پہنچے اور اپنے پروردگار سے مناجات میں مشغول ہوئے واپس ہوئے تو دیکھا اُس شخص کو درندہ نے پھاڑ ڈالا ہے اور اُس کا چہرہ کھا گیا حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اس شخص کا میرے نزدیک ایک گناہ تھا اور میں نے چاہا کہ جب وہ میرے پاس آئے کوئی گناہ اُس پر نہ رہے لہذا اُس کو اس طرح دُنیا سے اُٹھایا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میرا کوئی بندہ مجھ سے تقرب چاہتا ہے ایک نیکی کے ساتھ اور اُس کے لئے حکم دیتا ہوں کہ بہشت میں جو مقام وہ پسند کرے اُس کو دیا جائے۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ وہ حسنہ کیا ہے فرمایا کہ برادر مومن کی حاجت کے لئے

سفر کرتا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے خدا سے مناجات کی کہ خداوندا مخلوق میں سے کس کو تو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے۔ فرمایا کہ اُس کو جو مجھ کو متہم کرتا ہے کہا پروردگارا کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسا بھی ہے جو تجھ پر اتہام لگاتا ہے فرمایا کہ ہاں وہ شخص جو مجھ سے طلب کرتا ہے اور میں جس امر میں اُس کے لئے بہتری ہوتی ہے مقدر کرتا ہوں تو وہ اُس سے راضی نہیں ہوتا اور مجھ کو متہم کرتا ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم اپنے کو دنیا کے کاموں سے میری عبادت کے لئے فارغ کر تاکہ تیرے دل کو اپنے خوف سے بھر دوں ورنہ تیرے دل کو دنیا کی مشغولیت سے بھر دوں گا اور تجھ کو طلب دنیا کے لئے چھوڑ دوں گا۔ پھر ہرگز تیری حاجت ختم نہ ہوگی۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ بن عمران سے تیس[۳۰] روز تک وحی بند کردی گئی تو وہ شام میں ایک پہاڑ پر گئے جس کو اریحا کہتے تھے اور کہا پروردگارا کیوں مجھ سے اپنی وحی اور کلام تو نے روک دیا کیا کسی گناہ کے سبب سے جو مجھ سے سرزد ہوا۔ تو اب میں تیرے سامنے کھڑا ہوں اس قدر مجھ کو سزا دے جس میں تو خوشنود ہو جائے اور اگر بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے تو نے روک دیا ہے تو تیری قدیم معافی کا اُن کے لئے طالب ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ تم جانتے ہو کہ تم اپنی تمام مخلوق میں کیوں اپنے کلام اور وحی سے مخصوص کیا ہے۔ عرض کی پالنے والے میں نہیں جانتا فرمایا کہ اے موسیٰؑ میرا علم تمام خلق کو گھیرے ہوئے ہے اُن میں میں نے کسی کو نہیں پایا کہ میرے نزدیک اُس کی عاجزی اور فروتنی تم سے زیادہ ہو لہذا تم کو اپنے کلام و وحی سے مخصوص کیا پھر موسیٰؑ جب نماز پڑھتے تھے تو اُس وقت تک جائے نماز سے نہیں اُٹھتے تھے جب تک کہ اپنے چہرہ کو داہنے اور بائیں زمین پر نہیں رگڑ لیتے تھے۔

حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ الواح میں لکھا تھا کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو تاکہ تم کو بلاؤں اور فتنوں سے جو تمہاری ہلاکت کا سبب ہیں محفوظ رکھوں اور تمہاری عمر کو دراز کروں اور بہتر زندگی کے ساتھ تم کو زندہ رکھوں اور دنیا کی زندگی کے بعد تم کو اس زندگی سے بہتر زندگی بخشوں۔

بسند ہائے معتبر منقول ہے کہ اسم اعظم تہتر۷۳ حروف ہیں جن میں سے خدا نے چار حروف موسیٰؑ پر نازل فرمائے۔

حدیث موثق میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم مجھ کو یاد کر جس وقت کہ کسی پر تجھ کو غصہ آئے تاکہ میں اپنے غصہ کے وقت تجھ کو یاد رکھوں۔ پھر میں تجھ کو اُن لوگوں کے درمیان ہلاک نہ کروں گا جن کو کہ ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ اور جب کوئی تجھ پر کوئی ظلم کرے تو میرے خیال سے مجھ پر انتقام کو چھوڑ دے۔ کیونکہ میرا انتقام لینا تیرے لئے بہتر ہے اس سے کہ تو خود انتقام لے۔

دوسری حدیث صحیح میں اُنہی حضرت نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ بن عمران پر وحی کی کہ اے پسر عمران لوگوں پر حسد نہ کر اُس میں جو اُن کو میں نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ اور اُن کی جانب خواہش کی آنکھ نہ اُٹھا اس لئے کہ میری نعمتوں پر جو میں نے اُن لوگوں کو عطا کی ہیں حسد کرنے والا راضی نہیں ہوتا بلکہ میری صحیح تقسیم کو جو میں نے اپنے بندوں پر کی ہے روکنے والا ہوتا ہے اور جو شخص ایسا ہوتا ہے میں اُس کا نہیں ہوں اور نہ وُہ میرا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے شکایت کی کہ ہم میں بہت مبروص ہوگئے ہیں تو خداوند عالم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اُن کو حکم دیں کہ گائے کا گوشت چقندر کے ساتھ کھائیں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اُس کا شکریہ ادا کرو جو تم کو کوئی نعمت دے اور اُس پر انعام کرو جو تمہارا شکر کرے اس لئے کہ نعمتوں کو زوال نہیں ہوتا جب ان پر شکر کیا جاتا ہے۔ اور وہ باقی نہیں رہتیں جب نا شکری کی جاتی ہے اور شکر نعمت کی زیادتی کا سبب اور بلاؤں سے حفاظت کا باعث ہے اور حدیث موثق میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص کسی زمین کو پانی کے ساتھ فروخت کرے اور اُس کے عوض میں زمین و آب نہ خریدے تو اُس کی قیمت باطل ہو جاتی ہے اور اُس سے فائدہ نہیں ہوتا۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شہر میں حضرت موسیٰؑ کا گذر ہُوا دیکھا کہ وہاں کے اُمرا ٹاٹ کا لباس پہنے ہُوئے ہیں اور خاک پر پڑے

ہُوئے ہیں اور آنسو اُن کی آنکھوں سے ان کے چہروں پر جاری ہیں۔ حضرت کو اُن پر رحم آگیا اور حضرت خود بھی روئے اور دعا کی کہ خداوندا یہ لوگ یعقوب کی اولاد سے ہیں جو تیری درگاہ میں پناہ لائے ہیں۔ اُس کبوتر کی طرح جو اپنے آشیانہ کی طرف پناہ حاصل کرتا ہے اور بھیڑیوں کی طرح فریاد کرتے ہیں اور کتوں کی طرح چلّاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ وہ لوگ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ شاید اُن کی دانست میں میری رحمت کا خزانہ ختم ہو گیا ہے یا میری توانگری کم ہوگئی ہے یا میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہوں۔ اُن کو آگاہ کردو کہ میں اُس سے واقف ہوں جو اُن کے دلوں میں ہے۔ مجھ کو پکارتے ہیں اور اُن کا دل میری طرف نہیں بلکہ دُنیا کی طرف مائل ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز حضرت موسیٰؑ اپنے اصحاب کو وعظ و نصیحت کرتے تھے ناگاہ ایک شخص اُٹھا اور اُس نے اپنے لباس کو پھاڑ ڈالا حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اس سے کہو کہ اپنا دل پھاڑے اور میں جو پسند نہیں کرتا اُس کو اپنے دل سے نکال دے۔ جامہ چاک کرنے سے کیا فائدہ۔ پھر فرمایا کہ ایک روز موسیٰؑ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے پاس سے گذرے اُس کو سجدہ میں دیکھا جب اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر واپس آئے دیکھا کہ وہ اب تک سجدہ میں ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر تیری حاجت میرے اختیار میں ہوتی تو میں برلاتا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اگر اس قدر سجدہ کرے کہ اُس کی تمام گردن ٹوٹ جائے تب بھی اُس کی دُعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ اس سے باز نہ آئے جو میں نہیں پسند کرتا اور اُس کی طرف رجوع نہ ہو جو میں پسند کرتا ہُوں[1]

فصل گیارھویں | موسیٰؑ و ہارونؑ کی وفات کا حال۔ اور یوشع بن نون اور بلعم بن باعور کا قصہ

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے مناجات کی کہ جو کچھ تو نے مقرر اور مقدر فرمایا ہے میں اُس پر راضی ہوں۔ کیا تو بزرگ کو مار ڈالتا ہے اور نادان بچّہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ آیا تو راضی نہیں ہے کہ میں اُن کا روزی دینے والا اور اُن کی

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد اس کے اعتقادات بد ہوں جو حق تعالیٰ جانتا تھا۔ واللّٰہ اعلم۔

کفالت کرنے والا ہوں عرض کی خداوندا میں راضی ہوں بیشک توسب سے بہتر وکیل اور سب سے بہتر کفیل ہے۔

حضرت ہارونؑ کی وفات

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز موسٰی ہارون علیہ السلام کو ہمراہ لے کر کوہ طور پر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک مکان دیکھا جس کے دروازے پر ایک درخت تھا اس سے پہلے نہ کبھی اُس مکان کو دیکھا تھا نہ اُس درخت کو۔ اُس درخت کے اُوپر دو کپڑے رکھے ہُوئے تھے اور مکان کے اندر ایک تخت تھا۔ موسٰیؑ نے ہارونؑ سے کہا کہ اپنے کپڑے اُتار دو اور ان دونوں کپڑوں کو پہن لو اور مکان کے اندر جاؤ اور تخت پر لیٹو ہارون نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ تخت پر لیٹے حق تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض کر لی اور تخت اور مکان ایک ساتھ آسمان کی جانب چلے گئے۔ موسٰیؑ بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے اور اُن کو اطلاع دی کہ حق تعالیٰ نے ہارونؑ کی روح قبض کر لی اور اُن کو آسمان پر اٹھا لیا۔ بنی اسرائیل نے کہا جھوٹ کہتے ہو تم نے اُن کو مار ڈالا اس لئے کہ ہم لوگ اُن کو دوست رکھتے تھے اور وہ ہم پر مہربان تھے۔ موسٰیؑ نے حق تعالیٰ سے اپنی نسبت بنی اسرائیل کے افترا کی شکایت کی تو حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے ہارونؑ کو ایک تخت پر آسمان سے نیچے اُتارا اور زمین و آسمان کے درمیان قائم رکھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اُن کو دیکھا اور سمجھا کہ وہ مر گئے اور موسٰیؑ نے اُن کو قتل نہیں کیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ہارونؑ تخت پر سے گویا ہوئے اور کہا کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں۔ موسٰیؑ نے نہیں مارا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ گریبان باپ اور بھائی کے مرنے پر پھاڑ سکتے ہیں جیسا کہ موسٰیؑ نے ہارونؑ کے مرنے پر اپنا گریبان چاک کیا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسٰیؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ خداوندا میرا بھائی مر گیا تو اُس کو بخش دے حق تعالیٰ نے موسٰیؑ پر وحی کی کہ اے موسٰیؑ اگر گذرے ہوؤں اور آئندہ کے لوگوں کی بخشش کی خواہش کرو تو سب کو بخش دوں سوائے حسینؑ بن علیؑ کے قاتلوں کے کہ یقیناً اُن کے قتل کرنے والوں سے انتقام لوں گا۔

چند معتبر اور حسن حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب موسٰیؑ

کی عمر کی مدت تمام ہوئی ملک الموت اُن کے پاس آئے اور کہا اے کلیم خدا السلام علیک موسٰیؑ نے کہا وعلیک السلام تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لئے آئے ہو کہا اس لئے کہ آپ کی روح قبض کروں۔ موسٰیؑ نے کہا کہاں سے قبض کرو گے کہا آپ کے دہن سے کہا کیونکر میرے دہن سے قبض کرو گے حالانکہ اسی دہن سے میں نے اپنے پروردگار سے گفتگو کی ہے کہا اچھا آپ کے ہاتھوں سے قبض کروں گا کہا کیونکر میرے ہاتھوں سے قبض کرو گے حالانکہ ان ہی ہاتھوں سے میں نے توریت کو اٹھایا ہے کہا آپ کے پیروں سے موسٰی نے کہا ان ہی پیروں سے میں کوہ طور پر گیا ہوں اور اپنے خدا سے مناجات کی ہے کہا پھر آپ کی آنکھوں سے قبض کروں گا کہا ان ہی آنکھوں سے ہمیشہ میں نے اُمید کے ساتھ اپنے پروردگار کی رحمت کی جانب نگاہ کی۔ کہا تو آپ کے کانوں سے۔

فرمایا کہ ان ہی کانوں سے میں نے اپنے پروردگار کا کلام سُنا ہے اس وقت خدا نے ملک الموت کو وحی کی کہ اُن کی روح قبض نہ کریں جب تک وہ خود نہ خواہش کریں۔ ملک الموت واپس گئے اور موسٰیؑ اُس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے پھر ایک روز یوشعؑ کو طلب کیا اور اُن سے وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا اور اُن کو حکم دیا کہ وصیت کو یا موسٰیؑ کے (دنیا سے) جانے کو پوشیدہ رکھیں اور یہ بھی حکم دیا کہ یوشعؑ اپنے عمر کی مدت ختم ہونے کے وقت کسی دوسرے سے جس کو خدا فرمائے وصیت کریں۔ یہ فرما کر موسٰیؑ اپنی قوم سے غائب ہو گئے اپنے غیبت کے ایام میں ایک روز ایک مرد کے پاس پہنچے جو ایک قبر کھود رہا تھا۔ موسٰیؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس قبر کے کھودنے میں تمہاری امداد کروں اُس نے کہا بہتر ہے۔ تو وہ خود بھی قبر کھودنے میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ دونوں نے قبر کو کھودا اور لحد کو درست کیا۔ پھر اُس مرد نے ارادہ کیا کہ جا کر لحد میں لیٹے تاکہ معلوم ہو کہ قبر درست ہو گئی یا نہیں موسٰیؑ نے کہا ٹھہرو میں جاتا ہوں تاکہ ملاحظہ کروں یہ کہہ کر موسٰیؑ قبر کے اندر گئے اور لیٹے خدا نے پردہ اُن کی آنکھ کے سامنے سے ہٹا دیا تو آپ نے بہشت میں اپنی جگہ دیکھی اُس وقت کہا خداوندا مجھ کو اپنی طرف بلا لے تو ملک الموت نے اُسی جگہ آپ کی رُوح مطہر کو قبض کر لیا۔ اُسی قبر میں اس مرد نے اُن کو دفن کر دیا اور خاک ڈال کر قبر بند کر دی۔ وہ مرد جو قبر کھود رہا تھا آدمی کی شکل میں ایک فرشتہ تھا۔ اور آپ کی وفات مدت تیہ میں واقع ہوئی اُس

وقت مُنادی نے آسمان سے ندا کی کہ موسیٰؑ کلیم اللہ نے رحلت کی اور کون زندہ ہے جو نہ مرے گا (امامؑ نے) فرمایا کہ اسی سبب سے موسیٰؑ کی قبر معروف نہیں ہے اور بنی اسرائیل اُن حضرت کی قبر کا مقام نہیں جانتے۔ اور رسولؐ خدا سے لوگوں نے پوچھا کہ موسیٰؑ کی قبر کہاں ہے فرمایا کہ بڑی راہ کے نزدیک سرخ ٹیلے کے پاس غرض یوشعؑ موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کے مقتدا اور پیشوا ہوئے۔ وہ اُن امور میں مشغول رہتے تھے اور سختیوں اور تکلیفوں پر صبر کرتے تھے جو اُن کو اُن کے زمانہ کے بادشاہوں سے پہنچتی تھیں۔ یہاں تک کہ تین بادشاہ اُن میں سے ہلاک ہوئے۔ اُس کے بعد یوشعؑ کا معاملہ قوی ہوا اور وہ امر و نہی میں مستقل ہوئے۔ پھر موسیٰؑ کی قوم کے دو منافقوں نے صفراء دختر شعیبؑ کو جو موسیٰؑ کی بیوی تھی فریب دے کر اپنے ساتھ لیا اور ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ یوشعؑ پر خروج کیا۔ یوشعؑ اُن پر غالب ہوئے اُن کی بہت سی جماعتیں قتل ہوئیں اور جو لوگ باقی بچ گئے تھے وہ بحکم خدا بھاگ گئے اور صفراء دختر شعیبؑ اسیر ہوئی۔ یوشعؑ نے اس سے فرمایا کہ میں دنیا میں تجھ سے درگذرا تاکہ جب قیامت میں پیغمبر خدا موسیٰؑ سے ملاقات کروں تو تیری اور تیری قوم کی اُن سے شکایت کروں۔ اُس وقت جو کچھ تجھ سے میں نے تکلیف پائی ہے۔ صفراء نے کہا خدا کی قسم اگر بہشت کو میرے لئے مباح کر دیا جائے تاکہ میں اُس میں داخل ہوں تو یقیناً میں شرم کروں گی کہ اُس جگہ پیغمبر خدا جناب موسیٰؑ کو دیکھوں حالانکہ اُن کا پردہ میں نے چاک کیا اور اُس کے بعد اُن کے وصی پر میں نے خروج کیا۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اگر غور کرو تو معلوم ہوگا اس امت کا حال امت موسیٰؑ سے کس قدر مشابہ ہے جیسا کہ پیغمبرؐ نے باتفاق عامہ و خاصہ خبر دی ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا گو شہائے نعل کی طرح اور پر ہائے تیر کی طرح جو باہم موافق ہیں۔ جس طرح یوشعؑ تین کافر بادشاہوں سے بظاہر مغلوب ہوئے امیرالمومنینؑ بھی بظاہر مغلوب رہے۔ اُس کے بعد جبکہ وہ لوگ عالم آخرت کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت خلافت پر مستقل ہوئے پھر اس امت کے دو شخص طلحہ و زبیر نے حمیرا زن پیغمبرؐ کے ساتھ اُن حضرت پر خروج کیا جس طرح اُس امت کے دو منافقوں نے صفراء زوجہ موسیٰؑ کے ساتھ وصیٔ موسیٰؑ پر خروج کیا اور جس طرح اُن لوگوں نے ہزیمت پائی اور صفراء اسیر ہوئی اور یوشعؑ نے دنیا میں اُس سے انتقام نہیں لیا، اسی طرح امیرالمومنینؑ جب ان پر غالب ہوئے حمیرا کو اسیر کیا تو اُس کا احترام کیا اور اُس کے انتقام کو روزِ جزا پر اُٹھا رکھا۔ ۱۲

عامہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے رسولؐ خدا سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کو کون غسل دے گا۔ فرمایا کہ ہر پیغمبر کو اُس کا وصی غسل دیتا ہے میں نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کا وصی کون ہے فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالب پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ آپ کے بعد کے سال تک وہ زندہ رہیں گے فرمایا تیس۳۰ سال تک اس لئے کہ یوشعؑ بن نون وصی موسیٰؑ اُن کے بعد تیس۳۰ سال تک زندہ رہے اور صفراء دختر شعیبؑ نے جو موسیٰؑ کی بیوی تھی اُن پر خروج کیا اور کہا میں تم سے بنی اسرائیل کی بادشاہی کی زیادہ مستحق ہوں۔ یوشعؑ نے اُس سے جنگ کی اور اُس کے لشکر کو قتل کیا اور اُس کو قید کیا اور اسیر کرنے کے بعد اُس کے ساتھ نیکی کی اور فلاں کی بیٹی میری امت کے کئی ہزار شخصوں کے ساتھ علیؑ پر خروج کرے گی۔ علیؑ اُس کے لشکر کو قتل کریں گے اور اُس کو اسیر کریں گے اور اسیر کرنے کے بعد اُس کے ساتھ نیکی کریں گے اُس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جس میں خدا نے پیغمبرؐ کی زبان میں خطاب فرمایا۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ - یعنی (اے نبی کی بی بیو) اپنے مکانوں میں بیٹھی رہو اور اپنے .... قدیم جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلو فرمایا کہ قدیم جاہلیت سے مراد صفرا بنت شعیبؑ کا میدان میں نکلنا ہے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زوجۂ موسیٰؑ نے یوشعؑ بن نون پر زرافہ پر سوار ہوکر خروج کیا ...... وہ جانور شتر گاؤ اور چیتے سے مشابہ ہوتا ہے اُس کو شتر گاؤ پلنگ کہتے ہیں۔ پہلے روز زن موسیٰؑ غالب تھی دوسرے روز یوشعؑ اس پر غالب ہوئے۔ بعض لوگوں نے یوشعؑ سے کہا کہ اُس کو سزا دیں یوشعؑ نے فرمایا چونکہ موسیٰؑ اس کے پہلو میں سوئے تھے اس لئے میں نے موسیٰؑ کی حرمت کی اُس کے حق میں رعایت کی ہے اور اُس کے انتقام کو خدا پر چھوڑتا ہوں۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ملک الموت موسیٰؑ کے پاس آئے اور اُن پر سلام کیا موسیٰؑ نے کہا کس لئے آئے ہو کہا آپ کی رُوح قبض کرنے آیا ہوں لیکن مجھے حکم ہے کہ جب آپ کا ارادہ ہو اُس وقت میں آپ کی رُوح قبض کروں۔ پھر ملک الموت چلے گئے۔ ایک مدّت کے بعد موسیٰؑ نے یوشعؑ کو طلب کیا اور اُن کو اپنا وصی بنایا اور اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ غیبت کے زمانہ میں ایک روز چند فرشتوں کے پاس پہنچے۔ جو ایک قبر کھود رہے تھے پوچھا

کہ کس کے لئے اس قبر کو کھودتے ہو اُن فرشتوں نے کہا خدا کی قسم ایک ایسے بندہ کے لئے کھودتے ہیں جو خدا کے نزدیک بہت بلند ہے موسیٰؑ نے کہا کہ اُس بندہ کی منزلت خدا کے نزدیک عظیم ہونی چاہیئے اس لئے کہ کبھی میں نے ایسی بہتر قبر نہیں دیکھی تھی ملائکہ نے کہا اے بندۂ خدا تو چاہتا ہے کہ وہ بندہ تو ہی ہو کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا تو جاؤ اور اس میں لیٹو اور اپنے پروردگار کی جانب متوجہ ہو غرض موسیٰؑ گئے اور قبر میں لیٹے۔ اپنی جگہ بہشت میں دیکھی اور خدا سے موت طلب کی۔ اُسی جگہ آپ کی روح قبض کی گئی اور فرشتوں نے آپ کو دفن کیا۔ دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ موسیٰؑ کی عمر ایک سو چھبیس سال کی تھی اور ہارونؑ کی عمر ایک سو تیس سال تھی اور دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ اکیسویں شب ماہِ رمضان مبارک کی وہ شب ہے جس میں پیغمبروں کے اوصیاء دنیا سے گئے۔ اسی رات میں عیسیٰؑ اُٹھا لئے گئے اسی رات کو موسیٰؑ نے دُنیا سے رحلت کی۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس شب امیرالمومنینؑ شہید ہوئے جس پتھر کو زمین سے اُٹھاتے تھے طلوع صبح تک اُس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا تھا اور اسی طرح وہ رات تھی جس میں یوشعؑ بن نون شہید ہوئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے یوشعؑ سے وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا اور یوشعؑ بن نون نے فرزند ہارونؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیا اور اپنے اور موسیٰؑ کے فرزندوں کو خلیفہ نہیں بنایا اس لئے کہ خلیفہ یا امام کا تعین خدا کی جانب سے ہوتا ہے کسی کو اس میں کوئی اختیار نہیں۔

بعض معتبر روایت میں مذکور ہے کہ جب تیہ میں موسیٰؑ اور ہارونؑ رحمتِ الٰہی سے فائز ہوئے حضرت یوشعؑ بن نون نے بنی اسرائیل کو آمادہ کیا اور شام کی جانب عمالقہ کی جنگ کو گئے وہ شام کے جس شہر میں پہنچتے تھے اُس کو فتح کرتے تھے یہاں تک کہ بمقام ..... پہنچے وہاں ایک بادشاہ تھا جس کو بالق کہتے تھے کئی بار اُس سے اور یوشعؑ سے جنگ ہوئی اور کوئی اُن میں سے مقتول نہیں ہوا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا کہ ان کے درمیان کوئی عَلَم نہیں رکھتا اس سبب سے اُن میں سے کوئی قتل نہیں ہوتا پھر اُن لوگوں سے صلح کر لی اور آگے بڑھے اور دوسرے شہر میں پہنچے۔ جب اُس شہر کے بادشاہ نے دیکھا کہ لڑائی میں یوشعؑ کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا ہوں تو کسی کو بھیج کر بلعم بن باعور کو

طلب کیا کہ وہ اسم اعظم کے ذریعہ سے دُعا کرے تاکہ وہ لوگ غالب ہو جائیں۔ بلعم نے اپنے گدھے پر سوار ہو کر بادشاہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ گدھا سر در میں آیا اور وہ گر پڑا پوچھا تو نے کیوں ایسا کیا گدھا بقدرتِ خدا گویا ہوا اور کہا کیونکر مسرور نہ ہوں حالانکہ یہ جبرئیلؑ ایک ہتھیار ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور مجھ کو ان کے مقابلہ پر جانے کو منع کرتے ہیں۔ اس بات کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ روانہ ہوا۔ جب اس بادشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ نے اُس سے خواہش کی کہ اسم اعظم پڑھے اور یوشعؑ کی قوم پر نفرین کرے بلعم نے کہا خدا کا رسولؑ اُن کے ساتھ ہے اُن پر نفرین کا اثر نہ ہوگا لیکن میں تیرے لئے ایک دوسری تدبیر کرتا ہوں یعنی تو بہت سی خوبصورت عورتوں کو آراستہ کر کے خرید و فروخت کے بہانہ سے اُن کے لشکر میں بھیج دے۔ کہ مردوں میں پیش کریں تاکہ وہ لوگ زنا کریں۔ اس لئے کہ جس گروہ میں زنا زیادہ ہوتی ہے یقیناً خدا طاعون کو اُن کے لئے بھیجتا ہے۔ جب اُس نے ایسا کیا یوشعؑ کی قوم نے بہت زنا کی حق تعالیٰ نے یوشعؑ کو وحی فرمائی کہ اُن لوگوں نے ایسا (فعل قبیح) کیا اور میرے غضب کے مستحق ہوئے اگر تم چاہو تو دشمن کو ان پر مسلط کروں اور اگر تم کو پسند ہو تو اُن کو قحط میں ہلاک کروں اور اگر تم چاہو تو ان کو سختی اور عجلت کی موت سے ہلاک کروں۔ یوشعؑ نے عرض کی خداوندا یہ فرزندانِ یعقوبؑ ہیں مجھ کو گوارا نہیں ہے کہ ان پر دشمن کو غلبہ ہو اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ قحط میں مریں لیکن جلدی کی موت میں اگر تو چاہتا ہے تو ان کو معذب فرما۔ تو تین گھڑی میں اُن کے ستر ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے۔

عامہ و خاصہ کی روایت میں مذکور ہے کہ اُس کے بعد جبکہ یوشعؑ نے اُن سے جنگ کی اور قریب تھا کہ اُن پر غالب ہو جائیں کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ یوشعؑ نے دُعا کی تو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آفتاب کو واپس کیا یہاں تک کہ وُہ لوگ غالب ہوئے تو آفتاب غروب ہوا اسی طرح پیغمبر آخرالزماںؐ کے وصی حضرت امیرالمومنینؑ کے لئے آفتاب واپس ہُوا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے بلعم بن باعور کو اسم اعظم عطا فرمایا تھا وہ اُس کے ذریعہ سے جو دعا کرتا مستجاب ہوتی۔ آخر اس کی رغبت فرعون کی جانب ہُوئی۔ فرعون نے جب چاہا کہ موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے تعاقب میں جائے بلعم سے استدعا کی کہ دُعا کرے تاکہ خدا موسیٰؑ اور اُن

کے اصحاب کو روک دے اور فرعون اُن لوگوں تک پہنچ جائے۔ بلعم اپنے گدھے پر سوار ہوا تاکہ موسیٰؑ کے لشکر کے تعاقب میں فرعون کو لے جائے اُس کا گدھا رُک گیا۔ ہرچند اُس نے مارا لیکن وہ نہیں بڑھا اس وقت خدا نے اس کو گویا کیا اُس نے کہا وائے ہو تجھ پر مجھے کیوں مارتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ رہوں تاکہ تو پیغمبر خدا اور مومنوں کے گروہ پر نفرین کرے۔ پھر اُس نے اس قدر مارا کہ وہ حیوان مر گیا اور اسم اعظم اس سے جاتا رہا اور اُس کے دل سے محو ہو گیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں اُس کے قصہ میں اشارہ فرمایا ہے۔[عہ] وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا (اے رسول) اپنی قوم سے اُس شخص کی خبر بیان کرو جسے ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں یعنی اپنی حجتیں اور دلیلیں یا اسم اعظم فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۝ تو وہ ان نشانیوں اور علوم سے باہر آیا اور اسم اعظم اس سے سلب ہو گیا تو وہ تابع شیطان ہو گیا پھر تو وہ گمراہ ہو گیا۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو اُن ہی آیات کے ذریعہ سے بلند کرتے لیکن اُس نے زمین کا رُخ کیا اور دنیا پر راغب ہوا اور اُس نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ[عہ] اُس کی مثال کُتّے کی سی ہے کہ اگر اُس پر تو حملہ کرے تو وہ اپنی زبان نکال دیتا ہے اور اگر چھوڑ دے تب بھی اپنی زبان نکالے رہتا ہے۔ روایت میں ہے کہ بلعم کی زبان مثل کتّے کی زبان کے اُس دہن سے لٹکتی تھی اور اُس کے سینہ پر پہنچ جاتی تھی۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حیوانات داخل بہشت نہ ہوں گے۔ سوائے تین جانوروں کے بلعم کا گدھا۔ اصحاب کہف کا کتّا اور ایک بھیڑیا۔ (جس کا قصّہ یہ ہے کہ) ایک ظالم بادشاہ نے چوبدار کو مومنوں کے ایک گروہ کے حاضر کرنے کے لئے بھیجا تاکہ اُن پر عذاب کرے۔ اُس چوبدار کے ایک لڑکا تھا جس کو وہ بہت دوست رکھتا تھا۔ وہ بھیڑیا آیا اور اُس کے لڑکے کو کھا گیا جس سے وہ چوبدار اندوہناک ہوا اس سبب سے اُس بھیڑیے کو خداوند عالم بہشت میں لے جائے گا کیونکہ اُس نے اُس چوبدار کو اندوہناک کر دیا۔

بہت سی سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام شہید ہوئے اُسی روز حضرت امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایّہا النّاس اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں حضرت عیسیٰؑ بن مریم

[عہ] سورہ الاعراف آیت ۱۷۵
[عہ] سورہ الاعراف آیت ۱۷۶

آسمان پر گئے۔ اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں یوشعؑ بن نون کشتہ ہوئے یعنی اکیسویں ماہ رمضان۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک نامہ پایا جس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ندا کریں کہ تمام اصحاب حاضر ہوں۔ پھر حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یوشعؑ بن نون وصیِ موسیٰؑ نے یہ نامہ لکھا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یقیناً تمہارا پروردگار تمہارا دوست اور تم پر مہربان ہے۔ یقیناً خدا کے تمام بندوں میں سب سے زیادہ بہتر گمنام پرہیزگار ہے اور بدترین خلق خدا وہ ہے جو ریاست باطل کے ساتھ لوگوں میں انگشت نما ہو۔ پس جو شخص کہ چاہے کہ اُس کو کامل ثواب دیا جائے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا ہو جائے تو چاہیئے کہ وہ ہر روز یہ دُعا پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ كَمَا يَنْبَغِيْ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا يَنْبَغِيْ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَيْتِهِ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْهَاشِمِيِّ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُرْسَلِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ حَتّٰى يَرْضَى اللّٰهُ۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں چار مومن تھے جو آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ تھے ایک روز اُن میں سے تین شخص کسی کام کے لئے کسی ایک مکان میں جمع ہوئے۔ پھر وہ چوتھا شخص بھی آیا اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک غلام باہر آیا۔ اُس نے پوچھا کہ تیرا مولا کہاں ہے غلام نے کہا گھر میں نہیں ہے۔ وہ مرد واپس چلا گیا۔ غلام اپنے آقا کے پاس آیا اُس نے پوچھا کون تھا جس نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ کہا فلاں شخص تھا میں نے اُس سے کہہ دیا کہ میرا مالک مکان میں نہیں ہے تو صاحب خانہ اور اُن تینوں میں سے کسی نے اس بارے میں کچھ نہ کہا۔ خاموش ہو گئے اور اُس مومن کے واپس چلے جانے کی پرواہ نہ کی اور پھر اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے جب دوسرے روز صبح کو وہی مرد مومن اُسی مکان پر آیا دیکھا کہ وہ لوگ مکان سے نکلے اور اُن میں سے کسی کے کھیت پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اُس نے اُن پر سلام کیا اور کہا کیا میں بھی تمہارے ساتھ آؤں اُن لوگوں نے کہا ہاں آؤ اور روز گذشتہ کے اُس کے

آنے اور واپس چلے جانے پر اُس سے معذرت نہیں کی وہ مرد اُن میں مفلس و پریشان تھا۔ اثنائے راہ میں ایک ابر ظاہر ہوا اور اُن کے سروں پر گھر گیا۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ بارش ہو گی اس لئے دوڑنا شروع کیا۔ ناگاہ ابر سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے آگ ان کو جلا دے اور میں جبرئیلؑ ہوں خدا کا رسول۔ دفعتًہ ایک آگ ابر سے جدا ہوئی اور اُن تینوں اشخاص پر گری وہ مرد اُس بلا سے خائف اور متعجب ہوا جو اُن تینوں پر نازل ہوئی اور اس کا سبب نہ سمجھ سکا۔ شہر میں واپس آیا۔ حضرت یوشعؑ بن نون کی خدمت میں پہنچا۔ اور آنحضرت سے کُل کیفیت بیان کی۔ یوشعؑ نے کہا خدا نے تیرے سبب سے اُن پر غضب نازل کیا۔ اُس کے بعد کہ اُن سے راضی تھا۔ پھر یوشعؑ نے اُس سے روز گذشتہ کے قصّہ کو بیان کیا اُس وقت اُس مرد نے کہا کہ میں نے اُن پر اُن کا یہ فعل حلال کیا اور معاف کیا۔ یوشعؑ نے کہا اگر عذاب نازل ہونے سے پہلے ایسا ہوتا تو اُن کو تیرا یہ حلال کرنا اور معاف کرنا فائدہ دیتا اب تو دنیا کے لئے اُس سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ شاید آخرت میں اُن کو کچھ نفع بخشے۔ روایت میں ہے کہ حضرت یوشعؑ کی عمر ایک سو تیئیس ۱۲۳ سال کی ہوئی اور آپ نے کالبؑ بن یوقنا کو اپنے بعد اپنا وصی و خلیفہ بنایا۔

باب چودھواں

حضرت حزقیل علیہ السّلام کے حالات

خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ - کیا تم نے اُس جماعت کا حال نہیں دیکھا جو موت سے بچنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو خدا نے اُن سے کہا کہ مر جاؤ (تو وہ مر گئے) پھر (خدا نے) اُن کو زندہ کیا۔ یقینًا خدا اپنے بندوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس کا شکر نہیں ادا کرتے۔ (آیت ۲۴۳ سورہ بقرہ پ۲)

شیخ طبرسی قدس اللہ روحہ نے کہا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جو طاعون کے خوف سے بھاگے تھے۔ جبکہ اُن کی آبادی میں طاعون پھیلا ہوا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ لوگ جہاد سے بھاگے تھے اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ لوگ قوم حزقیل سے تھے جو موسیٰؑ کے تیسرے خلیفہ تھے کیونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے پہلے خلیفہ یوشعؑ بن نون تھے ان کے بعد کالبؑ بن یوقنا اور ان کے بعد حزقیلؑ تھے۔ ان کو ابن العجوز بھی کہتے تھے۔ کیونکہ ان کی ماں نے پیرانہ سالی کے زمانہ میں خدا سے فرزند طلب کیا تھا اور خدا نے ان کو حزقیلؑ سا فرزند عطا فرمایا۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ حزقیلؑ ہی ذوالکفل ہیں اور ان کو ذوالکفل اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے ستر پیغمبروں کی ضمانت وکفالت کی اور ان کو قتل سے رہائی دلوائی اور اُن سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو چلے جاؤ اگر میں تمہارے عوض قتل کر دیا جاؤں تو بہتر ہے اس سے کہ تم سب کے سب قتل کئے جاؤ۔ اس کے بعد جب یہودی آئے اور اُن سے اُن پیغمبروں کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔ اور خدا نے حضرت ذوالکفل کو ان کے شر سے حفاظت میں رکھا اور اس جماعت کی تعداد میں

اختلاف ہے تین ہزار۔ دس ہزار۔ چالیس ہزار۔ ساٹھ ہزار اور ستر ہزار تک تعداد بیان کی جاتی ہے کہ وہ لوگ حضرت شمعونؑ کی بددعا سے فوت ہوئے تھے۔ اُن کے شہر کا نام اُوردان تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ حزقیلؑ بھی اُن کی بددعا میں واسطہ تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ لوگ شام کے کسی شہر کے رہنے والے تھے اور طاعون اُن میں پھیلا تھا کہ لوگ ان کی ہڈیوں کو کچلتے گذرتے تھے۔ پھر خدا نے کسی پیغمبر کی دعا سے ان کو زندہ کیا تو وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس گئے اور بہت دنوں تک زندہ رہے پھر رفتہ رفتہ مرتے رہے اور ایک دوسرے کو دفن کرتے رہے۔

بسند حسن منقول ہے کہ حمران نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کیا کوئی چیز بنی اسرائیل میں ایسی بھی رہی ہے۔ جس کی نظیر اس امت میں نہیں ہے؟ فرمایا کوئی بات ایسی نہیں گذری۔ اس کے بعد اس آیت کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ وہ لوگ دوبارہ زندہ ہوئے اور اتنی دیر زندہ رہے کہ اور لوگوں نے ان کو (اچھی طرح) دیکھا۔ پوچھا کہ اُسی روز مرگئے یا اپنے مکانوں کو واپس گئے۔ فرمایا کہ اپنے اپنے مکانوں میں واپس گئے۔ آباد ہوئے۔ عورتوں سے نکاح کیا اور مدتوں زندہ رہے اس کے بعد اپنی موت سے مرے اور وہ لوگ جو اس امت میں رجعت کے زمانہ میں زندہ ہوں گے ایسے ہی ہوں گے۔ [1]

دوسری حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے جب اس آیت کی تفسیر اُن حضرات سے پوچھی گئی تو فرمایا کہ وُہ لوگ بلاد شام کے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ جس میں ستر ہزار مکانات تھے۔ جب طاعون کی وبا پھیلتی تو امیر لوگ شہر سے نکل جاتے اور غریب جن کو مقدرت نہ تھی رہ جاتے اور کثرت سے مرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر ہم بھی شہر میں رہ جاتے تو ہم میں سے بھی بہت مرتے اور شہر میں رہ جانے والے کہتے کہ اگر ہم بھی باہر چلے جاتے تو ہم میں سے بھی کم مرتے۔ آخر ان میں یہ رائے قرار پائی کہ اب اگر طاعون آئے تو ہم سب کے سب شہر سے باہر چلے جائیں گے۔ پھر جب طاعون پھیلا تو

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ قصہ رجعت کی حقیقت کا ثبوت ہے اُس حدیث کی بنا پہ جو مکرر مذکور ہوئی۔ کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے وہ سب اس امت میں بھی ہوگا اور علمائے شیعہ نے مخالفین پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

سب نے شہر کو چھوڑ دیا اور بہت سے دوسرے شہروں میں گھومتے پھرتے۔ ایک ویران شہر میں پہنچے جس کے باشندے سب طاعون سے مرگئے تھے اور ان کے مکانات خالی پڑے تھے۔ یہ لوگ اُس شہر میں اُتر پڑے اور مقیم ہوگئے تو خدا نے فرمایا کہ تم سب مرجاؤ۔ تو ایکبار وہ تمام انسان مرگئے اور اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ لاشیں گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ وہ شہر قافلہ کے راستہ میں تھا۔ اہل قافلہ نے ہڈیوں کو راستہ سے دُور کرکے ایک جگہ جمع کردیا تھا۔ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت حزقیلؑ کا گذر اُس طرف سے ہوا جب آپ کی نظر اُن ہڈیوں پہ پڑی تو آپ بہت روئے اور عرض کی پالنے والے اگر تو چاہے تو ان سب کو ابھی زندہ کرسکتا ہے جس طرح ایک آن میں اُن پر موت طاری کی ہے تاکہ تیرے شہروں کو یہ لوگ آباد کریں اور تیرے بندے ان کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کریں۔ تو خدا نے ان پہ وحی فرمائی کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کو زندہ کردوں۔ عرض کی ہاں میرے پالنے والے۔ تو خدا نے ان کو اسم اعظم بذریعہ وحی تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ مجھ کو اس نام سے پکارو تو میں ان کو زندہ کردوں۔ جب حزقیلؑ نے اسم اعظم پڑھا دیکھا کہ ہڈیاں ایک دوسرے کی جانب پرواز کررہی تھیں یہاں تک کہ اُن کے اعضا درست ہوئے اور وہ زندہ ہوکر ایک دوسرے کو دیکھنے اور خدا کی تسبیح و تکبیر و تہلیل کرنے لگے۔ تو حزقیلؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ جماعت نوروز کے دن زندہ ہوئی تھی۔ جس پیغمبر کی دعا سے وہ لوگ زندہ ہوئے تھے خدا نے ان کو وحی کی تھی کہ ان ہڈیوں پر پانی چھڑکیں۔ انہوں نے پانی چھڑکا تو وہ سب کے سب زندہ ہوگئے ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ عجم میں اسی سبب سے یہ رواج ہوگیا ہے کہ نوروز کے دن ایک دوسرے پر پانی چھڑکتے اور پھینکتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے۔ [2]

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے اُن دلیلوں کے ضمن میں جو حضرتؑ نے ایک زندیق کے سامنے پیش کرکے اس کو مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک

[2] شیعیان ہندو پاک میں سے اکثر ناواقف وجہال نوروز میں مثل اہل ہنود کے رنگ کھیلتے اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل مذموم نہ کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ جائز ہے بلکہ سراسر معصیت ہے اور خدا و رسول کی ناراضی کا باعث۔ خدا رحم فرمائے اور ہدایت کرے ۱۲ (مترجم)

اختلاف ہے تین ہزار۔ دس ہزار۔ چالیس ہزار۔ ساٹھ ہزار اور ستر ہزار تک تعداد بیان کی جاتی ہے کہ وہ لوگ حضرت شمعونؑ کی بددعا سے فوت ہوئے تھے۔ اُن کے شہر کا نام اُوردان تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ حزقیلؑ بھی اُن کی بددعا میں واسطہ تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ لوگ شام کے کسی شہر کے رہنے والے تھے اور طاعون اُن میں پھیلا تھا کہ لوگ ان کی ہڈیوں کو کچلتے گذرتے تھے۔ پھر خدا نے کسی پیغمبر کی دعا سے ان کو زندہ کیا تو وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس گئے اور بہت دنوں تک زندہ رہے پھر رفتہ رفتہ مرتے رہے اور ایک دوسرے کو دفن کرتے رہے۔

بسند حسن منقول ہے کہ حمران نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کیا کوئی چیز بنی اسرائیل میں ایسی بھی رہی ہے۔ جس کی نظیر اس امت میں نہیں ہے؟ فرمایا کوئی بات ایسی نہیں گذری۔ اس کے بعد اس آیت کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ وہ لوگ دوبارہ زندہ ہوئے اور اتنی دیر زندہ رہے کہ اور لوگوں نے ان کو (اچھی طرح) دیکھا۔ پوچھا کہ اُسی روز مرگئے یا اپنے مکانوں کو واپس گئے۔ فرمایا کہ اپنے اپنے مکانوں میں واپس گئے۔ آباد ہوئے۔ عورتوں سے نکاح کیا اور مدتوں زندہ رہے اس کے بعد اپنی موت سے مرے اور وہ لوگ جو اس امت میں رجعت کے زمانہ میں زندہ ہوں گے ایسے ہی ہوں گے۔ [1]

دوسری حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے جب اس آیت کی تفسیر اُن حضرات سے پوچھی گئی تو فرمایا کہ وہ لوگ بلاد شام کے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ جس میں ستر ہزار مکانات تھے۔ جب [illegible] پھیلتی تو امیر لوگ شہر سے نکل جاتے اور غریب جن کو مقدرت نہ [illegible] اور کثرت سے مرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر ہم بھی شہر میں رہ جاتے [illegible]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ قصہ رجعت کی حقیقت کا ثبوت ہے اُس حدیث کی بنا پر جو مکرر مذکور ہوئی۔ کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے وہ سب اس امت میں بھی ہوگا اور علمائے شیعہ نے مخالفین پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

سب نے شہر کو چھوڑ دیا اور بہت سے دوسرے شہروں میں گھومتے پھرتے۔ ایک ویران شہر میں پہنچے جس کے باشندے سب طاعون سے مرگئے تھے اور ان کے مکانات خالی پڑے تھے۔ یہ لوگ اُس شہر میں اُتر پڑے اور مقیم ہوگئے تو خدا نے فرمایا کہ تم سب مرجاؤ۔ تو ایکبار وہ تمام انسان مرگئے اور اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ لاشیں گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ وہ شہر قافلہ کے راستہ میں تھا۔ اہل قافلہ نے ہڈیوں کو راستہ سے دُور کرکے ایک جگہ جمع کردیا تھا۔ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت حزقیلؑ کا گذر اُس طرف سے ہوا جب آپ کی نظر اُن ہڈیوں پر پڑی تو آپ بہت روئے اور عرض کی پالنے والے اگر تو چاہے تو ان سب کو ابھی زندہ کرسکتا ہے جس طرح ایک آن میں اُن پر موت طاری کی ہے تاکہ تیرے شہروں کو یہ لوگ آباد کریں اور تیرے بندے ان کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کریں۔ تو خدا نے ان پر وحی فرمائی کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کو زندہ کردوں۔ عرض کی ہاں میرے پالنے والے۔ تو خدا نے ان کو اسم اعظم بذریعہ وحی تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ مجھ کو اس نام سے پکارو تو میں ان کو زندہ کردوں۔ جب حزقیلؑ نے اسم اعظم پڑھا دیکھا کہ ہڈیاں ایک دوسرے کی جانب پرواز کررہی تھیں یہاں تک کہ اُن کے اعضا درست ہوئے اور وہ زندہ ہوکر ایک دوسرے کو دیکھنے اور خدا کی تسبیح و تکبیر و تہلیل کرنے لگے۔ تو حزقیلؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ جماعت نوروز کے دن زندہ ہوئی تھی۔ جس پیغمبر کی دعا سے وہ لوگ زندہ ہوئے تھے خدا نے ان کو وحی کی تھی کہ ان ہڈیوں پر پانی چھڑکیں۔ انہوں نے پانی چھڑکا تو وہ سب کے سب زندہ ہوگئے ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ عجم میں اسی سبب سے یہ رواج ہوگیا ہے کہ نوروز کے دن ایک دوسرے پر پانی چھڑکتے اور پھینکتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے۔ [2]

دوسری معتبر حدیث میں [illegible] حضرت سے منقول ہے اُن دلیلوں کے ضمن میں جو حضرت نے ایک دہریہ کے سامنے پیش کرکے اس کو مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک

[2] شیعیان ہند و پاک میں سے اکثر ناواقف وجہال نوروز میں مثل اہل ہنود کے رنگ کھیلتے اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل مذموم نہ کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ جائز ہے بلکہ سراسر معصیت ہے اور خدا و رسول کی ناراضی کا باعث۔ خدا رحم فرمائے اور ہدایت کرے ۱۲ (مترجم)

جماعت تھی اور طاعون سے بھاگ کر اپنے وطن سے نکلی تھی ان کی تعداد کا احصا نہیں ہو سکتا کہ کتنے زیادہ لوگ تھے خدا نے ان کو ہلاک کر دیا اور وہ اتنے دنوں پڑے رہے کہ گل سڑ کر ان کے بند بند الگ ہو کر خاک ہو گئے تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ اپنی قدرت خلق پر ظاہر کرے ایک پیغمبر حزقیلؑ کو بھیجا انہوں نے دعا کی اور اُن سب کو آواز دی تو اُن کے اعضا جمع ہوئے۔ روحیں اُن کے جسموں میں داخل ہوئیں اور اُسی صورت سے جیسے ایک ساتھ مرے تھے اک بار زندہ ہو گئے اُن میں سے ایک بھی کم نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد مدتوں زندہ رہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے جب مامون کے سامنے جاثلیق عالم نصرانی پر حجت تمام کی فرمایا کہ اگر عیسیٰؑ کو اس وجہ سے خدا کہتے ہو کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے تو یسعؑ نے بھی زندہ کیا اور ان کو لوگ خدا نہیں کہتے اور حزقیلؑ پیغمبر نے پینتیس[۳۵] ہزار اشخاص کو زندہ کیا جبکہ ساٹھ سال اُن کو مرے ہوئے گذر چکے تھے (پھر ان کو بھی خدا کیوں نہیں کہتے) پھر فرمایا کہ کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے تھے جن کا بیان توریت میں مذکور ہے اور بخت نصرؔ نے ان کو بابل میں قید کر دیا تھا جس وقت کہ بیت المقدس کو برباد کر کے بنی اسرائیل کو قتل کر ڈالا تھا۔ خدا نے حزقیل کو مبعوث کر کے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا انہوں نے ان کو زندہ کیا۔ اے نصرانی یہ لوگ عیسیٰؑ سے قبل تھے یا بعد جاثلیق نے کہا پہلے حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰؑ کو مُردوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا سمجھتے ہو تو پھر یسعؑ اور حزقیلؑ کو بھی خدا مانو کیونکہ انہوں نے بھی مُردوں کو زندہ کیا (اس کے بعد حضرتؑ نے ایک گروہ کا اپنے شہر سے بخوف طاعون بھاگنا اور مرنا وغیرہ بیان فرمایا جو مذکور ہوا) اس کے بعد فرمایا کہ جب وہ لوگ مر گئے تو اہل شہر نے اُن کے گرد ایک حصار کھینچ دیا۔ وہ سب اُسی حصار میں گل سڑ کر پڑے ہوئے تھے۔ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کا اُن کی طرف گذر ہوا[۱]۔ انہوں نے ان کی اس کثرت سے بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھ کر تعجب کیا خدا نے اُن پر وحی کی کہ آیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر سے ان کو زندہ کروں تاکہ تم ان پر تبلیغ رسالت کرو عرض

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس جماعت کو جو طاعون کے خوف سے بھاگی تھی کسی اور پیغمبر نے زندہ کیا تھا اور حزقیلؑ نے بخت نصر کے کشتوں کو زندہ کیا تھا۔ یہ حدیث گذشتہ حدیثوں کی مخالف ہے لیکن ہو سکتا ہے امام رضاؑ نے اس حدیث میں اس کی موافقت سے فرمایا ہو جو اہل کتاب میں مشہور تھا۔ تاکہ اُس پر (جاثلیق پر) حجت تمام ہو سکے اور اس حدیث کی عبارت میں بھی تاویل کی جا سکتی ہے تاکہ گذشتہ حدیثوں کی موافقت ہو سکے۔ ۱۲

ہاں میرے پروردگار پس خدا نے وحی بھیجی کہ ان کو ندا کرو۔ پیغمبر نے آواز دی کہ اے بوسیدہ ہڈیو خدا کے حکم سے اٹھو تو سب زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سروں سے خاک جھاڑ رہے تھے۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ قبط نے بیت المقدس برباد کرنے کے ارادہ سے لشکر کشی کی اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ تو لوگ حضرت حزقیلؑ کے پاس جمع ہوئے اور اس تکلیف و مصیبت کے دفع کرنے کی آپ سے فریاد کی حضرت نے فرمایا کہ ضرور آج رات اس بارے میں اپنے خدا سے میں مناجات کروں گا۔ پھر رات کے وقت حضرت نے مناجات کی وحی ہوئی کہ میں اُن کے شر سے بچا لوں گا۔ تو خدا نے ایک ملک کو وحی کی جو ہوا پر موکل تھا کہ ان کی جانیں نکال لے تو وہ سب یکبارگی مر گئے صبح کو حزقیلؑ نے اپنی قوم کو خبر دی کہ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ بنی اسرائیل نے شہر سے نکل کے ان کو دیکھا تو وہ سب مُردہ تھے۔ پس حزقیلؑ کے نفس میں گذرا کہ مجھ میں اور سلیمانؑ میں کیا فرق ہے۔ اس سبب سے اُن کے دل میں ایک زخم ہو گیا اُن کی تنبیہ کے لئے۔ اور اُن کو اُس سے سخت اذیت پہنچی۔ تو انہوں نے اپنے عاجزی و انکساری کے ساتھ دُعا کی اور خاک پر بیٹھ کر فریاد کی کہ اس مرض کو دفع کر دے حکم ہوا انجیر کے درخت کا دودھ اپنے سینہ پر ملو۔ جب انہوں نے استعمال کیا زخم زائل ہو گیا۔[۱]

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ فلاں بادشاہ کو اطلاع دے دو کہ فلاں روز اس کو موت آ جائے گی۔ حزقیلؑ نے اس کو اطلاع دے دی۔ اس بادشاہ نے اپنے تخت سے گر کر گریہ و زاری اور دعا شروع کی کہ پالنے والے اتنے دنوں میری موت میں توقف فرما کہ میرا لڑکا بڑا ہو جائے اور میں اس کو اپنا جانشین کر دوں۔ خدا نے حزقیلؑ کو وحی کی کہ بادشاہ سے جا کر کہہ دو کہ میں نے تمہاری عمر پندرہ سال بڑھا دی۔ حزقیلؑ نے کہا خداوندا کبھی میری قوم نے مجھ سے کوئی جھوٹ نہیں سُنا۔ جب میں یہ کہوں گا تو لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے۔ خدا نے فرمایا کہ تو بندہ ہے میں جو کچھ کہتا ہوں تجھ کو چاہیئے کہ اُس کو سُننے اور میری رسالت کی تبلیغ اُس پر کرے۔

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس سے قبل کی حدیث سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حزقیلؑ حضرت سلیمانؑ کے بعد گزرے ہیں۔ برعکس اس کے جو مفسرین میں مشہور ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے قریب تھے اور اُن کے تیسرے خلیفہ تھے۔ ۱۲

باب پندرھواں

حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے حالات

خدانے قرآن میں ان کو صادق الوعد کے نام سے یاد فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔
وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۝ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا۔
یاد کرو اسمٰعیلؑ کو قرآن میں یقیناً وہ وعدہ کے سچے تھے اور وہ پیغمبر مرسل تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ (آیت ۵۴ و ۵۵ سورہ مریم پ۱۶)

حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کو اس لئے صادق الوعد فرمایا کہ انہوں نے ایک شخص سے ایک مقام پر ملنے کا وعدہ کیا اور ایک سال تک اُس مقام پر اُس کا انتظار کرتے رہے اور وہاں سے حرکت نہ کی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے بسند ہائے معتبر بسیار منقول ہے کہ یہ اسمٰعیلؑ جن کو خدا نے صادق الوعد کہا ہے اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ کے علاوہ تھے اور ایک پیغمبر تھے جن کو خدا نے اُن کی قوم پر مبعوث فرمایا تھا۔ اُن کی قوم نے پکڑ کر اُن کے سر و چہرے کا چمڑہ اُتار لیا تھا۔ خدا نے ایک فرشتہ کو اُن کے پاس بھیجا اُس نے آکر کہا کہ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے دیکھا جو کچھ تمہاری قوم نے تمہارے ساتھ کیا اور مجھ کو اس لئے بھیجا ہے کہ آپ اُن کے بارے میں جو حکم دیں میں عمل میں لاؤں۔ اسمٰعیلؑ نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس دنیا میں اُن سے انتقام لوں اور چاہتا ہوں کہ صبر کروں اور پیغمبر آخرالزماں کے فرزند حسینؑ ابن علیؑ کی تاسّی کروں تاکہ آنحضرت کے ثواب میں سے کچھ حصہ مجھے بھی ملے۔

موثق سند کے ساتھ مثل صحیح کے منقول ہے کہ برید عجلی نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ جس اسمٰعیلؑ کو خدا نے صادق الوعد فرمایا ہے وہ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے یا اُن کے علاوہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اسمٰعیلؑ پسر ابراہیم تھے۔ حضرت فرمایا کہ وہ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے سامنے ہی رحمت الٰہی سے واصل ہو چکے تھے اور ابراہیم خود حجت خدا اور صاحب

شریعت تھے۔ کوئی پیغمبر مرسل ان کے وقت میں نہیں ہو سکتا تھا تو ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ کیسے رسول ہو سکتے تھے وہ نبی تھے رسول نہ تھے۔ اور یہ اسمٰعیلؑ جن کا ذکر خدا نے اس آیت میں کیا ہے حزقیلؑ کے فرزند تھے خدا نے اُن کی قوم پر ان کو مبعوث کیا۔ ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور ان کو قتل کر دیا اور ان کے سر و چہرے کی کھال پہلے ہی اُتار لی تھی۔ خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور سطاطائیل فرشتۂ عذاب کو اُن حضرت کے پاس بھیجا۔ اس نے حضرت سے آکر کہا کہ میں عذاب کا فرشتہ ہوں خدا نے مجھ کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کروں فرمایا مجھے اُن کے عذاب کی ضرورت نہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ کیا حاجت رکھتے ہو۔ عرض کی پالنے والے تو نے مجھ سے اپنی خدائی اور محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ کی پیغمبری اور ان کے اوصیا کی ولایت کا عہد لیا اور اپنی مخلوق کو تو نے خبر دی (ان مظالم کی) جو ان کی امت اپنے پیغمبر کے بعد حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ کرے گی اور یہ وعدہ کیا ہے کہ امام حسینؑ کو پھر دنیا میں واپس بھیجے گا تاکہ وہ اپنے قاتلوں سے انتقام لیں لہٰذا میری بھی یہی حاجت ہے کہ تو مجھے بھی دنیا میں دوبارہ واپس بھیجیو تاکہ میں بھی اپنے دشمنوں سے انتقام لوں جنہوں نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا۔ تو خدا نے وعدہ فرمایا کہ حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ زمانہ رجعت میں اسمٰعیل بن حزقیل کو بھی بھیجے گا۔

دوسری حدیث معتبر میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ نیک باتوں سے تو لوگوں کی حفاظت کرے اور برائیوں کو زائل کرے اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچائے۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سب سے بڑا عبادت گذار وہ شخص تھا جو بادشاہ وقت سے مومنین کی حاجت برآری کی سفارش و کوشش کرتا تھا۔ ایک روز ایک عابد ایک مومن کی کارسازی کی غرض سے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا کہ راستہ میں اسمٰعیلؑ بن حزقیلؑ سے ملاقات ہوئی ان سے کہا کہ آپ اس جگہ ٹھہریئے جب تک میں واپس نہ آؤں۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا بھول گیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ اس کے انتظار میں اُس مقام پر ایک سال تک ٹھہرے رہے۔ خدا نے اُن کے لئے اُس جگہ ایک چشمہ جاری کر دیا اور سبزہ اُگا دیا جس سے وہ کھاتے پیتے رہے اور خدا نے ایک ابر بھیجا جو حضرت پر سایہ کرتا تھا۔ پس ایک روز بادشاہ سیر و تفریح کے لئے نکلا وہ عابد بھی ساتھ تھا۔ جب اُس مقام پر پہنچا جہاں حضرت اسمٰعیلؑ نے وعدہ کیا تھا عابد نے حضرت کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ اب تک یہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ تو نے

کہا تھا کہ اس جگہ سے مت جائے گا جب تک میں نہ آ جاؤں لہٰذا میں ٹھہرا ہوں۔ اس سبب سے خدا نے اُن کو صادق الوعد فرمایا۔ بادشاہ کے ساتھ ایک جابر شخص بھی تھا اس نے کہا یہ جھوٹ کہتے ہیں میں بارہا اس مقام سے گذرا ہوں لیکن اِن کو اس جگہ نہیں دیکھا۔ اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے خدا نے بہتر چیزیں جو تجھے عطا کی ہیں اُن میں سے کوئی ایک زائل کر دیگا۔ پس اُسی وقت اُس بدبخت کے تمام دانت گر گئے۔ تب وہ بادشاہ سے بولا کہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور اس مردِ صالح پر افترا کیا تھا آپ ان سے التماس کیجئے کہ خدا سے دُعا کریں کہ وہ میرے دانت پھر عطا فرمائے کیونکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور دانتوں کا محتاج ہوں۔ بادشاہ نے حضرت سے سفارش کی آپ نے فرمایا کہ دعا کروں گا۔ اُس نے کہا ابھی دُعا کیجئے فرمایا وقتِ سحر دُعا کروں گا۔ پھر حضرت نے وقتِ سحر دعا کی خدا نے اُس مرد کے دانت واپس عطا فرمائے۔ پھر حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ دُعا کے لئے بہترین وقت سحر کا وقت ہے جیسا کہ خداوند عالم ایک جماعت کی مدح میں فرماتا ہے۔ وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ یعنی وہ لوگ سحر کے اوقات میں خدا سے طلب آمرزش کرتے ہیں۔

اُن ہی حضرت نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ اسمٰعیلؑ پیغمبر خدا نے ایک شخص سے ایک مقام پر ٹھہرنے کا وعدہ کیا جس کو صفاح کہتے ہیں جو مکہ کے حوالی میں ہے وہ ایک سال تک اُس مقام پر منتظر رہے۔ اس اثنار میں اہل مکہ آپ کو تلاش کرتے رہے اُن کو معلوم نہ تھا کہ حضرت کہاں ہیں۔ اتفاقاً ایک شخص حضرت کے پاس پہنچا اور عرض کی اے خدا کے رسول آپ کے بعد ہم لوگ ضعیف و کمزور ہو گئے اور ہلاک ہو رہے ہیں آپ ہم لوگوں سے کیوں کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ فلاں شخص نے جو اہلِ طائف سے ہے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں جب تک وُہ نہ آئے۔ اہل مکہ نے جب یہ سُنا اُس مردِ طائفی کے پاس گئے اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسولؑ خدا سے وعدہ کیا اور اب تک وفا نہ کی اور ایک سال سے ان کو تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ مرد حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہُوا آیا اور معافی خواہ ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ خدا کی قسم میں بھول گیا تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر تو نہ آتا واللہ میں اسی مقام پر رہتا یہاں تک کہ مجھے موت آتی اور اسی جگہ سے بروزِ قیامت مبعوث ہوتا لہٰذا خدا نے حضرت کی مدح میں فرمایا۔ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد ط

بابُ سولھواں

حضرت الیاس و یسع و ایلیا علیہم السّلام کے حالات

ابن بابویہؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کو شام کے شہروں میں آباد کیا اور شام کو اُن میں تقسیم فرما دیا۔ اُن میں سے ایک گروہ کو بعلبک میں جگہ دی جن میں حضرت الیاس بھی تھے اور وہ انہی پر مبعوث بھی کئے گئے۔ اُس وقت وہاں ایک بادشاہ تھا جو لوگوں کو بَعْل نامی ایک بُت کی پرستش پر ورغلائے ہوئے تھا جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ آیت ۱۲۳ یقیناً الیاس پیغمبروں میں سے تھے۔ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ آیت ۱۲۴۔ جب اُس (الیاس) نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم لوگ عذاب خدا سے نہیں ڈرتے۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ۔ آیت ۱۲۵۔ آیا بَعْل کو پکارتے اور پوجتے ہو اور خدا کی عبادت ترک کرتے ہو جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ۔ آیت ۱۲۶۔ خدا تمہارا رب ہے اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کا۔ فَكَذَّبُوْهُ تو ان لوگوں نے الیاس کی تکذیب کی اور اُن کے کلام کو باور نہ کیا۔ اُس بادشاہ کی ایک فاجرہ زوجہ تھی۔ جب وہ کہیں چلا جاتا تو اُس عورت کو اپنا جانشین کر جاتا تاکہ لوگوں پر حکومت کرے۔ اُس ملعونہ کا محرر ایک عقلمند مومن تھا جس نے تین سو مومنین کی جانیں اُس ملعونہ کے ہاتھ سے بچائی تھیں۔ اُس ملعونہ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی زناکار عورت نہ تھی۔ بنی اسرائیل کے سات بادشاہوں نے اُس سے نکاح کیا تھا اُس کے نوّے فرزند ہو چکے تھے۔ علاوہ اس کے فرزندوں کی اولاد کے۔ بادشاہ کا ہمسایہ ایک مردِ صالح بنی اسرائیل میں سے تھا جس کا ایک باغ بادشاہ کے محل کے پہلو میں تھا اُسی باغ کی آمدنی اُس مردِ دیندار کی روزی کا ذریعہ تھی۔ بادشاہ بھی اُس شخص کی عزت کرتا تھا۔ ایک بار بادشاہ سفر میں گیا تھا اُس عورت نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اُس مردِ مومن کو مار ڈالا۔ اور اس کے اہل و عیال سے وُہ باغ چھین لیا۔ اس سبب سے خداوند عالم ان پر غضبناک

ہُوا۔ جب بادشاہ سفر سے واپس آیا اور اس کی اطلاع اس کو دی گئی تو اُس نے اُس عورت سے کہا کہ تو نے یہ اچھا نہ کیا۔ تو خدا نے الیاسؑ کو ان پر مبعوث فرمایا کہ اُن لوگوں کو خدا کی عبادت پر آمادہ کریں ان لوگوں نے حضرت کی تکذیب کی اور اپنے پاس سے بھگا دیا اور ان کو ذلیل وخوار کیا اور ان کو قتل کی دھمکی دی الیاسؑ نے صبر کیا اور پھر ان لوگوں کو خدا کی طرف بُلایا جس قدر ان کو خدا کی جانب دعوت دیتے اور نصیحت کرتے ان کی سرکشی اور مفسدہ پردازی بڑھتی جاتی۔ آخر خدا نے اپنی ذات اقدس کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر بادشاہ اور اس کی زن فاحشہ نے توبہ نہ کی تو دونوں کو ہلاک کروں گا۔ الیاسؑ نے خدا کا یہ پیغام اُن کو پہنچا دیا تو اُن کو الیاسؑ پر اور زیادہ غصہ آیا اور اُن کے مار ڈالنے اور عذاب و تکلیف میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا۔ الیاسؑ ان کے شہر سے چلے گئے اور ایک بڑے پہاڑ پر پناہ لی۔ سات سال تک اسی جگہ درختوں کے پھل کھا کر زندگی بسر کی۔ خدا نے اُن کے قیام کی جگہ ان ظالموں سے پوشیدہ کر دی تھی۔ اسی اثنا میں بادشاہ کا بیٹا بیمار ہُوا اور ایک سخت مرض میں مبتلا ہوا جس سے لوگ اس کی زندگی سے نا امید ہو گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کو سب سے زیادہ پیارا تھا۔ لوگ بُت پرستوں سے بُت کے پاس سفارش کراتے رہے کہ بادشاہ کے فرزند کو شفا بخشے مگر لڑکا اچھا نہ ہوا تو بادشاہ نے کچھ لوگوں کو پہاڑ کے نیچے بھیجا جس کے بارے میں گمان تھا کہ حضرت الیاس اُس پر رہتے ہیں وہ لوگ حضرت کو پکار کر التجا کرنے لگے کہ وہ نیچے آئیں اور اُس لڑکے کے واسطے دعا کریں۔ حضرت الیاسؑ پہاڑ کے نیچے تشریف لائے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا نے تمہاری طرف اور تمام اہل شہر و بادشاہ کی طرف مجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا اپنے پالنے والے کا پیغام سُنو وہ فرماتا ہے کہ بادشاہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں بنی اسرائیل کا پروردگار ہوں میں نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور میں ہی ان کو روزی دیتا ہوں ان کو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور ہر طرح کا فائدہ و نقصان میرے اختیار میں ہے اور تو اپنے بندے کے لئے [illegible] کرتا ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس آئے اور [illegible] بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور الیاسؑ کو ڈھونڈو اور [illegible] لاؤ [illegible] وہ سب [illegible] کہ جب ہم نے الیاسؑ کو دیکھا ایک قسم کا خوف ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے پیدا ہُوا اور ہم ان کو گرفتار نہ کر سکے۔ بادشاہ نے اپنے لشکر میں سے پچاس مضبوط بہادروں کو انتخاب کر کے کہا کہ جاؤ اور الیاسؑ سے پہلے اظہار کرو کہ ہم لوگ تم پر ایمان لائے ہیں تاکہ وہ تمہارے

نزدیک آئیں تو تم ان کو گرفتار کر لو اور میرے پاس لاؤ۔ وہ پچاس اشخاص پہاڑ پر گئے اور اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے اور بلند آواز سے ان کو پکارنے لگے کہ اے پیغمبر خدا ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ ہم سے آ کر ملاقات کریں۔ اُس وقت حضرت الیاسؑ جنگل میں تھے ان کی آواز سُن کر آپ کو لالچ ہوئی کہ شاید ایمان لائیں۔ دُعا کی کہ پالنے والے اگر یہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں تو مجھے اجازت دے کہ میں ان کے پاس جاؤں اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو مجھ کو اُن کے شر سے محفوظ رکھ اور ایک آگ بھیج جو ان کو جلا دے۔ ابھی حضرت الیاسؑ کی دُعا تمام نہ ہوئی تھی کہ آگ اُن پر نازل ہُوئی جس نے اُن سب کو جلا دیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس کو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنی زوجہ کے کاتب کو جو مومن تھا طلب کیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ کی اور کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم الیاسؑ پر ایمان لائیں اور توبہ کریں اور تم جاؤ اور اُن کو راضی کر کے لاؤ تاکہ ہماری ہدایت کریں اور جو کچھ خدا کو پسند ہو ہم کو تعلیم دیں اور اپنی قوم کو حکم دیا کہ بُت پرستی ترک کر دیں۔ کاتب اس جماعت کو لے کر پہاڑ پر آیا اور حضرت الیاسؑ کو ندا کی حضرت نے کاتب کی آواز پہچانی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اپنے برادر ایمانی کے پاس جائیں سلام کریں اور اُس سے مصافحہ کریں۔ الیاسؑ اُن کے پاس آئے اُس کاتب نے بادشاہ کا سارا حال سُنایا اور کہا کہ اگر میں جاتا ہوں اور آپ نہیں چلتے تو وہ مجھ کو قتل کر دے گا۔ خدا نے الیاسؑ پر وحی کی کہ جو کچھ بادشاہ نے تم کو پیغام بھیجا ہے سب مکر و حیلہ ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر قابو پائے اور قتل کر دے اس مومن سے کہہ دو کہ بادشاہ سے خوف نہ کرے میں اس کے فرزند کو موت بھیجتا ہوں۔ بادشاہ اُس کے غم میں مبتلا ہو جائے گا اور مومن کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ وہ مومن واپس گیا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس کے لڑکے کی حالت خراب ہو رہی تھی اور موت اُس کا گلا پکڑ چکی تھی۔ بادشاہ ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ ایک مدّت کے بعد جب بادشاہ کو غم فرزند سے کچھ فرصت ملی تو اس مومن سے حضرت الیاسؑ کے بارے میں دریافت کیا اُس نے جواب دیا کہ مجھے الیاسؑ نہیں ملے تھے۔ الیاسؑ اس کے بعد پہاڑ سے نیچے آئے اور ایک سال تک حضرت یونسؑ بن متی کے مکان میں پوشیدہ رہے اور جب حضرت یونسؑ پیدا ہوئے تو وہ پھر پہاڑ پر واپس چلے گئے اور اپنی جگہ پر مقیم ہو گئے۔ ان کے چلے جانے کے تھوڑے عرصہ بعد ماں نے حضرت یونسؑ کا دودھ چھوڑا دیا اور وہ فوت ہو گئے تو اُن کی ماں کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ حضرت الیاسؑ کی تلاش میں

پہاڑ پر گئیں جستجو کے بعد الیاسؑ سے ملاقات کی اور اپنے بیٹے کا قصد اُن سے بیان کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں آپکے پاس آؤں اور آپ کو اس کی بارگاہ میں شفیع قرار دوں تاکہ وہ میرے بچے کو زندہ کرے۔ میں نے یونسؑ کو اسی حال میں چھپا رکھا ہے۔ نہ اُس کے مرنے کی خبر کسی کو دی ہے اور نہ اس کو دفن ہی کیا ہے۔ الیاسؑ نے پوچھا کہ تمہارے فرزند کو مرے ہوئے کتنے دن ہُوئے کہا سات روز غرض حضرت الیاسؑ سات روز کے بعد حضرت یونسؑ کے گھر پہنچے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دعا میں بہت مبالغہ کیا تو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے یونسؑ کو زندہ فرمایا۔ پھر الیاسؑ اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔ جب یونسؑ کی عمر چالیس سال ہوئی وہ اپنی قوم پر مبعوث ہوئے۔ اور جب حضرت الیاسؑ خانۂ یونسؑ سے واپس گئے تو سات سال کے بعد خدا نے ان کو وحی کی کہ مجھ سے جو چاہو مانگو۔ میں عطا کروں گا الیاسؑ نے عرض کی کہ پالنے والے مجھے دُنیا سے اٹھالے اور میرے آباؤ اجداد سے ملحق فرما کیونکہ بنی اسرائیل سے مجھے اذیت ہے اور میں تیرے سبب سے اُن کو دشمن رکھتا ہوں۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے الیاسؑ یہ موقع نہیں ہے کہ اس زمین اور اہلِ زمین کو تم سے خالی کروں۔ آج زمین کا قیام تمہارے سبب سے ہے اور ہر زمانہ میں میرا ایک خلیفہ زمین میں ہونا چاہیئے۔ کوئی دوسرا سوال کرو۔ الیاسؑ نے عرض کی کہ خداوندا پھر میرا انتقام ان سے لے اور سات برس تک اُن پر پانی نہ برسا مگر جبکہ میں سفارش کروں کیونکہ تیرے بارے میں وُہ سب مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں (الغرض الیاسؑ کی بد دعا کے بعد بارش رُک گئی) اور بنی اسرائیل میں قحط پڑا اور وہ بھوکے مرنے لگے تب انہوں نے سمجھا کہ یہ قہر حضرت الیاسؑ کی نفرین کے سبب سے ہے تو وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور فریاد کی اور کہا کہ ہم لوگ آپ کے فرمانبردار ہیں آپ جو حکم دیجیئے بجا لائیں۔ یہ معلوم کرکے الیاسؑ پہاڑ سے اُترے اُن کے شاگرد حضرت لیسعؑ ان کے ساتھ تھے بادشاہ کے پاس گئے۔ اُس نے کہا آپ نے بنی اسرائیل کو قحط میں فنا کر دیا الیاسؑ نے فرمایا اُسی نے ان کو ہلاک کیا ہے جس نے ان کو گمراہ کیا بادشاہ نے کہا اب دعا کیجیئے کہ خدا پانی برسائے۔ جب رات ہوئی الیاسؑ کھڑے ہُوئے اور دعا کی۔ اور حضرت لیسعؑ سے فرمایا کہ آسمان کے چاروں طرف دیکھیں۔ لیسعؑ نے کہا کہ کچھ ابر دیکھتا ہوں جو بلند ہو رہا ہے الیاسؑ نے فرمایا کہ بشارت ہو کہ بارش آ رہی ہے لوگوں سے کہہ دو کہ غرق ہونے سے اپنی اور اپنے اموال کی حفاظت کریں۔ غرضیکہ

بارش ہوئی اور شادابی پھیلی اور قحط دُور ہوا۔ حضرت الیاسؑ ایک مدت تک اُن میں رہے اور وہ لوگ بھی نیکی و شائستگی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ پھر سرکشی اور فساد کی طرف پلٹے اور حق الیاسؑ سے مُنکر ہو گئے اور اُن سے بغاوت شروع کر دی۔ خدا نے ایک دشمن کو اُن پر مسلط فرمایا جو اچانک حملہ آور ہو کر اُن پر غالب آیا۔ بادشاہ اور اس کی زوجہ کو قتل کیا اور اُن کو اُسی مرد صالح کے باغ میں جس کی زوجہ کو قتل کیا تھا ڈال دیا حضرت الیاسؑ نے لیسعؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ الیاسؑ کو خدا نے پَر عنایت فرمائے اور ان کو نگاہِ خلق سے پوشیدہ کرکے آسمان پر اُٹھا لیا۔ الیاسؑ نے اپنی عبا لیسعؑ کے لئے ہوا کے درمیان سے پھینک دی۔ حضرت لیسعؑ کو خدا نے بنی اسرائیل کا پیغمبر قرار دیا اور ان پر وحی نازل فرمائی اور اُن کو تعزیت دی۔ بنی اسرائیل آپ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے اخلاق حسنہ سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔

حدیث معتبر میں مفضل بن عمر سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت امام جعفر صادقؑ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور اجازت چاہی تو ہم نے حضرت کی آواز سُنی کہ کسی زبان میں گفتگو فرما رہے ہیں جو عربی نہ تھی اور ہم کو گمان ہوا زبان سریانی ہے۔ پھر حضرت بہت روئے اور ہم بھی حضرت کے رونے پر روئے پھر ایک غلام باہر آیا اور اُس نے اجازت دی تو ہم لوگ اندر داخل ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ حضور پر فدا ہوں ہم نے آپ کی آواز دروازہ پر سنی۔ آپ ایسی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے جو عربی نہ تھی ہم نے سمجھا کہ وہ سریانی زبان ہے اور آپ نے گریہ فرمایا تو ہم بھی روئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں مجھے حضرت الیاسؑ پیغمبر یاد آئے وہ بنی اسرائیل کے عبادت گذار پیغمبروں میں سے تھے اور یہ دُعا جو وہ سجدے میں پڑھا کرتے تھے میں نے پڑھی اور حضرت نے زبان سریانی میں وہ پڑھنا شروع کی۔ خدا کی قسم میں نے علمائے یہود و نصاریٰ میں سے کسی کو اس فصاحت سے پڑھتے ہُوئے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وُہ دعا حضرت نے عربی میں ہمارے لئے ترجمہ فرمائی جو سجدہ میں حضرت الیاسؑ پڑھتے تھے۔ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ اَظْمَأْتُ لَکَ هُوَاجِرِیْ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ عَفَّرْتُ لَکَ فِی التُّرَابِ وَجْهِیْ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ اجْتَنَبْتُ لَکَ الْمَعَاصِیْ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ اَسْهَرْتُ لَکَ لَیْلِیْ۔ یعنی آیا تو مجھ پر عذاب کرے گا اور دیکھے گا حالانکہ میں تیرے لئے گرم ہواؤں میں روزہ رکھ کر پیاسا رہا ہوں۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب کرکے حالانکہ میں نے اپنا مُنہ تیرے سامنے خاک پر رگڑا ہے۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب

کر کے حالانکہ میں نے اپنی راتیں تیری یاد میں بحالت بیداری گذاری ہیں (حضرت الیاسؑ نے جب یہ دعا پڑھی تو امامؑ نے فرمایا کہ) خدا نے ان کو وحی کی کہ سر سجدہ سے اٹھاؤ کہ میں تم پر عذاب نہ کروں گا۔ حضرت الیاسؑ نے مناجات شروع کی کہ پروردگارا تو اگر فرماتا ہے کہ میں عذاب نہ کروں گا اور (میرے اعمال کے سبب) تو عذاب میں مبتلا فرمائے تو کیا ہوگا کیا میں تیرا بندہ اور تو میرا پروردگار نہیں ہے خدا نے فرمایا کہ سر اٹھاؤ میں نے جو وعدہ کیا ہے ضرور وفا کروں گا۔ دوسری حدیث معتبر میں بعینہٖ یہی قصہ حضرت امام محمد باقرؑ سے موسٰی بن اکیل نے روایت کی ہے اور اس میں بجائے الیاس کے الیا بیان کیا ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تم کرفس (اجوائن کے قسم کی ایک دوا جس کی بُو ناگوار اور تیز ہوتی ہے جس کو اجمود ولایتی بھی کہتے ہیں) کھانا گوارا ہو وہ الیاسؑ۔ یسعؑ اور یوشعؑ بن نون کی غذا تھی۔

حدیث معتبر میں امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ طواف میں تھے ناگاہ ایک شخص اُن حضرت سے ملا اور حضرت کا طواف قطع کر کے ایک مکان میں لے گیا جو کوہِ صفا کے پہلو میں تھا۔ اُن حضرت نے کسی کو بھیج کر مجھے بھی بُلا لیا۔ وہاں ہم تین اشخاص کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے مجھ سے کہا اے فرزند رسولؐ مرحبا آپ خوب آئے اور اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیر کر بولا کہ اے امین خدا آپ کے علوم و کمالات میں خدا برکت دے پھر میرے پدر بزرگوار کی جانب رُخ کر کے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو خود مجھے خبر دیں یا چاہیں تو میں خبر دوں۔ یا آپ مجھ سے سوال کریں یا میں آپ سے سوال کروں اگر چاہیں تو مجھ سے سچ فرمائیں میں سچ کہوں میرے پدر نے فرمایا میں سب طرح راضی ہوں۔ اُس نے کہا اچھا میں جس وقت آپ سے سوال کروں آپ ہرگز زبان سے کوئی ایسی چیز نہ کہئے گا جس کے علاوہ آپ کے دل میں کوئی اور چیز ہو۔ میرے پدر نے فرمایا ایسا وہ کرتا ہے جس کے پاس دو علم ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں اور اُس کا علم از روئے اجتہاد و گمان ہوتا ہے لیکن علم خدا میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا اُس نے کہا میرا سوال یہی تھا جس کے متعلق کچھ آپ نے بیان فرما دیا اب مجھے یہ بتلائیے کہ وہ علم جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کون جانتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ تمام علم خدا کو ہے اور اُس میں جس قدر لوگوں کے لئے ضروری ہے پیغمبروں کے اوصیا کے پاس ہے۔ یہ سُن کر اُس مرد نے اپنے چہرہ سے نقاب اُلٹ دی اور درست ہو کر بیٹھ گیا اور بہت خوش و مسرور ہوا اور کہا میں یہی

چاہتا تھا اور اسی لئے آیا ہوں۔ آپ نے کہا ہے کہ جس قدر علم لوگوں کے ضروری ہے اوصیا کو حاصل ہے پس فرمائیے کہ اوصیا کس طرح جانتے ہیں فرمایا اُسی طریقہ سے جیسے کہ پیغمبر کو خدا سے حاصل ہوتا تھا۔ ان کو الہام ہوتا ہے اور وہ فرشتہ کی آواز سُنتے ہیں لیکن پیغمبر گفتگو کے وقت ان کو دیکھتا ہے اور وہ (اوصیا) نہیں دیکھتے اس لئے کہ وہ پیغمبر ہوتا ہے اور یہ لوگ محدث ہیں یعنی ملک کے کہے ہوئے کلام کے متکلم۔ اور پیغمبر کو معراج ہوتی ہے وہ کلام خدا بغیر کسی واسطہ کے سنتا ہے اور اوصیا کو یہ صورت نہیں حاصل ہے اُس شخص نے کہا اے فرزند رسولؐ آپ نے سچ فرمایا اب ایک دشوار مسئلہ پوچھتا ہوں فرمائیے کہ علم اوصیا کیوں اس وقت پوشیدہ ہے اور کیوں وہ تقیہ کرتے ہیں اور اپنے علم کو اُسی طرح ظاہر کیوں نہیں کرتے جیسے پیغمبر ظاہر کرتے تھے۔ یہ سُن کر میرے پدر بزرگوار ہنسے اور فرمایا کہ خدا نہیں چاہتا کہ اپنے علم پر کسی کو مطلع کرے سوائے اُس کے کہ جس کے دل کو ایمان کے ذریعہ آزما چکا ہے چنانچہ رسول حضرت رسالت مآبؐ نے مکہ میں خدا کے حکم سے قوم کی زیادتیوں پر صبر فرمایا اور ان کو اجازت نہ تھی کہ وہ کفار سے جہاد کریں اور مدتوں اپنے دین اور پیغمبری کو حضرت نے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ ظاہر کرو اور علانیہ بیان کرو جو کچھ خدا نے حکم دیا اور مشرکین سے اعراض کرو۔ خدا کی قسم اگر پہلے ہی کہتے تو تکلیفوں سے محفوظ رہتے لیکن اس لئے صبر کیا کہ چاہتے تھے کہ ایسے وقت اعلان کریں جب وہ لوگ آپ کی اطاعت کریں حضرت کو ان کی مخالفت کا خوف تھا اس لئے ابتدا ہی میں آپ نے اعلان نہ فرمایا اور ہم بھی اپنے علم کا اظہار اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ہماری اطاعت نہیں کریں گے اور ہم کو خدا کی جانب سے حکم نہیں ہے کہ ہم اُن سے جہاد کریں میں چاہتا ہوں کہ وہ وقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھو جبکہ مہدی امت ظاہر ہوں اور ملائکہ تلواروں سے آل داؤد کو قتل کریں اور ہوا میں کافران گذشتہ کو عذاب کریں اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی رُوحوں کو ان کے مُنہ اور دانتوں سے ملائیں پس اُس شخص نے اپنی تلوار نکالی اور کہا کہ یہ شمشیر بھی انہیں شمشیروں میں سے ہے (جن سے اُن کافروں سے جہاد کیا جائیگا) اور میں بھی اُن حضرت کے انصار میں سے ہوں گا حضرت نے فرمایا ہاں اُس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام خلق سے برگزیدہ فرمایا ہے ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو اس کے بعد اُس مرد نے نقاب پھر اپنے چہرہ پر ڈالی اور کہا میں الیاسؑ ہوں۔ میں نے جو کچھ آپ سے پوچھا وہ سب جانتا ہوں اور آپ کو پہچانتا ہوں

لیکن میں چاہتا تھا کہ (ان سوالات سے) آپ کے اصحاب کے ایمان میں تقویت پہنچے۔ پھر بہت سے سوالات حضرت سے کئے اور اُٹھ کر غائب ہوگئے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے زید بن ارقم سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خداوندعالم تم کو ڈوبنے جلنے اور لقمہ گلے میں پھنسنے سے بے خوف کردے تو صبح کے وقت یہ دُعا پڑھا کرو۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ مَا يَكُوْنُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ۔ جو شخص تین بار صبح کو یہ دُعا پڑھے شام تک محفوظ رہے گا اور جو شخص شام کے بعد تین بار پڑھے صبح تک تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ (پیغمبرؐ نے فرمایا کہ) جناب خضر و الیاس علیہم السلام ہر زمانۂ حج میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور رخصت ہوتے وقت ان کلمات کو کہہ کر ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں۔ [1]

حضرت صادقؑ سے بسند موثق منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک شخص الیا نامی تھے وہ بنی اسرائیل کے چارسو افراد کے سردار تھے۔ بنی اسرائیل کا بادشاہ بُت پرستوں کی ایک عورت پر عاشق ہوا جو بنی اسرائیل کے علاوہ تھی۔ بادشاہ نے خواستگاری کی اُس عورت نے کہا کہ اس شرط پر تیرے عقد میں آؤں گی کہ تو اجازت دے کہ میں

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور حدیث سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت الیاسؑ حضرت خضرؑ کی طرح زمین پر ہیں اور زندہ ہیں اور تا ظہور حضرت صاحب الامر زندہ رہیں گے اور اس کی موید وہ روایت ہے۔ جو شیخ محمد بن شہر آشوب نے عوام کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ خدا نے پہاڑ کی چوٹی سے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا تھا کہ خداوندا مجھ کو پیغمبر آخر الزمان کی اُمّتِ مرحومہ و آمر؟ سے قرار دے۔ یہ سُن کر حضرت پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کے تمام بال سفید ہو گئے تھے۔ اُس کا قد تین سو ہاتھ لمبا تھا جب اُس نے پیغمبر کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور حضرت کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے اور کہا میں سال میں ایک مرتبہ کچھ کھاتا ہوں اور یہ میرے کھانے کا وقت ہے ناگاہ ایک خوان آسمان سے اُترا جس میں قسم قسم کے کھانے تھے۔ جناب رسولؐ خدا نے اُس بزرگ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ وہ حضرت الیاؑ پیغمبر تھے۔ ۱۲

اپنے بُت کو بھی تیرے شہر میں لاکر اس کی پرستش کرتی رہوں۔ بادشاہ نے انکار کیا لیکن دوبارہ خط و کتابت کی پھر بھی وہ عورت بغیر اس شرط کے راضی نہ ہوئی تو آخر بادشاہ نے اُس کی شرط قبول کرلی اور اُس سے عقد کرلیا اور اُس عورت کو مع اُس کے بُت کے اپنے شہر میں لایا وہ عورت آٹھ سو بُت پرستوں کو بھی اپنے ساتھ لائی جو اُس کے شہر میں اس بُت کی پرستش کرتے تھے۔ اس وقت الیاؑ اُس بادشاہ کے پاس آئے اور کہا خدا نے تجھ کو بادشاہ بنایا اور تیری عمر دراز کی اور تو اُس سے بغاوت و سرکشی کرتا ہے بادشاہ نے الیا کی باتوں پر کچھ توجہ نہ کی تو الیاؑ نے اُس پر نفرین کی کہ خدا ایک قطرۂ باراں کا اُن پر نہ برسائے۔ تین سال تک اُن میں شدید قحط پڑا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے چوپایوں کو ذبح کرکے کھالیا۔ اور سوائے ایک ٹٹو کے کوئی چوپایہ نہ بچا جس پر بادشاہ سوار ہوتا تھا۔ بادشاہ کا وزیر مسلمان تھا اور حضرت الیاؑ کے اصحاب وزیر کے پاس ایک سرداب میں پوشیدہ تھے وہ ان کو کھلاتا تھا۔ خدا نے حضرت الیاؑ پر وحی کی کہ جاکر بادشاہ کو سمجھاؤ میں چاہتا ہوں کہ اُس کی توبہ قبول کروں۔ الیاؑ بادشاہ کے پاس گئے اُس نے کہا بنی اسرائیل کے ساتھ آپ نے کیا کیا سب کو مار ڈالا۔ الیاؑ نے فرمایا کہ میں جو کچھ حکم تجھے دوں اُس کی اطاعت کرے گا۔ بادشاہ نے کہا ہاں الیاؑ نے اُس سے عہد و اقرار لیا۔ پھر اپنے اصحاب کو جو پوشیدہ تھے باہر لائے اور دو کام کرکے خدا کا تقرب حاصل کیا۔ قربانی کی اور زن بادشاہ کو طلب کرکے قتل کیا اور اُس کے بت کو جلادیا۔ بادشاہ نے خوب توبہ کی اور لباس مومنین کا پہنا تو خداوندعالم نے اُن سے قحط کو دور فرمایا۔ اُن پر بارش بھیجی اور اُن کے درمیان فراوانی ہوئی۔

بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے جو آپ نے جاثلیق نصرانی سے اثنائے گفتگو میں فرمایا تھا اور اُس پر حجت تمام کی تھی کہ (اگر حضرت عیسیٰؑ کو تم لوگ اس لئے خدا کہتے ہو کہ انہوں نے مُردوں کو زندہ کیا وغیرہ وغیرہ تو حضرت یسعؑ کو بھی خدا کیوں نہیں کہتے کیونکہ) یسعؑ پانی پر چلتے تھے۔ مُردے کو زندہ کرتے تھے اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں ممکن ہے کہ الیاؑ اور الیاسؑ ایک ہی رہے ہوں اس لئے کہ اُن کے حالات اور نام ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ارباب تفسیر و تاریخ نے الیاؑ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے اور شیخ طبرسیؒ (بقیہ صفحہ ۵۶۸ پر)

بابُ سترھواں

حضرت ذوالکفلؑ کے حالات

بسند معتبر امام زادہ عبدالعظیمؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے لکھ کر دریافت کیا کہ ذوالکفل کا کیا نام تھا اور وہ پیغمبر تھے یا نہیں امام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خلق پر مبعوث فرمائے اُن میں سے تین سو تیرہ مرسل تھے اُنہی میں ذوالکفلؑ بھی تھے اور وہ سلیمان ابن داؤدؑ کے بعد مبعوث ہوئے اور اُنہی کی شریعت کے مطابق تبلیغ کرتے تھے انہوں نے سوائے دینی معاملات کے کسی امر میں کبھی غصہ نہ کیا اُن کا نام عوبدیا تھا اور وہ وہی ہیں جن کا ذکر حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یاد کرو اسمٰعیلؑ و ذوالکفلؑ و یسعؑ کو اُن میں سے ہر ایک نیک بندوں میں تھے۔

ابن بابویہ نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ذوالکفل کا حال جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا۔ فرمایا وہ حضر موت کے رہنے والے تھے ان کا نام عوبدیا تھا اُن کے والد کا نام اوریم تھا اُن کے پہلے یسعؑ پیغمبر تھے انہوں نے ایک روز کہا کہ میرا خلیفہ کون ہوگا جو میرے بعد لوگوں کی ہدایت کرے اس شرط کے ساتھ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۷) نے فرمایا ہے کہ علماء نے الیاسؑ کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا ہے کہ وہ ادریس ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ ہارونؑ پسر عمران کی نسل سے تھے اور یسعؑ کے چچا کے بیٹے تھے اور بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے تھے اور اُن کے باپ بسیر فنحاص کے بیٹے تھے پسر ہارون ابن عمران کے علاوہ۔ مشہور یہی ہے اور وہ حزقیلؑ پیغمبر کے بعد مبعوث ہوئے جبکہ وہ آسمان پر چلے گئے یسعؑ پیغمبر مبعوث ہوئے بعض کہتے ہیں کہ الیاسؑ صحرا میں بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرتے ہیں اور کمزوروں کی مدد کرتے ہیں اور خضر علیہ السلام دریاؤں کے جزیروں میں (لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں) اور عرفات میں روز عرفہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ الیاس ہی ذوالکفل ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ خضر و الیاس ایک ہی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یسعؑ اخطوب کے فرزند ہیں جن کو اہل العجوز کہتے ہیں۔ ۱۲

کبھی غصہ میں نہ آئے۔ دوسری روایت کے مطابق یہ شرط تھی کہ دنوں کو روزہ رکھے اور راتیں عبادت میں بسر کرے اور کسی پر غصہ نہ کرے یہ سُن کر عوبدیا اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں حاضر ہوں۔ تو یسعؑ نے پھر ان شرطوں کو دوہرایا۔ پھر وہی کھڑے ہوئے اور کہا میں عمل کروں گا۔ غرضکہ جب یسعؑ نے رحلت فرمائی تو خدا نے عوبدیاؑ کو اُن کے بعد پیغمبر بنایا وہ دن کے ابتدائی حصہ میں لوگوں کے درمیان حکم کرتے تھے ایک روز شیطان لعین نے اپنے مریدوں سے کہا کہ کون ہے تم میں جو اُن کو اپنے عہد سے منحرف کرے اور غصہ دلائے۔ ایک شیطان ابیض نامی نے کہا میں یہ کام کروں گا۔ ابلیس نے کہا جا اور کوشش کر شاید تو اُن کو غصہ میں لائے۔ جب ذوالکفلؑ لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور اپنے دولتخانہ پر جا کر آرام میں مشغول ہوئے۔ ابیض آ کر چلّانے لگا کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ حضرت نے اُس سے فرمایا جا جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اُس کو بُلا لا اس نے کہا وہ میرے کہنے سے نہیں آئے گا۔ حضرت نے اپنی انگشتری اُس کو دی کہ یہ نشانی میری اس کو دکھلا کر بُلا لا۔ ابیض انگوٹھی لے کر چلا گیا اور حضرت ذوالکفلؑ آج آرام نہ کر سکے۔ رات کو بھی نہ سوئے دوسرے روز جب لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور جا کر چاہا کہ سو رہیں ابیض ملعون آیا اور فریاد کی کہ مجھ پر ظلم ہوا اور ظالم کے پاس میں آپ کی انگوٹھی لے گیا تھا اُس نے قبول نہ کیا اور آنے کے لئے راضی نہیں ہوتا۔ حضرت ذوالکفلؑ کے دربان نے کہا کہ اس وقت جاؤ حضرت آرام کر رہے ہیں۔ کیونکہ کل تمام دن اور رات بھی نہیں سوئے ہیں ابیض نے کہا کہ یہ نہیں ہوگا میں مظلوم ہوں اور چاہیئے کہ میرا انصاف کیا جائے۔ یہ سن جا جب اُس نے حضرت ذوالکفلؑ کو اطلاع دی۔ حضرت نے ایک خط لکھ کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کو دکھا کر حاضر کرے۔ وہ خط لے کر چلا گیا اور حضرت آج بھی نہ سو سکے اور رات عبادت میں گذاری۔ جب دُوسرے روز خلقِ خدا کے امور سے فرصت ملی اور آرام کے لئے بستر پر لیٹے ہی تھے کہ ابیض اُسی وقت آیا اور چلّانے لگا کہ آپ کے خط کو بھی اُس نے نہیں مانا اور آنے پر راضی نہیں ہُوا۔ آنحضرت یہ سُن کر اُٹھے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اُس روز گرمی سخت تھی کہ اگر دھوپ میں گوشت ڈال دیا جاتا تو بھُن جاتا۔ ابیض نے حضرت کا یہ صبر جب دیکھا تو نا امید ہو گیا کہ آپ پر اُس کا قابو نہیں چل سکتا حضرت کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگا اور غائب ہو گیا۔ اسی سبب سے اُن حضرت کو ذوالکفلؑ کہتے ہیں کہ آپ وصیت حضرت یسعؑ کے متکفل

ہوئے اور عمل میں لائے اور خدانے اُن کے حالات آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے بیان کیئے تاکہ آنحضرتؐ بھی صبر فرمائیں اُن تکلیفوں پر جو اُمت سے اُن پر پہنچیں جیساکہ اُن سے قبل پیغمبروں نے صبر کیا۔

شیخ طبرسیؒ نے کہا کہ مفسرین نے ذوالکفلؑ کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ مردِ صالح تھے پیغمبر نہ تھے لیکن پیغمبری کے لیئے متکفل ہُوئے کہ دنوں کو روزہ رکھیں اور راتوں کو عبادت کریں اور غصہ میں نہ آئیں اور حق پر کاربند رہیں۔ حضرت ذوالکفلؑ نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ وُہ پیغمبر تھے جن کا نام ذوالکفلؑ تھا یا اُن کو ذوالکفلؑ کہا ہے اس لیئے کہ خدانے اُن کے ثواب کو دونا کردیا[1]۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ الیاسؑ تھے اور بعض کے نزدیک وہ یسعؑ پسرِ اخطوب تھے جو الیاسؑ کے ساتھ تھے اور یہ ذوالکفلؑ جن کا ذکر خدانے قرآن میں کیا ہے اُن کے علاوہ تھے[2]۔

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ثعلبی کا قول ہے کہ ذوالکفلؑ ایوب صابر کے فرزند ہیں خدانے ان کو پدرِ بزرگوار کے بعد انکو رسالت پر مبعوث کیا اور اہل روم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ اُن پر ایمان لائے اور ان حضرت کی تصدیق اور پیروی کی تو خدانے ان کو جہاد کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ اے ہمارے بشیر ہم دنیا کی زندگی کو دوست رکھتے ہیں اور مرنا نہیں چاہتے اور اس حال میں یہ نہیں چاہتے کہ خدا و رسول کی معصیت کریں۔ آپ خدا سے دُعا کریں کہ جب تک ہم نہ چاہیں ہم کو موت نہ آئے۔ تاکہ خدا کی عبادت کریں اور اس کے دشمنوں سے جہاد کریں۔ بشیر نے اُٹھ کر نماز ادا کی اور مناجات کی کہ پالنے والے تونے مجھے حکم دیا کہ تیرے دشمنوں سے جہاد کروں۔ میں اپنے نفس کا مالک ہوں اور تو جانتا ہے کہ میری قوم کیا کہتی ہے لہٰذا ان کے گناہ کے عوض مجھ سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اس لئے کہ میں تیری خوشنودی کی طرف تیرے غضب سے اور تیرے عفو و کرم کی طرف تیرے عذاب سے پناہ لایا ہوں۔ تو خدانے ان کو وحی کی کہ میں نے تمہاری بات سُنی اور جو کچھ وہ لوگ چاہتے ہیں میں نے اُن کو دیا۔ وہ جب تک موت خود سے طلب نہ کریں گے ان کو موت نہ آئے گی۔ تم ان کی کفالت میری جانب سے کرو۔ انہوں نے خدا کی رسالت قوم تک پہنچائی۔ اسی وجہ سے ان کو ذوالکفلؑ کہتے ہیں۔ غرض ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہا اور اپنی کثرت پر ان کو بے حد اذیت ہونے لگی۔ پھر اپنے بشیر (نبی) سے التجا کی کہ خدا سے دعا کریں کہ اُن کی حالت بطور سابق کردے (یعنی جس طرح وفات کا سلسلہ جاری تھا پھر قائم ہو جائے) خدانے بشیر کو وحی کی کہ تمہاری قوم نے نہیں سمجھا تھا کہ جو کچھ ان کے لیئے میں نے مصلحت دیکھا اور اختیار کیا بہتر ہے اس سے جو کچھ وہ لوگ خود اپنے لیئے بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر خدانے اُن کو پہلی سی حالت پر قائم کردیا کہ اپنی موت سے مرتے تھے۔ اسی سبب سے روم والے تمام گروہوں سے زیادہ ہوئے۔

[2] (بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۱ پر)

باب اٹھارواں

حضرت لقمانؑ کے حالات اور ان کی حکمت کا تذکرہ

خداوند عالم نے حضرت لقمانؑ کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ یقیناً ہم نے لقمانؑ کو حکمت عطا کی اور کہا کہ خدا کا شکر کرو اور جو بھی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفع کے واسطے کرتا ہے اُس کا نفع خدا کو نہیں پہنچتا اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے (تو وہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کرتا بلکہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے) اور خدا تو شکر کرنے والوں کے شکر سے اور عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بے نیاز اور ہر حال میں حمد کے لائق ہے۔ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے میرے پیارے فرزند کسی کو خدا کا شریک مت قرار دینا کیونکہ یہ اپنے اوپر ظلم عظیم ہے۔ اے فرزند تیری نیکی یا بدی اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گی خدا اس کو قیامت میں (ضرور) حاضر کرے گا اور اس کا حساب تجھ سے لے گا بیشک خدا لطیف یعنی صاحب لطف و کرم ہے یا اُس کا علم امور کے لطائف پر محیط ہے اور وہ خبیر ہے یعنی اُس کا علم ہر پوشیدہ سے پوشیدہ شئے تک پہنچا ہوا ہے۔ اے میرے فرزند نماز کو قائم رکھو اور لوگوں کو نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو اور جو کچھ بلائیں تم پر نازل ہوں اُن پر صبر کرو اس لئے کہ یہ سب ایسے اُمور ہیں کہ جن کی رعایت خدانے لوگوں پر لازم قرار دے دی ہے اور لوگوں کی طرف سے غرور کے ساتھ اپنا رُخ نہ پھیر لینا اور زمین پر سرکشی کے ساتھ اتراتے ہُوئے نہ چلنا اس لئے کہ خدا اُس شخص کو دوست نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۰) [2] مولف فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب کی ابتدا میں ایک حدیث نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ذوالکفلؑ یوشع ہیں اور اس بارے میں جو روایت شروع میں ہم نے لکھی ہے وہ زیادہ معتبر ہے۔ اس قصہ کو انشاء اللہ ہم کتاب کے آخر میں بعنوان حدیث ایراد کریں گے۔ لیکن حدیث میں یہ ہے کہ کسی پیغمبر سے ایسا سوال ان کی قوم نے کیا تھا لیکن اُس میں پیغمبر کا تعین نہیں ہے۔ مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ حزقیلؑ الیاسؑ۔ ذوالکفلؑ اور ایوبؑ سب حضرت سلیمانؑ کے بعد اور حضرت عیسٰیؑ سے پہلے گذرے ہیں۔ اُس حدیث سے ذوالکفلؑ کے بارے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور ہم نے شہرت کے موافق ان کا ذکر اس جگہ کیا ہے۔ ۱۲

ہوئے اور عمل میں لائے اور خدانے اُن کے حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے بیان کیئے تاکہ آنحضرتؐ بھی صبر فرمائیں اُن تکلیفوں پر جو اُمت سے اُن پر پہنچیں جیسا کہ اُن سے قبل پیغمبروں نے صبر کیا۔

شیخ طبرسیؒ نے کہا کہ مفسرین نے ذوالکفلؑ کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ مردِ صالح تھے پیغمبر نہ تھے لیکن پیغمبری کے لیئے متکفل ہوئے کہ دنوں کو روزہ رکھیں اور راتوں کو عبادت کریں اور غصہ میں نہ آئیں اور حق پر کاربند رہیں۔ حضرت ذوالکفلؑ نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ وہ پیغمبر تھے جن کا نام ذوالکفلؑ تھا یا اُن کو ذوالکفلؑ کہا ہے اس لیئے کہ خدانے اُن کے ثواب کو دونا کردیا[۱]۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ الیاسؑ تھے اور بعض کے نزدیک وہ یسعؑ پسر اخطوب تھے جو الیاسؑ کے ساتھ تھے اور یہ ذوالکفلؑ جن کا ذکر خدانے قرآن میں کیا ہے اُن کے علاوہ تھے[۲]۔

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ ثعلبی کا قول ہے کہ ذوالکفلؑ ایوب صابر کے فرزند ہیں خدانے ان کو پدر بزرگوار کے بعد اگر رسالت پر مبعوث کیا اور اہل روم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ اُن پر ایمان لائے اور ان حضرت کی تصدیق اور پیروی کی تو خدانے ان کو جہاد کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ اے ہمارے بشیر ہم دنیا کی زندگی کو دوست رکھتے ہیں اور مرنا نہیں چاہتے اور اس حال میں یہ نہیں چاہتے کہ خدا ورسول کی معصیت کریں۔ آپ خدا سے دُعا کریں کہ جب تک ہم نہ چاہیں ہم کو موت نہ آئے۔ تاکہ خدا کی عبادت کریں اور اس کے دشمنوں سے جہاد کریں۔ بشیر نے اُٹھ کر نماز ادا کی اور مناجات کی کہ پالنے والے تونے مجھے حکم دیا کہ تیرے دشمنوں سے جہاد کروں۔ میں اپنے نفس کا مالک ہوں اور تو جانتا ہے کہ میری قوم کیا کہتی ہے لہٰذا ان کے گناہ کے عوض مجھ سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اس لئے کہ میں تیری خوشنودی کی طرف تیرے غضب سے اور تیرے عفو وکرم کی طرف تیرے عذاب سے پناہ لایا ہوں۔ تو خدانے ان کو وحی کی کہ میں نے تمہاری بات سُنی اور جو کچھ وہ لوگ چاہتے ہیں میں نے اُن کو دیا۔ وہ جب تک موت خود سے طلب نہ کریں گے ان کو موت نہ آئے گی۔ تم ان کی کفالت میری جانب سے کرو۔ انہوں [illegible] وحی کی کہ تمہاری قوم نے نہیں سمجھا تھا کہ جو کچھ ان کے لئے میں نے مصلحت دیکھا اور اختیار کیا بہتر ہے اس سے جو کچھ وہ لوگ خود اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر خدانے اُن کو پہلی سی حالت پر قائم کردیا کہ اپنی موت سے مرتے تھے۔ اسی سبب سے روم والے تمام گروہوں سے زیادہ ہوئے۔[۲] (بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۱ پر)

باب اٹھارواں

حضرت لقمانؑ کے حالات اور ان کی حکمت کا تذکرہ

خداوند عالم نے حضرت لقمانؑ کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ یقیناً ہم نے لقمانؑ کو حکمت عطا کی اور کہا کہ خدا کا شکر کرو اور جو بھی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفع کے واسطے کرتا ہے اُس کا نفع خدا کو نہیں پہنچتا اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے (تو وہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کرتا بلکہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے) اور خدا تو شکر کرنے والوں کے شکر سے اور عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بے نیاز اور ہر حال میں حمد کے لائق ہے۔ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے میرے پیارے فرزند کسی کو خدا کا شریک مت قرار دینا کیونکہ یہ اپنے اوپر ظلم عظیم ہے۔ اے فرزند تیری نیکی یا بدی اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گی خدا اس کو قیامت میں (ضرور) حاضر کرے گا اور اس کا حساب تجھ سے لے گا بیشک خدا لطیف یعنی صاحب لطف وکرم ہے یا اُس کا علم امور کے لطائف پر محیط ہے اور وہ خبیر ہے یعنی اُس کا علم ہر پوشیدہ سے پوشیدہ شئے تک پہنچا ہوا ہے اے میرے فرزند نماز کو قائم رکھو اور لوگوں کو نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو اور جو کچھ بلائیں تم پر نازل ہوں اُن پر صبر کرو اس لئے کہ یہ سب ایسے اُمور ہیں کہ جن کی رعایت خدا نے لوگوں پر لازم قرار دی ہے اور لوگوں کی طرف سے غرور کے ساتھ اپنا رُخ نہ پھیر لینا اور زمین پر سرکشی کے ساتھ اتراتے ہوئے نہ چلنا اس لئے کہ خدا اُس شخص کو دوست نہیں

[illegible] ، [۲] مولف فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب کی ابتداء میں ایک حدیث نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت [illegible] ذوالکفلؑ [illegible] ہیں جو روایت شروع میں ہم نے لکھی ہے وہ زیادہ معتبر ہے۔ اس قصہ کو انشاء اللہ کتاب کے آخر میں بعنوان حدیث ایراد کریں گے۔ لیکن حدیث میں یہ ہے کہ کسی پیغمبر سے ایسا سوال ان کی قوم نے کیا تھا لیکن اُس میں پیغمبر کا تعین نہیں ہے۔ مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ حزقیلؑ الیاسؑ ذوالکفلؑ اور ایوبؑ سب حضرت سلیمانؑ کے بعد اور حضرت عیسٰیؑ سے پہلے گزرے ہیں۔ اس حدیث ذوالکفلؑ کے بارے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور ہم نے شہرت کے موافق ان کا ذکر اس جگہ کیا ہے۔ ۱۲

رکھتا جو تکبر و شیخی کے ساتھ چلتا ہے۔ اور لوگوں پر فخر کرتا ہے۔ اور میانہ روی اختیار کرو نہ بہت تیز نہ بالکل آہستہ۔ اور اپنی آواز پست رکھو۔ چلا کر باتیں نہ کرنا کیونکہ بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔ پ۲۱ سورہ لقمان آیتیں ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ تا ۱۹۔

شیخ طبرسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ لقمان کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ وہ حکمت ہائے ربّانی کے عالم تھے پیغمبر نہ تھے بعض کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے ان کے علاوہ مفسرول نے کہا ہے کہ لقمانؑ باعور کے فرزند تھے آزر کے قبیلہ سے۔ اور ایوبؑ کی بہن کے یا خالہ کے فرزند تھے اور حضرت داؤدؑ کے زمانہ تک زندہ رہے اور اُن سے علم حاصل کیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا نے حضرت لقمانؑ کو ان کے حسب، مال، اہل یا جسیم ہونے کے سبب سے یا اُن کے حسن و جمال کے سبب سے حکمت نہیں عطا کی تھی بلکہ وہ خدا کی فرمانبرداری میں مستحکم اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے والے تھے۔ وہ ایک مرد خاموش تھے بجز کلام حکمت کے گفتگو نہ کرتے نہایت مطمئن دل والے نہایت غور و فکر کرنے والے تھے ان کی نگاہیں عبرت حاصل کرنے میں بہت تیز تھیں۔ دوسروں کی نصیحت سے وہ مستغنی تھے۔ دن میں کبھی نہ سوتے کسی نے ان کو عام عادت کے موافق پاخانہ پیشاب کرتے یا نہاتے نہیں دیکھا کیونکہ وہ یہ تمام امور لوگوں سے پوشیدہ ہو کر بجا لاتے۔ اُن کی نگاہ گہری تھی مگر لوگوں کے پوشیدہ امور پر ہرگز مطلع ہونا پسند نہ کرتے اور اپنے گناہ کے خوف سے کبھی کسی بات پر نہ ہنستے اور نہ کبھی اپنے لئے کسی پر غصّہ کرتے انہوں نے نہ کسی سے کبھی مزاح کیا نہ وہ کبھی اُمورِ دنیا کے حاصل ہو جانے پر خوش ہوئے نہ ضائع ہونے پر رنجیدہ ہوئے۔ بہت سی عورتوں سے شادی کی اور آپ کے بہت اولاد ہوئی۔ ان میں سے اکثر بچے مر گئے نہ اُن کی زیادتی کا حساب کیا نہ کسی کے مرجانے پر روئے اور ہرگز دو اشخاص کو لڑتے جھگڑتے دیکھ کر اُن سے علیحدہ نہ ہوئے جب تک اُن میں مصالحت نہ کرا دی اور وہ لڑنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہو گئے۔ اور ہرگز کسی نیک بات کو جس سے وہ خوش ہوئے کسی سے نہ سُنا مگر یہ کہ اس کے معانی و مطالب بھی اُس سے دریافت کر لیتے۔ اور یہ بھی دریافت کر لیتے کہ اُس نے یہ بات کس سے سنی۔ زیادہ تر فقہا، حکما اور عقلمندوں کے پاس بیٹھتے اور قاضیوں اور بادشاہوں اور سلاطین کے پاس اُن کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے۔ قاضیوں کے حالات معلوم کر کے اُن پر لطف و مہربانی کرتے ان حالات کے

سبب جن میں وہ اپنے عہدے کے لحاظ سے مبتلا رہا کرتے۔ اور بادشاہوں پر رحم کرتے اس لئے کہ (وہ اپنی نادانی کے سبب) خدا سے مغرور اور راحت دنیا پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اُن کے حالات سے نصیحت حاصل کرتے اور اُن کے ناشائستہ امور میں سے چند باتوں کو یاد رکھتے تھے جن کے ذریعہ سے حضرت اپنے نفس پر غالب آتے تھے اور اپنی خواہشوں کے ساتھ جہاد کرتے اور شیطان کے مکر سے پرہیز کرتے اور اپنے دلوں کے دردوں کا علاج تفکر سے کرتے اور نفس کی بیماریوں کا علاج دنیا والوں کے احوال سے عبرت حاصل کر کے کیا کرتے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے جب تک کہ کسی امر سے اُن کو فائدہ پہنچنے کی امید نہ ہوتی۔ انہی وجوہ سے خدا نے اپنی حکمتیں ان کو عطا کیں اور ان کو گناہوں سے معصوم قرار دیا اور خدا نے کچھ فرشتوں کو دن کے درمیانی حصہ میں جبکہ لوگ قیلولہ میں مشغول تھے لقمانؑ کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے ان کو ندا دی اس طرح کہ لقمانؑ نے ان کی آواز سُنی مگر ان کو نہیں دیکھا۔ فرشتوں نے کہا اے لقمانؑ تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تم کو اپنا خلیفہ بنائے۔ تا کہ تم لوگوں کے اُمور کا فیصلہ کیا کرو۔ لقمانؑ نے کہا کہ اگر خداوند عالم مجھ کو حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت کروں گا کیونکہ اگر اس کے حکم سے میں قبول کروں گا تو وہ میری مدد کرے گا اور جو کچھ اُس عہدے کے لئے ضروری ہے مجھ کو تعلیم دے گا اور مجھ کو لغزشوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اگر اُس نے مجھے اس عہدے کے قبول کرنے میں اختیار دیا ہے تو میں عافیت اختیار کروں گا۔ ملائکہ نے پوچھا اے لقمانؑ کیوں ایسا کرو گے فرمایا لوگوں کے درمیان حکم کرنا اگرچہ خدا کے دین میں بہت بڑا مرتبہ رکھتا ہے۔ لیکن اُس کی بلائیں اور آزمائشیں بھی بہت سخت ہیں۔ اگر خدا کسی کو اُس کے حال پر چھوڑ دے اور اُس کی اعانت نہ کرے تو ظلم یا تاریکی اس کو ہر طرف سے گھیر لے گی۔ ایسا شخص مردود ہے۔ دو امور کے درمیان یا صحیح حکم کرے گا اور سلامت رہے گا یا غلطی کرے گا اور گمراہ ہو گا۔ جو شخص دُنیا میں خوار و ذلیل ہو جائے اس کے لئے آخرت میں بہتری ہے کیونکہ حکم کرنے والا لوگوں میں بزرگ و بلند ہوتا ہے اور جو شخص دنیا کو آخرت کے بدلے اختیار کرتا ہے وہ دونوں جہان میں نقصان اُٹھاتا ہے کیونکہ دنیا جلد اس سے زائل ہو جاتی ہے اور آخرت میں اُس کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔ ملائکہ نے یہ سُن کر ان کی حکمت و عقلمندی کی زیادتی پر تعجب کیا اور خداوند عالم نے اُن کی گفتگو کو پسند کیا۔ جب رات ہوئی اور حضرت لقمانؑ بستر خواب پر گئے خداوند عالم نے انوار حکمت ان پر نازل کر کے ہمہ تن اُن کو منور کر دیا۔ وہ خواب میں تھے اور خدا نے خلعت حکمت ان کو

پہنایا جب وہ بیدار ہوئے تو اپنے وقت کے حکیم ترین مردم تھے۔ وُہ باہر لوگوں کے پاس آئے۔ اس حال میں کہ ان کی زبان سے کلام حکمت جاری تھے اور علوم و حکم اور معارف ربّانی لوگوں کے لئے بیان کرتے تھے۔ اور جب انہوں نے پیغمبری قبول نہ کی تو خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت داؤدؑ کو اس کی دعوت دیں۔ داؤدؑ نے قبول کرلیا اور وُہ شرطیں جو حضرت لقمان نے پیش کی تھیں اُنہوں نے نہ کیں۔ تو خدا نے ان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ خدا نے اکثر اُن حضرت کی آزمائش کی اور اُن سے چند ترک اولیٰ صادر ہوئے۔ جن کو خدا نے معاف فرمایا۔ حضرت لقمانؑ اکثر حضرت داؤدؑ سے مُلاقات کے لئے آتے اور اُن کو نصیحتیں کرتے اپنے علم و حکمت و مواعظ کی زیادتی کے ساتھ۔ حضرت داؤدؑ اُن سے کہتے کہ خوشا حال آپ کا کہ آپ کو حکمت عطا کی گئی اور ابتلاء و امتحان آپ سے اُٹھا لئے گئے اور خلافت داؤدؑ کو دی گئی اور اس کو معرضِ امتحان میں لایا گیا۔ لقمانؑ نے اپنے فرزند کو اس قدر نصیحتیں کیں کہ سراپا حکمت سے معمور ہوگیا اور اسرار حکمت لقمانی اس کے دل میں پیوست ہوگئے۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو جو نصیحتیں کیں اُن میں سے چند یہ تھیں کہ اے فرزند جس روز سے تو نے دنیا میں قدم رکھا ہے درحقیقت تو نے دنیا کی جانب پشت اور آخرت کی جانب مُنہ کرلیا ہے۔ (یعنی آخرت کی طرف چل رہا ہے) اور مراحل آخرت طے کر رہا ہے لہذا وہ گھر جس کی طرف تو نے رُخ کیا ہے تجھ سے بہت نزدیک ہوتا جارہا ہے اور وہ گھر (دنیا) جس میں تو موجود ہے ہر روز تجھ سے دُور ہو رہا ہے۔ اے فرزند عقلمند عالموں کی صحبت اختیار کر اور اُن کے قریب بیٹھ اور اُن سے مجادلہ مت کر کہ اپنا علم تجھ سے روک دیں اور دنیا سے اتنا ہی لے جو تیرے لئے کافی ہو اور بالکل حصول دنیا کو ترک مت کر کہ تو لوگوں کا عیال بن جائے (یعنی تیری فکر دوسروں کو کرنا پڑے) اور تو اُن کا محتاج ہو جائے۔ اور دنیا میں بھی اس طرح منہمک نہ ہو جا کہ اپنی آخرت کو تو کھو بیٹھے اور روزہ اس قدر رکھ کہ تیری خواہشیں دور ہو جائیں۔ نہ اتنا کہ تجھ میں نماز کی طاقت نہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک روزے سے زیادہ محبوب نماز ہے۔ دُنیا ایک گہرا دریا ہے۔ جس میں بے انتہا لوگ ڈوب چکے اور ہلاک ہوچکے لہذا تجھ کو چاہیئے کہ اس دنیا کے مہلکوں سے نجات کے لئے تو ایمان کو کشتی قرار دے اور اس کشتی کا بادبان تو توکل علی اللہ کو بنائے اور اس کشتی میں اپنا توشہ حرام و مکروہات سے پرہیز کو قرار دے پھر اگر نجات تو پاگیا تو خدا کے رحمت کے سبب اور اگر تو ہلاک ہوا تو اپنے گناہوں کے

سبب۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ (اے فرزند) پرہیزگاری کو تو اپنی کشتی قرار دے اور جو سرمایہ تو اُس میں رکھے وہ چاہیئے کہ خدا پر، انبیا و مرسلین پر اور اُن کے ارشادات پر ایمان ہو اور اس کشتی کا بادبان توکل ہو۔ ناخدا عقل ہو جس کی تدبیر سے وہ رواں ہو معلم و رہنما اس کا علم ہو۔ لنگر اس کا بلاؤں پر ترک محرمات و اطاعت کی تکلیفوں پر صبر ہو۔

اے فرزند اگر بچپنے میں تو نے ادب سیکھ لیا تو بڑا ہو کر اُس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اور جو شخص آداب حسنہ کی فضیلت جانتا ہے۔ اس کے حاصل کرنے میں اہتمام کرتا ہے اور جو شخص اس میں اہتمام رکھتا ہوگا اُس کی حصول کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور جس نے آداب حسنہ کو اس طرح حاصل کیا وہ سعی بلیغ کرتا ہے (اس کو قائم رکھنے میں) اور جب حاصل کرلیتا ہے تو اپنے تئیں اُن آداب سے متصف کرتا ہے اور جب اپنی ذات میں اُن آداب کو سمو لیتا ہے تو دنیا و آخرت میں اُس کا نفع پاتا ہے۔ پس آداب پسندیدہ کی عادت ڈال تاکہ تو نیکیوں کا جانشین ٹھہرے اور اپنے بعد والوں کو تو اُن سے نفع پہنچائے۔ تاکہ وہ اُن اطوار میں تیری پیروی کریں اور دوست تجھ سے نیکی کی امید رکھیں اور دشمن خوفزدہ رہیں۔ ہرگز اُن کے حاصل کرنے میں کاہلی و سستی نہ کرنا اور اُن آداب حسنہ کے سوا کسی اور چیز کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ مت ہونا۔ لوگ اگر تجھ کو دنیا میں مغلوب کردیں اور دنیا تجھ سے چھین لیں تو غم مت کرنا بلکہ کوشش کر کہ آخرت کے امور میں تو مغلوب نہ ہونے پائے۔ اور آخرت تجھ سے کوئی نہ چھین لے اور امر آخرت میں مغلوب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ تو علم اُس جگہ سے نہ حاصل کرے جہاں سے کرنا چاہیئے اور دن و رات کے اوقات کے کچھ حصے طلب علم کے لئے تجھ کو مقرر کرنا چاہیئے کیونکہ کوئی چیز انسان کے علم کو ضائع نہیں کرتی مثل ترک تحصیل علم کے۔ یعنی ترک علم اس سبب سے ہوتا ہے کہ جو کچھ تو نے علم حاصل کیا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے (لہٰذا اس کی مداومت کرتا رہ) اور جھگڑالو کے ساتھ مجادلہ مت کر اور نہ کسی دانا و عقلمند سے منازعت کر اور کسی رئیس کے ساتھ دشمنی مت کر اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ ہمراہی اور ہم نشینی مت کر اور کسی فاسق سے برادرانہ رشتہ مت جوڑ اور کسی بدنام کی صحبت میں مت بیٹھ اور اپنے علم کو ضبط اور پوشیدہ رکھ جس طرح کہ اپنی دولت کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

اے فرزند گرامی خدا سے ڈر جو ڈرنے کا حق ہے اگر تو جن و انس کی نیکیوں کے برابر نیکیاں رکھتا ہو اور موقف حساب پر آجائے تو ڈرتا رہ کہ تجھ پر عذاب کریں گے

اور خدا سے امیدوار رہ اس طرح کہ اگر تو جن وانس کے گناہوں کے برابر گناہ لے کر محشر میں آئے تب بھی خدا تجھ کو بخش دے گا۔ یہ سن کر آپ کے فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار میں ایسی طاقت کہاں سے لا سکتا ہوں کہ امید و خوف کو ایک جگہ جمع کر دوں حالانکہ میرے سینہ میں صرف ایک ہی دل ہے فرمایا کہ اے فرزند اگر دل مومن باہر نکال کر شگافتہ کیا جائے تو یقیناً اس میں سے دو نور نکلیں گے۔ ایک نور خدا سے خوف کا دوسرا خدا سے امید کا اگر دونوں کو وزن کیا جائے تو ایک ذرہ کے برابر دونوں میں سے کوئی نہ زیادہ ہوگا نہ کم لہذا جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اُس کے ارشادات کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص تصدیق کرتا ہے وہ اُس کے ارشادات پر عمل کرتا ہے اور جو شخص عمل نہیں کرتا تو یقیناً اُس نے ارشادات الٰہی کو باور نہیں کیا کیوں کہ ان اخلاق میں سے بعض گواہی دیتے ہیں بعض کی پس جو سچے دل سے خدا پر ایمان لایا ہے وہ خلوص سے خدا کے لئے طلب خیر میں عمل کرے گا اور جو شخص اس طرح عمل کرتا ہے تو وہ درحقیقت خدا پر ایمان لایا ہے اور جو شخص اطاعت خدا کرتا ہے وہ خدا سے ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے اُس کے حکم کی تابعداری کرتا ہے اور جو شخص پیروی کرتا ہے بہشت اور خدا کی خوشنودی کا مستحق ہوتا ہے اور جو شخص خوشنودی کا طالب نہیں ہوتا تو اُس پر خدا کا غضب آسان ہو جاتا ہے اور میں غضب خدا سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

اے میرے پیارے فرزند دنیا کی خواہش مت کر اور اُس میں مشغول مت ہو کیونکہ کوئی مخلوق خدا کے نزدیک دُنیا سے زیادہ بے حقیقت نہیں ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ خدا نے دُنیا کی نعمتوں کو اپنے فرمانبرداروں کا ثواب و اجر نہیں قرار دیا اور نہ دنیا کی تکلیفوں اور عذاب کو گنہگاروں کا عقاب بنایا۔

دوسری حدیث معتبر میں (حضرت صادقؑ نے) فرمایا کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے تاتان کو وصیت کی کہ اے فرزند تجھ کو چاہیئے۔ کہ اپنے دشمن کے لئے تو کوئی حربہ تیار رکھے جس سے اُس کو زمین پر گرا دے اور وہ حربہ یہ ہے کہ تو اُس سے مصافحہ کرے اور خوشنودی ظاہر کرتا رہے اور اس سے علیحدگی اختیار مت کر اور نہ دشمنی کا اظہار کر تاکہ جو کچھ وہ دل میں تیرے نقصان کی باتیں رکھتا ہو وہ تجھ پر ظاہر کر دے۔

اے فرزند میں نے پتھر و لوہا اور ہر وزنی چیز کو اُٹھایا اور برداشت کر لیا ہے لیکن کسی بوجھ کو ہمسایۂ بد سے گراں تر نہیں پایا اور تلخ چیزوں کا مزہ میں نے چکھا ہے لیکن کسی چیز کو

پریشانی اور دُنیا والوں کے سامنے محتاجی سے زیادہ تلخ نہیں پایا۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے کہا کہ اے فرزند ہزار دوست بنا کیونکہ ہزار دوست کم ہیں اور ایک کو بھی دشمن نہ بنا کہ ایک بھی بہت ہے۔

انہی حضرت سے دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ لقمان کی نصیحتوں میں سے جو انہوں نے اپنے فرزند کے لئے کیں یہ بھی ہے کہ اے فرزند چاہیئے کہ وہ شخص عبرت حاصل کرے جس کا یقین خدا کی رزاقیت پر کم ہوا اور اس کی نیت طلب روزی میں کمزور ہو اس لئے کہ خدا اس کو کتم عدم سے عالم وجود میں لایا اور تین ایسی حالتوں میں اس کو روزی پہنچائی جن میں سے کسی ایک حالت میں اس کا کوئی وسیلہ و ذریعہ حصولِ روزی کا نہ تھا۔ لہٰذا اس کو یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ اس کو چوتھی حالت میں بھی روزی دے گا (ان تین حالتوں میں سے) پہلی وہ ہے کہ خدا نے اس کو رحم مادر میں روزی پہنچائی اور اس کو محل آرام و اطمینان میں پناہ دی کہ جہاں اس کو نہ سردی نے تکلیف پہنچائی نہ گرمی نے اور دوسری وہ حالت جبکہ اُس کو رحم مادر سے باہر لایا۔ اور روزی اس کے لئے اس کی ماں کے پستان کی پاکیزہ نہر سے جاری کیا جو اس کے لئے کافی تھی اور اس کی اُس حالت میں تربیت کی اور نشو و نما فرمائی بغیر اس کے کہ اس کا کوئی حیلہ و ذریعہ ہو اور اس کو کسب معاش کی طاقت اور حصولِ نفع و دفع ضرر کی قوت دی ہو اور تیسری حالت وہ تھی جبکہ اس کی دودھ کی روزی ختم کی تو ماں باپ کی کمائی سے اس کو رزق پہنچایا جو اپنی خوشی اور نہایت شفقت و مہربانی کے ساتھ اس پر صرف کرتے رہے اور اس کو اکثر و بیشتر اپنی ذات پر مقدم کرتے رہے یہاں تک کہ عاقل و بزرگ ہو کر روزی حاصل کرنے کے قابل ہوا اور حالات کو اپنے اوپر تنگ کر لیا اور اپنے پروردگار کی جانب گمان بد کرنے لگا اور اپنے مال سے حقوق الٰہی ادا کرنے میں انکار کرنے لگا اپنے اور اپنے اہل و عیال پر کمی کے خوف سے اور عدم یقین کے سبب روزی تنگ کرنے لگا باوجود اس کے کہ جو کچھ وہ رضائے الٰہی کی راہ میں صرف کرتا ہے خدا اس کو دُنیا و آخرت میں اس کا عوض عطا فرماتا ہے تو ایسا بندہ کیا برا بندہ ہے۔

اے فرزند ہر چیز کے لئے ایک علامت ہے جس سے وہ چیز پہچانی جاتی ہے اور وہ علامت اُس چیز کے لئے گواہی دیتی ہے اور دین کے لئے بھی تین علامتیں ہیں ایمان، علم، عمل۔ ایمان کی تین علامتیں ہیں۔ خدا کی تصدیق۔ پیغمبران خدا کی تصدیق اور کتاب ہائے خدا کی تصدیق۔ اور علم کی بھی تین علامتیں ہیں اوّل یہ کہ اپنے خدا کو پہچانے۔ اور یہ معلوم کرے کہ خدا کس عمل کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہ کہ کس عمل کو ناپسند کرتا ہے اور علم پر عمل

کرنے والے کی تین علامتیں ہیں۔ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ۔ اور جو شخص دروازہ علم اپنے اُوپر بند کرلیتا ہے اور عالم نہیں ہوتا اس کی بھی تین علامتیں ہیں اُس شخص سے جھگڑا کرتا ہے جو اس سے زیادہ عقلمند ہے اور چند چیزیں ایسی بیان کرتا ہے جو اس کی استعداد و حیثیت سے بلند ہوتی ہیں باوجود اس کے کہ ان کے خلاف کرتا ہے اور اپنے کمزوروں پر ظلم کرتا ہے اور ظالموں کی اعانت کرتا ہے اور منافقوں کی تین علامتیں ہیں اُس کی زبان اس کے دل سے موافق نہیں ہوتی اور اس کا دل اس کے کردار سے موافق نہیں ہوتا اور اُس کا ظاہر باطن سے موافق نہیں ہوتا۔ اور گنہگار کی تین علامتیں ہیں۔ لوگوں کے مال میں خیانت کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے اُس کے خلاف کرتا ہے۔ اور ریاکار کی تین علامتیں ہیں۔ تنہائی میں عبادت الٰہی میں سستی کرتا ہے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتا ہے۔ عبادات میں بیحد آمادگی و انہماک کا اظہار کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ اور حسد کرنیوالے کی تین علامتیں ہیں لوگوں کی پیٹھ پیچھے برائیاں کرتا ہے اور سامنے چاپلوسی کرتا ہے اور جب لوگوں پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور فضول خرچ کی تین علامتیں ہیں۔ وہ چیزیں کھاتا ہے جو اُس کی حیثیت سے زیادہ ہیں اور ایسا ہی لباس بھی پہنتا ہے اور لوگوں کو اپنی حیثیت سے زیادہ کھلاتا بھی ہے۔ اور کاہل کی تین علامتیں ہیں۔ کار خیر میں سستی کرتا ہے اور پیچھے ڈال دیتا ہے جب تک وہ ڈرایا نہ جائے اور اس قدر تساہلی کرتا ہے کہ وہ کام ضائع ہوجاتا ہے اور خود گنہگار ہوتا ہے۔ اور غافل کی تین علامتیں ہیں عبادات میں سہو و شک کرنا۔ یاد خدا سے غفلت برتنا اور کار خیر کو بھول جانا

اے فرزند ایسے امر کو مت طلب کر جس پر تجھ کو قدرت نہ ہو اور اُس کے اسباب حاصل نہ ہوں اور ایسے امر کو ترک کر جس کے حصول کا امکان ہو اور اس کے اسباب تجھ کو حاصل ہوں تاکہ تیری رائے غلط نہ ہو اور تیری عقل ضائع نہ ہو۔

اے فرزند اپنے دشمن کے خلاف . . . . . محرمات کے ترک سے۔ اپنے دین میں کسب فضیلت اور مروت کے ذریعہ سے اپنی مدد کر اور اپنے نفس کو معصیت الٰہی اور اخلاق ناپسندیدہ سے پاک رکھ کر اور اپنے راز کو پوشیدہ رکھ اور اپنے باطن کو نیک کر جب تو ایسا کرے گا تو خدا کے راز کے سبب تو اس سے بیخوف رہے گا کہ دشمن تیرے عیب سے خبردار ہو یا کوئی لغزش تجھ میں پائے اور اُس کے مکر و فریب سے بے خوف مت رہ ایسا نہ ہو کہ کسی حال میں تجھ کو غافل پائے اور تجھ پر غالب ہوجائے اور پھر کوئی عذر نہ قبول کرے

اور چاہیئے کہ تو ہر حال میں اُس سے خوشنودی کا اظہار کرتا رہے۔

اے فرزند ایسے امر کے حصول میں جس سے تجھ کو نفع پہنچے بہت محنت و تکلیف کو کم سمجھ اور ایسے امر کے ارتکاب میں جس سے تجھ کو نقصان کا اندیشہ ہو تھوڑی محنت کو بھی بہت شمار کر۔

اے فرزند لوگوں کے ساتھ ان کے طریقہ کے خلاف اُن سے ہمنشینی مت کر اور ایسے امور کی اُن سے امید مت رکھ جو اُن پر دشوار ہو ورنہ ساتھی تجھ سے ہمیشہ متنفر رہیں گے اور دوسرے لوگ بھی کنارہ کش ہوجائیں گے پھر تو تنہا ہو جائے گا اور تیرا کوئی ساتھی نہ ہوگا جو تیرا مونس ہو اور نہ تیرا کوئی بھائی ہوگا جو تیرا مددگار ہو۔ اور جب تو تنہا ہوجائے گا ذلیل و خوار اور بیقدر ہوگا۔ ایسے شخص سے عذرخواہی مت کر جو تیرا عذر قبول نہ کرے اور کچھ تیرا حق اپنے اوپر نہ سمجھے اور اپنی حاجت برآری میں کسی سے مدد مت طلب کر سوائے اُس کے جو اُس کام کے کرنے کی تجھ سے کچھ اُجرت لے۔ کیونکہ جب ایسا ہوگا تو وہ تیرے کام کو کرے گا۔ اس طرح جس طرح اپنے لئے کرتا ہے۔ اس لئے اُس حاجت کے پورا ہونے کے بعد دنیائے فانی میں بھی اس کو کچھ فائدہ پہنچے گا اور آخرت میں بھی وہ ماجور و مثاب ہوگا لہذا وہ اُس حاجت برآری میں کوشش کرے گا۔ اور تجھ کو چاہیئے کہ اپنے لئے رفیق اور احباب اگر تو اختیار کرے اور جن سے اپنے کاموں میں مدد چاہے وہ اہل مروت و صاحب مال و دولت اور اہل عقل و مالک عزت و عفت ہوں کہ اگر تو ان کو کوئی نفع پہنچائے تو وہ تیرا شکر کریں اور اگر تو ان سے جدا ہو جائے تو وہ تجھے یاد کریں۔

اے فرزند جن اہل علم سے تو نے اخوت قائم کی ہے اور جن کو اپنا دوست بنایا ہے اگر وہ لوگ تیرے وفادار ہوں تو تجھ کو ان کی اصلاح کا خیال رہنا چاہیئے۔ اور اگر وہ تجھ سے برگشتہ ہوجائیں تو اُن سے پرہیز کر کیونکہ اُن کی دشمنی سے بہ نسبت غیروں کی دشمنی کے تجھ کو بہت نقصان پہنچے گا کیونکہ جو کچھ وہ لوگ تیرے حق میں کہیں گے لوگ اس کی تصدیق کریں گے اس لئے کہ وہ لوگ تیرے حال سے واقف ہیں۔

اے فرزند ضرور پرہیز کر دل تنگ ہونے۔ کج خلقی کرنے اور بے صبر ہونے سے اُن اُمور پر جو تو اپنے دوستوں سے دیکھے کیونکہ اس طرح دوستی قائم نہیں رہتی اور اپنے لئے معاملات میں تاخیر کرنا لازم قرار دے لے کسی معاملہ میں بغیر اُس کے نتیجہ پر غور کئے ہوئے جلدی مت کر اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی زحمت و تکلیف دہی پر صبر کر اور اپنے اخلاق

کو تمام انسانوں کے لئے بہتر قرار دے۔

اے فرزند اگر اتنا مال تیرے پاس نہ ہو کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ تو سلوک کر سکے۔ اور اپنے برادران ایمانی پر صرف کر سکے تو ان کے ساتھ خوشخوئی و خوشروئی میں کمی مت کر۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے اخلاق کو اچھا رکھتا ہے نیک لوگ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اور بُرے لوگ اُس سے کنارہ کش رہتے ہیں اور تو راضی رہ اُس پر جو کچھ خدا نے تیرے لئے مقدر فرما دیا ہے تاکہ ہمیشہ مسرّت و شادمانی کے ساتھ تو بسر کرے اور اگر تو چاہتا ہے کہ دُنیا کی تمام عزتیں تجھے حاصل ہو جائیں تو تو اُن چیزوں کی لالچ دل سے نکال دے جو دوسروں کے قبضہ میں ہیں اس لئے کہ اس مرتبہ پر نہ کوئی پیغمبر نہ کوئی صدیق پہنچا مگر یہ کہ اُس نے اُن چیزوں کی پرواہ نہ کی جو لوگوں کے اختیار میں تھیں۔

اے فرزند اگر تو کسی معاملہ میں بادشاہ کا محتاج ہو تو اُس سے بہت عاجزی اور خوشامد مت کرنا اور کوئی حاجت اُس سے مت طلب کرنا جب تک کہ اُس کا مناسب وقت اور موقع نہ آجائے اور وہ وقت وہ ہے جبکہ وہ تجھ سے خوش ہو اور اُس کا دل فکر و پریشانی سے خالی ہو اور تو دل تنگ نہ ہو اس سے کہ تو کوئی حاجت طلب کرے اور وہ پوری نہ ہو کیوں کہ اُس کا پُورا کرنا خدا کے اختیار میں ہے اور اُس کے لئے وقت (معین ہوتا) ہے جب وقت آجاتا ہے تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے لیکن خدا کی جانب لو لگا اور اُسی سے طلب کر اور دعا کے وقت اپنی انگلیوں کو ذلت و عاجزی کے ساتھ حرکت دیتا رہ۔

اے فرزند دنیا تھوڑی ہے اور تیری عمر کوتاہ اور اپنی قلیل عمر میں دنیائے قلیل کو حاصل کرنے میں توجہ مت کر۔ اے فرزند حسد سے پرہیز کر اور اس کو اپنی شان کے لائق اور اپنا عمل مت قرار دے اور دُنیا والوں کے ساتھ بدی کرنے سے گریز کر اور اُس کو اپنی خواہش مت بنا کیونکہ ان دونوں خصلتوں سے تو سوائے اپنے نفس کے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا اور جب تو نے خود اپنی ذات کو نقصان پہنچایا تو تو نے اپنے دشمن کی کارسازی خود ہی کی اس لئے کہ اپنی ذات سے تیری دشمنی (تیرے لئے) بہت زیادہ نقصان دہ ہے بہ نسبت دوسروں کی دشمنی کے۔

اے فرزند نیکی اس شخص سے کر جو اُس کا اہل اور مستحق ہو اور اس سے تیری غرض خوشنودئ خدا ہو دنیا کا فائدہ نہ ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے میں میانہ روی اختیار کر نہ کمی کر کہ تیرے پاس ہو اور تو نہ دے اور نہ زیادتی کر کہ خود دوسروں کو دے کر محتاج بن جائے۔

اے فرزند بہترین اخلاق حکمت ہے جس کا حاصل کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ دین خدا ہے اور دین خدا کی مثال اُگے ہوئے درخت کی سی ہے۔ جس کا پانی خدا پر ایمان لانا ہے جس سے وہ درخت زندہ اور باقی ہے۔ اس کی جڑ نماز ہے جس سے وہ قائم اور برقرار ہے۔ اس درخت کا تنہ زکوٰۃ ہے اور اس کی شاخیں اپنے برادران ایمانی سے محض خدا کے لئے برادری قائم رکھنا ہے اور اس کی پتیاں اخلاق پسندیدہ ہیں اُس کے پھل خدا کی نافرمانیوں سے باہر آنا ہے اور کوئی درخت کامل نہیں ہوتا جب تک اُس کا پھل عمدہ نہ ہو اسی طرح آدمی کا دین کامل نہیں ہوتا جب تک محرمات الٰہی ترک نہ کرے۔

اے فرزند سب سے بدتر پریشانی عقل کی پراگندگی ہے اور سب سے بڑی معصیت معصیت دین ہے اور سب سے بدتر آفت آفتِ ایمان ہے اور سب سے زیادہ نفع بخش دل کی توانگری ہے لہٰذا اپنے دل کو علم و یقین و اخلاقِ حسنہ سے توانگر بنا اور دنیا کی روزی پر قناعت کر جو مل جائے اور خدا کے معین کئے ہوئے پر راضی رہ اس لئے کہ جو چوری یا لوگوں کے مال میں خیانت کرتا ہے خدا اُس سے روزی حلال کو روک دیتا ہے۔ جو اُس نے اُس کے لئے مقدر فرمایا ہے اور گناہ اُس کے لئے رہ جاتا ہے اگر جو شخص صبر کرتا ہے روزی حلال اُن کو پہنچتی ہے اور دنیا و آخرت کا عذاب اُس کے لئے نہیں ہوتا۔

اے فرزند اپنی طاعت کو خالص قرار دے اور کسی معصیت سے اس کو آلودہ نہ ہونے دے اور اپنی طاعت کو اہل حق کی متابعت سے زینت دے اس لئے کہ اہل حق کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اُس کو علم و دانائی کے ساتھ زینت دے اور بردباری سے اپنے علم کی حفاظت کر جس میں کوئی حماقت نہ ہو اور اپنے علم کو جمع کر نرمی کے ساتھ جس میں کوئی بیوقوفی اور بے عقلی شامل نہ ہو اور اُس کے دروازہ کو مضبوط کر دُور اندیشی سے جس کے ساتھ بردباری نہ ہو اور اپنی دور اندیشی کو لطف کے ساتھ مخلوط کر جس میں سختی و درشتی نہ ہو۔

اے فرزند کسی جاہل کو کسی جگہ پیغام پہنچانے کے لئے مت بھیج اگر کوئی عاقل نہ ملے تو خود اپنا پیغام پہنچا۔ اے فرزند بدی سے دوری اختیار کر تاکہ وہ خود تجھ سے دوری اختیار کرے۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں نے حضرت لقمانؑ سے پوچھا کہ لوگوں میں کون شخص افضل ہے فرمایا کہ مومن غنی۔ پوچھا کہ آپ کا مطلب مال میں غنی ہونا ہے فرمایا نہیں بلکہ علم میں کہ لوگ اگر اُس کے محتاج ہوں تو اس کے علم سے فائدہ حاصل کریں۔ اور اگر لوگ اُس سے مستغنی ہوں تو وہ خود اپنے علم پر اکتفا کر سکتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا لوگوں میں سب سے بدتر کون شخص ہے فرمایا وہ شخص جو پرواہ نہیں کرتا اس کی کہ لوگ اُس کو

گنہگار دیکھیں۔ اور لقمانؑ نے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ اے فرزند جب کبھی تو کسی جماعت کے ساتھ سفر کرے اپنے معاملات میں اُن سے بہت مشورہ کرتا رہ اور ان کے معاملات میں بھی۔ اور اُن کے سامنے زیادہ متبسم مت رہ اور اپنے توشہ میں صاحب کرم رہ۔ جب وہ لوگ تجھ کو بلائیں تو اُن کے پاس جا۔ جب تجھ سے کسی کام میں مدد مانگیں اُن کی مدد کر اور تین باتوں میں اُن سے بڑھ کر رہنا۔ خاموشی میں۔ نماز کی ادائیگی میں اپنے اموال سے سخاوت و جوانمردی میں جو کچھ رکھتا ہو۔ جب وہ لوگ تجھ سے کسی حق کی گواہی کے خواستگار ہوں تو توان کا گواہ ہو جب تجھ سے مشورہ کریں تو اپنی رائے دینے میں ان کی بھلائی کی بہت زیادہ کوشش کر۔ اور رائے دینے میں جلدی مت کر جو اُن کے لئے تو پسند کرے جب تک کہ اُس میں تو خوب غور و خوض نہ کر لے اور اُس مشورہ میں اپنا جواب اُس وقت تک مت دے جب تک تو وہاں سے اُٹھے، چلے پھرے سوئے نماز پڑھے اور ان تمام حالات میں اپنی فکر و حکمت کو اُن کے مشورہ میں صرف نہ کرے اس لئے کہ جو شخص کسی کے لئے اپنی نصیحت و خیر خواہی کو خالص نہیں کر لیتا خداوند عالم اس کی عقل کو سلب کر لیتا ہے اور امانت داری اُس سے زائل کر دیتا ہے۔ (اے فرزند) جب تو دیکھے اپنے ساتھیوں کو کہ پیدل چل رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تو بھی پیدل روانہ ہو اور جب وہ کسی کام میں مشغول ہوں تو بھی ان کا شریک ہو اور جب کوئی تصدیق کریں یا کسی کو قرض دیں تو بھی اُن کے ساتھ شامل رہ اور اُس کی بات سُن جس کی عمر تجھ سے زیادہ ہو اور جب تجھ کو کسی کام کے لئے کہیں یا تجھ سے کچھ مانگیں تو انکار مت کر۔ کیونکہ انکار نفس کی خرابی اور عجز کی دلیل ہے۔ اور جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو قیام کر لو اور اگر اس میں شک ہو کہ کون تمہارا راستہ ہے تو کھڑے ہو جاؤ اور آپس میں مشورہ کرو اور اگر ایک شخص کو دیکھو اور اُس سے (منزل کا) حال پوچھو تو اُس کے کہنے پر بھروسہ مت کرو کیونکہ ایک شخص جنگل میں انسان کو شک میں مبتلا کرتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص چوروں کا جاسوس ہوتا ہے یا کوئی شیطان ہوتا ہے جو چاہتا ہے کہ تم کو راہ میں حیران و سرگرداں کرے اور دو شخصوں سے بھی پرہیز کرو لیکن اگر ان میں سچائی کی کچھ علامتیں پاؤ جو میں نہیں بتا سکتا تو اُن پر اعتماد کرو کیونکہ عقل جب اپنی آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتی ہے حق اس سے حاصل کر لیتی ہے اور جو موجود ہوتا ہے وہ موقع کے حالات جو ملاحظہ کرتا ہے اُس کو شخص غائب نہیں دیکھتا اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ اے فرزند جب نماز کا وقت آجائے تو کسی کام کے سبب سے اس کو تاخیر میں مت

ڈال پہلے نماز پڑھ لے اور اُس سے مطمئن ہو لے کیونکہ نماز اصل دین ہے اور نماز جماعت کو ترک مت کر اگرچہ بر سر نیزہ تو ہو اور سواری چوپایہ پر مت سو کیونکہ جلد اُس کی پیٹھ پر زخم ہو جاتا ہے اور یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے ہاں اگر کجاوہ میں تو چاہے تو سو رہ مگر اپنے جسم کے جوڑ بند کو سیدھا رکھ اور جب منزل کے نزدیک تو پہنچے تو چاہیئے کہ سواری سے اُتر آ اور منزل تک پیدل جا وہاں پہنچکر اپنے کھانے پینے سے قبل جانوروں کو چارہ دے۔ اور جب تو قیام کرنا چاہے تو ایسی زمین اختیار کر جو زیادہ خوش رنگ اور اُس کی مٹی زیادہ نرم اور گھاس زیادہ ہو اور جب تو منزل کرے تو قبل اس کے کہ تو بیٹھے دو رکعت نماز پڑھ لے اور جب رفع حاجت کے لئے تو جائے تو لوگوں سے بہت دور جا اور جب منزل سے روانہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کے اُس زمین کو وداع کر اور اُس زمین اور وہاں کے رہنے والوں پر سلام کر کیونکہ زمین کے ہر ٹکڑے پر کچھ ملائکہ ہوتے ہیں اور ممکن ہو تو جب تک کچھ صدقہ نہ دے لے کھانا مت کھا۔ اور چاہیئے کہ جب تک تو سوار رہے تلاوتِ کتابِ خدا کرتا رہے اور تسبیح و ذکر خدا ہر کام کے ساتھ کرتا رہ اور جب کام سے تجھ کو فراغت ملے تو چاہیئے کہ تو دعا کرے اور کبھی رات کے ابتدائی حصہ میں (سفر کیلئے) مت روانہ ہو بلکہ تجھ کو نصف شب سے آخر تک چلنا چاہیئے اور سر گزر راہ میں اپنی آواز بلند مت کر۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لقمان سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے مسائل و امور حکمت میں کون سا امر ایسا ہے جس پر سب سے پہلے آپ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے۔ فرمایا ایسے امر کا ارتکاب میں نہیں کرتا جس کا میرے واسطے خدا متکفل ہو چکا ہے اور جو کام مجھ پر اُس نے چھوڑ دیا ہے اُس کو میں ضائع نہیں کرتا۔ انہی حضرت سے دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے اپنے فرزند کو نصیحت کی۔

اے فرزند سَو آدمیوں سے دوستی کر مگر ایک شخص سے دشمنی مت کر۔ اے فرزند تیرے اخلاق اور خلق کے سوا کوئی تیرے کام نہیں آئے گا۔ تیرا اخلاق تیرے اور تیرے خدا کے درمیان تیرا دین ہے۔ اور تیرا خُلق تیرے اور لوگوں کے درمیان (رابطہ) ہے لہذا لوگوں کے ساتھ دشمنی مت کر بلکہ اخلاق پسندیدہ کا ہمیشہ اظہار کر۔ اے فرزند نیکوں کا غلام بن جا مگر بدوں کا بیٹا بننا مت گوارا کر۔ اے فرزند تجھ کو کوئی شخص امانت سپرد کرے تو اس کو (اُسی طرح) واپس کرنا تاکہ تیری دنیا و آخرت محفوظ رہے اور تو امین بننا تاکہ تو اگر

و بے نیاز رہے ۔

حدیث معتبر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے فرزند لوگ عذاب سے کیونکر نہیں ڈرتے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ روز بروز اُن کی حالت پست ہوتی رہتی ہے اور کیونکر خدا کے وعدے (موت) کے لئے تیار و آمادہ نہیں رہتے حالانکہ اُن کی عمر تیزی سے آخر کو پہنچ رہی ہے۔ اے فرزند علم اس لئے مت حاصل کر کہ تو اس کے ذریعہ سے علما و عقلمندوں پر فخر کرے یا بیوقوفوں اور نادانوں سے جھگڑا کرے یا مجلسوں میں تو خود نمائی اور ناز کرے اور ان امور سے نفرت کے لئے ترک علم بھی مت کر۔ اے فرزند جلسوں اور مجلسوں میں جا اور عبرت کی نگاہ سے نظر کر اگر تو دیکھے کسی جماعت کو جو یادِ خدا کر رہی ہو اُن کے ساتھ بیٹھ کیونکہ اگر تو عالم ہے تو تیرا علم تجھ کو نفع پہنچائے گا اور تیرے علم میں اضافہ ہوگا اور اگر تو بے علم ہے تو اُن سے علم حاصل کرے گا۔ شاید رحمت خدا اُن پر نازل ہو اور وہ تجھ کو بھی گھیر لے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت لقمان کی نصیحتوں میں سے جو انہوں نے اپنے فرزند کو کیں یہ بھی ہے کہ اے فرزند اگر موت میں تجھ کو شک ہو تو نیند اپنے سے الگ کر دے۔ اور تو یہ نہیں کر سکتا اور اگر تجھ کو مرنے کے بعد زندہ ہونے میں شک ہو تو خواب سے بیداری کو اپنے سے دور کر دے لیکن تو ہرگز دور نہ کر سکے گا لہٰذا جب ان دونوں حالتوں پر غور کرے گا تو سمجھ لے گا کہ تیری جان دوسرے کے اختیار میں ہے تو خواب بمنزلہ مرگ ہے اور بیداری موت کے بعد مبعوث ہونے کے مانند ہے۔ اے فرزند لوگوں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ راہ و رسم قائم مت کر کہ جدائی اور دوری کا سبب بن جائے اور لوگوں سے علیحدگی بھی اختیار مت کر ورنہ تو خوار و ذلیل ہو جائے گا۔ ہر حیوان اپنی جنس کو دوست رکھتا ہے مگر انسان آپس میں ایک دوسرے کو عزیز نہیں رکھتا اور لطف و احسان بہت زیادہ وسیع نہ کر مگر اس شخص کے ساتھ جو طالب ہو جس طرح بھیڑیئے اور بکری میں دوستی نہیں ہو سکتی نیک اور بد میں دوستی نہیں ہوتی۔ جو شخص بُرائی سے نزدیک ہوتا ہے ضرور اُس میں وہ بُرائی کچھ نہ کچھ پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح جو شخص کسی بدکار کا شریک و مصاحب ہوتا ہے اس کی برائیوں سے (ضرور) کچھ سیکھتا ہے۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا پسند کرتا ہے گالی کھاتا ہے۔ جو شخص بُروں کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تہمت لگایا جاتا ہے اور جو شخص

بُروں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے اُن کی بُرائیوں سے محفوظ نہیں رہتا اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا پشیمان ہوتا ہے۔ اے فرزند ہمیشہ امین رہ کیونکہ خیانت کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ اے فرزند لوگوں پر اپنے تئیں ایسا ظاہر کر (گویا) کہ تیرا دل فاجر و بدکار ہے اور تو خدا (کے قہر و غضب) سے خوفزدہ ہے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے فرمایا کہ اے فرزند جو شخص یہ کہتا ہے کہ شر و فساد کو شر و فساد کے ذریعہ مٹایا جا سکتا ہے غلط کہتا ہے اگر (وہ سمجھتا ہے کہ) وہ سچ کہتا ہے تو آگ جلا کر دیکھے کہ آگ آگ کو بجھاتی ہے (ہرگز نہیں) بلکہ خیر و نیکی آتش شر و فتنہ کو بجھاتی ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اے فرزند اپنی دنیا کو آخرت کے لئے فروخت کر تاکہ دنیا و آخرت دونوں میں تو فائدہ پائے۔ اور آخرت کو دنیا کے عوض مت بیچ۔ ورنہ دونوں جہان میں تو نقصان میں رہے گا۔

منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ زیادہ تر تنہائی میں بسر کرتے۔ ایک مرتبہ ایک غلام آپ کے پاس آیا اور بولا یا حضرت آپ ہمیشہ تنہا رہتے ہیں اگر لوگوں کے ساتھ رہیں تو زیادہ موانست ہوگی آپ نے فرمایا کہ تنہا رہنے میں غور و فکر کا زیادہ موقع ملتا ہے اور غور و فکر بہشت کی رہنمائی کرتا ہے۔

حضرت صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو وصیت کی کہ اے فرزند تجھ سے پہلے لوگوں نے اپنے اہل و عیال کے لیے مال جمع کیے تو نہ وہ خود باقی رہے نہ وہ باقی رہا جو کچھ جمع کیا تھا اور نہ وہی لوگ باقی رہے جن کے واسطے جمع کیا تھا۔ اور تو ایک بندۂ مزدور ہے کہ تجھ کو چند کاموں کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے لئے کچھ اُجرت مقرر کی گئی ہے لہٰذا اپنا کام کر اور اپنی مزدوری لے اور اس دنیا میں اُس بھیڑ کی طرح مت رہ جو کسی چراگاہ میں جا پڑتی ہے تو خوب کھا کھا کر موٹی ہو جاتی ہے تو اس کو اُس کی موٹائی کی وجہ سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کی موت کا سبب اُس کی فربہی ہوتی ہے لیکن گذر دُنیا سے اُس پل کی طرح جو کسی دریا پہ بنایا گیا ہو جس پہ تو گذرتا ہے اور کبھی اُس پہ واپس نہیں آتا۔ اور اپنی دنیا کو آباد مت کر کیونکہ تجھ کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور سمجھ لے کہ جب تو قیامت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ تو چار چیزوں کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا۔ تیری جوانی کے بارے میں کہ کس چیز میں تو نے ختم کی۔ تیری عمر کے بارے میں کہ کس مشغلہ میں فنا کیا۔ تیرے مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کس طرح صرف کیا۔ پس ان باتوں کے جواب کے لئے تیار رہ اور جو کچھ

دنیاوی مال ومتاع ضائع ہوجائے اُس کا غم کبھی مت کر کیونکہ تھوڑا مال باقی نہیں رہتا اور زیادہ کے وبال سے بے خوف ومطمئن نہ رہنا چاہیئے۔ لہذا ہمیشہ دُنیا کے شر سے پرہیز رکھ اور آخرت کے کاموں میں مشغول رہ اور غفلت کا پردہ اپنی آنکھوں سے ہٹا دے اور اپنے کو اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی نیکیوں میں داخل کر۔ اور ہر وقت دل میں توبہ کرتا رہ اور کوشش کر وامور نیک کی تحصیل میں جب تک تجھ کو مہلت ہے قبل اس کے کہ تیرا ارادہ کریں اور قضائے الہٰی تیری طرف متوجہ ہو اور (کارکنان قضاو قدر) تیرے اور تیرے ارادوں کے درمیان حائل ہوں۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے کہا اے فرزند اگر حکما وعقلا تجھ کو ماریں اور آزار پہنچائیں تو تیرے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جاہل ونادان تجھ کو تیل و خوشبو کی مالش کریں۔

منقول ہے کہ کسی نے حضرت لقمانؑ سے کہا کہ کیا آپ فلاں خاندان کے غلام نہ تھے فرمایا ہاں میں تھا۔ لوگوں نے پوچھا کس چیز نے تم کو اس مرتبہ تک پہنچایا فرمایا کہ میں راست گوئی سے۔ امانت میں خیانت نہ کرنے کی وجہ سے۔ ایسی گفتگو اور ایسے عمل کے ترک سے جس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا اور جن چیزوں کو خدا نے مجھ پر حرام کر دیا ہے ان کی طرف سے آنکھ بند کرلینے سے اور لغو باتوں سے اپنی زبان کو روکنے سے اور حلال روزی کھانے سے اس درجہ تک پہنچا۔ لہذا جو شخص ان باتوں پر مجھ سے کم عمل کرے گا مجھ سے کم مرتبہ ہوگا اور جو شخص مجھ سے زیادہ عمل کرے گا مجھ سے زیادہ مرتبہ تک پہنچے گا اور جو شخص میرے ہی جتنا عمل کرے گا مجھ جیسا ہوگا۔

اور حضرت لقمانؑ نے فرمایا کہ اے فرزند توبہ کرنے میں دیر نہ کر کیونکہ موت بغیر خبر و اطلاع کے آتی ہے اور کسی کی موت پر طعنہ زن نہ ہو کیونکہ موت تجھے بھی آئے گی اور اُس شخص کا مذاق مت اڑا جو کسی بلا میں مبتلا ہوجائے اور اپنی نیکی واحسان لوگوں سے مت قطع کر۔ اے فرزند امین بن تاکہ لوگوں کے مال سے تو بے نیاز رہے۔ اے فرزند پرہیزگاری خدا کو ایک تجارت سمجھ جس کا فائدہ تجھ کو پہنچے گا بغیر اس کے کہ تو سرمایہ رکھتا ہو اور جب تجھ سے کوئی گناہ ہوجائے تو پہلے سے کچھ صدقہ بھیج دے جو اُس کو مٹا دے۔ اے فرزند بے عقل پر نصیحت وموعظہ دشوار ہوتا ہے جس طرح بوڑھے آدمی کو بلندی پر چڑھنا دشوار ہوتا ہے۔ اے فرزند اُس پر رحم مت کر جس پر تو ظلم کر رہا ہے بلکہ اپنے اوپر رحم کر کیونکہ اُس ظلم کا ضرر تو اپنی ذات کو پہنچا رہا ہے۔

اور جب تجھ کو تیری طاقت کسی پر ظلم کرنے کی دعوت دے تو اپنے اوپر خدا کی طاقت کو یاد کر۔ اے فرزند جو تو نہیں جانتا علما سے حاصل کر اور جو کچھ تو جانتا ہے اُس سے لوگوں کو تعلیم دے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت لقمانؑ اپنے شہر سے نکلے موصل کے ایک گاؤں میں مقیم ہوئے جس کو ماس کہتے تھے۔ جب اُس جگہ کسی نے آپ کی متابعت نہیں کی اور وہاں آپ نے کسی کو اپنا ہمنوا نہ پایا دل تنگ ہوئے اور اپنے مکان کا دروازہ بند کرکے اپنے فرزند کے ساتھ گوشہ نشین ہوگئے اور اُن کو نصیحت وموعظہ فرمایا جن میں یہ باتیں بھی تھیں کہ اے فرزند بات کم کر اور خدا کو ہر مقام پر یاد کر کیونکہ خدا نے تجھ کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور تجھ کو دانا وبینا قرار دیا ہے۔ اے فرزند لوگوں سے نصیحت حاصل کر اس لئے کہ لوگ تجھ سے نصیحت لیں۔ اور چھوٹی بلا پر متنبہ ہوجا۔ قبل اس کے کہ کوئی بڑی بلا تجھ پر آئے اور تو اس کا تدارک نہ کرسکے۔ اے فرزند غصہ کے وقت اپنے کو سنبھال تاکہ تو جہنم کا کندہ نہ بنے۔ اے فرزند پریشانی اُس مال سے بہتر ہے جس کو تو ظلم سے حاصل کرے اور ظالم ٹھہرے۔ اے فرزند لوگوں کی جانیں اُن کے کردار کے عوض گرو ہیں۔ لہذا اُن پر اُن کے دلوں اور ہاتھوں کے گناہوں کے سبب وائے ہو۔ اے فرزند جب تک شیطان دنیا میں ہے گناہوں سے مطمئن مت ہو۔ اے فرزند گذشتہ زمانہ کے نیک لوگ دنیا کے فریب میں آگئے تو اُن کے بعد والے اُس کے فریب سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ اے فرزند دنیا کو اپنے لئے قیدخانہ قرار دے تاکہ آخرت میں بہشت تیرے لئے ہو۔ اے فرزند بادشاہوں کا قرب مت اختیار کر ورنہ تجھ کو وہ مار ڈالیں گے اور جو کچھ وہ کہیں اس کی اطاعت مت کر ورنہ تو کافر ہوجائے گا۔ اے فرزند فقیروں اور غریب مسلمانوں کے ساتھ ہمنشینی اختیار کر اور یتیموں کے لئے پدر مہربان بن کر رہ اور بیووں کے واسطے شفیق شوہر کے مانند ہونا۔ اے فرزند جو شخص کہتا ہے کہ مجھے بخش دے اُس کو نہیں بخشتے بلکہ نہیں مُعاف کرتے مگر اُس شخص کے گناہ کو جو اپنے پروردگار کی فرمانبرداری پر عمل کرتا ہے۔ اے فرزند پہلے ساتھی پیدا کر پھر سفر کر۔ اے فرزند مصاحب بد سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک ساتھی بہتر ہے۔ اے فرزند جو شخص تیرے ساتھ نیکی کرے تو اُس کے بدلے اُس کے ساتھ نیکی کر۔ اور جو شخص تیرے ساتھ بدی کرے اُس کو اُس کی بدی پر چھوڑ دے

کیونکہ جو کچھ تو اُس کے لئے کرے گا وہ اُس سے بھی بدتر خود اپنے لئے کرتا ہے جو کہ تو اُس کے لئے نہیں کرسکتا۔ اے فرزند کس نے خدا کی اطاعت کی جس کی خدا نے مدد نہ کی۔ اور کس نے خدا کو تلاش کیا کہ نہ پایا اور کس نے خدا کو یاد کیا کہ خدا نے اسکو یاد نہ کیا اور کس نے خدا پر بھروسہ کیا کہ اس کو خدا نے دُوسرے پر چھوڑ دیا اور کس نے خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی کہ خدا نے اس پر رحم نہ کیا۔ اے فرزند بزرگوں سے مشورہ کر اور کم عمر والوں سے مشورہ کرنے میں شرم کر۔ اے فرزند فاسقوں کے ساتھ ہرگز مصاحبت نہ کر کیونکہ وہ مثل کتوں کے ہیں اگر تیرے پاس کچھ پائیں تو کھالیں اور اگر نہ پائیں تو تیری مذمت کریں اور تجھ کو رسوا کریں اور اُن کی محبت ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اے فرزند نیکوں کی دشمنی فاسقوں کی دوستی سے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر مومن صالح پر اگر تو ظلم کرے گا تو وہ تجھ پر ظلم نہیں کرے گا اور اگر اس کی بدخواہی کرے گا تو وہ تجھ سے راضی رہے گا اور فاسق اپنے ہی حق نعمت کی رعایت نہیں کرتا تو تیرے حق کی رعایت کب کرے گا۔ اے فرزند زیادہ سے زیادہ دوست بنا اور دشمنوں کے شر سے بے خوف مت رہ کیونکہ اُن کے سینوں میں کینہ اُسی طرح پوشیدہ رہتا ہے جس طرح زمین کے اندر پانی چھپا ہُوا ہے۔ اے فرزند جس سے بھی تو ملاقات کرے پہلے سلام اور مصافحہ کر بعد اس کے ہمکلام ہو۔ اے فرزند لوگوں کو تکلیف مت پہنچا ورنہ تجھ کو دشمن رکھیں گے اور اُن سے بُرائی مت لے ورنہ تجھ کو ذلیل سمجھیں گے اور بہت میٹھا نہ بن کہ تجھ کو کھالیں اور ایسا تلخ بھی نہ بن کہ تجھ کو دُور پھینک دیں۔ اے فرزند خدا سے ڈر جو ڈرنے کا حق ہے اور اُس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور امید رکھ خدا سے مگر ایسی امید نہیں کہ تو اُس کے عذاب سے بے خوف ہوجائے۔ اے فرزند اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھ کیونکہ ہلاکت اُس کی خواہشوں میں ہے۔ اے فرزند ہرگز فخر و غرور و تکبّر نہ کر ورنہ جہنم میں شیطان کا ہمسایہ ہوگا اور تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تیرا آخری مقام قبر ہے۔ اے فرزند افسوس اُس شخص پر جو فخر و غرور کرتا ہے کیونکر اپنے کو بزرگ سمجھتا ہے حالانکہ خاک سے پیدا ہوا ہے اور اس کی بازگشت خاک کی طرف ہے اس کے بعد وہ نہیں جانتا کہ بہشت میں جائیگا اور فائز و کامیاب ہوگا یا جہنم میں پہنچے گا اور خسارہ و نقصان میں رہے گا۔ اور کوئی شخص کیونکر تکبّر کرتا ہے حالانکہ دو مرتبہ پیشاب کے مقام سے نکلا ہے۔ اے فرزند کیونکر فرزند آدم کو نیند آجاتی ہے حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے اور کس طرح وہ موت سے غافل ہوجاتا ہے حالانکہ وُہ اس سے غافل نہیں ہے۔ اے فرزند پیغمبرانِ خدا اور اس کے دوست اور برگزیدہ لوگ موت سے

نہیں بچے تو اُن کے بعد کون دُنیا میں ہمیشہ رہے گا۔ اے فرزند راز کو اپنی زوجہ سے مت بیان کر اور اپنے گھر کے دروازہ کو اپنی نشستگاہ مت قرار دے۔ اے فرزند عورت ٹیڑھی ہڈی سے خلق ہوئی ہے اگر تو اُس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اگر اُسی کی حالت پر تو چھوڑ دے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اُن کو آزاد مت کردے کہ وہ گھر سے باہر جائیں پس اگر وُہ نیکی کریں تو قبول کر اور بدی کریں تو صبر کر کیونکہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ اے فرزند عورتوں کی چار قسمیں ہیں دو شائستہ اور دو ملعونہ۔ اور شائستہ میں ایک وہ قسم ہے جو اپنی قوم میں شریف و عزیز ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے لئے ذلیل۔ اگر شوہر اس پر لطف و مہربانی کرتا ہے تو وہ خوش ہوتی ہے اگر وہ تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے تو صبر کرتی ہے۔ تھوڑا مال بھی اُس کے نزدیک بہت ہوتا ہے دوسری قسم نیک عورت کی یہ ہے کہ اُس کے اولاد زیادہ ہوتی ہے وہ شوہر کو دوست رکھتی ہے اور اُس کی بہتری چاہتی رہتی ہے۔ اور شوہر کے عزیزوں اور بچوں سے مثل مادر مہربان کے محبت کرتی ہے اور بزرگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہے۔ بچوں پر رحم کرتی ہے اور شوہر کے اُن بچوں کی عزیز رکھتی ہے جو دوسری عورت کے بطن سے ہوتے ہیں۔ اپنی اور گھر و مال اور بچوں کی اصلاح کرنے والی ہوتی ہے۔ اگر شوہر اُس کے سامنے ہے تو ہر کام میں اس کی مدد کرتی ہے اگر موجود نہیں ہوتا تو ہر حال میں اس کی رعایت کا خیال رکھتی ہے۔ ایسی عورت گوگرد سُرخ کی طرح نایاب ہے۔ زہے قسمت اس شخص کی جس کو ایسی عورت نصیب ہو۔ اور اُن دونوں ملعونہ عورتوں میں سے ایک قسم وُہ ہے کہ اپنے کو بہت بڑا سمجھتی ہے مگر اپنی قوم میں ذلیل ہوتی ہے۔ اگر شوہر اس کو کچھ دیتا ہے تو غصّہ کرتی ہے اگر نہیں دیتا تو عتاب کرتی ہے لہذا شوہر اُس کے افعال سے شرمندہ اور آزاری اور ہمسائے تکلیف و پریشانی میں رہتے ہیں پس وہ مثل شیر کے ہے اگر تو اُس کے ساتھ رہے تو وہ کھا جائے گی اور اگر اُس سے تو گریز کرے تو مار ڈالے گی۔ اور ملعونہ کی دُوسری قسم وہ ہے کہ جلد غصہ میں آجاتی ہے اور بہت جلد رونے لگتی ہے اگر اس کا شوہر موجود ہوتا ہے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اگر وہ موجود نہیں ہوتا تو اس کو رسوا و بدنام کرتی ہے۔ ایسی عورت زمین شور کے مانند ہے۔ اگر اس میں تو پانی ڈالے تو وہ جذب ہوجائے گا اور کچھ فائدہ نہ بخشے گا اگر پانی تو اس میں نہ دے تو پیاسی رہے گی۔ اگر ایسی عورت کے کوئی فرزند پیدا ہو تو اُس سے تو کوئی فائدہ نہ پائے گا۔ اے فرزند کسی کنیز سے عقد مت کر ایسا نہ ہو کہ اُس سے کوئی فرزند پیدا ہو تو وہ تیرے مقابل

میں اس کو فروخت کر ڈالے۔ اے فرزند اگر عورتوں کو چکھتے اور کھاتے جس طرح دوسری چیزوں کو چکھتے اور کھاتے ہیں تو کوئی شخص بُری عورت کو اپنی زوجیت میں نہ لاتا۔ اے فرزند احسان کر اُس کے ساتھ جو تیرے ساتھ بدی کرے۔ اور دنیا کو بہت مت حاصل کر کیونکہ تجھ کو اُس سے نکل جانا ہے۔ اور دیکھ کہ وہاں سے تو کہاں جاتا ہے۔ اے فرزند یتیم کے مال کو مت کھا ورنہ قیامت میں تو رسوا ہوگا اور اُس روز تجھ کو اُس مال کو واپس دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ مگر تو اُس جگہ نہ رکھتا ہو گا۔ اے فرزند جہنم کی آگ قیامت کے روز ہر شخص کو گھیر لے گی۔ اور کوئی شخص نجات نہیں پائے گا سوائے اُس شخص کے جس پر خدا رحم فرمائے۔ اے فرزند تجھ کو ایسا شخص اچھا نہیں معلوم ہوتا جو بد زبان ہوتا ہے اور لوگ اُس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ قیامت میں ایسے شخص کی زبان و دل پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اُس کے اعضا و جوارح گواہی دیں گے جو کچھ اُس نے کیا ہے۔ اے فرزند لوگوں کو گالی مت دے کیونکہ یہ ایسا ہے کہ تو نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ اے فرزند ہر روز نیا روز ہوتا ہے تو وہ خداوند عالم کے نزدیک تیرے اعمال کی گواہی دے گا۔ اے فرزند یاد رکھ کہ تجھ کو کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈال دیں گے۔ اور جو کچھ تو نے کیا ہے سب وہاں تو دیکھے گا۔ اے فرزند غور کر کہ ایسے شخص کے مکان میں کیونکر رہ سکتا ہے جبکہ تو نے اُس کی نافرمانی کی اور اُس کو برافروختہ کیا ہو۔ اے فرزند کسی کو اپنی ذات پر اختیار مت کر اور مال اپنے دشمنوں[1] کے لئے ترکہ میں مت چھوڑنا۔ اے فرزند اپنے مہربان باپ کی وصیت (نصیحت) قبول کر اور عمل نیک میں جلدی کر قبل اس کے تجھ کو موت آئے اور قبل اس کے قیامت میں پہاڑ گر پڑیں اور آفتاب و ماہتاب ایک جگہ جمع ہوں اور حرکت کرنے سے باز رہیں اور آسمانوں کو تہہ کر دیں اور صفوف ملائکہ خوفزدہ زمین پر آئیں اور تجھ کو صراط پر گذرنے کو کہا جائے۔ اُس وقت تو اپنے عمل کو دیکھے گا اور ترازو اعمال تولنے کے لئے قائم کی جائے گی اور خلائق کے اعمال کا دفتر کھولا جائے گا۔ اے فرزند سات

[1] چونکہ صاحب مال کے عموماً لوگ دشمن ہوتے ہیں اور اس کی اولاد بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ چاہتی ہے کہ جلد باپ کو موت آئے تاکہ اُس کا مال و زر میراث میں حاصل ہو۔ اور جب یہ خواہش پوری ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ اولاد اپنے عیش و راحت کی فکر میں پڑ جاتی ہے اور مرحوم باپ کو جس کے مال کے سبب سے اُس کو آرام حاصل ہوا ہے بھول جاتی ہے اور اس کے لئے کبھی کارِ خیر کا خیال بھی نہیں آتا ۱۲ مترجم

ہزار کلمات حکمت میں نے تجھ کو تعلیم دے تو (اگر) چار کلمات یاد رکھے تو وہ تیرے لئے کافی ہیں اگر تو اُن پر عمل کرے (اول یہ کہ) اپنی کشتی کو مضبوط بنا کیونکہ دریا بہت عمیق ہے (دوسرے یہ کہ) اپنا بار ہلکا کر کیونکہ جو راستہ تجھے درپیش ہے اُس سے گذرنا بہت دشوار ہے (تیسرے یہ کہ) زاد راہ زیادہ رکھ کیونکہ تیرا سفر بہت لانبا (چوتھے یہ کہ) اپنے اعمال کو خالص کر کیونکہ عمل کا قبول کرنے والا بہت دانا و بینا ہے دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ کے حکم سے بیت الخلا کے دروازوں پر لکھا گیا تھا کہ پاخانے میں دیر تک بیٹھنے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

بابُ انیسواں

حضرت اسمٰعیلؑ اور طالوت و جالوت کے حالات

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ (یعنی) کیا تم موسیٰؑ کے بعد اشراف بنی اسرائیل کے قصہ میں نہیں دیکھتے ہو جس وقت کہ ان لوگوں نے اپنے وقت کے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم خدا کی راہ میں جنگ کریں۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے بسند ہائے صحیح و حسن امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل نے بے حد گناہ کئے اور دینِ خدا میں تغیر پیدا کر دیا اور خدا کے حکم سے سرتابی کی اور اپنے پیغمبر کی جو اُن کو امر و نہی کرتا تھا اطاعت نہ کی تو خدا نے جالوت کو جو قبطی بادشاہوں میں سے تھا اُن پر مسلط کیا جس نے ان لوگوں کو ذلیل کیا ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا ان کی عورتوں کو کنیز بنایا ان کے مال و اسباب چھین لئے۔ تب وہ لوگ خدا کے رسول کے پاس پناہ لے گئے اور فریاد کی کہ خدا سے سوال کریں کہ وہ ایک بادشاہ ہمارے لئے بنا دے جس کے ساتھ ہم کافروں سے راہ خدا میں جہاد کریں۔ بنی اسرائیل کے درمیان یہ قاعدہ تھا کہ پیغمبر

ایک خاندان سے ہوتا تھا اور بادشاہ دوسرے خاندان سے کیونکہ اس وقت خدا نے بادشاہی و پیغمبری ایک ہی خاندان میں نہیں جمع کیا تھا۔ اس سبب سے اُن لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دے۔ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا اُن کے پیغمبر نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ جب تم پر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو۔ قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ط تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور اپنے اہل و عیال سے الگ کئے گئے تو ہمارے لئے کیا ہے کہ ہم راہ خدا میں جنگ نہ کریں۔ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ[246] پھر اُن لوگوں پر جہاد واجب کیا گیا تو چند آدمیوں کے سوا سب نے روگردانی کی اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ط اور اُن کے نبی نے اُن لوگوں سے کہا کہ خدا نے (تمہاری خواہش کے مطابق طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا۔ قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ ط تب وہ لوگ کہنے لگے اُس کی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے حقدار اُس سے زیادہ ہم ہیں کیونکہ اُس کو تو مال کے اعتبار سے ہم پر کچھ بھی فوقیت نہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ پیغمبری فرزندان لادی میں تھی اور بادشاہی اولاد یوسفؑ میں اور طالوت بنیامین کے فرزندوں میں سے تھے جو حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی تھے۔ وہ نہ پیغمبر کے خاندان سے تھے نہ بادشاہوں کے خاندان سے۔ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ آیت[247] اُن کے نبی نے کہا کہ خدا نے اُس کو تم پر فضیلت دی ہے اور علم و جسم میں تم سے زیادہ اس کو کشادگی عطا فرمائی ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ طالوت جسمانی لحاظ سے بہتر شجاع اور قوی تھے اور سب سے زیادہ عقلمند تھے لیکن مال و دولت نہ رکھتے تھے اس لئے ان لوگوں نے ان کو ذلیل سمجھا اور کہا کہ خدا نے اس کو مال میں وسعت نہیں عطا کی ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ

الْمَلَائِكَةُ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ آیت[248] اُن کے پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اُس کی بادشاہی کی (خدا کی طرف سے) یہ شناخت ہے۔ کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسکین دینے والی چیزیں اور اُن تبرکات کا باقیماندہ ہوگا جو موسیٰؑ و ہارونؑ کی اولاد یادگار چھوڑ گئی اور اس صندوق کو فرشتے اُٹھائے ہوں گے اور تمہارے پاس لائیں گے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو بیشک تمہارے واسطے پوری نشانی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو تابوت کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان سے بھیجا تھا اور مادر موسیٰؑ نے اُن کو اُس میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا۔ وہی تابوت (صندوق) بنی اسرائیل کے پاس تھا اُس سے وہ لوگ برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ کی وفات کا وقت آیا۔ اپنی زرہ۔ الواح توریت اور جو کچھ اُن کے آثار پیغمبری وغیرہ سے تھا سب اُس میں رکھ کر آپ نے اپنے وصی یوشعؑ کو سپرد فرمایا تھا۔ اور وہ تابوت ہمیشہ اُن میں موجود تھا۔ یہاں تک اُس کا احترام کرتا ان لوگوں نے ترک کر دیا اور بے حرمتی کرنے لگے۔ کہ بچے راستوں میں تابوت سے کھیلتے۔ جب تک وہ تابوت بنی اسرائیل کے پاس تھا وہ باعزت و حرمت زندگی گذارتے رہے۔ جب ان لوگوں نے گناہ بہت کیا اور تابوت کی بے حرمتی کرنے لگے تو خدا نے اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اُٹھا لیا۔ اور اب بادشاہیٔ طالوت کے وقت اس تابوت کو اُن کے لئے ظاہر فرمایا۔ اور حدیث صحیح میں فرمایا ہے کہ ملائکہ تابوت کو بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ملائکہ تابوت کو گائے کی صورت میں بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ اور بسند حسن فرمایا کہ (بَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ) سے مراد بقیہ پیغمبران ہیں۔ جن کے پاس تابوت رہتا تھا۔ اور تفسیر سکینہ میں فرمایا ہے کہ تابوت کو بنی اسرائیل نے مسلمانوں اور کافروں کی صف کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔ اُس میں سے ایک خوشبودار ہوا نکلی اور آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئی جس کو دیکھ کر کفار بھاگ گئے۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ سکینہ ایک ہوا ہے جو بہشت سے آئی تھی جس کا چہرہ آدمی کی طرح تھا۔ جب اس تابوت کو مسلمان اور کافرون کے درمیان رکھ دیتے تھے تو جو تابوت سے آگے ہو جاتا تھا تو وہ قتل ہو جاتا تھا یا مغلوب ہوتا تھا اور جو تابوت سے برگشتہ ہوتا اور بھاگتا وہ کافر ہو جاتا اور امام اس کو قتل کر ڈالتا۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد جب بنی اسرائیل نے زیادہ سرکشی اور گناہ کئے تو خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور تابوت کو آسمان پر اٹھا لیا۔ جب جالوت بنی اسرائیل پر غالب ہوا اور (بنی اسرائیل نے) اپنے پیغمبر سے استدعا کی کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ حق تعالیٰ اُن کے لئے ایک بادشاہ مقرر فرمائے تاکہ وہ لوگ خدا کی راہ میں جہاد کریں تو خدا نے طالوت کو اُن کا بادشاہ بنایا اور تابوت اُن کے لئے بھیجا جس کو ملائکہ زمین پر لائے۔ جب تابوت اُن کے اور اُن کے دشمنوں کے درمیان رکھ دیا گیا۔ تو جو شخص تابوت سے پھر جاتا کافر ہو جاتا۔ (مولف فرماتے ہیں کہ) اب ہم حدیث اوّل کی تکمیل کرتے ہیں) پس خداوند عالم نے اُن کے پیغمبر کو وحی کی کہ جالوت کو وہ شخص قتل کریگا جس کے جسم پر حضرت موسیٰؑ کی زرہ درست و ٹھیک آجائے گی اور وہ فرزندانِ لاوی میں سے ہوگا۔ اُس کا نام داؤدؑ ہوگا حضرت داؤد کے والد چرواہے تھے جن کے دس لڑکے تھے اور سب سے چھوٹے حضرت داؤدؑ تھے۔ غرض جب طالوت نے بنی اسرائیل کو جالوت سے جنگ کے لئے جمع کیا۔ حضرت داؤد کے پدر بزرگوار کو کہلا بھیجا کہ مع اپنے فرزندوں کے آئیں۔ جب وہ آئے تو اُن کے فرزندوں کو ایک ایک کرکے طلب کیا اور زرہ پہنائی مگر کسی کے جسم پر زرہ ٹھیک نہ اُتری۔ کسی کو بڑی ہوئی کسی کو چھوٹی۔ طالوت نے اُن سے پوچھا کہ کیا اپنے فرزندوں میں سے کسی کو ہمراہ نہیں لائے ہو انہوں نے کہا ہاں میری بھیڑیں ابھی بچّہ ہیں (ان کی نگرانی وحفاظت کے لئے) سب سے چھوٹے لڑکے کو چھوڑ آیا ہوں۔ طالوت نے کسی کو بھیجکر اُن کو بُلایا وہی حضرت داؤدؑ تھے۔ جب حضرت داؤدؑ گھر سے روانہ ہوئے تو اپنے ساتھ گوپھن اور توبڑہ لے لیا اثنائے راہ میں تین پتھروں نے اُن کو آواز دی کہ لے داؤدؑ ہم کو اُٹھا لو۔ حضرت داؤد نے اُن پتھروں کو اپنے توبڑہ میں رکھ لیا۔ حضرت داؤد نہایت قوی توانا اور شجاع تھے۔ جب طالوت کے پاس پہنچے حضرت موسیٰؑ کی زرہ آپ کو پہنائی گئی جو آپ کے جسم پر بالکل ٹھیک اُتری۔ جب طالوت لشکر جالوت کی سمت روانہ ہوئے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ۔ کہ جب طالوت اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تو لشکر سے کہا کہ یقیناً خدا تمہارا امتحان لے گا ایک نہر کے ذریعہ سے تو جو شخص

(آیت ۲۴۹ تا ۲۵۱ سورہ بقرہ پ ۲)

اُس نہر کا پانی پئے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جو اُس میں سے نہ پئے گا وہ مجھ سے ہے لیکن اگر کوئی اپنے ہاتھ سے ایک چلو پی لے (تو چنداں مضائقہ نہیں) تو سوائے چند اشخاص کے سب نے اُس میں سے (خوب سیر ہوکر) پیا۔ اُن کے پیغمبر نے فرمایا کہ اس بیابان میں تمہارے راستہ میں ایک نہر ظاہر ہوگی۔ پس جو شخص اس میں سے پئے گا خدا سے اُس سے کوئی واسطہ نہیں اور جو نہ پئے گا وہ خدا کا فرمانبردار ہوگا جب وہ لوگ اُس نہر کے قریب پہنچے تو خدا نے اُن کے لئے تجویز کیا کہ ایک ایک چلو پانی پی لینے میں اُن پر الزام نہیں۔ مگر سوائے تھوڑے لوگوں کے سب نے ڈگڈگا کر پیا اور جن لوگوں نے خوب سیر ہوکر پیا وہ ساٹھ ہزار اشخاص تھے اور یہ خدا کی طرف سے اُن کا ایک امتحان تھا۔ ابن بابویہؒ کی روایت کے مطابق جو بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ وہ تھوڑے اشخاص جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا۔ ساٹھ ہزار تھے۔ اور علی ابن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ایک چلو پانی بھی نہیں پیا تھا تین سو تیرہ مرد تھے۔ تو جب نہر سے گذر گئے اور جالوت کے لشکروں کو ان لوگوں نے دیکھا اور اُس کی اور اُس کے لشکر کی قوت وصولت مشاہدہ کی اُن لوگوں نے جنہوں نے پانی خوب پیا تھا کہا ہم آج تو جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ تو جب وہ لوگ اُس نہر سے گذرے (یعنی طالوت اور وہ لوگ) جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے بولے کہ آج ہم کو جالوت اور اُس کے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ[۲۴۹] اور اُن لوگوں نے کہا جو خدا و روز قیامت پر یقین رکھتے تھے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گروہ قلیل جماعت کثیر پر خدا کے حکم سے غالب آجاتا ہے اور خدا تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ آیت ۲۵۰ اور جب وہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کے لئے نکلے تو کہا پالنے والے تو ہم کو صبر کی توفیق عطا فرما اور جنگ میں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما۔ حضرت نے فرمایا یہ کلام اُن لوگوں کا تھا جنہوں نے نہر سے پانی پیا تھا۔ (غرض جنگ شروع ہوئی اور)

حضرت داؤدؑ آکر جالوت کے مقابلہ پر کھڑے ہوگئے۔ وُہ ایک ہاتھی پر سوار تھا۔ سر پر تاج رکھے ہوئے تھا اور اُس کی پیشانی پر ایک یاقوت تھا جس سے نور ساطع تھا اور لشکر اُس کے گرد صف باندھے ہوئے تھا۔ حضرت داؤدؑ نے اُن تین پتھروں میں سے جن کو راستہ میں اٹھایا تھا ایک پتھر نکالا اور گوپھن میں رکھ کر جالوت کے داہنے طرف والے لشکر پر پھینکا وہ پتھر ہوا میں بلند ہُوا پھر اُس کے میمنہ پر آکر گرا جس کو وہ پتھر لگتا تھا وہ فوراً فنا ہو جاتا یہاں تک کہ سب بھاگ کھڑے ہُوئے۔ دوسرا پتھر اُس کے میسرۂ لشکر پر پھینکا اور اُس طرف کے لوگ بھی بھاگے اور تیسرا پتھر جالوت کی طرف پھینکا۔ وُہ پتھر بلند ہوکر جالوت کی پیشانی کے یاقوت پر پڑا اور یاقوت میں سوراخ کرتا ہوا اُس کے مغز تک پہنچا اور جالوت زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ آیت ۲۵۱ یعنی خدا کے حکم سے ہزیمت دی۔ ان لوگوں کو اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا اور خدا نے اُن کو ملک و حکمت عطا کی۔ اور اس میں سے جو کچھ چاہا اُن کو تعلیم کیا اور اگر لوگوں سے خدا ان کے بعض (دشمنوں) کو نہ دفع کرتا تو یقیناً زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن خدا عالم والوں پر صاحب فضل و احسان ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام سے چند معتبر و موثق حدیث میں منقول ہے کہ سکینہ ایک ہوا ہے جو بہشت سے آتی ہے جس کی صورت مانند صورت انسان ہے اور نہایت عمدہ خوشبو رکھتی ہے اور وہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اُس وقت نازل ہوئی جب وُہ خانہ کعبہ (کی دیواریں) تعمیر کر رہے تھے۔ وہ سکینہ خانہ کعبہ کے بنّوں کی جگہ پر حرکت کرتی جاتی تھی اور ابراہیم کعبہ کی بنیاد اُس کے پیچھے پیچھے (اسی جگہ پر) رکھتے جاتے تھے۔ اور یہی سکینہ درمیان تابوت بنی اسرائیل تھی۔ اور وہ طشت بھی تابوت میں تھا۔ جس میں پیغمبروں کے قلوب دھوئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل میں یہ رسم تھی کہ تابُوت جس گھر میں ہوتا۔ پیغمبری بھی اُسی گھر میں ہوتی تھی اور اس امّت کا تابُوت آنحضرت کی تلوار و دیگر اسلحے ہیں یہ چیزیں جس جگہ ہوں گی وہیں امامت ہوگی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ تابوت موسیٰؑ (وہ صندوق جس میں جناب موسیٰؑ کی والدہ نے آپ کو رکھ کر دریا میں بہا دیا تھا (مترجم) تین ہاتھ (لانبا اور) دو ہاتھ (چوڑا) تھا۔ اور

حضرت موسیٰؑ کا عصا اور سکینہ بھی اُس میں تھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ سکینہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ روح خدا تھی۔ جب وہ لوگ کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے تھے تو سکینہ اُن سے باتیں کرتی اور ان لوگوں کو اُس سے آگاہ کرتی جو وہ چاہتے۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوشعؑ نے دار بقا کی جانب رحلت فرمائی اور آپ کے اوصیا اور ائمہ اور پیشواؤں میں اپنے اپنے زمانہ کے ظالموں سے جو حضرت یوشعؑ کے بعد سے حضرت داؤدؑ کے زمانہ تک ہوئے خوفزدہ ہوکر چار سو سال تک پوشیدہ رہے اور اس مدّت میں پندرہ امام ہوئے اور ہر ایک کے زمانہ میں اُن کے ماننے والے پوشیدہ طور پر آ آکر اُن سے مسائل دین حاصل کرتے جب اُن کے آخری امام کا زمانہ منتہی ہوا تو وہ ظاہر ہُوئے اور اُن لوگوں کو بشارت دی۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام (عنقریب) مبعوث ہوں گے اور تم لوگوں کو ظالموں کے شر سے نجات دیں گے اور زمین کو جالوت اور اُس کے لشکر سے پاک کریں گے اور تم لوگوں کو اس تکلیف و مصیبت سے نجات دیں گے۔ پھر وہ لوگ ہمیشہ اُن حضرت کے ظہور کے منتظر رہتے یہاں تک کہ جب آپ کے ظہور کا زمانہ قریب آیا تو حضرت داؤدؑ چار بھائی تھے اُن کے پدر بزرگوار بوڑھے ہو چکے تھے۔ حضرت داؤدؑ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ اُن کے بھائی نہیں جانتے تھے کہ جس داؤدؑ کے وہ لوگ منتظر ہیں اور جو جالوت اور اُس کے لشکر سے دنیا کو نجات دیں گے یہی داؤد ہیں۔ آپ کے شیعہ علاوہ اُس امام کے جو بیشتر تھے یہ جانتے تھے کہ حضرت داؤدؑ پیدا ہو چکے ہیں اور حد کمال کو پہنچ چکے ہیں اور حضرت داؤد کو دیکھتے تھے۔ اُن سے گفتگو کرتے تھے لیکن نہیں جانتے تھے کہ داؤد موعود یہی ہیں۔ جب طالوت نے بنی اسرائیل کو جمع کیا تاکہ جالوت سے جنگ کریں حضرت داؤدؑ کے پدر بزرگوار اپنے چاروں بیٹوں کو لے کر لشکر طالوت کے ہمراہ چلے۔ لیکن بھائیوں نے حضرت داؤد کو کمزور و حقیر سمجھ کر ساتھ نہ لیا اور کہا کہ اس سے سفر میں کیا کام ہو سکتا ہے اس کو گوسفند چرانے میں مشغول رہنا چاہیئے۔ غرضکہ بنی اسرائیل و جالوت کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ بنی اسرائیل بہت خائف ہُوئے اور اُن میں جنگ سے بددلی پھیلنے لگی۔ (اسی اثنا میں) پدر داؤد گھر واپس ہوئے اور حضرت داؤدؑ کے ہاتھ اُن کے بھائیوں کے لئے کھانا بھیجا تاکہ دشمن کے ساتھ جہاد میں ان کو قوت ہو۔ حضرت داؤدؑ پستہ قد کبود چشم تھے جن کے بال کم تھے۔ نہایت پاک دل اور پاکیزہ اخلاق تھے حضرت داؤدؑ اس وقت روانہ ہُوئے جبکہ دونوں لشکر ایک دُوسرے کے مقابل آپہنچ چکے تھے

اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ راستہ میں ایک پتھر کے پاس سے گذرے۔ اس پتھر نے بآواز بلند پکارا کہ اے داؤدؑ مجھ کو اُٹھا لو اور مجھ سے جالوت کو قتل کرو۔ کیونکہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حضرت نے وہ پتھر اٹھا لیا اور اپنے تھیلے میں رکھ لیا جس میں اپنے گوپھن کے پتھروں کو گوسفند چرانے کے سلسلہ میں رکھا کرتے تھے۔ جب بنی اسرائیل کے لشکر میں داخل ہُوئے ان کو معلوم ہوا کہ ان لشکر والوں پر معاملۂ جالوت بہت سخت ہو گیا ہے۔ کہنے لگے اس کو کیا بڑا سخت سمجھتے ہو واللہ اگر میں اس کو دیکھوں تو فوراً قتل کر دوں۔ آپ کا یہ کلام لشکر میں مشہور ہوا۔ یہاں تک کہ طالوت نے بھی سُنا اور اُن حضرت کو بلایا اور کہا اے جوان تجھ میں کتنی طاقت ہے اور اپنی بہادری کا تجھ کو کیا تجربہ ہے کہ طالوت سے لڑنے کی جرأت رکھتا ہے۔ فرمایا (ایک بار) شیر میرے گوسفند کے گلہ میں جھپٹ پڑا اور ایک گوسفند لے کر چلا۔ میں نے اُس کا پیچھا کیا اور اس کی گردن مروڑ کر اُس کے منہ سے گوسفند چھین لیا۔ خدا نے طالوت کو بذریعہ وحی اطلاع دی تھی کہ جس شخص کو تمہاری زرہ ٹھیک ہو جائے اس طرح کہ گویا اُسی کے جسم کے لئے بنی تھی تو وہی شخص جالوت کو قتل کرے گا۔ طالوت نے اپنی زرہ طلب کی اور داؤدؑ کو پہننے کے لئے دیا۔ داؤدؑ نے زرہ پہنی باوجودیکہ اُن کا جسم دُبلا پتلا تھا مگر زرہ اُن کے جسم پر درست اور ٹھیک ثابت ہوئی۔ تو طالوت اور بنی اسرائیل اُن سے خائف ہوئے اور اُن کے مرتبہ کی بلندی کو سمجھے طالوت نے کہا امید ہے کہ جالوت کو یہ جوان قتل کرے گا۔ دُوسرے روز جب دونوں طرف سے لشکر مقابلہ پر آمادہ ہوئے داؤدؑ نے طالوت سے کہا کہ جالوت کو مجھے دکھا دیجئے۔ (لوگوں نے) جالوت کو پہچنوایا۔ حضرت داؤدؑ نے اُسی پتھر کو جس کو راستہ میں اُٹھا کر اپنے تھیلے میں ڈال رکھا تھا نکالا اور گوپھن میں رکھ کر جالوت کی طرف پھینکا۔ وہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا اور اس کے سر کے مغز تک پہنچ گیا۔ وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور لشکر میں مشہور ہو گیا کہ داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا ان کو اُن لوگوں نے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ پھر اس کے بعد کسی نے طالوت کی فرمانبرداری نہ کی۔ بنی اسرائیل اُن کے پاس جمع ہُوئے اور اُن کی اطاعت کی۔ خدا نے زبور اُن پر نازل کی اور زرہ بنانا اُن کا سکھایا اور لوہے کو اُن کے ہاتھ میں موم کے مانند نرم کر دیا۔ اور (خدا نے) طائروں کو پہاڑوں کو حکم دیا کہ اُن کے ساتھ تسبیح و تہلیل کیا کریں اور وہ لحن عطا فرمایا کہ اُن سے پہلے کسی نے ویسا لحن نہ سُنا تھا

اور ان کو عبادت کی کمال طاقت عطا کی تھی۔ وہ بنی اسرائیل کے درمیان پیغمبری اور خلافت الٰہی کے ساتھ قائم رہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پیغمبری اور بادشاہی الگ الگ تھی خدا نے حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں دونوں کو ایک ذات میں جمع فرما دیا۔ بادشاہ وہ ہوتا تھا جو لشکر کے ساتھ جہاد کرتا اور پیغمبر اُس کے معاملات کا انتظام کرنے والا ہوتا اور خدا کی جانب سے خبریں اس کو پہنچاتا۔ اسی لئے بنی اسرائیل نے جالوت کے زمانہ میں اپنے پیغمبر سے ایک بادشاہ کی خواہش کی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں وفا۔ سچائی اور جہاد کی رغبت نہیں ہے۔ اِن لوگوں نے عرض کی ہم جہاد کیوں نہ کریں گے جبکہ ان (ظالموں) نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال دیا اور ہم کو ہمارے اہل و عیال سے جدا کر دیا ہے تو خداوند عالم نے طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا تب وہ کہنے لگے۔ کہ طالوت ایسا مرتبہ کہاں رکھتا ہے کہ ہمارا بادشاہ بنے۔ وہ نہ پیغمبروں کے خاندان سے ہے نہ بادشاہی خاندان سے اور پیغمبر لاوی کے خاندان سے اور بادشاہ یہودا کے خاندان سے ہوا کرتا ہے اور وہ بنیامین کی اولاد سے ہے۔ پیغمبر نے فرمایا خدا نے اس کو جسم و شجاعت و دانائی عطا فرمائی ہے۔ اور بادشاہی خدا کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے تم لوگوں کو لازم نہیں ہے کہ جس کو خدا مقرر فرمائے تم اس کو رد کرو۔ اور اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تابوت جو ایک مدت سے تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ فرشتے اس کو تمہارے واسطے لے آویں گے اور تم ہمیشہ تابوت کی برکت سے لشکروں کو شکست دو گے۔ تب وہ بولے کہ اگر تابوت آ جائے تو ہم راضی ہیں اور اس کی اطاعت کریں گے۔ امام نے فرمایا کہ تابوت میں الواح حضرت موسیٰؑ کے ٹکڑے تھے جن میں وہ علوم درج تھے جو حضرت موسیٰؑ پر آسمان سے نازل ہُوئے تھے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ داؤد علیہ السّلام مسجد سہلہ سے جالوت کی جنگ کو متوجہ ہوئے۔

جناب امیر علیہ السلام سے حدیث معتبر میں آخر ماہ کے چہار شنبہ کی نحوست کے بارے میں منقول ہے کہ اسی روز قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت حاصل کیا تھا[1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اُس زمانہ کے پیغمبر کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شموئل بن صفیہ تھے جو فرزندانِ لاوی سے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ یوشع علیہ السلام تھے اور اکثر لوگوں نے کہا ہے (باقی صفحہ پر)

جاننا چاہیئے کہ اکثر مورخین ومفسرین عامّہ نے طالوت کو خطا وکفر سے نسبت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ جالوت کے قتل کے بعد حضرت داؤدؑ کے دشمن ہو گئے تھے اور اور اُن حضرت کو مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے تھے اور بہت سی نامناسب باتوں کی آنحضرت کی طرف نسبت دینے لگے تھے۔ لیکن احادیث شیعہ سے یہ مزخرفات ظاہر نہیں ہوتے بلکہ آیات کے ظاہری معانی سے اور اکثر روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حق وصداقت پر قائم رہے اور غیر مشہور خطبوں سے بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں اس امت کا طالوت ہوں۔

(بقیہ حاشیہ صـ۵۹۹) کہ اشموئیل تھے جس کا ترجمہ عربی زبان میں اسمٰعیل ہے حضرت امام محمد باقرؑ کا ارشاد ہے کہ اشموئیل تھے۔ علی ابراہیم نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ ارسیا تھے۔

شیخ طبرسی کہتے ہیں کہ بعضوں نے کہا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بہت زیادہ اعمال بد کئے تو حق تعالیٰ نے قوم عمالقہ کو اُن پر مسلط کیا۔ جنہوں نے اُن کے ہاتھ سے تابوت چھین لیا اُنہی کے پاس تابوت رہا یہاں تک کہ ملائکہ اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اٹھا لے گئے۔ پھر بنی اسرائیل کے واسطے لائے۔ حضرت صادقؑ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب عمالقہ کے لوگ تابوت کو لے گئے اور اپنے بت خانہ میں لے جا کر رکھا تو تمام بت سرنگوں ہو گئے۔ پھر وہاں سے نکال کر شہر کے ایک کنارے پر رکھا تو اُن میں گلے کا درد اور طاعون پیدا ہو گیا۔ غرض جس جگہ اُن لوگوں نے اس تابوت کو رکھا کوئی نہ کوئی بلا اُن پر نازل ہوئی۔ آخر کار اس کو عرّادہ میں رکھ کر دو بیلوں پر باندھ دیا اور شہر سے باہر نکال دیا۔ ملائکہ آئے اور اُن بیلوں کو ہنکا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے۔

بعضوں کا قول ہے کہ یوشع نے اس کو صحرائے تیہ میں رکھا تھا اور فرشتے وہاں سے لائے۔ بعضوں نے کہا کہ تین ہاتھ لانبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اُس پر سونے کے پتّر چسپاں تھے اُس کو جنگ میں آگے رکھتے تھے۔ ایک آواز اس میں سے نکلتی۔ جب وہ تیز ہوتی لوگ (جوش میں) آگے بڑھتے اور جنگ کو فتح کر لیتے تھے اور جب اُس کی آواز بند ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی لڑائی سے رُک جاتے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ طالوت کے ساتھ والے اسّی ہزار اشخاص تھے بعضوں نے ستّر ہزار کہا ہے اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایک گھونٹ عـــه (باقی صـ۶۰۱ پر)

عـــه جب طالوت جنگ جالوت کے لئے روانہ ہوئے تو اپنے لشکر والوں سے کہا تھا کہ خدا ایک نہر کے ذریعہ تمہارا امتحان لے گا تو جو شخص اس نہر سے پانی پئے گا وہ مجھ سے نہیں اور جو نہ پیئے گا وہ مجھ سے ہے یا اگر کوئی ایک چلّو پانی پی لے گا۔ تو اس پر بھی کوئی الزام نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کے قبل مذکور ہو چکا ہے۔ ۱۲ مترجم

واضح ہو کہ یہ آیتیں دلیل ہیں اس پر کہ امیرالمومنین علیؑ اُن لوگوں سے زیادہ خلافت وامامت کے حقدار ہیں جن لوگوں نے کہ آپ کی خلافت کو غصب کیا اس لئے کہ یہ آیتیں صریح اس بات کی دلیل ہیں کہ بادشاہی وریاست خدا کے لئے شجاعت وعلم کی زیادتی ضروری ہے اور باتفاق تمام امت جناب امیر علیہ السلام تمام صحابہ سے بہت زیادہ شجاع اور بہت زیادہ عالم تھے۔ اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اس لئے وہ خلافت وامامت کے زیادہ مستحق تھے۔ ان لوگوں سے جو اکثر جہاد سے بھاگتے رہے اور اکثر مقدمات میں اپنی جہالت کا اظہار کرتے رہے اور حضرت علی علیہ السلام کی جانب رجوع کرتے رہے۔

(بقیہ حاشیہ صـ۶۰۰) سے زیادہ نہیں پیا تھا۔ تین سو تیرہ افراد تھے اُن اصحاب رسول صلعم کی عدد کے موافق جو جنگ بدر میں تھے اور وہ لوگ جنگ میں اُن کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خدا کی نصرت ومدد پر ایمان رکھتے تھے اور جن لوگوں نے زیادہ پانی پیا تھا وہ لوگ جہاد سے بھاگ گئے تھے۔ جناب امیرؑ کے خطبہ طالوتیہ اور دوسری تمام حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ ثابت قدم رہ گئے تھے یہی تین سو تیرہ اصحاب تھے اور بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے بالکل پانی نہیں پیا تھا وہ یہی تین سو تیرہ اصحاب تھے اور جن لوگوں نے ایک چلو سے زیادہ پانی نہیں پیا تھا وہ ان لوگوں سے زیادہ تھے۔ اس طرح مختلف حدیثوں کو جمع کیا جا سکتا ہے۔

بیسواں باب

حضرت داؤد علیہ السّلام کے حالات

فصل اوّل ۔ فضائل وکمالات ومعجزات و وجہ تسمیہ وکیفیت حکم وقضا وعمر و وفات حضرت داؤد علیہ السّلام

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت داؤد پیغمبروں میں سے تھے اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے اور اُن چار پیغمبروں میں سے تھے جن کو خدا نے شمشیر سے جہاد کرنے کے لئے اختیار فرمایا تھا۔ اور آئندہ بیان ہوگا کہ آپ کا نام اس لئے داؤدؑ ہوا کہ آپ نے اپنے دل کے زخم کا جو ترک اولٰی کی وجہ سے ہوا تھا مودت الٰہی کے ذریعہ علاج کیا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے بعد کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جو بادشاہ ہوتا سوائے ذوالقرنین اور داؤد اور سلیمان اور حضرت یوسف علیہم السلام کے۔ حضرت داؤدؑ کی بادشاہی بلاد شام سے بلاد اصطخر فارس تک تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے روز یکشنبہ کو رحلت فرمائی۔ مرغان ہوا نے آپ پر اپنے پروں سے سایہ کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ (سورۂ انبیاء آیت ۷۹ پ۱۷) یعنی ہم نے داؤدؑ کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا تاکہ اُن کے ساتھ تسبیح کریں۔ اور طائروں کو بھی جو اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اور ہم اس قسم کے امور کرنے والے ہیں۔ (یعنی یہ امور ہماری قدرت وطاقت سے بعید نہیں ہیں)۔ بعض کہتے ہیں کہ جب وہ ذکر الٰہی اور تسبیح کا آغاز کرتے تھے۔ پہاڑ اور طیور آپ کے ساتھ ہم آواز ہو کر تسبیح کرنے لگتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ اور مرغان ہوا آپ کے ہمراہ چلتے تھے۔ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ (سورۂ انبیاء آیت ۸۰) اور ہم نے ان کو تمہارے لئے لباس (زرہ) کا بنانا سکھایا تاکہ وہ تم کو جنگ میں ہتھیار سے محفوظ رکھے تو کیا خدا کی ان نعمتوں پر

شکر کرتے ہو سب سے پہلے جس نے زرہ بنائی وُہ حضرت داؤد تھے۔ پہلے لوگ آہنی ٹکڑے سینہ پر باندھتے تھے اور اُس کی گرانی سے جنگ نہیں کر سکتے تھے پس خدا نے لوہے کو اُن کے ہاتھ میں مثل خمیر کے نرم کر دیا اور وہ اپنے ہاتھ سے زرہ بناتے تھے جو ہلکی ہونے کی وجہ سے آلاتِ حرب سے جسم کی حفاظت کرتی تھی۔ پھر خدا نے فرمایا ہے کہ۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ (آیت ۱۰ سورۂ السبا پ۲۲) یعنی ہم نے اپنی جانب سے داؤد کو فضل عطا کیا (اور شرف تمام لوگوں پر یہ کہ ہم نے کہا) اے پہاڑو اور طائرو جب وہ تسبیح و استغفار کے ساتھ ہماری طرف رجوع ہوں تو تم بھی اُن کی موافقت کرو۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت داؤد تسبیح و تقدیس کرتے تھے خداوند عالم اُن کے ساتھ پہاڑوں اور طائروں کو گویا کر دیتا تھا (تو وہ بھی آپ کے ساتھ حمد الٰہی میں شریک وہم آواز ہوتے تھے) بعض کہتے ہیں کہ خدا اُن کو اس وقت شعور و زبان عطا فرماتا تھا تو وہ آنحضرت کے ساتھ شریک ذکر خدا ہوتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ سب آنحضرت کے ساتھ حرکت کرتے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ ان سب کو آنحضرت کا مسخر فرما دیا تھا کہ آپ جو ارادہ پہاڑوں کے بارے میں کرتے مثلاً معاون کا ظاہر ہونا اور نکل آنا یا کنواں کھودنا وغیرہ آسانی سے ممکن تھا۔ اور جو حکم طائروں کو دیتے تھے وہ اطاعت کرتے تھے۔ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (سورۂ سبا) ہم نے لوہے کو ان کے لئے (مثل موم کے) نرم کر دیا اور حکم دیا کہ کشادہ زرہیں اور اندازہ کے موافق اُن کے حلقے بناؤ اور نیک اعمال بجا لاؤ کیونکہ جو کچھ تم لوگ کرتے ہو میں سب دیکھتا ہوں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (آیت ۱۵ سورۂ النمل پ۱۹) اور ہم نے داؤد و سلیمان علیہم السلام) کو علم بزرگ عطا کیا انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اور ستائش خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو فضیلت و برتری اپنے بہت سے مومن بندوں پر عطا فرمائی۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ و سلیمانؑ کو وہ آیات ومعجزات عطا فرمائے جو کسی پیغمبر کو نہیں عطا فرمایا (یعنی) تعلیم کی ان کو زبان طیور اور ان کے لئے آہن اور رانگے کو نرم کیا بغیر آگ کے اور پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور اُن پر زبور نازل کیا جس میں
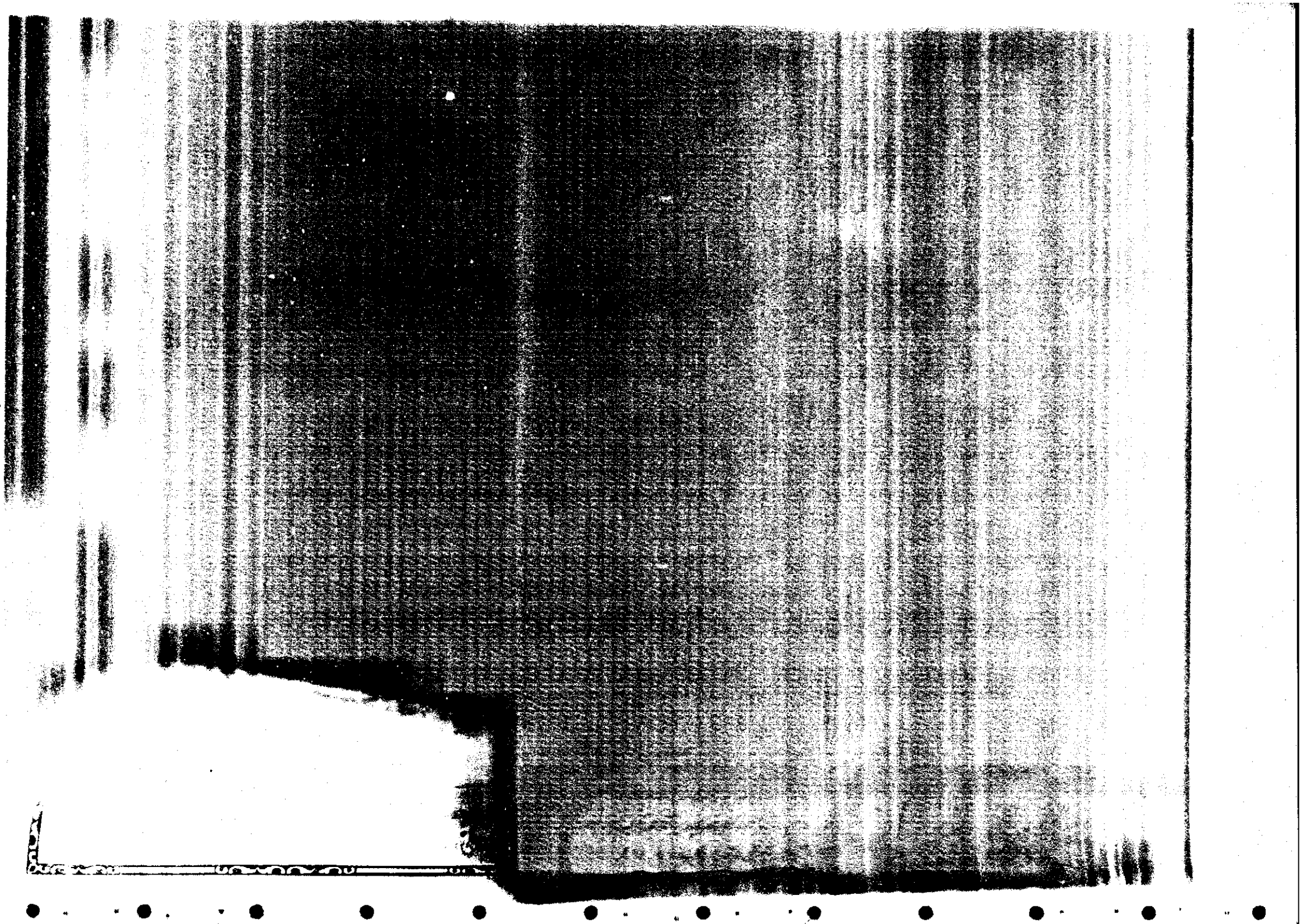
توحید و تمجید الٰہی اور دُعا و مناجات تھی اور زبور میں پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرالمومنین حضرت علیؑ اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں خبریں تھیں۔ اور ائمہؑ و مومنین کے رجعت کے حالات اور حضرت صاحب الامر علیہ السّلام کے ظہور کی خبریں مذکور تھیں جیسا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ (آیت ۱۰۵ سورۂ انبیا پ۱۷) یعنی ہم نے زبور میں (پیغمبر آخر الزمان کے) ذکر کے بعد لکھا تھا کہ زمین ہمارے نیک بندوں کو میراث میں پہنچے گی۔ جس سے بہت سی حدیثوں کے موافق ائمہ معصومین مراد ہیں پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب داؤدؑ صحرا میں زبور کی تلاوت فرماتے تھے پہاڑ اور مرغان ہوا اور وحشیان صحرا ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور لوہا موم کی طرح ان کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا۔ جس سے جو کچھ وہ چاہتے تھے بغیر آگ پر پگھلائے ہوئے آسانی سے بنا لیتے تھے۔

حضرت صادق علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہے کہ جب اُن حضرت (صادق) پر کوئی کام دشوار ہوتا تو اُس کو روز سہ شنبہ کو کرتے جس روز خدا نے حضرت داؤدؑ کے لئے لوہا نرم فرمایا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤد پر وحی نازل فرمائی کہ تم ایک نیک و شائستہ بندہ ہوتے اگر اپنے ہاتھ سے محنت کرکے اپنا رزق حاصل کرتے اور بیت المال سے نہ کھاتے۔ حضرت یہ سُن کر بہت روئے تو خدا نے لوہے کو وحی کی کہ میرے بندے داؤد کے لئے نرم ہو جا غرض حضرت داؤد ایک زرہ روز تیار کرتے اور ایک ہزار درم پر فروخت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین لاکھ ساٹھ ہزار میں فروخت کیں اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے اور حضرت علی علیہ السلام نے اپنے کسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو تاسّی کرو۔ داؤدؑ صاحب مزامیرؑ کی جو زبور کو خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے۔ وُہ قاری اہل بہشت ہوں گے۔ وہ زنبیلیں خرما کے چھال کی بُنتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ تم میں کون ایسا ہے جو اس کو لے جا کر فروخت کرے وہ اس کی قیمت سے جَو کی روٹی خرید کر نوش فرماتے تھے[1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ شاید زنبیل کا بننا لوہا نرم ہونے سے پہلے کا مشغلہ رہا ہوگا۔ اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کی آواز اس قدر دلکش تھی کہ جب محراب عبادت میں (زبور) کی تلاوت فرماتے تو مرغان ہوا آپ کے سر پر ہجوم کر لیتے اور وحشیان صحرا آواز سنتے ہی بے تابانہ لوگوں کے درمیان سے حضرت کے پاس آکر جمع ہو جاتے جن کو ہاتھ سے پکڑ لیا جا سکتا۔ (باقی صفحہ ۶۰۵ پر)

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ آج خدا کی ایسی عبادت کروں گا اور زبور کی اس طرح تلاوت کروں گا کہ ایسی کبھی نہ کی ہو گی۔ پھر اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور بندگی کی جو شرط تھی بجا لائے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے ناگاہ ایک مینڈک وہیں ظاہر ہوا اور بحکم خدا بولا کہ اے داؤد کیا تمہیں یہ عبادت و قرأت جو تم نے آج کی ہے پسند آئی۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ مینڈک نے کہا تم کو اس عبادت و قرأت پر خوش نہ ہونا چاہیئے۔ میں ہر شب خدا کی ہزار تسبیح کرتا ہوں جن میں ہر ایک سے تین ہزار تسبیحیں مجھ پر (شاخ کی طرح) پھیلتی اور پیدا ہوتی ہیں حالانکہ میں پانی کی تہ میں ہوتا ہوں اور کسی طائر کی آواز ہوا میں سنتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ وہ بھوکا ہے اس لئے پانی کی سطح پر اُبھر آتا ہوں تاکہ وہ مجھے کھالے بغیر اس کے کہ کوئی گناہ مجھ سے ہوا ہو۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز محراب عبادت میں تھے ناگاہ ایک سُرخ کیڑا محراب کی جانب حرکت کرتا ہوا اُن کے سجدے کی جگہ تک پہنچا۔ حضرت داؤدؑ نے دیکھا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا نے اس کو کس واسطے پیدا کیا ہے۔ تو خدا نے آپ کو تنبیہ و تادیب کے لئے اُس کیڑے کو گویا فرمایا اُس نے بحکم خدا کہا کہ اے داؤدؑ تم نے میری آواز سنی یا سخت پتھر پر میرے پیروں کا نشان دیکھا۔ حضرت نے فرمایا نہیں اُس نے کہا یقیناً عالموں کا پروردگار میرے پیروں کی چاپ اور سانس کی صدا اور میری آواز سنتا ہے اور میرے قدموں کا اثر سنگ سخت پر دیکھتا ہے لہذا اپنی آواز کو دھیمی کرو اور اُس کی بارگاہ میں اس قدر فریاد نہ کرو۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ حج کے لئے آئے اور عرفات میں حاضر ہوئے اور وہاں لوگوں کی کثرت ملاحظہ فرمائی تو پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے گئے اور تنہا دعا میں مشغول ہوئے۔ جب مناسک حج سے فارغ ہوئے جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم پہاڑ پر کیوں گئے تھے کیا تم نے سمجھا تھا کہ تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کی وجہ سے مجھ سے پوشیدہ رہ جاتی؟ پھر حضرت جبرئیلؑ داؤد علیہ السلام کو جدہ کی جانب لے گئے اور وہاں سے اُن کو دریا کی تہہ میں پہنچایا اور چالیس روز کی راہ تک لے گئے جیسے کہ میدانوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۴) اور بہت سی احادیث معتبرہ میں منقول ہے کہ وہ ایک روزہ رکھتے اور ایک روز افطار فرماتے تھے۔ ۱۲

میں چلتے ہیں یہاں تک کہ ایک پتھر تک پہنچے اور اُس کو شگافتہ کیا اُس میں ایک کیڑا نظر آیا۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں دریا کی گہرائی میں اس پتھر کے اندر اس کیڑے کی آواز سنتا ہوں اور اس کے حال سے غافل نہیں ہوں اور تم نے یہ گمان کیا کہ میں تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کے مل جانے سے نہ سُن سکتا۔ [1]

بہ سندہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خدا سے دُعا کی کہ جو معاملہ بھی اُن کے پاس آئے خدا کے علم میں جو اُس کا حکم واقع ہو اُن پہ وحی فرمائے تاکہ اُس مُعاملہ کا وہ اُسی طرح فیصلہ کردیں خداوند عالم نے فرمایا کہ اے داؤدؑ لوگ اس کا تحمل نہ کرسکیں گے لیکن میں تمہاری خواہش پوری کروں گا۔ اُس کے بعد ایک شخص اُن حضرت کے پاس آیا اور فریاد کی اور ایک شخص کے بارے میں بیان کیا کہ اُس نے مجھ پر ظلم کیا ہے خدا نے حکم دیا کہ مدعیٰ علیہ جو لوگ ہیں اُن کو حکم دے دو کہ اس شخص کی گردن ماردیں اور اس کا مال بھی اُن ہی لوگوں کو دلوادو۔ حضرت داؤدؑ نے ایسا ہی کیا۔ تو بنی اسرائیل نے چیخ و پکار شروع کی اور کہنے لگے کہ مظلوم کے ساتھ آپ نے ایسا کیا (جو عدل کے خلاف تھا) پھر حضرت داؤدؑ نے دُعا کی کہ خداوندا مجھے اس بلا سے نجات عطا فرما۔ وحی نازل ہوئی کہ اے داؤدؑ تم نے حکم واقع کی مجھ سے خواہش کی تھی۔ (تو حکم واقع یہی تھا کیونکہ) جو شخص دعویٰ لیکر آیا تھا وہ خود مدعا علیہ کے باپ کا قاتل تھا اور اس نے اس کا مال غصب کرلیا تھا۔ میں نے حکم دے دیا کہ مدعیٰ علیہ اپنے باپ کے قتل کے عوض مدعی کو قتل کرے اور اپنے باپ کا مال اُس سے حاصل کرلے۔ اُس کا باپ فلاں باغ میں فلاں درخت کے نیچے مدفون ہے۔ اُس جگہ جاؤ اور اُس کا نام لیکر آواز دو وہ جواب دیگا اُس سے دریافت کرو کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ حضرت داؤدؑ یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے کہا خدا نے مجھ کو اس بلا سے نجات بخشی۔ اور سب کو ہمراہ لے کر حضرت اس درخت کے پاس پہنچے۔ اُس مقتول کا نام لے کر پکارا۔ اس نے جواب دیا کہ لبیک

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ حضرت داؤدؑ پر یہ امر پوشیدہ نہ تھا کہ علم الٰہی تمام چیزوں پر محیط ہے لیکن چاہا کہ دُعا میں لوگوں سے ممتاز رہیں۔ چونکہ یہ فعل ایسے گمان کا مظہر تھا اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ جب کوئی امر مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تو دُوسروں کے ساتھ دعا میں شریک رہنا بہتر ہے اس سے کہ اُن سے کنارہ کیا جائے یا شاید آنحضرت کے اس فعل سے دوسروں کو یہ توہم ہوا ہو اور خدا نے آنحضرت کی تنبیہ اور دُوسروں کی تعلیم کے لئے یہ امر آنحضرت پر ظاہر فرمایا ہو کہ اُن لوگوں پر ظاہر کریں تاکہ یہ توہم اُن کا زائل ہو واللہ اعلم ۱۲

اے خدا کے رسول حضرت نے پوچھا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اُس نے کہا فلاں شخص نے۔ اور میرا سب مال وہی لے گیا۔ یہ معلوم ہوا تو بنی اسرائیل راضی ہوئے۔ پھر حضرت داؤدؑ نے خدا سے التجا کی کہ حکم واقعی اُن سے اُٹھالے۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ میرے بندے دُنیا میں حکم واقع کی تاب نہیں لاسکتے لہٰذا مدعی سے گواہ طلب کیا کرو اور مدعیٰ علیہ کو قسم دے کر حالات معلوم کرکے فیصلہ کرو اور حکم واقع مجھ پر چھوڑ دو کہ میں بروز قیامت (اسی کے مطابق) اُن کے درمیان فیصلہ کروں گا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے بسند صحیح روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خدا سے سوال کیا کہ اپنے بندوں کے درمیان جس طرح تو فیصلہ آخرت میں کرے گا اُن میں سے ایک فیصلہ مجھے بھی دکھا دے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جس امر کا تم نے سوال کیا اپنی مخلوق میں کسی پر میں نے ظاہر نہیں کیا اور سزاوار نہیں ہے کہ کوئی میرے سوا اس طرح حکم کرے۔ حضرت نے دوبارہ یہی خواہش کی تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ تم نے وہ سوال کیا ہے جو کسی پیغمبر نے نہیں کیا تھا۔ خدا نے تمہاری دُعا قبول فرمائی کل جو پہلا مقدمہ تمہارے سامنے آئے گا اُس میں حکم آخرت خداوند عالم تم پر ظاہر فرمائے گا۔ دوسرے روز جب حضرت نے اجلاس فرمایا ایک بوڑھا شخص ایک جوان سے دست و گریباں داخل ہوا۔ اُس جوان کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا۔ مرد پیر نے کہا یاحضرت یہ شخص بغیر میری اجازت کے میرے باغ میں داخل ہوا۔ میرے انگور کے درختوں کو خراب کیا انگور بھی کھایا۔ حضرت نے اُس جوان سے پوچھا اُس نے کہا بیشک میں نے ایسا کیا ہے۔ خدا نے حضرت پر وحی فرمائی کہ اگر ان کے درمیان آخرت کے مطابق حکم کروں گا تو تم اُس کے متحمل نہ ہوسکو گے اور نہ بنی اسرائیل قبول کریں گے۔ اے داؤدؑ وہ باغ اسی جوان کے باپ کا ہے اس شخص نے اس کے باغ میں جاکر اُس کو قتل کیا اور اُس کا چالیس ہزار درہم غصب کیا اور باغ کے ایک کنارے دفن کردیا ہے۔ لہٰذا اُس جوان کے ہاتھ میں تلوار دے کر حکم دو کہ اس بڈھے شخص کو قتل کرکے اپنے باپ کا قصاص لے اور باغ اسی جوان کو دے دو اور کہہ دو کہ باغ کے فلاں مقام کو کھود کر اپنا مال نکال لے۔ داؤدؑ کو اندیشہ ہوا مگر خدا کے ارشاد کے مطابق حکم جاری فرمایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ دو شخصوں کے درمیان ایک گائے کے بارے میں جھگڑا ہوا اور دونوں نے گائے کو اپنی مِلک ثابت کرنے کے لئے گواہ پیش کئے۔ حضرت داؤدؑ نے محراب عبادت میں جاکر مناجات کی کہ پروردگارا میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ

کرنے سے عاجز ہوں تو حکم کر۔ خدا نے وحی فرمائی کہ جس شخص کے ہاتھ میں گائے کی ڈور ہے اُس سے لیکر گائے کو دوسرے شخص کے سپرد کردو اور اُس کی گردن مار دو۔ حضرت نے ایسا ہی کیا تو بنی اسرائیل نے شور مچایا کہ یہ کیسا فیصلہ ہے۔ حضرت داؤد پھر محراب عبادت میں آئے اور دعا کی کہ خدایا بنی اسرائیل اُس حکم پر راضی نہیں ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس شخص نے جس کے ہاتھ میں گائے تھی دوسرے شخص کے باپ کو قتل کیا تھا اور گائے اس سے لے لی تھی۔ لہذا آئندہ جب ایسا معاملہ تمہارے پاس آئے تو شرع کے حکم ظاہری پر عمل کرو اور مجھ سے سوال مت کرنا کہ ان کے درمیان فیصلہ کروں۔ میرا فیصلہ روز قیامت پر چھوڑ دو۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں آسمان سے ایک زنجیر لٹکی رہتی۔ جس کے ذریعہ سے لوگ اپنا فیصلہ کرتے تھے یعنی جو سچا ہوتا اُس کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ جاتا تھا اور جو جھوٹا ہوتا اُس کا ہاتھ نہ پہنچتا چنانچہ ایک شخص نے ایک شخص کو ایک موتی سپرد کیا (طلب کرنے پر) اُس نے انکار کیا۔ اور اپنی لاٹھی کے درمیان چھپا دیا تھا۔ مالک گوہر نے اُس سے کہا کہ زنجیر کے پاس چلو تاکہ حق و باطل کا اظہار ہو (وہ شخص راضی ہوگیا اور زنجیر کے پاس دونوں پہنچے) پہلے اصل مالک نے زنجیر پکڑنا چاہا زنجیر اُس کے ہاتھ میں آگئی (گویا یہ ثابت ہوا کہ اس نے موتی اس شخص کو دیا اور اپنے اس دعوے میں سچا ہے) پھر دوسرے کی باری آئی تو اس نے اپنا عصا (جس میں موتی چھپا رکھا تھا) صاحب مال کو دے کر کہا کہ اس کو لے لو تو میں زنجیر پکڑوں۔ اس حیلہ سے زنجیر اُس کے ہاتھ میں بھی آگئی کیونکہ موتی عصا کے اندر تھا اور عصا اُس نے موتی کے اصل مالک کو اُس وقت دے دیا تھا۔ غرض ایسی مکاری جب کی گئی تو خدا نے زنجیر آسمان پر اُٹھالی اور حضرت داؤدؑ کو حکم دیا کہ گواہ اور قسم کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ حضرت قائم آل محمدؐ جب ظاہر ہوں گے تو حضرت داؤدؑ کے فیصلہ کے مطابق خود اپنے علم سے فیصلہ فرمایا کریں گے حکم واقع کے طور پر اور گواہ وغیرہ طلب نہ کریں گے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام داخل مسجد ہوئے۔ ناگاہ ایک جوان آپ کی خدمت میں روتا ہوا آیا۔ اس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو اس کو تسلی و تشفی دے رہے تھے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ کیوں

روتا ہے عرض کی یا حضرت شریح قاضی نے میرے معاملہ کا وہ فیصلہ کیا ہے جس کو میں نہیں سمجھ سکتا۔ یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ساتھ سفر میں لے گئے تھے۔ اب یہ لوگ واپس آئے ہیں اور میرے باپ کو نہیں لائے۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے کہتے ہیں مر گیا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا سارا مال کیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا ہے۔ میں ان کو قاضی شریح کے پاس لے گیا۔ اُس نے ان لوگوں کو قسم دے کر حال معلوم کیا (اور چھوڑ دیا) حالانکہ یا امیر المومنینؑ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ اپنے ہمراہ بہت مال لے گیا تھا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا واپس چلو اور قاضی شریح کے پاس تشریف لائے اور پوچھا ان کے درمیان تو نے کس طرح فیصلہ کیا۔ اُس نے عرض کی اس جوان نے دعویٰ کیا۔ میرا باپ ان لوگوں کے ساتھ سفر کو گیا تھا واپس نہیں آیا اور نہ اُس کا کچھ مال ہی یہ لوگ لائے اور کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے جوان سے پوچھا کہ تیرا کوئی گواہ ہے اُس نے کہا نہیں تو میں نے ان لوگوں کو قسم دے کر معلوم کیا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا افسوس اس معاملہ میں اس طرح حکم و فیصلہ تو کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس قضیہ کا اس طرح فیصلہ کروں گا کہ میرے قبل سوائے داؤدؑ پیغمبر کے کسی نے نہیں کیا ہے۔ پھر قنبر سے فرمایا کہ لشکر کے پہلوانوں کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک کو اُس جماعت کے ایک ایک شخص پر موکل فرمایا پھر اُن لوگوں سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ جو کچھ تم نے اس کے باپ کے ساتھ کیا ہے میں نہیں جانتا اگر اتنا بھی نہ سمجھ سکا تو پھر ناداں و ناسمجھ ہی ٹھہرا۔ پھر حکم دیا کہ ان کو الگ الگ کر کے مسجد کے ایک ایک ستون کے پیچھے کھڑا کرو اور اُن کے سروں کو اُن کے کپڑوں سے چھپا دیا تاکہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ پھر اپنے کاتب (پیشکار) عبداللہ بن رافع کو طلب کیا وہ قلم و کاغذ لے کر حاضر ہوا اور حضرت خود تخت عدالت پر متمکن ہوئے۔ لوگ حضرت کے گرد جمع تھے ان سے فرمایا کہ جب میں اللہ اکبر کہوں اُن میں سے ایک کو حاضر کرو۔ چنانچہ پہلے اُن میں سے ایک شخص کو طلب فرما کر اپنے سامنے بٹھایا اور اُس کے سر و چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور عبداللہ بن رافع کو حکم دیا کہ جو کچھ میں کہوں لکھتے جاؤ۔ اور اُس سے سوال کرنا شروع کیا کہ کس روز اپنے اپنے گھروں سے تم لوگ روانہ ہوئے اور اس کا باپ تمہارے ساتھ تھا۔ اُس نے کہا فلاں روز۔ فرمایا کون مہینہ تھا اُس نے مہینہ کا نام لیا۔ پوچھا کس منزل پر پہنچے کہا فلاں منزل پر۔ پوچھا کس کے مکان میں قیام کیا۔ کہا فلاں کے۔ پوچھا وہ کس مرض میں

مبتلا ہوا تھا کہا فلاں مرض میں۔ پوچھا وہ کتنے دن بیمار رہا کہا اتنے دن۔ اسی طرح اور تمام سوالات کئے کہ کس روز اس نے انتقال کیا۔ کس نے اس کو غسل دیا کس نے کفن پہنایا اور کفن اس کا کیسا تھا۔ کس نے نماز میت پڑھی۔ کون اُس کو قبر میں لے گیا پھر حضرت نے اللہ اکبر فرمایا۔ تمام حاضرین نے تکبیر کہی۔ اُس شخص کے ساتھیوں نے یقین کر لیا کہ اُس نے اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے متعلق اقرار کر لیا کہ اُس کے باپ کو قتل کیا ہے۔ اسی لئے تمام حاضرین صدائے تکبیر بلند کر رہے ہیں۔ پھر حضرت کے حکم سے اُس کے سر اور مُنہ کو چھپا کر اس کی جگہ پر پہنچا دیا۔ اور دوسرے شخص کو بُلایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ تو سمجھتا تھا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے کیا کیا ہے۔ اُس نے کہا یا امیر المومنینؑ میں بھی اُن میں سے تھا (مگر) اُس کے قتل پر راضی نہ تھا اور اقرار جرم کر لیا۔ اسی طرح ایک ایک کرکے سب کو طلب کیا۔ سب نے اقرار جرم کیا آخر میں پھر اُسی شخص کو بُلایا جسے سب سے پہلے طلب کیا تھا اور اُس نے بھی اقرار کیا۔ کہ ہم سب نے اس شخص کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کا مال لیا ہے۔ غرض حضرت نے ان سب پر اس جوان کا مال اور خون ثابت کر دیا۔ شریح قاضی نے عرض کی یا مولا حضرت داؤدؑ نے کس طرح فیصلہ کیا تھا وہ بھی ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت کا گذر ہُوا کچھ لڑکوں کی طرف جو کھیل رہے تھے اور ایک لڑکے کو مَاتَ الدِّیْنُ کہہ کر پکارتے تھے (یعنی دین مرگیا) حضرت داؤدؑ نے اُس لڑکے کو اپنے پاس بُلایا اور پوچھا کہ تیرا یہ نام کس نے رکھا ہے۔ اُس نے کہا میری ماں نے تو داؤدؑ اُس لڑکے کو ساتھ لے کر اُس کی ماں کے پاس گئے اور پوچھا کہ تمہارے اس فرزند کا نام کس نے رکھا ہے اُس نے کہا اُس کے باپ نے آپ نے دریافت فرمایا کہ کس طرح؟ واقعہ بیان کرو عورت نے کہا اس کا باپ ایک جماعت کے ساتھ سفر میں گیا اُس وقت یہ لڑکا میرے شکم میں تھا۔ وہ جماعت سفر سے واپس آئی اور میرا شوہر نہیں آیا۔ میں نے اُن لوگوں سے اُس کا حال پوچھا تو اُن لوگوں نے بتایا کہ وہ مرگیا۔ میں نے پوچھا کہ اُس کا مال و سامان سب کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اُس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کوئی وصیت کی ہے کہا ہاں اور وہ یہ کہ میری زوجہ حاملہ ہے اُس سے کہہ دینا کہ لڑکی ہو یا لڑکا اُس کا نام مَاتَ الدِّیْن رکھنا۔ اس لئے میں نے اس کا نام مات الدین رکھا ہے حضرت نے پوچھا کہ تم اُس جماعت کو پہچانتی ہو آیا وہ لوگ

حضرت داؤد کا فیصلہ

زندہ ہیں یا مر گئے۔ عورت نے کہا وہ سب زندہ ہیں اور میں ان کو پہچانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے چل کر ان سب کو بتلاؤ۔ حضرت داؤدؑ اُس عورت کے ساتھ ہر ایک کے گھروں پر گئے اور سب کو بلایا اور اسی طرح اُن کے درمیان فیصلہ کیا یہاں تک اُن سب نے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ اور خون اور مال اُن پر ثابت کیا اور عورت سے فرمایا کہ اب اس لڑکے کا نام عاش الدین رکھو۔ یعنی دین زندہ ہوگیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ کی عمر سَتّو سال کی ہوئی۔ ان میں سے چالیسؔ سال بادشاہی کی مدت ہے۔

حضرت داؤد کی عمر

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کے پاس وادیٔ روحا میں فرشتوں کی جماعت بھیجی جو طائف اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہے اور اُن کی ذریت کو آواز دی جو عالم ارواح میں چیونٹیوں کے مانند تھے۔ سب پشت آدمؑ سے باہر آئے۔ شہد کی مکھیوں کی طرح اور جمع ہوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کو خدا نے ندا دی کہ نظر کرو کیا دیکھ رہے ہو۔ آدمؑ نے کہا چھوٹی چھوٹی بہت سی چونٹیاں وادی کے دامن میں دیکھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا یہ سب تمہاری ذریت ہیں جن کو تمہاری پشت سے میں نے نکالا ہے تاکہ ان سے عہد و پیمان لوں اپنی ربوبیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کا جیسا کہ میں آسمان میں ان سے پیمان لے چکا ہوں۔ آدمؑ نے کہا خداوندا میری پشت میں کیونکر ان سب کی گنجائش ہو سکتی ہے فرمایا اپنی لطیف صنعت اور قدرت نافذہ کے ذریعہ ان سب کو تمہاری پشت میں میں نے جگہ دی ہے۔ عرض کی پالنے والے عہد و پیمان میں تو ان سے کیا چاہتا ہے فرمایا یہ چاہتا ہوں کہ میری ربوبیت اور معبودیت میں کسی کو میرا شریک نہ کریں اور کسی کو میرا ہمسر نہ قرار دیں آدمؑ نے عرض کی پالنے والے جو شخص تیری اطاعت کرے گا اُس کی کیا جزا ہے۔ فرمایا اُس کو اپنی بہشت میں ساکن کروں گا آدمؑ نے کہا اور جو تیری نافرمانی کرے گا اُس کی کیا سزا ہے فرمایا اُس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ آدمؑ نے عرض کی پالنے والے تو نے ان کے بارے میں انصاف فرمایا۔ لیکن اگر تو ان کی حفاظت نہ کرے گا اور (عمل نیک کی) توفیق نہ عطا فرمائے گا ان میں سے زیادہ تر معصیت میں مبتلا ہوں گے۔ پھر خدا نے حضرت آدمؑ کو پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں بتلائیں۔ جب حضرت آدمؑ کو حضرت داؤدؑ کی عمر معلوم ہوئی کہ صرف

چالیس سال ہے تو عرض کی پروردگارا میرے اس فرزند کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے اگر میں اپنی عمر سے تیس سال اس کو دے دوں تو کیا تو منظور فرمائے گا۔ فرمایا ہاں۔ عرض کی خداوندا میں نے اپنی عمر سے تیس سال دواؤدؑ کو دیئے میری عمر سے کم کردے اور اُس کی عمر میں زیادہ فرما۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے۔ اُس کے پاس ام الکتاب یعنی تمام کتابوں کی ماں ہے اور دوسری کتابیں اس سے لکھی جاتی ہیں۔ جب آدم علیہ السّلام کی عمر کی مدت ختم ہوئی ملک الموت قبض رُوح کے لئے اُن کے پاس آئے آدمؑ نے کہا کہ ابھی میری عمر کے تیس سال باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ آپ اپنی اولاد میں سے داؤدؑ کو دے چکے ہیں۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں آتا ملک الموت نے کہا تم نے خود خدا سے سوال کیا تھا۔ خدا نے زبور میں تمہاری عمر تیس سال کم کرکے داؤدؑ کی عمر میں اضافہ فرما دیا۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر اس بارے میں کوئی تحریر ہو تو لاؤ اور واقعی حضرت آدمؑ کو یاد نہ تھا۔ لہٰذا اس روز سے خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ اپنے قرض و دیگر معاملات میں قبالہ و تمسکات تحریر کر لیا کریں تاکہ اُن کے دل سے محو نہ ہو جائے اور انکار نہ کریں۔

دوسری معتبر روایت میں ہے کہ حضرت آدمؑ نے پچاس سال اضافہ فرمایا تھا اور جب انکار کیا تو جبریلؑ و میکائیلؑ نے آکر گواہی دی۔ تب وہ راضی ہوئے اور ملک الموت نے رُوح قبض کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ داؤدؑ کی عمر چالیس سال تھی اور حضرت آدمؑ نے ساٹھ سال اضافہ فرمایا تھا۔ اور حدیثیں اس بارہ میں حضرت آدمؑ کے حالات میں ذکر کی جا چکی ہیں اور اُن چند اعتراضات کا جواب بھی اُسی جگہ مذکور ہے جو اس بارے میں ہو سکتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ میں پانچ سو سال کا فاصلہ تھا اور حضرت داؤدؑ و جناب عیسیٰؑ کے درمیان گیارہ سو سال کا فاصلہ تھا۔

فصل دوم — حضرت داؤدؑ کے ترک اولیٰ کا بیان۔

خداوند عالم نے فرمایا ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ﴿١٧﴾ میرے بندے داؤدؑ کو یاد کرو وہ بندگی و طاعت میں صاحب قوت و توانائی تھے اور خدا کی جانب بہت رجوع کرنے والے تھے۔ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ بیشک ہم نے پہاڑوں کو (ان کے واسطے) تسخیر کیا کہ ان کے

ساتھ شام و صبح تسبیح کریں وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿١٩﴾ ہم نے مسخر کیا تھا طائروں کو کہ اُن کے پاس پہاڑوں سے آکر جمع ہوتے تھے۔ جبکہ وہ تسبیح کرتے تھے وہ سب بھی اُن کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾ اور ہم نے اُن کی بادشاہی کو مضبوط کیا اور اُن کو حکمت عطا کی یعنی پیغمبری کمال علم و عمل کے ساتھ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا خطاب (عطا فرمایا) وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ اور (اے ہمارے حبیب) کیا تمہارے پاس اُن کی خبر بھی آئی۔ جنہوں نے اپنے باہمی مخاصمہ و نزاع کو دیوار محراب سے کوٹھے پر داؤدؑ کے پاس پہنچ کر پیش کیا اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ جب وہ لوگ داؤدؑ کے پاس پہنچے تو وہ خوفزدہ ہو گئے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَاۗءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ ان دونوں فریق نے کہا (یا حضرت) آپ خوف نہ کیجئے ہم دونوں انصاف کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں ہم میں سے ایک نے دُوسرے پر ظلم کیا ہے لہٰذا ہمارے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اس طرح کہ کسی پر ظلم نہ ہو اور راہ راست کی ہم کو ہدایت کیجئے۔ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۣ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۣ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ بلاشبہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میری اس بھیڑ کو بھی لے لے اور مجھ پر زیادتی کرتا ہے اور لڑائی جھگڑا کرتا ہے۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۔ داؤدؑ نے کہا کہ پھر تو اس نے تجھ پر ظلم کیا یہ سوال کرکے کہ تیری بھیڑ بھی لے کر اپنی بھیڑوں میں شامل کرلے۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ کوئی شک نہیں کہ بعض شرکا، بعض پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور وہ بہت کم ہیں۔ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿٢٤﴾ السجدۃ اور داؤدؑ نے سمجھا کہ ہم نے اس فیصلہ کے ذریعہ سے ان کا امتحان لیا تو وہ خدا سے طلب آمرزش کرنے لگے اور سجدہ میں گر پڑے اور خدا کی جانب رجوع کی۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ظن

(گمان) سے اس جگہ علم مراد ہے یعنی اُن کو یقین ہوگیا کہ خدا نے ان کا امتحان لیا۔
فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ پھر ہم نے اُن کو بخشدیا اور یقیناً ان کی قرب و منزلت ہمارے نزدیک اور بازگشت بہتر ہے۔ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ (اور کہا) اے داؤدؑ بالتحقیق میں نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرو وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اور اپنے خواہش نفسانی کی پیروی مت کرنا کیونکہ وہ تم کو خدا کی راہ سے دور کردے گی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ بیشک جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں روز آخرت بھول جانے کی وجہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

علی ابن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شانہ نے حضرت داؤدؑ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور زبور اُن پر نازل کی پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ تسبیح کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت داؤدؑ نماز سے فارغ ہوتے حضرت کے وزیر کھڑے ہوتے اور خدا کی حمد و تسبیح و ثنا بجالاتے اور گذشتہ پیغمبروں میں سے ایک ایک کی مدح کرتے اور اُن کے فضائل اور افعال پسندیدہ کا ذکر کرتے اور ان کے شکر و عبادات اور بلاؤں پر صبر کو بیان کرتے اور داؤدؑ کا ذکر نہ کرتے۔ تو داؤدؑ نے مناجات کی کہ پالنے والے تو نے اپنے پیغمبروں کی ثنا کی میری نہ کی وحی نازل ہوئی کہ ان بندوں کا میں نے امتحان لیا ان کو بلاؤں میں مبتلا کیا اس پر انہوں نے صبر و شکر سے کام لیا اس لئے میں نے ان کی مدح و ثنا کی۔ داؤدؑ نے کہا پالنے والے میرا بھی امتحان لے مجھے بھی مبتلا کرتا کہ میں بھی صبر کروں اور ان کے درجہ تک پہنچوں ارشاد ہوا کہ اے داؤد عافیت کے بدلے بلا کو اختیار کرتے ہو تو بہتر ہے میں نے ان پیغمبروں کا امتحان ان کی لاعلمی میں لیا لیکن تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ فلاں مہینے فلاں روز فلاں سنہ میں تم کو مبتلا کروں گا اور امتحان لوں گا۔ حضرت داؤدؑ کا معمول تھا کہ ایک روز لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اور ایک روز عبادت الٰہی کے لئے تنہائی اختیار کرتے جب وہ دن آیا۔ جس روز امتحان میں مبتلا کرنے کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت داؤدؑ نے اپنے کو عبادت میں بہت منہمک کر دیا اور محراب عبادت میں جا کر تنہا بیٹھے اور لوگوں کو منع کر دیا

کہ کوئی ان کے پاس نہ آئے۔ اور اوریا کا قصہ جس کو حضرت داؤد کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے اہلسنت میں سے ان لوگوں کا افترا ہے پیغمبران خدا سے گناہ کا صدور جائز سمجھتے ہیں چونکہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ گناہوں سے پیغمبروں کے معصوم ہونے کا اعتقاد ضروریات دین شیعہ سے ہے لہٰذا فرقہ حقہ شیعہ کثرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی اصلیت نہیں جیسا کہ ابو بصیر سے منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ حضرت کیا فرماتے ہیں زن اوریا اور حضرت داؤدؑ کے بارے میں جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ عامہ افترا کرتے ہیں اور دوسری حدیث موثق میں منقول ہے کہ انہی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس شخص پر مجھے قابو حاصل ہوجائے جو یہ کہتا ہے کہ داؤدؑ نے اوریا کی زوجہ کو حاصل کیا تو اس پر دو حد جاری کروں ایک محض جھوٹ بولنے کی وجہ سے اور دوسری خدا کے پیغمبر کی شان میں ناسزا کہنے سے۔ اسی مضمون (کی حدیث) عامہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے۔

مذہب شیعہ کی بنا پر اور بعض مخالفین فرقے کی مختار کے مطابق جو پیغمبروں سے صدور گناہ جائز نہیں جانتے حضرت داؤدؑ کے استغفار کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے تھا اور خدا کی جانب سے اُن کا کیا امتحان تھا اس کی چند وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ استغفار کرنا اس لئے نہیں تھا بلکہ خدا کی بارگاہ میں اظہار عجز و خشوع کے سبب سے تھا۔ دوم یہ کہ اوریا نے ایک عورت کی خواستگاری کی تھی۔ اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے بھی اس کی خواستگاری کی اور اوریا کے لئے کوئی زوجہ نہ تھی۔ اور حضرت داؤدؑ کی ننانوے بی بیاں تھیں۔ اس لئے اولیٰ یہ تھا کہ اُس عورت کو اوریا ہی کے لئے چھوڑ دیتے (اور اس کے لئے پیغام نہ بھیجتے) لیکن ایسا نہیں کیا اس سبب سے خدا نے اس طرح عتاب فرمایا۔ سوم یہ کہ داؤد علیہ السلام نے اوریا کو جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی شہادت کی خبر سُن کر زیادہ متاثر نہیں ہوئے کیونکہ اس کی زوجہ حسین تھی اور آپ نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ بھی مکروہ بات تھی جو آنحضرتؑ کی شان کے مناسب نہ تھی لیکن گناہ نہ تھا۔ پھر خدا نے دو فرشتوں کو حضرت کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ چہارم یہ کہ وہ دونوں (جو حضرت کے پاس فیصلہ کرانے آئے تھے) ملک نہ تھے بلکہ چور تھے۔ حضرت کو نقصان پہنچانے آئے تھے چونکہ ان کو موقع نہ ملا اس لئے اپنی حرکت پوشیدہ رکھنے کی غرض سے یہ بات بنائی اور داؤدؑ نے سمجھا کہ وہ (درحقیقت)

چورہیں اور اُن کو سزا دینا چاہا اور یہ حضرت کا گمان تھا (یقین نہ تھا) جو ترکِ اولیٰ تھا اس لئے استغفار کیا اور ان دونوں سے معترض نہ ہوئے۔ پنجم یہ کہ عتابِ خدا اس لئے تھا کہ جب مدعی نے اپنا بیان دیا تو قبل اس کے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرتے فرما دیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اور حضرت کی غرض یہ تھی کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو اُس نے ظلم کیا اور بہتر یہ تھا کہ جب تک مدعا علیہ سے جواب اور صفائی نہ سُن لیتے نہ کہتے اس لئے اس ترکِ اولیٰ پر استغفار کیا۔ جیسا کہ بسند معتبر منقول ہے کہ علی بن الجہم نے مجلس مامون میں حضرت امام رضا علیہ و علیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں دریافت کیا حضرت نے فرمایا تمہارے علماء کیا کہتے ہیں۔ علی بن الجہم نے کہا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز داؤد علیہ السلام اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ شیطان ایک خوبصورت پرندہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضرت داؤدؑ نے اپنی نماز قطع کردی اور اس طائر کو پکڑنے لگے۔ وہ پرندہ گھر میں چلا گیا حضرت اُس کے پیچھے دوڑے وہ کوٹھے پر جا کر بیٹھ گیا حضرت بھی اوپر پہنچے اور حضرت کی نظر اوریا کے گھر پر پڑی۔ دیکھا کہ زن اوریا برہنہ غسل کر رہی ہے۔ حضرت دیکھتے ہی اس کی محبت میں بیقرار ہوگئے۔ اوریا کو کسی جنگ پر بھیجا تھا۔ سپہ سالار کو لکھا کہ اوریا کو لشکر مخالف کے سامنے تمام صفوں سے مقدم رکھے۔ اوریا کو لشکر کے سب سے آگے رکھا گیا اُس نے جنگ فتح کرلی اور کافروں پر غالب ہوا جب حضرت داؤدؑ کو اطلاع ہوئی تو آپ غمگین ہوئے۔ دوسری بار پھر لکھا کہ اس کو جنگ میں تابوت (سکینہ) سے بھی آگے رکھنا جب ایسا کیا گیا تو وہ شہید ہوگیا۔ حضرت داؤدؑ نے اس کی عورت سے نکاح کیا۔ حضرت امام رضاؑ نے اس قصہ کو اس ذلیل وجہ کے ساتھ سنا تو اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون (ارے کیا غضب ہے) تم لوگ ایک پیغمبر کو ایسی نسبت دیتے ہو کہ اُس نے نماز کو حقیر سمجھا اور ایک پرندے کے لئے نماز قطع کردی اور ایک عورت پر عاشق ہوا۔ اس سبب سے اُس کے شوہر کو قتل کرا دیا۔ علی بن الجہم نے عرض کی یا ابن رسول اللہ پھر ان کی کیا غلطی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کو گمان ہوا کہ خدا نے اُن سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار (ان کے زمانہ میں) کسی اور کو پیدا نہیں کیا۔ خدا نے دو فرشتوں کو بھیجا جو ان کے مکان کے کوٹھے کی دیوار سے گذر کر اوپر پہنچے۔ مدعی نے اپنا دعوےٰ بیان کیا۔ جیسا کہ خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے قبل اس

کے کہ دوسرے سے اُس کا بیان سنتے کہ جو کچھ تیرے حق میں مدعی کہہ رہا ہے صحیح ہے یا نہیں اور مدعی سے اس کے بیان پر گواہ طلب کرتے فرما دیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے کہ تیری ایک بھیڑ بھی لیکر اپنی بھیڑوں میں ملا لینا چاہتا ہے۔ یہی غلطی اور ترکِ اولیٰ تھا جو فیصلہ کرنے میں حضرت سے صادر ہوا نہ وہ سب کچھ جو تم (اوریا کی زوجہ سے متعلق) بیان کرتے ہو کیا تم نے غور نہیں کیا کہ حق تعالیٰ اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا لہٰذا لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ پھر علی بن الجہم نے پوچھا یا بن رسول اللہ پھر اوریا کا کیا معاملہ تھا حضرت نے فرمایا کہ جناب داؤدؑ کے زمانہ میں قانون شریعت یہ تھا کہ جس عورت کا شوہر مرجائے یا قتل ہوجائے تو اس کی بیوہ تمام عمر کوئی دوسرا نکاح نہیں کرسکتی تھی اور حضرت داؤدؑ پہلے شخص ہیں جن کے لئے خدا نے ایسی عورت حلال کردی جس کا شوہر مارڈالا گیا جب اوریا قتل ہوگیا تو ایام عدۃ گذر جانے کے بعد حضرت داؤدؑ نے اس کی عورت کی خواستگاری کی یہ امر اوریا کی روح پر گراں ہوئی کہ سب سے پہلی مرتبہ حضرت نے یہ حکم اُس کی زوجہ کے بارے میں جاری فرمایا [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ غیر پیغمبران اولوالعزم کے زمانہ میں حکم کا منسوخ ہونا خلاف مشہور ہے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے (جو پیغمبران اولوالعزم میں سے تھے) خبر دی ہو کہ یہ حکم داؤدؑ کے زمانہ تک باقی رہے گا بعد میں (منسوخ ہوجائے گا اور) دوسرا حکم جاری ہوگا۔ یا یہ کہ نسخ کلی پیغمبران اولوالعزم سے متعلق ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ بعض احکام جزئیہ میں دوسرے پیغمبر مرسل کے زمانہ میں تبدیلی ہوسکتی ہے اور جاننا چاہیئے کہ ایک وجہ یہ بھی دوسری وجہوں میں سے ہے جس کا ذکر اس قصہ میں کیا گیا ہے اور آخری وجہ موافق حدیث ہے اور بہترین وجہ ہے اور تمام وجہوں کو میں نے کتاب بحارالانوار میں بیان کردیا ہے۔ مجملاً سمجھنا چاہیئے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر نہیں ہوتا لیکن چونکہ کمال انسانی کے مرتبہ کی انتہا عجز و ناتوانی و تذلل و شکستگی اور انکساری کا اظہار ہے اور یہ صورت بغیر کسی امر مخالف (طبیعت و خواہش) کے واقع ہوئے حاصل نہیں ہوتا لہٰذا حق تعالیٰ کبھی انبیاء اور اپنے دوستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے جس سے کوئی مکروہ امر اور ترکِ اولیٰ صادر ہوجاتا ہے تاکہ پورے یقین (و وثوق) کے ساتھ سمجھ لیں کہ ان کا امتیاز تمام مخلوق میں عصمت اور خدا کی تائید کے سبب سے ہے اور ان کے انتہائے کمال کے مراتب ہدایت ربانی کے باعث ہیں اور ایسے امور مکروہ کے صادر ہوجانے کی وجہ سے توبہ و عاجزی و انکساری کا اظہار کریں اور یہ انکے کمالات و درجات کی بلندی اور قرب و محبت کی زیادتی کا سبب ہو اور ان کے مراتب بہ زیادہ سے زیادہ ترقی ہو اسی لئے خداوند عالم نے شیطان سے خطاب فرمایا تھا کہ تو میرے خاص بندوں پر قابو نہیں پائے گا سوائے ان گمراہوں کے جو تیری متابعت کریں گے۔ اگر کبھی شیطان ان سے کوئی لغزش کرا دیتا ہے تو فوراً ہی الطاف الٰہی ان کے شامل حال (باقی صفحہ ۶۱۸ پر)

فصل سوم

اُن وحیوں کے بیان میں جو اُن حضرت پر نازل ہوئیں اور وہ حکمتیں جو حضرت سے ظاہر ہوئیں اور حضرت کے چند نادر حالات بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ پر زبور اٹھارھویں ماہ رمضان کی شب میں نازل ہوئی اور جناب رسولخداؐ سے منقول ہے کہ زبور یکجا بصورت کتاب لکھی ہوئی نازل ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ ص۶۱۷) ہو کر شیطان کی مرضی کے خلاف ان کے درجات و مراتب کی بلندی اور ان کی خدا سے محبت کی زیادتی کا باعث ہوتے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ آدمؑ کے حق میں فرماتا ہے کہ آدمؑ نے نافرمانی کی اور راہ راست سے الگ ہو گئے تو خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا۔ اور ان کی توبہ قبول فرمائی اور درجات معرفت اور اپنے قرب منزلت کی ہدایت فرمائی اور اس قصہ میں داؤدؑ سے لغزش ہونے کے بعد فرماتا ہے کہ ہم نے ان کو بخشدیا کیونکہ ہمارے نزدیک انکا تقرب اور انکی منزلت بڑی ہے اور وہ ہماری طرف بہتر بازگشت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو اپنا نائب و جانشین زمین میں بنایا اگر اس معاملہ میں تھوڑا سا عقل سلیم کے ساتھ غور و فکر کیا جائے تو شیطان کے وجود اور نفس انسانی میں اسکا خواہشات کی تزئین کرکے دکھانا وغیرہ کی حکمت بخوبی ظاہر ہو جائے اور بالکل واضح ہے کہ (آدمؑ کا) ترک اولیٰ جوان کے لئے خدا کی بارگاہ میں تین سو سال تک گریہ و زاری کا سبب ہوا عین مصلحت تھا اگرچہ بظاہر ان کو بہشت سے باہر کر دیا تھا لیکن توبہ و انابت اور تضرع و زاری کے سبب ان کو قرب و محبت اور معرفت کی بہشتوں میں داخل فرمایا اور آنسوؤں کے ہر قطرہ کے عوض جوان کی آنکھ سے ٹپکا ان کے تقرب و محبت کے باغ میں پھل پیدا ہوئے اور انکی معرفت کے گلزار میں طرح طرح کے پھول لگے اور انکی ہر آہ سیکڑوں سال کے گناہوں اور خطاؤں کے خرمن کو جلا کر خاک کر دینے والی ٹھہری اور اپنے ہر نالہ و فریاد کے بدلے درگاہ عزت و جلال ربانی سے لبیک کی (روح پرور) آواز سنی اور ہر افسوس و صدمہ کے عوض ابدی خوشی حاصل کی اور ہر آنسو جوان کی دریا بار آنکھوں سے گرا عزت کے تاج کا در شہوار بن گیا اور ہر خونی قطرۂ اشک جو ان کے محنت گزیں چہرے پر رواں ہوا ان کی بلندی کے تاج کے لئے لعل آبدار ہو گیا۔ اور ایک وجہ انسان کی فرشتوں پر فضیلت کی یہ بھی ہے اور غالباً بغیر کسی (لغزش و ترک اولیٰ) کے کمال مرتبہ معرفت حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ترک اولیٰ نہیں ہوتا پھر بھی کسی بہتر حال کے تغیر یا درجۂ قرب و موانست سے منتقل ہونے اور امور ضروریہ کی ہدایت کے لئے خلق کی جانب متوجہ ہونے اور ان کے ساتھ معاشرت رکھنے میں یا بعض لذات حلال کے ارتکاب کی وجہ سے مقربان بارگاہ الٰہی جب بلند درجہ کی جانب رجوع ہوتے ہیں تو درگاہ عالم اسرار میں عجز و انکساری کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور توبہ و معذرت کا اظہار کرتے ہیں اور گناہان بزرگ اور جرہائے عظیم کی اپنی جانب نسبت دیتے ہیں۔ اپنی بے نصیبی اور اس بلند درجہ سے دوری ملاحظہ کرکے۔ جیسا کہ انبیا و مرسلین اور ائمہ طاہرین خصوصاً حضرت سید الساجدین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی مناجات میں ظاہر ہے یہ وہ مقام ہے جس کی تصریح و تشریح کے لئے بہت کچھ ہونا چاہیئے مگر زبان کھولنے کی مجال نہیں جس کے اظہار میں عقلیں قاصر ہیں اور جس نے اس دریا کا ایک قطرہ چکھ لیا یا رحیق مختوم محبت سے کچھ حصہ اس کو مل گیا اور مقام قرب و مناجات سے کچھ لذت حاصل ہو گئی اور ساحل دریائے محبت سے دامن تر کر لیا (باقی ص۶۱۹ پر)

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ پر خدا نے وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ تم نے تنہائی کیوں اختیار کر رکھی ہے عرض کی تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لوگوں سے علیحدہ رہتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے دور رہتے ہیں خدا نے فرمایا تم خاموش کیوں رہتے ہو عرض کی اے معبود تیرے خوف نے مجھے خاموش کر رکھا ہے ارشاد ہوا کیوں (عبادت میں) اس قدر محنت و مشقت کرتے ہو عرض کی تیری محبت نے تیری بندگی میں مجھے تعب انگیز بنا دیا ہے۔ فرمایا فقیر کیوں بنے ہو حالانکہ میں نے تم کو مال کثیر دے رکھا ہے کہا تیری نعمتوں کے حقوق کی یاد نے مجھے فقیر بنا دیا ارشاد فرمایا کیوں اس قدر عاجزی و انکساری کرتے ہو عرض کی تیرے عظمت و جلال نے جس کی انتہا نہیں مجھ کو تیرے نزدیک ذلیل بنا دیا اور تیرے سامنے اے میرے معبود عاجزی ہی مناسب و بہتر ہے تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم کو میرے فضل و کرم کی زیادتی کا مژدہ ہو جب تم میرے پاس آؤگے تمہارے واسطے سب کچھ مہیا ہو گا جو تم چاہتے ہو۔ لوگوں کے ساتھ رہو اور اُن کے ساتھ معاشرت اختیار کرو لیکن ان کے بُرے اعمال سے بچتے رہنا تاکہ جو کچھ چاہتے ہو روز قیامت مجھ سے حاصل کر سکو۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ بس مجھ ہی سے خوش رہو اور میری ہی یاد سے لذت حاصل کرو اور مجھ ہی سے اپنے راز بیان کرنے میں لطف اٹھاؤ میں بہت جلد دنیا کو بدکاروں سے

(بقیہ حاشیہ ص۶۱۸) اور زاہدان خشک کے مرتبہ سے کچھ واقف ہو گیا یا آب شور گریہ محبت کی حلاوت سے کچھ لطف اندوز ہو گیا یا توبہ کرنے والوں کی آنکھوں کے آنسوؤں کی چاشنی کچھ پہچان سکا وہ اس حقیقت کی قدر جانتا ہے اور اس شراب کی لذت کو پاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تاثیر نغمۂ داؤدؑ راگ راگنی نہیں بلکہ رحیم و ودود کی بارگاہ کے ہجر میں شور انگیز نالہ ہے اور جانتا ہے کہ مجرموں کے آہ کا دھواں دل لبھانے والا لطیف دھواں خداوند معبود اور قبول کنندۂ ہر خطا کار مردود کی بخشش کی امید کے سبب سے ہے۔ چنانچہ بسند حضرت مبین الحقائق و مربی الخلائق جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت آدمؑ و یوسفؑ و داؤدؑ کے مانند گریہ نہیں کیا۔ آدمؑ کو جب بہشت سے نکالا تو وہ اس قدر دراز قد تھے کہ اُن کا سر آسمان سے قریب تھا وہ اس قدر روئے کہ اُن کے رونے سے اہل آسمان کو اذیت ہونے لگی اور خداوند عالم سے شکایت کی تو خدا نے اُن کے قد کو چھوٹا کر دیا۔ حضرت داؤدؑ اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں کی ندی سے گھاس اُگ آئی اور ایسی گرم آہیں کیں کہ وہ گھاس جل گئی۔ اور یوسف علیہ السلام حضرت یعقوبؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ اہل زندان کو اذیت ہونے لگی اور اُن سے التجا کی کہ ایک روز روئیں اور ایک روز خاموش رہا کریں۔

خالی کر دونگا۔ اور ظالموں پر اپنی لعنت قائم کر دونگا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے وحی کی کہ اے داؤد جس طرح آفتاب اپنا عکس اُس سے نہیں روکتا جو اس کی روشنی (دھوپ) میں بیٹھتا ہے اسی طرح میری رحمت تنگ نہیں اُس کے لئے جو اُس میں داخل ہونا چاہے اور جس طرح فال بد اور شگون اس کو نقصان نہیں پہنچاتا جو اس کی پروا نہیں کرتا اُسی طرح نجات نہیں پاتے فتنہ و بلا سے وہ لوگ جو شگون بد سے اثر لیتے ہیں چنانچہ قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بلند مرتبہ عاجزی و فروتنی کرنے والے اور سب سے زیادہ حقیر غرور کرنے والے ہوں گے۔

دوسری حدیث حسن و معتبر میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ خدا نے داؤدؑ کو وحی فرمائی کہ بندوں میں سے ایک بندہ میری خوشنودی کے لئے ایک نیک کام کرتا ہے تو میں اُس کے لئے بہشت کو مباح کر دیتا ہوں۔ داؤدؑ نے پوچھا وہ کون سا نیک کام ہے فرمایا کہ وہ نیک کام وہ ہے جو بندہ مومن میری خوشنودی کے لئے کرتا ہے۔ اگر دانۂ خرما (کسی مستحق کو دیکر) مجھے خوش کرے۔ داؤدؑ نے عرض کی میرے معبود سزاوار ہے اس کے لئے بھی جو تجھے نہیں پہچانتا (تیری خدائی تیرے رحم و کرم پر ایمان نہیں رکھتا) یہ کہ تجھ سے اپنی امید کو قطع نہ کرے (اور تجھ سے ناامید نہ ہو)

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد نے جناب سلیمانؑ سے فرمایا کہ اے فرزند ہرگز مت ہنسو کیونکہ بہت ہنسنا انسان کو روز قیامت فقیر و تنگدست بنا دیتا ہے۔ اے فرزند زیادہ خاموش رہنا ہی تیرے لئے بہتر ہے سوائے اس وقت کے جبکہ تو سمجھے کہ بولنے میں تیرے لئے بھلائی ہے کیونکہ خاموشی کے سبب جو پشیمانی ہوتی ہے بہتر ہے اس پشیمانی سے جو زیادہ بولنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اے فرزند اگر بولنا مثل چاندی کے ہے تو خاموش رہنا مثل سونے کے ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آل داؤدؑ کی حکمت کے بارے میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدمؑ دوسروں کی نصیحت و ہدایت میں کیونکر تیری زبان کھلتی ہے حالانکہ تو خود خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوا۔ اے فرزند آدمؑ تو نے صبح کی قساوت اور اپنے معبود کی عظمت و جلالت سے فراموشی میں، اگر اپنے پروردگار کی عظمت و جلالت سے آگاہ ہوتا تو یقیناً اس کے عذاب سے ڈرتا اور اس کے وعدوں پر امید رکھتا افسوس ہے تجھ پر تو کیوں اپنی قبر اور اس کی تنہائی اور وحشت کو یاد نہیں کرتا۔

بسند معتبر حضرت رسول اللہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ پر وحی کی کہ بے شبہ کوئی بندہ روز قیامت ایک نیکی میرے پاس لائے گا تو میں اس کو اختیار دے دوں گا کہ بہشت میں جو مقام پسند کرے اس کو دیدیا جائے داؤدؑ نے پوچھا خداوندا وہ کون بندہ ہوگا فرمایا کہ وہ مومن جو برادر مسلم کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے خواہ وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔

معتبر روایتوں میں اس قول حق تعالیٰ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ کی تفسیر میں منقول ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے زبور میں لکھا ہے بعد اس کے جو تمام کتب پیغمبروں میں تحریر کیا تھا کہ زمین ہمارے شائستہ بندوں کو جو قائم آل محمدؑ اور اُن کے اصحاب ہیں میراث میں پہنچے گی۔ اور فرمایا کہ زبور میں آئندہ کے واقعات کی خبریں ہیں اور تحمید و تمجید و ذکر خدا و دعا پر مشتمل ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ کو وحی کی کہ اپنی قوم کو آگاہ کردو کہ ہر وہ بندۂ مومن جس کو میں نے کسی کام پر مامور کیا ہے میری طاعت کرتا ہے تو بیشک مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی فرمانبرداری میں اس کی مدد کروں۔ وہ اگر مجھ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں وہ اگر مجھ کو پکارتا ہے تو قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے حفاظت کی التجا کرتا ہے تو میں حفاظت کرتا ہوں اگر مجھ سے اپنے دشمنوں کے شر سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں اگر مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میں اس کو (تمام بلاؤں سے) محفوظ رکھتا ہوں۔ اگر تمام دنیا کے لوگ اُس کے ساتھ مکر و فریب پر آمادہ ہوجائیں تب بھی ان کے مکر و فریب کو اس سے دفع کرتا ہوں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ میرے (اکثر) بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زبانی دوستی رکھتے ہیں اور دل سے دشمنی رکھتے ہیں۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ مجھ کو عیش و راحت میں یاد رکھو تاکہ میں تمہاری دعا شدت و بلا کے ایام میں قبول کروں۔ اور فرمایا کہ اے داؤدؑ مجھ کو دوست رکھو اور میری خلقت کے نزدیک بھی مجھ کو محبوب بناؤ داؤدؑ نے کہا کہ خداوندا میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں لیکن تیری مخلوق کے نزدیک

کیونکر تجھ کو دوست اور محبوب بنادوں (جبکہ ان پر مجھے قابو نہیں) فرمایا کہ ان کے سامنے میری نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ وہ مجھے دوست رکھیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آل داؤدؑ کی حکمتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ اپنی زبان سے آگاہ ہو اور اپنے اہل زمانہ کو پہچانے اور ہمیشہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ رہے اور اپنی زبان کو لغو اور بیہودہ باتوں سے محفوظ رکھے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ گنہگاروں کو خوشخبری دو اور صدیقوں کو ڈراؤ عرض کی معبود گنہگاروں کو ان کی بدی کے باوجود خوشخبری کیونکر دوں اور سچوں اور نیکوں کو ان کی فرمانبرداری کے باوجود کیونکر ڈراؤں فرمایا کہ اے داؤدؑ گنہگاروں کو بشارت دو کہ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں اور گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دیتا ہوں اور صدیقوں کو ڈراؤ کہ اپنے نیک اعمال پر غرور نہ کریں کیونکہ جس بندہ کا حساب لوں گا وہ یقیناً ہلاک ہو گا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت کے پاس ایک شخص پریشان حال پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اُس وقت وہ خاموش تھا۔ ملک الموت اسی اثنا میں داؤدؑ کے پاس آئے۔ سلام کیا اور اس شخص پر تیز نظر ڈالی۔ حضرت نے ملک الموت سے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یا حضرت مجھے حکم ملا ہے کہ آٹھویں روز اسی مقام پر اس کی روح قبض کروں۔ داؤدؑ کو اس شخص پر رحم آیا۔ اُس شخص سے پوچھا اے جوان تیری شادی ہو چکی ہے اور زوجہ موجود ہے اس نے کہا نہیں میں نے شادی ہی نہیں کی حضرت نے فرمایا اچھا فلاں شخص کے پاس جا جو بنی اسرائیل کا ایک معزز آدمی ہے اور کہنا کہ داؤدؑ نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ اپنی لڑکی کے ساتھ میری شادی کر دے اور آج ہی شب کو زفاف بھی کرنا اور خرچ جس قدر ضرورت ہو لے جا اور سات روز تک اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا اور ساتویں روز یہیں آجانا۔ اُس جوان نے حسب الحکم اس شخص کو پیغام پہنچایا اُس نے فوراً اپنی لڑکی کا عقد اُس کے ساتھ کر دیا اور وہ سات روز اپنی زوجہ کے ساتھ رہا۔ آٹھویں روز حضرت داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا یہ سات روز کیسے گذرے عرض کی یا حضرت کبھی اس سے پہلے مجھے ایسی مسرت و شادمانی حاصل نہ ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا اچھا بیٹھو اور

ملک الموت کے آنے کی انتظار کرنے لگے تاکہ وہ آکر اس کی روح قبض کریں جب وقت مقررہ گذر گیا اور ملک الموت نہ آئے تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ جا اور اپنی زوجہ کے ساتھ اپنے گھر رہ۔ آٹھویں روز پھر آنا۔ وہ جوان چلا گیا اور آٹھویں روز پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک الموت اس روز بھی نہ آئے تو اس شخص کو حضرت نے پھر رخصت کر دیا اور فرمایا آٹھویں روز آنا۔ اس مرتبہ جب وہ شخص حضرت کے پاس آیا تو ملک الموت بھی آئے۔ حضرت داؤدؑ نے ملک الموت سے پوچھا کیا سبب ہوا کہ تم نے وعدہ کے مطابق اس کی روح قبض نہ کی۔ تین ہفتے گذر گئے اور وہ زندہ ہے۔ ملک الموت نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کے رحم کرنے سے خدا نے اُس پر رحم کیا اور اُس کی عمر تیس سال اور بڑھا دی۔

بسند موثق و معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت داؤدؑ پر وحی کی کہ خلاوہ دختر اوس کو بہشت کی خوشخبری دے دو اور اس کو بتادو کہ وہ بہشت میں تمہارے قریب رہے گی۔ حضرت داؤدؑ نے اس کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا وہ عورت باہر آئی اور پوچھا کہ میرے متعلق کیا کوئی حکم نازل ہوا ہے فرمایا ہاں اُس نے پوچھا وہ کیا حضرت نے ارشاد بارتعالیٰ اُس سے بیان فرمایا۔ اُس نے کہا کوئی دوسری عورت بھی میرے نام کی ہے؟ حضرت نے کہا نہیں۔ خدا نے تجھ کو مخصوص طور پر خوشخبری دی ہے۔ اُس نے عرض کی اے خدا کے رسول میں آپ کو جھٹلا نہیں سکتی۔ لیکن خدا کی قسم میں اپنے میں کوئی ایسی بات نہیں پاتی ہوں جو اس مرتبہ کا سبب ہو سکے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اپنے پوشیدہ حالات سے آگاہ کر اُس نے کہا بس یہ ہے کہ کبھی کوئی درد۔ تکلیف۔ پریشانی یا فاقہ کی حالت مجھ پر نہیں گذری مگر یہ کہ میں نے اس پر صبر کیا اور خدا ہی سے دعا کی کہ میری تکلیف دور کرے اور اس حال پر راضی رہی اور شکر و حمد خدا بجا لایا کرتی رہی ہوں۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ اسی خصلت کی وجہ سے تجھ کو یہ مرتبہ حاصل ہوا اور یہ وہ طریقہ و دین ہے جسے خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ زبور میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں اور اُن میں تحریر تھا کہ اے داؤدؑ جو میں کہتا ہوں اُسے سنو اور میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا ہوں جو بھی میرے پاس آئے گا۔ اُس حال میں کہ مجھے دوست رکھتا ہو گا۔ میں اس کو بہشت میں داخل کروں گا۔ اے داؤدؑ مجھ سے سنو میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا

ہوں جو شخص میرے پاس آئے بشرطیکہ وہ اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو تو میں اس کو بخش دوں گا اور اُس کے گناہوں کو اُس کے نامہ اعمال سے محو کر دوں گا۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی کی کہ اے داؤدؑ! جو لوگ دنیا کی لذتوں میں چمٹے ہوئے ہیں اُن سے پرہیز کرو کیونکہ ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہیں اور میرا فضل و کرم اُن تک نہیں پہنچے گا۔ اے داؤدؑ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اُس کے قول کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص اپنے حبیب سے الفت رکھتا ہے اُس کی باتوں کو قبول کرتا ہے اور اس کے کردار کو پسند کرتا ہے اور اپنے حبیب پر اعتبار و بھروسہ کرتا ہے اپنے کاموں کو اُس پر چھوڑ دیتا ہے اور جو اپنے حبیب کا مشتاق ہوتا ہے چلنے میں تیزی کرتا ہے تاکہ جلد اُس کے پاس پہنچ جائے اے داؤدؑ میری یاد مجھے یاد کرنے والوں کے لئے ہے اور میری بہشت میرے اطاعت کرنے والوں کے واسطے ہے اور میرا قرب میرے مشتاقوں کے لئے ہے اور میں اپنے اطاعت کرنے والوں کا نگران ہوں۔

منقول ہے کہ خدا نے حضرت پر وحی کی کہ فلاں بادشاہ سے کہہ دو کہ میں نے تجھ کو سلطنت اس لئے نہیں عطا کی ہے کہ دنیا کے لئے جمع کرے (یعنی مال و دولت جمع کرے اور غریبوں کا خون چوسے عیش و عشرت کرے) بلکہ اس واسطے قوت و حکومت بخشی ہے کہ مجھ سے مظلوموں کی دعا رد کرے (یعنی مظلوموں کی فریاد کو پہنچے تاکہ وہ مجھ سے اپنی تکلیفوں کی شکایت نہ کریں) اور ان کی مدد کرے۔ اس لئے کہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ مظلوموں کی مدد کروں اور ان کے روبرو اُس شخص سے انتقام لوں جس نے اُن پر ظلم کیا ہے اور اُن سے جس نے ان کی مدد نہیں کی۔

منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داود میرا شکر کرو جو حق ہے شکر کا عرض کی مولا جو شکر کا حق ہے کیونکر ادا کر سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر کرنا بھی تیری ایک نعمت ہے ارشاد ہوا کہ جب یہ اقرار کر لیا کہ میرا شکر ادا ہی نہیں ہو سکتا تو یہی شکر ہے جیسا کہ شکر کا حق ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز تنہا جنگل میں پہنچے خدا نے وحی فرمائی اے داؤدؑ تنہائی کیوں اختیار کی عرض کی تیری ملاقات اور تجھ سے مناجات کا شوق مجھ پر غالب ہوا اور مجھ میں اور تیری مخلوق میں حائل ہو گیا۔ ارشاد ہوا میری خلقت کے پاس جاؤ اگر ایک گمراہ بندہ کی ہدایت کر کے میرے راستہ پر لگا دوگے تو میں لوح

محفوظ میں تم کو حمد کرنے والوں میں لکھ لوں گا۔

دوسری روایت حکمت آل داؤدؑ میں تحریر ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ چار ساعتوں سے غافل نہ ہو۔[۱] ایک ساعت میں اپنے پروردگار کی عبادت و مناجات میں مشغول ہو۔[۲] ایک ساعت میں اپنے نفس کا حساب لے (کہ کتنے کام حکم خدا کے مطابق کئے اور کتنے خلاف حکم خدا)[۳] ایک وقت ایسے مومن بھائیوں سے ملاقات کا مقرر کرے جس میں وہ لوگ اس کو اس کے عیبوں سے سچ سچ آگاہ کریں۔[۴] اور ایک وقت اپنے نفس کی لذت کے لئے معین کرے یہی وقت اس کے دوسرے (مذکورہ) وقتوں کا مددگار رہو گا۔

بسند صحیح منقول ہے کہ ایک عورت تھی حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں جس کے پاس ایک مرد آتا اور اس کو زنا پر مجبور کرتا۔ خدا نے ایک روز اُس عورت کے دل میں ڈال دیا اور اُس نے مرد سے کہا کہ جب تو میرے پاس آتا ہے دوسرا مرد تیری زوجہ کے پاس زنا کیلئے جاتا ہو تو کیا تعجب ہے یہ سن کر وہ مرد اُسی وقت اپنے گھر واپس آیا دیکھا کہ واقعی ایک شخص اس کی عورت سے زنا کر رہا تھا۔ وہ اُس مرد کو پکڑ کر حضرت داؤدؑ کے پاس لے گیا اور کہا اے پیغمبر خدا مجھ پر یہ کیسی بلا نازل ہوئی ہے کہ شاید کسی پر نہ نازل ہوئی ہوگی حضرت داؤدؑ نے پوچھا وہ کیا عرض کی اس مرد کو میں نے اپنی زوجہ کے پاس پکڑا ہے۔ اُس وقت خدا نے داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ اُس سے کہو کہ جو کچھ تو کرتا ہے اُسی کا بدلہ تجھ کو ملتا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے داؤدؑ پر وحی نازل کی کہ جو بندہ بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے میری جانب پناہ لایا اور نعمتوں کے حاصل کرنے میں مجھ پر بھروسہ کیا غیروں سے کوئی تعلق نہ رکھا اور چونکہ میں اس کی نیت سے واقف ہوتا ہوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اگر آسمان و زمین اور جو کچھ اُس میں ہے سب مل کر اس کے ساتھ فریب و مکر کرنا چاہیں تو بلاشبہ میں اُن میں سے جو اس کے لئے بہتر ہوگا وہی قرار دوں گا۔ اور اُن کے شر سے اس کو محفوظ رکھوں گا اور جس بندہ کی نیت سے مجھے معلوم ہوگا کہ مجھ پر بھروسہ نہیں رکھتا اور میرے غیر کی جانب پناہ لے گیا ہے تو یقیناً میں اس کے اسباب منقطع کر دوں گا اور زمین کو اس کے زیر قدم سخت بنا دوں گا۔ جس وادی میں وہ ہلاک ہو جائے مجھے اس کی پرواہ نہ ہو گی۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ جباروں اور ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کریں کیونکہ جو بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کو یاد کرتا ہوں اور جب ستمگار اپنے ظلم و ستم کی حالت میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عابد تھا جس کی عبادت حضرت کو پسند تھی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ اُس کا کوئی کام تمہیں پسند نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے دنیا والوں کو دکھانے کے لئے کرتا ہے۔ جب اُس کا انتقال ہوگیا۔ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا فلاں عابد کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کو دفن کردو اور خود شریک نہ ہوئے۔ بنی اسرائیل کو حضرت داؤدؑ کی یہ بات پسند نہ آئی ان کو تعجب ہوا کہ داؤدؑ ایسے شخص کے جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوئے۔ جب اُس کے غسل سے فارغ ہوئے پچاس آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا ہم نے اس شخص سے نیکی کے سوا کوئی اور کام نہیں دیکھا اور اس کی نماز جنازہ میں بھی پچاس شخصوں نے یہی گواہی دی۔ اُس وقت خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ فلاں عابد کے جنازے میں تم کیوں نہ گئے۔ عرض کی اسی خبر کی وجہ سے جو تو نے اس کے بارے میں مجھے پہنچائی تھی۔ فرمایا ہاں ہے تو ایسا ہی لیکن علما اور راہبوں کے ایک گروہ نے میرے روبرو اُس کے متعلق نیکی کی گواہی دی میں نے ان کی گواہی قبول کرلی اور جو کچھ خود جانتا ہوں اُسے میں نے بخش دیا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام رضاؑ نے مجلس مامون میں راس الجالوت سے فرمایا جو یہودیوں کے تمام عالموں میں سب سے بڑا عالم تھا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ کی زبانی زبور میں کہا ہے کہ خداوندا مبعوث کر سنت کو قائم رکھنے والا فترت کے بعد یعنی اُس وقت جبکہ ایک عرصہ تک کوئی رسول مبعوث نہ ہوا ہو۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تو پہچانتا ہے محمدؐ کے سوا کسی اور پیغمبر کو جس نے فترت کے بعد سنت قائم کی۔

سید طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے حضرت داؤدؑ کی زبور کی سورۂ دوم میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے داؤدؑ میں نے زمین میں تم کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اپنی پاکی بیان کرنے والا اور پیغمبر بنایا۔ اور عنقریب میرے پیغمبر عیسیٰؑ کو ایک گروہ میرے سوا خدا کہنے لگے گا۔ اُس معجزہ کے سبب سے جو میں اُس کو عطا کروں گا جس سے وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اے داؤدؑ میری خلقت کو میرے رحم و کرم

سے آگاہ کرو باوجود اس کے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ اے داؤدؑ کون ایسا ہے جس کی رسن امید مخلوق سے ٹوٹی ہو اور میں نے اس کو نا امید کیا ہو اور کون میری بارگاہ کی جانب رجوع ہوا اور میں نے اس کو اپنی درگاہ انابت سے بھگا دیا۔ پھر کیوں خدا کو تقدس اور پاکی کے ساتھ یاد نہیں کرتے کہ وہی تمہاری صورتیں بنانے والا اور تم کو مختلف رنگوں کا پیدا کرنے والا ہے کیوں اپنی عبادتوں کی رات و دن میں حفاظت نہیں کرتے اور اُس کے ذریعہ سے اپنے گناہوں کو جو میری جناب میں کر چکے ہو دفع نہیں کرتے۔ شاید کبھی مروگے نہیں اور گویا دنیا ہمیشہ تمہارے واسطے باقی رہے گی اور کبھی تم سے زائل نہ ہوگی حالانکہ تمہارے لئے میری بہشت میں دنیا سے بے انتہا زیادہ نعمتیں موجود ہیں اگر غور کرو اور سمجھو۔ اور بہت جلد جان لوگے اُس وقت جبکہ میرے پاس آؤگے کیونکہ میں خلقت کے افعال کو دیکھ رہا ہوں اور اُن پر مطلع ہوں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔

اور زبور کے دسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے گروہ مردم آخرت سے غافل مت ہو اور تم کو یہ زندگی دنیا کی طراوت اور حسن فریب نہ دے۔ اے بنی اسرائیل آخرت کی طرف اپنی واپسی کے بارے میں سوچو اور قیامت کو یاد کرو اور جو کچھ میں نے اس روز اپنے نافرمانوں کے لئے (عذاب) مہیا کر رکھا ہے اُس کے متعلق غور کرو تو تمہارا ہنسنا کم ہو جائے گا اور رونا زیادہ ہو جائے گا لیکن تم موت سے غافل ہو گئے ہو اور تم نے میرے عہد کو پس پشت ڈال دیا ہے اور میرے حق کو سبک قرار دے لیا ہے گویا تم گنہگار ہی نہیں ہو اور نہ تمہارا حساب ہی لیا جائے گا کتنے وعدے کرتے ہو اور لیکن اس کے خلاف کرتے رہتے ہو اور کتنے عہد کرتے ہو اور توڑ ڈالتے ہو اگر فشار قبر اور تنہائی لحد کو یاد کرو تو بیشک تمہارا بولنا کم ہو جائے اور مجھے بہت یاد کرنے لگو اور عبادت میں بیحد مشغول ہونے لگو۔ بیشک کمال حقیقی کمال آخرت ہے اور کمال دنیا متغیر اور زائل ہے آیا غور نہیں کرتے زمین و آسمانوں کی خلقت میں اور جو کچھ میں نے اُس میں مہیا کیا ہے اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے اور ڈرانیوالی چیزوں میں سے اور طائروں کو میں نے ہوا میں معلق کر کے محفوظ کر رکھا ہے جو میری تسبیح کرتے ہیں اور روزی طلب کرنے میں مجھ سے رجوع کرتے ہیں اور میں ہوں بخشنے والا مہربان اور پاک اور میں ہوں نور خلق کرنے والا خدا۔

اور سترھویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ میں جو کہتا ہوں اُس کو سنو اور

سلیمان کو حکم دو کہ تمہارے بعد لوگوں کو سمجھا دیں کہ زمین کو محمدؐ اور ان کی امّت کو میراث میں دوں گا اور وہ تمہارے برعکس ہوں گے ان کی نماز طنبور اور ساز اور گانا نہ ہوگی لہٰذا میری پاکیزگی زیادہ بیان کرو جب میری تقدیس کا نغمہ بلند کرو تو بہت گریہ و زاری کیا کرو۔ اے داؤدؑ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مال حرام جمع نہ کریں ورنہ میں ان کی نماز قبول نہ کروں گا (کہدو کہ اے شخص) اگر تیرا باپ میری نافرمانی کرتا ہے تو اُس سے الگ ہو جا اور اگر تیرا بھائی حرام میں مبتلا ہو تو اس سے کنارہ کر اور بنی اسرائیل کو ان دو مردوں کا قصہ سُنا دو جو ادریسؑ کے زمانہ میں تھے اور عین نماز کے وقت دونوں کے مال فروخت کرنے کا موقع آگیا۔ ایک نے کہا نماز پڑھ کے مال بیچوں گا دوسرے نے کہا مال بیچ کر اطاعت خدا میں مشغول ہوں گا تو ایک اپنی تجارت میں مشغول ہوگیا اور دوسرا نماز میں۔ تو میرے حکم سے تجارت میں مشغول ہونے والے کو ابر و باد و برق و تجلی نے ہلاک کر دیا اور وہ ابر و ظلمت میں گرفتار ہوگیا۔ تجارت اور نماز دونوں ہاتھ سے گئی اور اُس کے گھر کے دروازہ پر لکھ دیا گیا کہ دیکھو دنیا طلبی اپنے شائق کے ساتھ کیا کرتی ہے۔

اے داؤدؑ جب کسی ظالم کو دیکھو کہ دنیا نے اس کو بلند کر رکھا ہے تو اس کے حال کی آرزو و تمنّا مت کرو۔ بے شبہ ان دو باتوں میں سے ایک بات اُس کے لئے ضرور ہوگی یا اُس پر کسی ظالم کو مسلط کردوں گا جو اُس سے زیادہ ظالم ہوگا جو اُس سے انتقام لے گا۔ یا قیامت کے روز اُس کو مجبور کروں گا کہ لوگوں کے حقوق ادا کرے۔ اے داؤدؑ اگر تم ان لوگوں کو قیامت کے روز دیکھو جن کے ذمّہ لوگوں کے حقوق ہیں تو بے شبہ آگ کا طوق ان کی گردنوں میں پاؤ گے لہٰذا اپنے نفسوں کا حساب کرتے رہو اور ہمیشہ لوگوں کے ساتھ انصاف پر عمل پیرا رہو اور دنیا اور اس کی زینتوں کو ترک کر دو۔ اے بہت غافل شخص کیا کرے گا ایسی دنیا کو جس میں آدمی صحیح و سالم زندہ جاتا ہے اور وہ اس کو مردہ کر کے نکالتی ہے وائے ہو تم پر اگر بہشت کو۔ اور جو کچھ میں نے اس میں اپنے دوستوں کے واسطے نعمتیں مہیا کی ہیں تم دیکھو تو دنیا کی کسی چیز میں تم کو لذت محسوس نہ ہو۔ میں اپنے دوستوں کو قیامت کے روز پکاروں گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں طعام و شراب کے مشتاق تھے لیکن میری خوشنودی کے لئے ترک کر رکھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہنسنے کو رونے کے ساتھ مخلوط کر رکھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جاڑوں اور گرمیوں میں میری مسجدوں میں جمع ہوتے تھے۔ آج دیکھیں کہ کیسی کیسی نعمتیں میں نے اُنکے واسطے مہیا کی ہیں۔ (میں اُنسے کہونگا کہ

تم دنیا میں میری عبادت کے لئے جاگتے تھے۔ جبکہ لوگ سوتے رہتے تھے۔ آج جو کچھ چاہو تمہارے لئے موجود ہے بیشک تمہارے پاکیزہ اعمال اہلِ دنیا سے میرے غضب کو دُور رکھتے تھے۔ اے رضوان ان کو پانی پلا جب وہ پانی پئیں گے ان کے چہرہ کی تازگی اور حسن زیادہ ہو جائے گا۔ اس وقت رضوان اُن سے کہے گا کہ خدا نے یہ نعمتیں اس وجہ سے تم کو عطا کی ہیں کہ تمہاری شرمگاہیں حرام شرمگاہوں سے مس نہیں ہوئیں اور تم نے بادشاہوں اور امیروں کے حال کی تمنّا نہیں کی تو (خدا کہتا ہے کہ) میں رضوان سے کہوں گا کہ اے رضوان جو کچھ میں نے اپنے بندوں کے لئے (دنیا کی نعمتوں سے) آٹھ ہزار گنا (زیادہ) مہیا کر رکھا ہے ان پر ظاہر کر۔

اے داؤدؑ جو شخص میرے ساتھ تجارت کرتا ہے وہ بہترین فائدہ اٹھانے والا تاجر ہے اور جو شخص دنیا میں دل لگاتا ہے دنیا اُس کو زمین کے اندر پہنچا دیتی ہے اور وہ سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والا ہے۔ افسوس ہے تجھ پر اے فرزند آدمؑ کس قدر سخت ہے تیرا دل تیرے ماں باپ مرتے رہتے ہیں اور تو ان کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتا۔ اے فرزند آدمؑ کیا تو نہیں دیکھتا کہ حیوان مرجاتا ہے ہوا اُس کو مردار و گندیدہ بنا دیتی ہے حالانکہ وہ حیوان کوئی گناہ اپنے ذمہ نہیں رکھتا (لیکن) اگر تیرے گناہ پہاڑوں پر ڈال دیئے جائیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اے داؤدؑ میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی چیز تمہارے مال و اولاد سے زیادہ تمہارے لئے نقصان رساں نہیں ہے اور کسی چیز کا فساد ان کے فساد سے زیادہ تمہارے دلوں میں (گھر کرنیوالا) نہیں۔ تمہارا نیک عمل میرے نزدیک بلند ہے اور میرا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خالق ہے۔

تیئسویں سورہ میں ہے کہ اے فرزندان خاک و آب گندیدہ اور اے غافل اور بہت مغرور ہونے والو۔ توجہ کرتے ہو اس کی طرف جسے میں نے حرام کیا ہے۔ تو اگر تم جانتے ہو کہ حرام تم کو کہاں لے جاتا ہے بیشک اس کو بہت بُرا سمجھتے اور اگر بہشت کی خوشبو سے آراستہ عورتوں کو تم دیکھتے جو بشری طبیعتوں کے ہیجان سے محفوظ ہیں (تو دنیا کی جانب کبھی نگاہ نہ کرتے) وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتی ہیں کبھی ان کو غصہ نہیں آتا ہمیشہ باقی ہیں کبھی مرنے والی نہیں ہر چند ان کے شوہر ان کی بکارت زائل کرتے رہیں پھر بھی باکرہ ہی ہوتی ہیں۔ وہ مسکہ سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اُن کے تخت کے سامنے شراب و شہد کی نہریں موجیں مارتی ہوں گی۔

افسوس ہے (کہ تو سمجھتا نہیں) بادشاہی بزرگ اور ہمیشہ کی نعمتیں اور بے تکلیف کی زندگی اور مسرّت دائمی اور باقی رہنے والی نعمتیں میرے پاس ہیں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔

اور اکتیسوؔیں سورہ میں لکھا ہے۔ اے لوگو تم موت میں گرو ہو کوئی کام اپنی آخرت کے لئے کرو اور دنیا کے عوض اس کو خرید لو اور اس گروہ کی طرح مت ہو جاؤ جس نے دنیوی زندگی کو غفلت اور کھیل میں گذار دیا اور سمجھو کہ جس نے مجھے قرض دیا اُس کا سرمایہ بہت نفع کے ساتھ اس کو پہنچے گا اور جو شخص شیطان کو قرض دیتا ہے جہنم میں اُس کے پاس ہو گا۔ کیا ہو گیا ہے تم کو کہ دنیا سے رغبت کرتے ہو اور حق سے منحرف ہوتے ہو کیا تمہارے حسبوں نے تمہیں فریب دے رکھا ہے اُس کا حسب ہی کیا جو خاک سے خلق ہوا ہو۔ اے فرزند آدمؑ خدا کے علاوہ جس کی بھی تم پرستش کرو گے جہنم میں جاؤ گے۔ تم مجھ سے بیزار ہو تو میں بھی تم سے بیزار ہوں۔ مجھ کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں۔ جب تک اسلام خالص قبول نہ کرو۔ میں ہوں غالب اور منزہ ہے خالق نور۔

اور چھیالیسوؔیں سورہ میں لکھا ہے کہ اے فرزندان آدمؑ تم نے میرا حق سبک قرار دیدیا ہے تو میں بھی تمہارا حق سبک کر دوں گا۔ سود کھانے والوں کے دل و جگر جہنم میں پارہ پارہ ہوں گے۔ جب تم سائل کو کچھ دیتے ہو تو وہ چیز سائل سے پہلے میرے ہاتھ میں آتی ہے۔ اگر وہ شے مال حرام سے ہے تو میں اُس کو دینے والے کے منہ پر مارتا ہوں۔ اگر وہ چیز از قسم حلال ہے تو میں حکم دیتا ہوں کہ اُس کے لئے جنت میں محل تعمیر کئے جائیں۔ ریاست حقیقت میں ریاست دنیا اور عالم کی بادشاہی نہیں بلکہ آخرت کی بادشاہی و ریاست ہے۔ پاک ہے خالق نور۔

سینتالیسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ تم جانتے ہو کہ میں نے بنی اسرائیل کو کیوں مسخ کر کے بندر و سور بنا دیا۔ اس لئے کہ جب کوئی غنی اور مالدار گناہ کرتا تو نظر انداز کر دیتے اور سبک و ہلکا سمجھتے اور جب کسی غریب و مسکین سے کوئی ہلکا گناہ ہو جاتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ لہٰذا میری لعنت اُس کے لئے واجب و لازم ہے جس کو زمین میں اقتدار و حکومت حاصل ہو جائے اور وہ غریب و امیر پر ایک طرح سے (انصاف کے ساتھ) حکم نہ کرے۔ تم لوگ دنیا میں اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہو مجھ سے کہاں بھاگ کے جاؤ گے اُس وقت جب کہ میرے پاس تنہا آؤ گے۔ میں نے کس قدر تم کو

تاکید کے ساتھ ممانعت کی ہے کہ مومنین کی عزت پامال مت کرنا لیکن تمہاری زبانیں لوگوں کے مقابلہ میں دراز ہو چکی ہیں۔ نور کا پیدا کرنے والا پاک ہے۔

پینسٹھویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ بنی اسرائیل کو اُس شخص کا حال سنا دو کہ جس کی حکومت تمام روئے زمین کے لوگوں پر تھی یہاں تک کہ جب اس کو پوری پوری قوت حاصل ہو گئی تو اُس نے فساد کرنا شروع کر دیا۔ حق کو مٹانے لگا اور باطل کا اظہار کرنے لگا۔ عمارتیں تعمیر کیں، قلعے تیار کئے اور مال جمع کئے تو میں نے ایک بھڑ کو حکم دیا جس نے عین عالم عیش و نشاط میں داخل ہو کر اس کے جسم اور چہرے پر ڈنگ مارنا شروع کیا کہ اُسی وقت اس کا چہرہ سوج گیا۔ اور اُس کی آنکھوں سے خون اور اُس کے چہرے سے مواد جاری ہوا جس سے اُس کا تمام چہرے کا گوشت گل سڑ گیا اور اُس کے پاس بدبو اور گندگی کے سبب کسی کو جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اُسی حالت میں مر گیا۔ اور اس کے جسم کو بغیر سر کے دفن کیا گیا۔ اگر لوگوں کو عبرت ہوتی تو یہ حال سُن کر میری نافرمانی کی کسی کو جرأت و ہمت نہ ہوتی لیکن لوگ لہو و لعب میں مشغول ہیں لہٰذا ان کو ان کے کھیل کود میں مشغول رہنے دو یہاں تک کہ اُن پر میرا حکم جاری ہو اور میں نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ سبحان من خلق النور۔

اکیسواں باب [۲۱]

اصحاب سبت کے حالات

خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہوا۔ جنہوں نے تمہیں میں سے روز شنبہ کے بارے میں حد سے تجاوز کیا اور خدا کی نافرمانی کی کہ سنیچر کے روز مچھلی کا شکار کیا تو ہم نے اُن کو کہا ذلیل اور رحمت خدا سے دور نافرمانو بندر بن جاؤ۔ حضرت امام حسن عسکریؑ

کی تفسیر میں مرقوم ہے (خاسئین کے معنی) ہر شے سے علیحدہ اور دور پھینکے ہوئے فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۶۶﴾ اور ہم نے اُس عذاب کو اُن کے اور بعد کے زمانہ والوں کے لئے ایک زجر کرنے والی عقوبت بنائی اور متقین کے واسطے نصیحت قرار دی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ان کا مسخ ہونا عبرت قرار دیا گیا۔ اُن شہروں کے لئے جو ان کے شہر کے سامنے اور پیچھے تھے اور بعض کا قول ہے وہ ایک عقوبت تھی اُن کاموں کی جو شکار ماہی سے قبل اور بعد وہ لوگ عمل میں لائے۔ اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ (مسخ ہونا) عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کے زمانہ میں تھے اور ان کے لئے جو بعد اُن کے پیدا ہوئے اور انہوں نے ان کے قصے کو سنا جس طرح ہم ان کے واقعات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے یہ مسخ کرنا جس کے ذریعہ سے ہم نے ان نافرمانوں کو خوار و ذلیل بنایا اور اپنی رحمت سے دور قرار دیا ایک سزا تھی اور باز رکھنے والی (نصیحت) تھی ان لوگوں کے لئے جو مسخ سے پہلے ہلاک کرنے والے گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے اور بچانے والی تھی اُس گروہ کو جس نے اُن (گنہگار مسخ ہونے والوں) کو اُس حالت (مسخ) میں مشاہدہ کیا تاکہ اُن کے ایسے اعمال قبیحہ نہ بجالائیں اور نصیحت آمیز تھی پرہیزگاروں کے لئے کہ اُن کی سزا سے نصیحت حاصل کریں اور حرام امور سے پرہیز کریں اور لوگوں کو نصیحت کریں اُن گناہوں کے ترک کی جو ایسی سزاؤں کا سبب ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ وہ جماعت تھی جو دریا کے کنارے رہتی تھی اور خدا اور اُس کے رسولوں نے ان کو روز شنبہ (سینیچر) کو مچھلی کا شکار کرنے سے منع کیا تھا لہذا انہوں نے ایک حیلہ بنایا جس سے جو خدا نے حرام کیا ہے اُسے حلال کریں اور (وہ یہ کہ) انہوں نے دریا کے قریب حوض بنائے اور دریا سے حوض تک نالیاں اور گڑھے تیار کئے تاکہ حوض میں مچھلیاں آکر واپس نہ جاسکیں اور ہفتہ کے روز جب مچھلیاں امان الٰہی میں آجاتی تھیں اور نالیوں اور سوراخوں کے ذریعے اُن کے حوضوں اور تالابوں میں داخل ہوجاتی تھیں اور شام کے وقت چاہتیں کہ دریا میں واپس چلی جائیں اور شکاریوں کے شر سے محفوظ ہوجائیں تو نہیں جاسکتی تھیں اور رات کو انہیں حوضوں میں قید ہوجاتی تھیں اور ہاتھوں سے بآسانی

پکڑی جاسکتی تھیں اُس گروہ کے لوگ اتوار کو جا کر ان مچھلیوں کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے سینیچر کو تو شکار کیا نہیں بلکہ اتوار کو شکار کیا ہے اور دشمنان خدا یہ جھوٹ بولتے تھے بلکہ اسی حیلے اور بہانے سے جو روز شنبہ کیا کرتے تھے وہ مچھلیوں کا شکار کرتے رہے اور اسی حال پہ مدتوں قائم رہے یہاں تک کہ وہ بہت مالدار ہوگئے۔ اور فارغ البالی کے سبب عیاشی بہت کرنے لگے اور عیش و عشرت سے رہنے لگے۔ وہ سب کے سب اسی ہزار اشخاص تھے اُن میں ایک ہزار آدمی اس طرح شکار کیا کرتے اور باقی لوگ اُن کی اس حرکت کو پسند نہ کرتے تھے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ یعنی اے محمدؐ اُن سے (یہودیوں سے) دریافت کرو اُس شہر کا حال جو دریا کے کنارے تھا۔ اِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ جبکہ وہ خدا کے حکم سے انحراف کرکے روز شنبہ شکار کے لئے جاتے تھے اِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ جب روز ہفتہ اُن کی طرف مچھلیاں آتی تھیں بہت زیادہ تعداد میں اُن کے سر باہر نکلے ہوتے تھے اور دوسرے روز یعنی یکشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۳﴾ اس طرح ہم نے اُن کی بداعمالی کا امتحان لیا۔ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ؕ اور یاد کرو اُس وقت کو جبکہ اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ایسے لوگوں کو کیا نصیحت کرتے ہو جن کو خدا دنیا میں (ان کی بداعمالی کے سبب) ہلاک کرے گا اور آخرت میں سخت ترین عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہلاک کرنے سے مراد اُن کے مٹا دینے کا عذاب اور دوسری بلائیں ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ باتیں بدکار شکار کرنے والے نصیحت کرنے والوں کے جواب میں کہا کرتے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ تین گروہ تھے ایک گروہ شکار کرتا تھا ایک گروہ ان کو منع کرتا تھا اور ایک گروہ خاموش رہتا تھا۔ نہ خود شکار کرتا نہ منع کرتا اور یہ بات آخری گروہ کہا کرتا تھا۔ قَالُوا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۶۴﴾ وعظ و پند کرنے والوں نے کہا کہ ہم اس لئے ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے نزدیک اپنے کو معذور ثابت کرسکیں اور شاید ہماری نصیحتوں سے یہ باز آجائیں اور خدا کی نافرمانی ترک کردیں۔ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ توجب اُن لوگوں نے فراموش کر دیا جواُن کو یاد دلایا گیا اور وہ لوگ نصیحت پذیر نہ ہوئے تو ہم نے ان لوگوں کو جو نصیحت کرنے والے تھے نجات دی اور اُن کو سخت عذاب میں گرفت کر لی جو اپنے اوپر ظلم ڈھاتے رہے ان کی نافرمانی و بداعمالی کے سبب سے۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُھُوْا عَنْہُ قُلْنَا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ ﴿۱۶۶﴾ تو انہوں نے حد سے تجاوز کیا اور اس سے باز نہ آئے جس سے اُن کو روکا جا رہا تھا تو ہم نے اُن سے کہا رحمت خدا سے دور ہوا اور بندر بن جاؤ۔ پھر حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب ان دس ہزار آدمیوں نے دیکھا جو خدا کے مطیع اور اُن کو نصیحت کرنے والے تھے کہ اُن ستر ہزار اشخاص نے ان کی نصیحت قبول نہ کی اور خدا کی جانب سے نزولِ عذاب کی پروا نہیں کرتے تو ان سے کنارہ کش ہو گئے اور اُن کے درمیان سے نکل کر دوسرے شہر میں چلے گئے جو اُن کے شہر سے قریب تھا اور وہیں مقیم ہوئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر عذاب اُن نافرمانوں پر نازل ہو تو ان کو بھی گھیر لے۔ تو اُسی وقت اُن پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور سب بندر بن گئے اور اُن کے شہر کا دروازہ بند تھا اور کوئی باہر نہیں نکل سکتا تھا اور نہ باہر سے کوئی شہر میں داخل ہو سکتا تھا۔ جب دوسرے شہروں کے لوگوں نے یہ حال سُنا آئے اور شہر کی دیواروں پر چڑھے تو دیکھا کہ ان کے مرد و عورت سب بندر ہو گئے ہیں اور گھوم رہے تھے۔ پھر اُس کے بعد شہر میں داخل ہوئے اور وہ لوگ بھی جو نصیحت کیا کرتے تھے شہر میں آئے اور اپنے دوستوں عزیزوں اور رشتہ داروں کے پاس پہنچے۔ پوچھتے تھے کہ تم فلاں ہو تم فلاں ہو تم فلاں ہو۔ یہ سُن کر اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور وہ سر ہلا کر اشارہ کرتے کہ ہاں ہم وہی ہیں۔ غرض وہ سب تین روز تک زندہ رہے پھر خدا نے ان پر ہوا اور بارش بھیجی۔ جس نے اُن کو دریا میں ڈال دیا اور ہلاک کر دیا اور مسخ ہونے والوں میں ایک بھی تین روز کے بعد زندہ اور باقی نہ رہا اور ان (بندروں کو جن) کو تم دیکھتے ہو اُنہی کی نسل سے ان کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں۔ غرض حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ صرف مچھلی کے شکار کی وجہ سے اس جماعت کا یہ حال ہوا پھر ان لوگوں کا حشر پیش خدا کیا ہو گا جنہوں نے فرزندان پیغمبر کو قتل کیا اور اُن کی ہتک حرمت کی خدا نے اگرچہ دنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا لیکن

وہ عذاب جو ان کے لئے آخرت میں مہیا کر رکھا ہے (اس مسخ کے عذاب سے) ہزاروں گنا سخت اور زیادہ ہو گا۔ پھر فرمایا کہ جس گروہ نے روز شنبہ کے بارے میں سرکشی کی اگر محمدؐ و آل محمدؐ کے انوار سے توسل کرتے تو اس معصیت میں مبتلا نہ ہوتے اور اگر وہ لوگ جو ان کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ خدا سے بہ تصدق محمدؐ و آل محمدؐ دعا کرتے کہ وہ ان کو گناہوں سے باز رکھے بیشک ان کی دُعا مستجاب ہوتی لیکن ان لوگوں نے دُعا نہیں کی اور وہ امر ظاہر ہوا جسے خدا نے لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ خدا نے یہودیوں کو حکم دیا کہ روز جمعہ دنیا کے کاموں کو ترک کر دیا کرو۔ انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ بجائے جمعہ روز شنبہ کو اختیار کیا (اور سنیچر کے روز دنیا کے کاموں میں مشغول نہ ہوتے تھے) اس سبب سے خدا نے ان پر روز شنبہ شکار کو حرام کر دیا تھا۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کیا وہ دریا میں پھینک دیئے گئے اور جری اور مارماہی اور دریا کے تمام مسخ شدہ حیوانات انہی میں سے ہیں اور کچھ لوگ صحرا میں ہنکا دیئے گئے جو سور بندر۔ دراسو اور سوسمار اور جنگلی تمام مسخ شدہ حیوانات ان میں سے ہیں۔

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خدا نے اصحاب سبت کو اس قدر مہلت دی کہ وہ کثرت سے بڑھ گئے اور بہت مال و دولت والے ہو گئے اور کہنے لگے کہ روز شنبہ کو شکار ہمارے لئے حلال ہے۔ ہم سے پہلے والوں کے لئے حرام تھا۔ اس لئے کہ جب سے ہم روز شنبہ شکار کرنے لگے ہیں ہم میں نعمت و مال و دولت کی کثرت ہو گئی اور صحت و تندرستی بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ غرض ایک رات جبکہ وہ لوگ غفلت میں (پڑے سو رہے) تھے خدا نے ان کی گرفت کی (اور عذاب میں مبتلا کیا)۔

انہی سے روایت ہے کہ وہ لوگ بنی اسرائیل میں سے تھے اور دریا سے قریب ایک شہر میں آباد تھے اور دریا کی مد و جزر کی وجہ سے پانی شہر میں اور ان کے کھیتوں میں داخل ہو جاتا اور مچھلیاں ان کے کھیتوں کے آخری حصہ تک روز شنبہ کو آ جاتی تھیں۔ روز یکشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ وہ لوگ سنیچر کو اپنی نہروں میں جال لگا دیتے۔ جب پانی کم ہو جاتا مچھلیاں جالوں اور نہروں میں رہ جاتیں۔ تو وہ مچھلیوں کو اتوار کے روز پکڑ لیتے۔ ان کے عالموں نے ان کو ہر چند نصیحت کی اور اس حرکت سے باز رکھنے

کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے آخر وہ سب مسخ ہوکر سور اور بندر بن گئے۔ اور روز شنبہ کو مچھلی کا شکار ان کے لئے اس وجہ سے حرام کردیا گیا تھا کہ تمام مسلمانوں اور غیروں کی عید روز جمعہ کو ہوتی تھی۔ یہودیوں نے اس کی مخالفت کی اور سنیچر کو اپنی عید قرار دی تو خدا نے اُن پر روز شنبہ مچھلی کا شکار حرام کردیا اور (اس کی مخالفت کی وجہ سے) وہ سب سوّر اور بندر ہوگئے۔

اور انہی (علی ابن ابراہیم) سے بسند حسن اور دوسروں سے بسند صحیح امام محمّد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ کی کتاب میں مندرج ہے کہ اہل بصرہ سے ایک جماعت قوم ثمود سے تھی اور خداوند عالم ان کے امتحان کے لئے سنیچر کے روز بہت مچھلیاں ان کی طرف بھیجتا جو ان کے گھروں کے دروازوں تک پہنچ جاتی تھیں اور ان کے تمام حوضوں اور نہروں میں داخل ہوجاتی تھیں۔ دوسرے دنوں میں نہیں آتی تھیں تو اس جماعت کے بیوقوفوں اور بے عقلوں نے ان مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کردیا اور ایک مدت تک کرتے رہے۔ علما اور عابد لوگ ان کو منع کرتے تھے یہاں تک کہ شیطان اُن کے ایک گروہ کے پاس آیا اور کہا کہ خدا نے تم کو مچھلیاں کھانے سے روکا نہیں ہے اور نہ روز شنبہ شکار کرنے سے منع کیا ہے۔ لہذا روز شنبہ شکار کیا کرو اور دوسرے دنوں میں ان کو کھایا کرو۔ تو ان میں تین گروہ ہوگئے ایک نے کہا کہ ہم شنبہ کو شکار کریں گے کیونکہ حلال ہے۔ ایک گروہ نے حق کی متابعت کی اور کہا کہ ہم تم کو شکار سے منع کرتے ہیں خدا کے حکم کے خلاف مت کرو۔ اور ایک گروہ نہ شکار کرتا تھا نہ ان کو منع کرتا تھا اور اُس گروہ سے کہتا کہ ایسی جماعت کو پندو موعظہ کیوں کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرے گا یا سخت عذاب میں مبتلا فرمائیگا تو (ایک مرتبہ) وہ لوگ جو نصیحت کیا کرتے تھے کہنے لگے آج شب خدا کی قسم ہم اس شہر سے چلے جائیں گے جس میں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے ایسا نہ ہو کہ ان پر بلائیں نازل ہوں اور ہم بھی ان کے لپیٹ میں آجائیں۔ چنانچہ وہ لوگ اُس شہر سے قریب ایک صحرا میں چلے گئے اور زیر آسمان سو رہے صبح کو شہر کی طرف چلے تا کہ ان گنہگاروں کا حال معلوم کریں۔ جب وہاں پہنچے دیکھا شہر کا دروازہ بند ہے ہرچند کھٹکھٹایا کوئی جواب نہ ملا اور کسی آدمی کی آواز نہ آئی بلکہ چند جانوروں کی سی آوازیں اُن کے کانوں میں پہنچتی رہیں تو ایک سیڑھی لاکر شہر کی دیوار پر لگائی اور ایک آدمی کو چڑھایا جب اُس نے شہر کے اندر جھانک کر دیکھا

تو معلوم ہوا کہ سب کے سب بندر ہوگئے ہیں ان کی دُمیں پیدا ہوگئی ہیں اور وہ بندروں کی طرح چیخ رہے ہیں تو لوگوں نے دروازہ کو توڑا اور شہر میں داخل ہوئے تو بندروں نے اپنے عزیزوں کو پہچانا اور اُن کے پاس آئے لیکن وہ انسان اپنے عزیزوں کو جو بندر ہوگئے تھے نہ پہچان سکے، پھر ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تم کو خدا کی نافرمانی کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو لوگ شکار کیا کرتے تھے وہ تو بندر بنا دیئے گئے اور جو لوگ شکار نہیں کرتے تھے اور شکار کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے وہ چیونٹیوں کی شکل میں مسخ کردیئے گئے۔ اس لئے کہ خدا کے حکم کو حقیر سمجھ رہے تھے۔

دوسری حدیث میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ایک شہر دریا کے کنارے پر واقع تھا وہاں کے رہنے والوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ دعا کرو کہ خدا ہم کو جرّیث بنادے اور وہ ایک چھلکے دار مچھلی ہوتی ہے جب رات ہوئی تو وہ شہر دریا میں غرق ہوگیا اور اُس کے تمام رہنے والے بڑی بڑی جُرّیث مچھلیاں بن گئے کہ جس کے منہ میں ایک سوار مع گھوڑے کے داخل ہوسکتا تھا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز کچھ اہل کوفہ حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ ہمارے بازاروں میں مار ماہی اور جُرّیث مچھلیاں فروخت ہوتی ہیں حضرت نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا اُٹھو میرے ساتھ آؤ تو تم کو ایک عجیب امر کا مشاہدہ کراؤں۔ تاکہ اپنے پیغمبرؐ کے وصیؑ کے بارے میں سخن نیک تمہاری زبانوں پر جاری ہو۔ حضرت ان لوگوں کو فرات کے کنارے لائے اور اپنے آب دہن کو فرات میں ڈالا اور کچھ فرمایا تو ایک بڑی جرّیث مچھلی نے سر پانی سے نکالا اور اپنا منہ کھولا حضرت نے اُس سے پوچھا تو کون ہے تجھ پر اور تیری قوم پر افسوس ہے۔ اُس نے کہا ہم اُس شہر کے رہنے والوں میں سے ہیں جو دریا کے کنارے واقع تھا جس کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ خدا نے آپ کی ولایت کی ہم کو تاکید فرمائی اور ہم نے قبول نہ کی تو خدا نے ہم کو مسخ کردیا۔ ہم میں سے کچھ تو دریا میں ڈال دیئے گئے اور کچھ صحرا میں پھینک دیئے گئے۔ دریا میں تو ہماری قسم کی مچھلیاں ہیں یعنی مار ماہی اور جُرّیث۔ اور جنگل میں جو بھیجے گئے سوسمار اور چوہے بنا دیئے گئے اسوقت حضرت نے اپنے اصحاب کی جانب رُخ کیا اور فرمایا تم نے سُنا؟ عرض کی ہاں یا حضرت۔ سُنا۔ حضرت

نے فرمایا اُس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا کہ یہ مچھلیاں (جُرّیث) مثل عورتوں کے حائض ہوتی ہیں۔ [1]

بائیسواں باب

حضرت سلیمانؑ کے حالات

اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل اوّل | حضرت سلیمانؑ کے فضائل وکمالات اور آپ کے معجزات کا مجمل تذکرہ

حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿٨١﴾ اور ہم نے سلیمانؑ کے لئے ہوا کو مسخر کیا اُس حال میں جبکہ وہ بہت سخت و تیز ہوتی تھی اور اس کے حکم سے جاری ہوتی تھی اُس زمین پر جس میں ہم نے برکت نازل کی تھی اور ہم ہر شے سے واقف و آگاہ ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ زمین مبارک شام و بیت المقدس کی ہے۔ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿٨٢﴾ اور دیو اور شیطانوں کا ایک گروہ تھا جو دریا میں غوطہ لگا کر ان کے لئے عمدہ چیزیں (لولوُ و مرجان) نکالتا تھا اس کے علاوہ اور کام بھی کرتا تھا مثل شہروں کے بنانے قصروں کے تیار کرنے پہاڑوں کو کھودنے اور عجیب و غریب صنعتیں تیار کرنے کے اور ہم اُن کی حفاظت کرنے والے تھے اس سے کہ وہ سلیمانؑ کی نافرمانی کریں یا کسی کو کوئی اذیت پہنچائیں۔ وَوَرِثَ

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ظاہری مفہوم حدیث اور مفسروں کے مابین مشہور یہ ہے کہ وہ مسخ شدہ بشکل جریث مچھلی اہل بصرہ سے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اہل طبریہ سے تھے اور بظاہر حدیث سے مستفاد ہے کہ وہ لوگ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں تھے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سور بنا دیئے گئے اور بعض بندر اور بعض کا قول ہے کہ ان کے جوان تو بندر بنا دیئے گئے اور اُن کے بوڑھے سور کی شکل میں مسخ ہوئے۔ ۱۲

سُلَيْمَانُ دَاوُودَ اور سلیمانؑ نے داؤدؑ کی میراث پائی مال اور علم پیغمبری کی۔ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿۰﴾ اور سلیمانؑ نے کہا کہ لوگو ہم کو جانوروں (پرندوں) کی زبان تعلیم کی گئی ہے اور ہر شے میں سے حصہ عطا کیا گیا ہے اور بیشک یہ خدا کا فضل عظیم ہے۔ پھر خدا نے فرمایا ہے۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ اور ہم نے ہوا کو سلیمانؑ کیلئے مسخر کیا جو صبح کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تین شبانہ روز تانبا پانی کی طرح جاری تھا اور اب بھی جو تانبا پایا جاتا ہے اُسی تانبے میں سے ہے وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ اور ہم نے جنوں کو اُن کا تابع بنایا جو اُن کی خدمت میں رہ کر خدا کے حکم اور اجازت سے کام کیا کرتے تھے۔ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ اور جنوں میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف ان کی نافرمانی کرتا تھا ہم اس کو آخرت یا دنیا کی جلانے والی روشن آگ کا مزہ چکھاتے تھے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خدا نے ایک فرشتے کو اُن پر موکل کیا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا تازیانہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا تھا وہ فرشتہ اس کو تازیانہ سے مارتا تھا کہ وہ جل جاتا تھا يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ جن اُن کے لئے قصر اور بلند عمارتیں اور صورتیں مثل حوض کے بڑے بڑے پیالے اور بڑی دیگیں بناتے اور اُن کو زمین میں نصب کر دیا تھا کہ لوگ ان کو حرکت نہیں دے سکتے نہ اکھاڑ سکتے تھے۔ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿۱۳﴾ اور ہم نے کہا کہ اے آل داؤد ان نعمتوں کے شکر میں عمل نیک کرو اور عبادت بجا لاؤ اور شکر کرنے والے بندے تو بہت کم ہیں۔ دُوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿۳۴﴾ بیشک ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا تو انہوں نے ہماری بارگاہ میں توبہ و انابت کی قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ سلیمانؑ نے دُعا کی اے پالنے والے مجھ کو بخشدے اور مجھ کو ایسی بادشاہی اور ایسا ملک عطا فرما کہ پھر میرے بعد کسی کے لئے ایسی حکومت سزاوار نہ ہو اور بیشک تو بڑا عطا کرنے والا ہے فَسَخَّرْنَا

لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿۳۶﴾ پھر ہم نے اُن کے لئے ہوا کو مسخر کیا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے نرم اور مناسب طور پر جاری ہوتی تھی کہا جاتا ہے کہ پہلے ہوا بہت تیز چلتی تھی اور بساط سلیمان کو زمین سے اُٹھاتی تھی اور جب وہ بلند ہو جاتی تو نرم رفتار سے چلتی بعض کہتے ہیں کہ کبھی تیز چلتی اور کبھی آہستہ اور بعض کا قول ہے کہ تیز چلتی اور ہموار رواں ہوتی اور بعض کہتے ہیں کہ ہموار چلنے سے کنایہ ہے کہ حضرت سلیمان کی فرمانبردار تھی۔ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ اور ہم نے ان کا مسخر دیووں کو کیا جو عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور دریا میں غوطہ لگا کر جواہرات نکالتے تھے اور دوسرے سرکش) دیووں پر ان کو اختیار و قابو دے دیا جو زنجیروں میں بندھے رہتے تھے یعنی سرکش یا کافر دیووں کو جو دو تین اور اس سے زیادہ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیر میں کھینچتے تھے۔ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ ہم نے سلیمانؑ سے کہا کہ یہ تم پر ہماری بخشش و احسان ہے چاہو لوگوں کو عطا کرو یا محفوظ رکھو قیامت کے روز تم سے اس کا کچھ حساب نہیں لیا جائے گا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے لئے سونے اور ریشم کا ایسا تخت بنایا تھا جو ایک فرسخ لمبا چوڑا تھا (یعنی ۳½ میل) اور حضرت کے لئے سونے کا ایک منبر اُس تخت کے وسط میں تیار کیا تھا جس پر وہ بیٹھتے تھے اور اس کے چاروں طرف سونے اور چاندی کی تین ہزار کرسیاں تھیں۔ سونے کی کرسیوں پر پیغمبران وقت اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے تھے اور ان کے گرد تمام انسان شیاطین اور جن کھڑے ہوتے اور پرندے اپنے پروں سے ان سب کے سروں پر سایہ کرتے تھے۔ بادِ صبا اُس بساط کو لے کر فضا میں چلتی اور صبح سے شام تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی اور شام سے صبح تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی۔

دوسری روایت میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ خدا نے مشرق و مغرب کی سلطنت حضرت سلیمانؑ کو عطا کی انہوں سات سو برس اور سات مہینے تک تمام دنیا پر حکومت کی تمام انس و جن، دیو اور شیاطین، چرند و پرند اور درندے ان کے محکوم تھے اور خدا نے ان کو ہر شے کا علم تعلیم فرمایا تھا۔ ان کے زمانہ میں عجیب عجیب صنعتیں پیدا ہوئیں جو یادگار ہیں۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت سلیمان کی عمر اور ان کے تمام دنیا کے مالک ہونے کے بارے میں غریب ہے اور یہ دونوں حدیثیں دوسری مشہور حدیثوں کے خلاف ہیں واللہ اعلم ۱۲

نیز روایت ہے کہ آنحضرت کا لشکر سو فرسخ کے فاصلہ میں آتا تھا۔ پچیس فرسخ میں آدمی ہوتے تھے پچیس میں جن، پچیس فرسخ میں جانوران صحرائی اور پچیس میں مرغان ہوا ہوتے تھے۔ اور ہزار گھر شیشے اور لکڑی کے اوپر بنائے تھے جن میں تین سو نکاحی عورتیں اور سات سو کنیزیں رہتی تھیں۔ حضرت سخت ہوا کو حکم دیتے جو ان مکانات کو زمین سے بلند کرتی پھر نرم ہوا کو حکم دیتے تو وہ آہستہ آہستہ لے چلتی۔ غرض خدا نے زمین و آسمان کے درمیان ان کو وحی کی تمہاری بادشاہی میں ہم نے یہ اور اضافہ کیا کہ کوئی کہیں پر کوئی بات کریگا اسے ہوا تم تک پہنچا دیا کرے گی۔

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جب سلیمانؑ بساط پر سوار ہوتے تھے اپنے اہل خانہ کو اور خدمت گاروں اور منشیوں کو اور اپنے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ یہ لوگ چھتوں پر ایک دوسرے کے سامنے اپنے درجوں میں کنارے کنارے ہوتے اور حضرت کا باورچی خانہ لوہے کے تنوروں سمیت ہمراہ ہوتا اور بڑی دیگیں ہوتیں جن میں ایک ساتھ بیس اونٹ کا گوشت پکایا جاتا اور جلسہ گاہ کے سامنے چہارپایوں کے واسطے میدان ہوتا تھا جس میں وہ چرا کرتے تھے۔ باورچی کھانا پکانے میں مشغول رہتے اور کاریگر لوگ اپنے کاموں میں لگے رہتے اور گھوڑے حضرت کے سامنے بندھے ہوتے اور بساط ہوا پر رواں ہوتی۔ ایک روز اصطخر شیراز سے یمن کی طرف گئے اور مدینہ طیبہ سے گذرے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ پیغمبر آخرالزمان کی ہجرت کی جگہ ہے کیا کہنا ہے اُس کا جو حضرت پر ایمان لائے اور آپ کی متابعت کرے۔ جب مکہ معظمہ سے گذرے بتوں کو دیکھا کہ کعبہ کے گرد رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو دیکھ کر کعبہ نے گریہ کیا خدا نے اُس پر وحی کی کہ کیوں روتا ہے کعبہ نے عرض کی کہ پالنے والے تیرا ایک پیغمبر اور تیرے دوستوں کی جماعت میرے پاس سے گزری اور نہ میرے پاس اُترے نہ نماز پڑھی۔ اور کفار میرے چاروں طرف بتوں کو رکھے ہوئے اُن کی پرستش کرتے ہیں۔ تو خدا نے وحی کی کہ گریہ مت کر بہت جلد تیری زمین کو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں سے بھر دوں گا اور قرآن نازل کروں گا اور آخر زمانہ میں ایک پیغمبر کو بھیجوں گا جو میرے تمام پیغمبروں میں برتر ہوگا اور ایک گروہ کو مقرر کروں گا جو تجھے آباد رکھیں گے اور فریضۂ حج اُن پر واجب قرار دوں گا کہ اطراف عالم سے تیری طرف آئیں گے جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور جس طرح اونٹنی اپنے بچے کی جانب رجوع ہوتی ہے اور تجھ کو بتوں اور بُت پرستوں

سے پاک کردوں گا۔

روایت ہے کہ جب سلیمانؑ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بادشاہ ہوئے۔ آپ کے حکم
سے ایک تخت نہایت عمدہ اور نادر بنایا گیا تا کہ اُس پر بیٹھ کر آپ لوگوں کے درمیان
فیصلہ کیا کریں اور کوئی باطل پسند اور ناحق گواہی دینے والا اُس کے قریب جانے سے
ڈرے اور جھوٹ نہ کہے اور غلط دعویٰ نہ کرے اور جھوٹی گواہی نہ دے۔ وُہ تخت
ہاتھی دانت کا بنایا گیا اُس میں یاقوت و مروارید وزبرجد اور ہر قسم کے جواہرات جڑے
گئے اور اُس کے گرد سونے کے چار درخت لگائے گئے جن کے گچھے یاقوت سُرخ اور
سبز زمرد کے تھے اور دو درختوں پر دو مور سونے کے بنائے گئے اور دو درختوں
پر ان موروں کے مقابل دو گدھ سونے کے تیار کئے گئے اور تخت کے دو طرف سونے
کے دو شیر بنائے گئے جن کے سروں پر زمرد کے گرز تھے اور اُن چاروں درختوں
پر طلائے سُرخ کے انگور کے درخت بنائے گئے جن کے گچھے یاقوت سُرخ کے
تھے۔ وُہ انگور کی بیلیں اور وہ چاروں درخت تخت پر سایہ افگن تھے۔ جب حضرت
سلیمانؑ اُس تخت پر بیٹھنا چاہتے تھے اور پہلے زینے پر قدم رکھتے تو وُہ پورا
تخت چکی کی طرح گردش کرتا اور وہ گدھ اور مور اپنے پروں کو کھول دیتے اور شیر
زمین سے اپنا پیٹ لگا کر چاروں ہاتھ پیر پھیلا دیتے اور اپنی دُمیں ہلانے لگتے اسی
طرح جس جس پایہ پر پیر رکھتے تخت گردش کرتا اور شیر وغیرہ اسی طرح عمل کرتے
یہاں تک کہ حضرت تخت پر پہنچ جاتے اور بیٹھتے۔ وُہ دونوں گدھ حضرت کے سر پر
تاج رکھتے اور وہ تخت مع اُن درختوں اور پرندوں کے گردش میں آتا اور پرندے
اپنی منقاروں سے اُن حضرت پر مشک وعنبر چھڑکتے اور وہ کبوتر جو سونے اور جواہرات
سے تیار کیا ہُوا تخت کے پائے میں آراستہ کیا ہوا رہتا تھا حضرت کے ہاتھ میں توریت
دیتا اور وہ لوگوں کے سامنے اس کو پڑھتے پھر لوگ حضرت کے سامنے حاضر
ہوتے اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے لوگ (صاحبان علم وفضل) حضرت کی داہنی
جانب سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے پھر پرندے ان کے سروں پر اپنے پروں سے
سایہ کرتے پھر کوئی شخص اگر کسی پر دعویٰ کرتا اور حضرت سلیمانؑ اُس سے گواہ طلب
فرماتے تو تخت اپنے تمام لوازمات کے ساتھ گردش کرتا اور شیر اپنی دُمیں زمین
پر مارنے لگتے اور مرغان مرصع اپنے پروں کو کھول دیتے۔ اُس وقت مدعیوں
اور گواہوں پر ایک زبردست رُعب پڑتا۔ جس سے حقیقت کے

ف کچھ نہ کہہ سکتے۔ ؎۱

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تصویریں جن کا ذکر خدا نے قرآن
فرمایا ہے جن کو حضرت سلیمانؑ کے لئے بناتے تھے وہ مردوں اور عورتوں کی نہ تھیں
درختوں کی اور انہیں کے مانند تصویریں ہوتی تھیں۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی سلطنت بلاد اصطخر
شام کے شہروں تک تھی۔ ؎۲

بسند معتبر حضرت موسیٰؑ بن جعفر سے منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہ
الّا یہ کہ وہ صاحب عقل ہوتا تھا اور بعض عقل میں بعض پیغمبروں سے کامل تر
تھے اور حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو جب تک ان کی عقل کی آزمائش
نہ کی خلیفہ نہیں بنایا اور سلیمانؑ جب خلیفہ ہوئے تیرہ برس کے تھے اور آپ کی
بادشاہی کی مدت چالیس سال تھی۔ اور ذوالقرنین جب بادشاہ ہوئے بارہ سال
کے تھے اور انہوں نے تیس برس حکومت کی۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے قول خداوند تعالےٰ
"آل داؤد شکر کرو" کی تفسیر پوچھی فرمایا کہ آل داؤد اسّی مرد اور ستر عورتیں
تھیں جن میں سے کسی نے ایک روز بھی اپنی عبادت کے معمول میں فرق نہ آنے
دیا۔ حضرت داؤدؑ کے بعد جب حضرت سلیمانؑ بادشاہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے
لوگو خدا نے مجھے پرندوں کی زبان سکھائی ہے اور آدمیوں اور جنوں کو میرا تابع بنایا
ہے۔ حضرت سلیمانؑ ہر بادشاہ کو جو زمین کے کسی حصہ میں ہوتا اور اس کی خبر آپ کو
ملتی تو آپ مع لشکر کے اُس کی طرف جاتے اور اس کو اپنا تابع و فرمانبردار بنا کر
اپنے دین میں شامل کر لیتے تھے۔ خدا نے ہوا کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا۔ جب وہ
اپنی مجلس میں تشریف رکھتے پرندے آپ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ
کرتے اور انس وجن آپ کی خدمت میں صف بستہ حاضر رہتے۔ جب کہیں مع

؎۱ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ تمام امور جو اس روایت میں بیان کئے گئے وہ سب عامہ کی روایت کے موافق ہیں
مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی شریعت میں حیوانوں کی صورتیں بنانا حرام نہ تھا اس امت کے
لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ ۱۲

؎۲ مؤلف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے ابتدا میں حضرت کی بادشاہی اسی حد تک رہی ہو۔ ۱۲

لشکر کے جنگ کے لئے جانا چاہتے بساط کے کنارے پر لکڑی کا ایک مقام حضرت کے لئے تیار کیا جاتا۔ اور بساط میں لشکر۔ چوپائے اور آلات چوبی سب جو کچھ ضروری ہوتا مہیا کیا جاتا۔ پھر حضرت ہوائے سخت کو حکم دیتے وہ بساط کے نیچے داخل ہو کر بساط کو اٹھاتی اور جس جگہ حکم فرماتے لے جاتی اور صبح کو ایک مہینے کی راہ اور شام کو ایک مہینہ کی راہ طے کرتی۔ موثق سند سے جو مثل صحیح کے ہے حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ بیت المقدس سے نکلے اور اپنی بساط پر بیٹھے داہنی جانب تین لاکھ کرسیوں پر آدمی اور اسی طرح بائیں جانب تین لاکھ کرسیوں پر جن بیٹھے تھے اور حضرت کے حکم سے پرندے سب کے سروں پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت نے ہوا کو حکم دیا اُس نے بساط کو اٹھایا اور مدائن میں لائی اور مدائن سے اُٹھایا تو رات اصطخر شیراز میں بسر کی صبح کو حکم دیا تو ہوا ان کو جزیرہ برگاواں میں لے گئی پھر حضرت کے حکم سے وہ اس قدر نیچے بساط کو لے چلی کہ نزدیک تھا کہ لوگوں کے پیر پانی تک پہنچ جائیں۔ اُس وقت ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ دنیا نے کبھی اس سے بڑھ کر بادشاہی نہیں دیکھی ہوگی تو ایک فرشتے نے آسمان سے ندا دی کہ لوگو خدا کے نزدیک خلوص کے ساتھ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا اس بادشاہی سے بہت بلند ہے۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا ایک قلعہ تھا جسے آپ کے واسطے شیاطین نے بنایا تھا جس میں ہزار کمرے تھے اور ہر کمرہ میں آپ کی ایک زوجہ رہتی تھیں۔ جن میں سے تین سو نکاحی بی بیاں تھیں اور سات سو قبطی کنیزیں تھیں اور خدا نے چالیس مردوں کی قوت مجامعت حضرت کو عطا کی تھی حضرت شبانہ روز ان سب عورتوں سے ملاقات کرتے اور ان کی خواہشوں کو پورا کرتے حضرت نے شیاطین کو مامور کیا تھا جو پتھر ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچایا کرتے تھے (اسی حال میں) ابلیس شیطانوں کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے اُن سب نے جواب دیا کہ ہماری طاقت ختم ہو چکی ہے۔ ابلیس نے کہا پتھر جب پہنچاتے ہو۔ تو خالی واپس جاتے ہو ان سب نے کہا ہاں اُس نے کہا پھر تو تم راحت میں ہو۔ ہوا نے یہ گفتگو حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دی حضرت نے حکم دیا کہ جب شیاطین پتھر مقررہ مقام پر پہنچا دیں تو اتنی ہی خاک وہاں سے واپس لے جا کر وہاں ڈالیں جہاں سے پتھر لے جائیں۔ پھر ابلیس ان کے پاس پہنچا اور ان کا حال پوچھا اُن سب نے کہا ہماری

حالت تو اور بدتر ہو گئی اُس نے کہا کیا راتوں کو سوتے نہیں ہو۔ کہا کیوں نہیں ابلیس نے کہا پھر تو راحت میں ہو۔ ہوا نے یہ خبر بھی حضرت کو پہنچا دی تو فرمایا کہ وہ سب رات و دن کام کیا کریں۔ اسی حال میں تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ حضرت سلیمانؑ نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ [1]

حدیث معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک ضعیفہ نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہوا کی شکایت کی حضرت نے ہوا کو طلب فرما کر پوچھا کہ تو نے اس بڑھیا کو کیوں تکلیف پہنچائی۔ ہوا نے عرض کی کہ پروردگار عزت نے مجھے ایک جماعت کی کشتی کو غرق ہونے سے نجات دینے کے لئے حکم فرمایا جو ڈوبنے کے قریب تھی میں بہت تیزی کے ساتھ رواں ہوئی تاکہ اُن کشتی والوں کو بچاؤں۔ یہ عورت چھت پر کھڑی تھی میری لپیٹ میں آ کر گری اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا (اس میں میری کیا خطا ہے) حضرت نے مناجات کی کہ الٰہی اس قضیہ میں کیا فیصلہ دوں۔ وحی نازل ہوئی کہ اہلِ کشتی کو حکم دو کہ اس ضعیفہ کے ہاتھ کی دیت (عوض) ادا کریں کیونکہ ہوا کشتی والوں کو بچانے کے لئے چلی تھی (لیکن) میری طرف سے عالم کے کسی متنفس پر ظلم نہیں کیا جا سکتا۔ (لہٰذا اس کا عوض کشتی والوں کے ذمہ ہونا چاہیئے۔) [2]

معتبر دو حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ بادشاہی دنیا کی (آرزو کرنے) وجہ سے تمام پیغمبروں کے بعد جنت میں جائیں گے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ پہلے جس نے خانہ کعبہ پر غلاف بُن کر چڑھایا۔ وُہ حضرت سلیمانؑ تھے۔ حضرت جن و انس اور پرندوں کے ساتھ ہوا پر حج کو تشریف لے گئے تھے اس وقت کعبہ کو قبطی لباس سے آراستہ فرمایا اور ایک حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سلیمانؑ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔ [3]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اشارہ ہے کہ لوگوں کو تنگ کرنا مناسب نہیں خواہ وہ بدکار ہی کیوں نہ ہوں ۱۲ (ممکن ہے حضرت سلیمانؑ کی شیاطین پر یہ سختی ان کی شرارت و سرکشی کی وجہ سے ہو ورنہ بلاوجہ فرمانبرداروں پر جبر و تشدد ایک نبی کے شایان شان نہیں اور وہ اس سے ایسا مذموم فعل صادر ہو سکتا ہے۔ مترجم)

[2] اس روایت سے بظاہر حضرت سلیمانؑ کی حکومت و اختیار کا اظہار معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ خدا کسی پر ظلم کو برداشت نہیں کرتا۔ مترجم

[3] حضرت سلیمان کے ذکر میں یہ حدیث مندرج نہیں ہے انبیائے سابقین کے تذکرہ کے ساتھ پہلے ذکر کی گئی ہے۔ مترجم
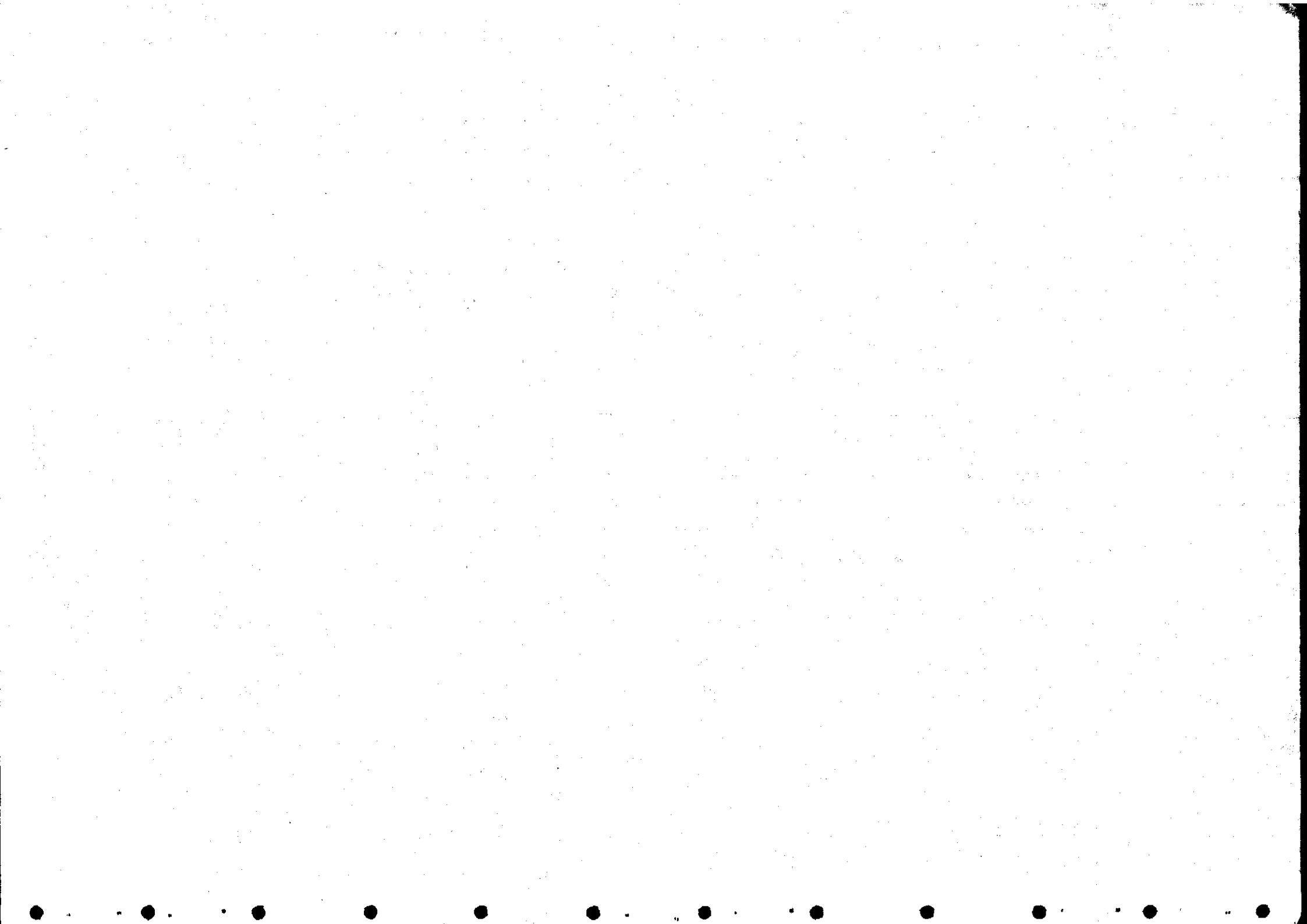
حضرت کا نقش نگین انگشتری تھا سُبْحَانَ مَنْ اَلْجَمَ الْجِنَّ بِكَلِمَاتِہٖ یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے جنوں کو اپنے کلمات سے لگام دی یعنی اپنے بزرگ ناموں کے ذریعہ یا اپنے واجب الاطاعت حکم سے مسخر کیا۔

دوسری حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت امیرالمومنینؑ کچھ دیر سونے کے بعد (بیدار ہوئے اور) گھر سے برآمد ہوئے اور آہستہ فرمانے لگے کہ تمہارا امام تمہاری طرف آیا ہے۔ پیراہن آدمؑ پہنے ہوئے اُس کے ہاتھ میں سلیمانؑ کی انگوٹھی اور موسیٰؑ کا عصا ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ اپنی شان وشوکت کے ساتھ بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے گذرے۔ عابد نے کہا اے پسر داؤدؑ خدا کی قسم خدا نے تم کو بادشاہی عظیم عطا فرمائی ہے۔ ہوا نے یہ آواز حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچا دی حضرت سلیمانؑ نے اس کے جواب میں فرمایا خدا کی قسم مومن کے نامہ عمل میں ایک تسبیح (سبحان اللہ) کا ثواب اُس سے بہتر ہے جو خدا نے داؤدؑ کے فرزند کو عطا فرمایا ہے کیونکہ جو کچھ اس کو دیا گیا ہے وہ زائل ہو جائے گا اور اس تسبیح کا ثواب ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

منقول ہے کہ ہر روز صبح کو حضرت سلیمانؑ امیروں اور رئیسوں کی طرف سے گذرتے جب مسکینوں کے پاس پہنچتے تو ان کے پاس بیٹھتے اور فرماتے ایک محتاج ایک محتاج کے پاس بیٹھا ہے۔ اور باوجود ایسی بادشاہی کے موٹی جامہ پہنتے اور رات کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی گردن میں باندھ لیتے اور صبح تک کھڑے رہتے اور رویا کرتے۔ اور زنبیل بُن کر فروخت کرتے اُسی سے اپنا پیٹ پالتے اور بادشاہی صرف اس لئے طلب کی تھی کہ کافر بادشاہوں کو مغلوب کرکے دین اسلام میں اُن کو لائیں (اور خدا کا مطیع و فرمانبردار بنائیں)۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد تقیؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ آپ کی کمسنی کے بارے میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ نو برس کا لڑکا امام ہو۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کریں اور حضرت سلیمانؑ لڑکے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ خلیفہ مقرر کیے گئے تو عبّاد و علمائے بنی اسرائیل نے نہیں مانا۔ حضرت کو وحی ہوئی کہ ان لوگوں کی لاٹھیاں سلیمانؑ کی لاٹھی کے ساتھ لے کر ایک مکان میں رکھو اور

ان لوگوں سے کہو کہ اپنے اپنے تالے لگا دیں اور تم بھی ایک تالا لگا دو اور کل کھول کر دیکھنا جس کے عصا میں برگ و بار لگے ہوں وہی میرا خلیفہ ہے۔ حضرت نے جب یہ پیغام الٰہی ان کو پہنچایا تو وہ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے اور اسی کے مطابق عمل کیا گیا تو حضرت سلیمانؑ کے عصا میں پتیاں اور پھل لگے ہوئے ملے۔ پھر ان لوگوں نے خلافت سلیمانؑ کو قبول کیا اور مطیع ہوئے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ شیاطین آسمانوں پر کیونکر چلے جاتے ہیں جبکہ خلقت و کثافت میں انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اور اگر ایسے نہیں ہوتے تو پھر حضرت سلیمانؑ کے لئے عمارتیں کیسے بناتے تھے اور سخت سے سخت کام کیونکر انجام دیتے تھے جن سے انسان عاجز ہیں حضرت نے فرمایا کہ شیطانوں کے جسم لطیف ہیں اور ان کی غذا نسیم (ہوا) ہے۔ اس وجہ سے بغیر کسی واسطہ کے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں لیکن جب خدا نے ان کو حضرت سلیمانؑ کا تابع بنایا تو ان کے جسموں کو بھی موٹا اور کثیف (مادہ سے بھرا ہوا) بنا دیا تاکہ اُن سے کام ہو سکے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ آیا خدا کے (کسی) پیغمبر کا بخیل ہونا جائز ہے فرمایا نہیں تو سوال کیا کہ پھر حضرت سلیمانؑ کا یہ کہنا کہ خداوندا مجھے بخشش دے اور مجھ کو ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو نہ ملے کیا معنی رکھتا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہی دو قسم کی ہے ایک وہ جو ظلم و جور سے حاصل کی جائے اور دوسری وہ جو خدا کی جانب سے ہو جیسے آلِ ابراہیمؑ، طالوت اور ذوالقرنین کی بادشاہی۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا تھا کہ خدایا مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کو غلبہ اور جور و ستم سے نہ حاصل ہو سکے تاکہ لوگ سمجھیں کہ سلیمانؑ کی بادشاہی انسانی اختیار سے بالاتر ہے۔ اور وہ معجزہ ہو اور ان کی حقیقت اور پیغمبری پر دلالت کرے لیکن حضرت سلیمانؑ کی یہ غرض نہ تھی کہ خدا انبیا اور اوصیاء کو بھی جائز طور پر مثل ان کی بادشاہی کے نہ عطا فرمائے۔ خدا نے ہوا کو ان کا تابع بنایا کہ جہاں وہ چاہتے تھے ہوا ان کو لے جاتی تھی اور ہر روز دو مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شیطانوں کو ان کا مطیع قرار دیا۔ تاکہ ان کے لئے عمارتیں بنائیں اور غواصی کریں اور طائروں کی زبان تعلیم کی اس وجہ سے لوگوں نے سمجھا کہ ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد ان کی بادشاہی مشابہت نہیں رکھتی ان لوگوں کی بادشاہی سے جو

لوگوں پر ظلم و جور اور غلبہ کے سبب مسلط ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم جو کچھ خدا نے سلیمانؑ کو بخشا تھا ہم کو بھی عطا فرمایا ہے اور جو کچھ سلیمانؑ یا ان کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں فرمایا وہ سب طاقت و قوت ہم کو بخشی ہے۔ خدا نے سلیمانؑ کے حالات میں ارشاد فرمایا کہ اے سلیمانؑ یہ بادشاہی ہماری بے حساب عطا ہے تم کو اختیار ہے چاہے کسی کو بخش دو یا محفوظ رکھو اور حضرت محمد مصطفٰیؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو کچھ (اے مسلمانوں) رسولؐ تم کو دے دیں لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو اور دین و دنیا کا کل اختیار حضرت رسولؐ عربی کو دیدیا۔[1]

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت سلیمانؑ نے جو کچھ اس آیت میں سوال کیا خدا نے ان کو عطا فرمایا؟ ارشاد ہوا ہاں اور ان کے بعد خدا نے کسی کو ویسا ملک عطا نہیں فرمایا پھر غلبہ شیطان پر خدا نے پیغمبر آخر الزمانؐ کو عطا فرمایا تھا کہ شیطان کی گردن مسجد کے ایک ستون سے باندھ دی اور اس طرح دبائی کہ اس کی زبان نکل آئی اور فرمایا کہ اگر حضرت سلیمانؑ کی دعا کا خیال نہ ہوتا تو میں اُس کو تم لوگوں کو دکھا دیتا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جب خدا نے داؤدؑ کو وحی کی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کریں تو بنی اسرائیل نے چیخ پکار مچائی اور کہنے لگے کہ ایک بچہ کو ہم پر خلیفہ بنایا جا رہا ہے حالانکہ ہم میں اُس سے بزرگ لوگ موجود ہیں، حضرت داؤدؑ نے (جب یہ سُنا تو) اسباط بنی اسرائیل کے سب سے بڑے سردار کو طلب فرمایا اور کہا کہ تم لوگ جو کچھ سلیمانؑ کی خلافت کے بارے میں کہتے ہو مجھ کو معلوم ہوا۔ تم اپنی اپنی لاٹھیاں لاؤ اور ہر شخص اپنے اپنے عصا پر اپنا نام لکھ کر دے ہم سلیمانؑ کے عصا کے ساتھ رات کو ایک مکان میں رکھ دیں صبح کو نکالیں جس کا عصا سر سبز و پھلدار نکلے وہی خلافت کا مستحق ہو گا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لاٹھیاں ایک مکان میں رکھ دی گئیں اور تمام بنی اسرائیل اس کے گرد پہرہ دیتے رہے صبح کو حضرت داؤدؑ نماز سے فارغ ہو کر آئے اور دروازہ کو کھولا لاٹھیاں نکالیں۔ بنی اسرائیل نے دیکھا کہ سلیمانؑ کا عصا سر سبز و میوہ دار ہے تو اُن کی خلافت پر راضی

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس شبہ کے جواب میں میں نے کتاب بحار الانوار میں بہت سی وجہیں ذکر کی ہیں اور یہ وجہ جو معدن وحی و الہام کی زبانِ اقدس سے ظاہر ہوئی ہے بہترین وجوہ ہے اس کتاب میں مَیں نے اسی پر اکتفا کی۔

ہوئے۔ پھر حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے حضرت سلیمانؑ کا امتحان لیا۔ اور پوچھا اے فرزند کون سی چیز زیادہ ٹھنڈی اور بہت میٹھی ہے حضرت سلیمان نے عرض کی خدا کا بندوں کے گناہوں کو معاف کرنا اور لوگوں کا باہم ایک دوسرے کے جرم و خطا سے درگذر کرنا۔ پھر پوچھا اے فرزند کونسی شے شیریں تر ہے عرض کی محبت و دوستی اور یہ بندوں کے درمیان خدا کی رحمت ہے۔ یہ سُن کر داؤدؑ ہنسے اور خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ یہ تمہارے درمیان میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ اس کے بعد سلیمانؑ اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ایک عورت سے شادی کر لی اور ایک مدت تک اپنے شیعوں سے مخفی رہے۔ آپ کی زوجہ نے ایک روز کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی بہترین سیرت و خصلت ہے آپ کی کسی عادت سے مجھے کراہت نہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ کے اخراجات میرے والد کے ذمہ ہیں اگر بازاروں میں گھوم پھر کر اپنی روزی خدا سے طلب کیجئے تو مجھے امید ہے کہ وُہ آپ کو نا امید نہ واپس کرے گا۔ سلیمانؑ نے کہا خدا کی قسم میں نے دنیا کا کوئی کام اب تک نہیں کیا ہے اور نہ جانتا ہوں۔ پھر اُس روز بازار تشریف لے گئے اور تمام دن گھومتے پھرتے رہے کچھ حاصل نہ ہوا۔ شام کو واپس آئے اور کہا آج تو کچھ نہ ملا زوجہ نے کہا کوئی پروا نہیں کل انشاء اللہ ملے گا۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ زوجہ نے تسلی دی اور کہا انشاء اللہ کل ملے گا۔ تیسرے روز دریا کے کنارے پہنچے۔ ایک شخص کو مچھلی کا شکار کرتے ہُوئے دیکھا اُس سے کہا کیا میں تمہاری کچھ مدد شکار میں کروں اور تم اس کے عوض مجھے کچھ دو شکاری راضی ہو گیا۔ اور سلیمانؑ مچھلی پکڑنے میں اس کے شریک ہو گئے۔ شکاری نے دو مچھلیاں اجرت میں دیں سلیمان نے خدا کی حمد کی اور مچھلیوں کا شکم چاک کیا تو ایک مچھلی کے شکم میں سے ایک انگوٹھی ملی اُس کو الگ رکھ لیا اور شکر خدا بجا لائے۔ پھر مچھلیوں کو صاف و پاک کر کے گھر آئے زوجہ بہت خوش ہوئی اور کہا چاہتی ہوں کہ میرے ماں باپ کو بلا کر دکھا دیجئے کہ آپ نے محنت کر کے یہ روزی حاصل کی ہے (مچھلیاں پکا کر تیار کی گئیں) پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنی زوجہ کے والدین کو بلایا۔ انہوں نے مچھلیوں میں سے کچھ کھایا۔ تو سلیمانؑ نے اُن سے کہا آپ لوگ مجھے پہچانتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم نے تمہارے جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس وقت وُہ انگوٹھی نکال کر انگلی میں

پہنی اُسی وقت تمام پرندے اور جن اُن کے پاس حاضر ہو کر ان کے تابع فرمان ہوئے اور آپ کی بادشاہی کا اظہار ہوا۔ حضرت اپنی زوجہ کو مع اُن کے والدین کے بلاد اصطخر لائے اور آپ کے شیعہ اطراف عالم سے اُن کے پاس جمع ہوئے اور بہت خوش ہوئے۔ ان کی تکلیفیں جو حضرت سلیمانؑ کی غیبت میں گھیرے ہوئے تھیں دور ہوئیں۔ حضرت نے مدتوں حکومت کی۔ جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب آیا آصفؑ بن برخیا کو خدا کے حکم سے اپنا وصی بنایا۔ آپ کے پیرو ہمیشہ حضرت آصفؑ کے پاس آتے اور اپنے مسائل دینی اُن سے دریافت کرتے۔ پھر خدا نے آصفؑ کو ان کے درمیان سے ایک طویل مدت تک کے لئے پوشیدہ کر دیا پھر وہ ظاہر ہوئے اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت آصفؑ نے ان کو وداع کیا۔ انہوں نے پوچھا اب آپ سے کب ملاقات ہوگی۔ فرمایا روز قیامت صراط کے نزدیک اور ان سے روپوش ہو گئے ان کی غیبت میں بنی اسرائیل سخت بلاؤں میں مبتلا ہوئے اور بُختُ النّصّر ان پر غالب ہُوا اور جو ظلم چاہا اُس نے اُن پر کیا۔

شیخ طوسی نے کتاب امالی میں دوسری معتبر سند سے اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی برطرف ہو گئی۔ حضرت لوگوں کے درمیان سے نکل گئے اور ایک مرد بزرگ کے مہمان ہوئے اُس نے حضرت کی خوب خاطر مدارات کی اور حضرت کے ساتھ بہت نیکی و محبت سے پیش آیا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا اُن فضائل و کمالات اور عبادتوں کے سبب سے جو حضرت سے مشاہدہ میں آتے تھے۔ اور اپنی دختر اُن حضرت کے ساتھ تزویج کر دی۔ ایک روز اُس لڑکی نے حضرت سلیمانؑ سے کہا کہ آپ کے اخلاق و عادات، کس قدر بلند و برتر ہیں لیکن بس ایک یہی بات ہے کہ آپ کے اخراجات میرے والد کے ذمّہ ہیں۔ حضرت سلیمانؑ (کو اس کا خیال ہوا اور) ایک روز دریا کے کنارے پہنچے اور مچھلی کے شکار میں ایک شکاری کی مدد کی اُس نے ایک مچھلی آپ کو دی جس کے پیٹ سے انگوٹھی ملی۔

[illegible] عامہ کے درمیان اختلاف عظیم ہے،

حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ یعنی ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ سا بیٹا عنایت کیا۔

وہ کس قدر اچھا فرزند اور ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ یاد کرو اس وقت کو جبکہ اُن کے سامنے اسپان نجیب شام کو پیش کئے گئے جو تین ہاتھ پیروں سے کھڑے ہو جاتے اور ایک پیر کے سُم کو زمین پر رکھتے اور بہت تیز رفتار اور عمدہ چلنے والے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہزار گھوڑے حضرت داؤدؑ سے جناب سلیمانؑ کو ترکہ میں ملے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پال رکھنے والے گھوڑے تھے جو دریا سے حضرت کے لئے نکالے گئے تھے۔ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ تو انہوں نے کہا میں نے گھوڑوں کو اپنے پروردگار کے ذکر سے زیادہ پسند کیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ (تو کہا) گھوڑوں کو میری طرف پھیر لاؤ اور اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر مارنا شروع کیا یا آفتاب کو میری جانب پھیر دو اور وضو کے لئے اپنے پیروں اور گردن کا مسح کیا۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ اور بے شبہ ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور اُن کی کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا تو انہوں نے میری بارگاہ میں توبہ و انابت کی۔ علی بن ابراہیم نے ان آیات کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں سے بہت شوق رکھتے تھے اور بار بار ان کو طلب کرتے اور دیکھتے۔ ایک روز گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول تھے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر قضا ہو گئی اس سبب سے ان کو بیحد صدمہ ہوا پھر انہوں نے دُعا کی کہ آفتاب کو خداوند عالم واپس کر دے تاکہ عصر کی نماز ادا کریں تو آفتاب عصر کے وقت تک پلٹ آیا اور اُنہوں نے نماز ادا کی اس کے بعد سلیمانؑ نے گھوڑوں کو طلب کیا اور شمشیر سے ان کی گردنوں کو قلم کیا اور پیروں کو کاٹ ڈالا یہاں تک کہ سب کو مار ڈالا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں کو مسح کرنا شروع کیا۔

حضرت کے امتحان و ابتلا کی تفسیر میں ذکر ہے کہ جب سلیمانؑ نے ایک لمبی عورت [illegible] نکاح کیا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت سلیمانؑ اُس لڑکے کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور تیز نظر سے اس لڑکے کو دیکھتے۔ سلیمانؑ کو خوف ہُوا اور اس لڑکے کی ماں سے فرمایا کہ ملک الموت اس لڑکے کو بہت سخت نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجھے گمان ہے کہ وہ اس کی روح قبض

کرنے پر مامور ہوئے ہیں تو جنوں اور شیطانوں سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک کوئی تدبیر ایسی ہے کہ اس کو موت سے بچاؤ۔ ایک نے کہا اس کو چشمہ آفتاب کے نیچے مشرق میں چھپا دوں گا۔ سلیمانؑ نے کہا ملک الموت مشرق و مغرب ہر جگہ پہنچتے ہیں دُوسرے نے کہا میں اس کو ساتویں زمین میں چھوڑ آؤں۔ سلیمانؑ نے کہا ملک الموت وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں اس کو ہوا میں لیجا کر چھپا دوں گا اور اس کو ایک ابر میں چھپا آیا۔ ملک الموت نے اس جگہ اس کی روح قبض کر لی اس کا مردہ جسم کو حضرت سلیمانؑ کی کرسی پر ڈال دیا گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اُس وقت سمجھا کہ یہ نامناسب عمل تھا تو توبہ و انابت کی اور کہا کہ پالنے والے مجھ کو بخش دے اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو بیشک تو بڑا بخشنے والا اور عطا کرنے والا ہے خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم نے مسخر کیا ہوا کو ان کے لئے جو ان کے حکم سے مناسب رفتار سے چلتی جہاں وہ چاہتے لے جاتی اور شیاطین کو مسخر کیا ان کا جو اُن کے لئے عمارتیں بناتے اور دریا میں غوطہ لگایا کرتے (جواہرات نکالنے کے لئے) اور کچھ ایسے شیاطین کو مسخر کیا جو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں بندھے رہتے تھے اور وہ چند شیطان تھے جن کو سلیمانؑ نے قید کر رکھا تھا اور ایک دُوسرے کے ساتھ باندھ دیا تھا اس سبب سے کہ ان سب نے اُس وقت سرکشی و نافرمانی کی تھی جبکہ بادشاہی آپ سے برطرف ہوگئی تھی۔ چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی حق تعالیٰ نے انگشتری میں مخفی رکھی تھی جب وہ اُسے پہن لیتے تھے جن و انس مرغان ہوا اور جانوران صحرا سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو کر حاضر ہو جاتے۔ اور وہ تخت پر بیٹھتے پھر خدا ایک ہوا کو بھیجتا جو ان کے تخت کو مع تمام انس و جن و شیاطین و طیور و چوپایوں کے اُڑا کر لے جاتی جہاں حضرت سلیمانؑ چاہتے۔ اس طرح کہ وہ حضرت نماز صبح ملک شام میں پڑھتے اور نماز ظہر فارس میں۔ اور وہ شیاطین کو حکم دیتے تھے کہ پتھر فارس سے اُٹھا کر شام میں پہنچایا کریں وہاں فروخت کیا جاتا تھا۔ تو جب گھوڑوں کی گردنیں قلم کیں اور پیروں کو کاٹ ڈالا خدا نے ان کی بادشاہی سلب کر دی حضرت جب پائخانے جاتے تو انگوٹھی اُتار کر اپنے کسی خادم کو دے دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شیطان نے خادم کو فریب دے کر انگوٹھی اُس سے لے لی اور خود پہن لی اسی وقت تمام جن و انس و شیاطین، طیور و جانوران صحرائی اُس کے پاس حاضر ہوئے

اور اس کے مطیع ہوگئے۔ جب حضرت سلیمانؑ فارغ ہو کر بیت الخلا سے نکلے انگوٹھی آپ کو نہ ملی اور دیکھا کہ بادشاہی ایک دُوسرے سے متعلق ہو چکی ہے تو وہاں سے گریز فرمایا اور دریا کے کنارے پہنچے اور بنی اسرائیل نے اس شیطان کے طور و طریقہ کو جو حضرت سلیمانؑ کی صورت میں ہو چکا تھا اور سلیمانؑ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حضرت سلیمانؑ کے اطوار حسنہ کے خلاف دیکھا تو شک میں مبتلا ہوگئے اور حضرت سلیمانؑ کی والدہ کے پاس حاضر ہوئے کہا کہ ان دنوں سلیمانؑ کے طور و طریقوں کو آپ مشاہدہ فرما رہی ہیں کہ پہلے کی بہ نسبت کس قدر خلاف عادتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ تو بہت نیک اور میرے فرمانبردار تھے مگر اب میری مخالفت کرتے ہیں۔ پھر حضرت کی کنیزوں اور ازواج سے دریافت کیا انہوں نے کہا سلیمانؑ ایام حیض میں ہم سے قربت نہیں کرتے تھے مگر اب کرتے ہیں۔ اب وہ شیطان خوفزدہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ راز کھل جائے تو انگوٹھی دریا میں پھینک کر بھاگ گیا۔ خدا کے حکم سے ایک مچھلی وہ انگوٹھی نگل گئی۔ بنی اسرائیل چالیس روز تک فکر و تشویش میں مبتلا رہے اور حضرت سلیمانؑ کو ڈھونڈھا کرتے اور سلیمانؑ دریا کے کنارے پھرتے رہے اور توبہ و استغفار کرتے رہے۔ چالیس روز کے بعد ایک مچھلی کے شکاری سے ملاقات ہوئی اور اُس سے کہا کہ میں شکار میں تمہاری مدد کروں تم اس کے عوض مجھے اس میں سے حصہ دے دینا۔ چنانچہ آپ نے اُس کے ساتھ مچھلیاں پکڑنا شروع کیں۔ اُس نے ایک مچھلی حضرت کو دیدی۔ حضرت نے جب اُس کا شکم چاک کیا اُس میں سے انگوٹھی ملی آپ نے اپنی انگلی میں پہن لی۔ اُسی وقت تمام شیاطین و جن و انس وغیرہ آپ کے گرد جمع ہوئے اور حضرت اپنے مقام پر آئے اور اس شیطان کو مع اُس کے لشکروں کے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ان میں سے کچھ شیطانوں کو درمیان آب اور بعضوں کو پتھروں کے درمیان خدائے بزرگ و برتر کے نام سے محبوس فرمایا۔ وہ سب اُسی طرح محبوس و معذب قیامت تک رہیں گے۔ جب حضرت سلیمانؑ اپنے ملک میں واپس آئے۔ اور آصف بن برخیا پر عتاب فرمایا جو آپ کے وزیر تھے اور جن کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ کتاب کا کچھ علم ان کو دیا گیا تھا اور انہوں نے تخت بلقیس کو بیک چشم زدن حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر کر دیا تھا (حضرت سلیمانؑ نے) فرمایا کہ میں اور لوگوں کو تو معذور سمجھتا ہوں کیونکہ وہ شیطان کو نہیں سمجھ سکتے تھے لیکن

تم کو کیونکر معاف کروں جبکہ تم اس کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ حضرت آصف نے جواب دیا خدا کی قسم جس مچھلی نے آپ کی انگوٹھی نگل لی تھی اس کو اور اس کے تمام آبا و اجداد کو پہچانتا ہوں لیکن خدا کا حکم یہی تھا۔ وہ شیطان مجھ سے کہتا تھا کہ جس طرح سلیمانؑ کے احکام لکھا کرتے تھے میرے لئے بھی لکھو۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میرا قلم ظلم و جور لکھنے پر نہیں رواں ہو سکتا تو اس نے کہا اچھا خاموش بیٹھ جائیے اور کچھ مت لکھئے۔ تو میں بمصلحت خاموش رہا۔ لیکن اے سلیمانؑ مجھے یہ تو بتائیے کہ آپ ہُدہُد کو کیوں زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہایت خبیث اور بدبودار جانور ہے۔ فرمایا اس لئے کہ وہ پانی کو پتھر کے نیچے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن جال کو ایک مشت خاک کے اندر نہیں دیکھ سکتا اور پھنس جاتا ہے پھر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ جب کوئی امر مقدر ہو جاتا ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں یہاں تک علی بن ابراہیم کی روایت تھی۔

اور عامہ نے بھی اسی کے قریب روایت کی ہے کہ ایک شہر دریا کے بیچ میں ہے حضرت اپنی بساط پر مع اپنے لشکر کے سوار ہوئے ہوا نے آپ کو اُس شہر میں پہنچا دیا۔ آپ نے اُس شہر کو فتح کیا وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اُس کی ایک لڑکی تھی۔ نہایت حسین و جمیل جس کا نام جبرادہ تھا اس کو مسلمان کر کے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے مقاربت کی۔ اس کو حضرت سلیمانؑ بہت چاہتے تھے۔ جبرادہ اپنے باپ کے غم میں بہت رویا کرتی تھی تو حضرت سلیمانؑ نے شیطانوں کو حکم دیا۔ انہوں نے ایک بُت اُس کے باپ کے شکل کا بنایا اُس لڑکی نے اپنے باپ کے لباس کی طرح لباس تیار کر کے اُس بُت کو پہنایا اور ہر صبح و شام اپنی کنیزوں کو لے کر جاتی سب اُس کو سجدہ کرتیں۔ حضرت آصفؑ نے حضرت سلیمانؑ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے اُس بُت کو توڑ ڈالا اور اُس عورت کو سزا دی۔ پھر خود تنہائی میں خاک پر بیٹھ کے تضرع و زاری شروع کی۔ آپ کی ایک کنیز امینہ نامی تھی جب بیت الخلا جاتے یا کسی زوجہ سے مقاربت کرتے تو اپنی انگوٹھی اُتار کر اُس کو دے دیا کرتے تھے۔ ایک روز بیت الخلا گئے اور انگوٹھی کو اُس کنیز کے سپرد کر دیا ناگاہ ایک شیطان جو دریا کے شیطانوں کا سردار تھا۔ سلیمانؑ کی صورت میں اس کے پاس آیا اور انگوٹھی اُس کنیز سے لے لی اور جا کر تخت سلیمانؑ پر بیٹھا تمام جن و انس اور حیوانات اُس کے مطیع ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ کی صورت تبدیل ہو گئی تھی جب

وہ کنیز کے پاس آئے اور اپنی انگوٹھی طلب کی اُس نے آپ کو نہ پہچانا اور ڈانٹ کر بھگا دیا۔ اُس وقت حضرت نے سمجھا کہ یہ اُس گناہ کے سبب سے ہے جو آپ کے گھر میں ہوا کرتا تھا یعنی بُت پرستی۔ حضرت اپنی جس کنیز یا زوجہ کے پاس جاتے کوئی آپ کو نہ پہچانتا اور بھگا دیتا۔ حضرت وہاں سے نکل کے دریا کے کنارے چلے گئے اور مچھلی کے شکاریوں کے پاس اُجرت پر کام کرنے لگے۔ ان کے گھروں پر ان کی شکار کی ہوئی مچھلیاں پہنچایا کرتے اس کی اجرت میں ہر روز دو مچھلیاں آپ کو ملا کرتی تھیں۔ اسی حال میں چالیس روز گذرے یعنی جتنے دنوں اُن کے گھر میں بت پرستی ہوئی تھی۔ جب آصفؑ نے اور بنی اسرائیل کے سربرآوردہ لوگوں نے شیطان کے طور طریقے اور احکام حضرت سلیمانؑ کے طور و طریقوں کے خلاف دیکھا حضرت سلیمانؑ کی ازواج سے اُس کے حالات دریافت کئے معلوم ہُوا کہ حالت حیض میں اُن کے ساتھ مقاربت کرتا ہے اور غسل جنابت بھی نہیں کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا حکم ہر ایک پر جاری ہوتا تھا لیکن حضرت سلیمانؑ کی بیویوں پر اُس کو قابو حاصل نہ تھا۔ آخر شیطان نے جا کر دریا میں انگوٹھی پھینک دی اور پھر وہ حضرت سلیمانؑ کو مچھلی کے شکم سے ملی۔ آپ نے اس کو پہن لیا اور بادشاہی پھر آپ کو بدستور سابق حاصل ہو گئی تو آپ نے اُس شیطان کو گرفتار کیا اور ایک پتھر کے درمیان قید کیا اور دریا میں ڈال دیا۔ یہ ہے قولِ خدا کے معنی کہ ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور ایک جسم اُن کی کرسی پر ڈال دیا۔ اس جسم سے مراد جسد شیطان ہے جو آپ کی شکل اختیار کر کے آپ کی کرسی پر بیٹھا تھا۔

ان دونوں روایتوں سے تمام شیعہ علماء و متکلمین نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ ایسے گناہ و ظلم سے پاک و بری تھے کہ خود تو نماز سے غافل رہتے اور پھر اس کی وجہ سے بیگناہ چند حیوانوں (گھوڑوں) کی گردن مارتے اور پیر کاٹ ڈالتے۔ اور نہ پیغمبری اور بادشاہی انگوٹھی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ جب وہ انگوٹھی پہن لیتے تھے بادشاہ ہو جاتے اور اگر شیطان کو ایسا اقتدار حاصل ہو سکتا کہ پیغمبروں کی صورت میں متمثل ہو سکے تو پھر یقیناً پیغمبروں کے کلام اور ان کے کردار پر اعتماد باقی نہ رہتا کیونکہ اس بات کا احتمال ہو سکتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتے یا کرتے ہیں ممکن ہے کوئی شیطان اُن پر افترا کر رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر شیطان کو دوستان خدا پر اتنی قوت حاصل ہو جاتی تو وہ اُن میں سے کسی کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دیتا۔ ان

کی کتابوں کو جلا ڈالتا۔ ان کے گھروں کو مسمار کر دیتا اور جو کچھ دشمنی کا تقاضا ہے ان کے ساتھ سب پورا کرتا۔ تیسرے یہ کہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا ایک کافر کو اتنا اختیار دے دے کہ وہ پیغمبر کے ناموس پر حاوی ہو جائے۔ اور ان کی ازواج کے ساتھ مقاربت کرے۔ چوتھے یہ کہ اگر وہ بت پرستی سلیمانؑ کی اجازت و مرضی سے تھی تو وہ کفر ہے تو پیغمبر خدا کے لئے کفر کیونکر جائز ہو سکتا ہے اگر بغیر اجازت (وہ پرستش) تھی تو حضرت سلیمانؑ کا اس میں کیا قصور تھا کہ وہ ایسی سزا کے سزاوار ٹھہرے۔ واضح ہو کہ ان آیات کی تاویل میں شیعہ محققین نے بہت سی وجہیں بیان کی ہیں جن میں سے بعض وجہوں کا ہم ذکر کرتے ہیں تاکہ خواص و عوام کے شکوک دور ہو جائیں۔ (مولفؒ)

گھوڑوں کے معائنہ میں مشغولیت اور نماز کے قضا ہو جانے میں چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ ابن بابویہ نے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں بسند صحیح زرارہ اور فضل بن یسار سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے امام محمد باقرؑ سے خدا کے اس ارشاد کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔ جس کا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ بیشک نماز مومنین پر واجب کی گئی ہے اور اس کا وقت معین کیا گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ موقوت فرض و واجب کے معنوں میں ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وقت نماز بحالت مجبوری نکل جائے۔ یا وقت فضیلت مطلق گذر جائے اس کے بعد نماز پڑھی جائے تو باطل ہو جاتی ہے اگر ایسا ہوتا تو لازم تھا کہ سلیمان بن داؤدؑ ہلاک ہو جاتے کیونکہ ان کی نماز وقت کے اندر چھوٹ گئی تھی۔ (بلکہ ایسا ہے کہ) اگر نماز فراموش ہو گئی ہو جب بھی یاد آ جائے اس کو بجا لائے۔ تو ابن بابویہ نے اس حدیث کے نقل کے بعد فرمایا ہے کہ جاہلان اہلسنت کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمان گھوڑوں کے معائنہ و ملاحظہ میں مشغول تھے آفتاب غروب ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ گھوڑوں کو حاضر کیا جائے۔ پھر حضرت نے ان کی گردنیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیروں کو قطع کر دیا اور کہا کہ ان گھوڑوں نے مجھے میرے پروردگار کی یاد سے غافل کر دیا۔ جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں نہیں ہے کیونکہ گھوڑوں کا اس میں کوئی قصور نہ تھا کیونکہ وہ خود سے حضرت سلیمانؑ کے پاس نہیں آ گئے تھے بلکہ وہ جبراً لائے گئے تھے۔ وہ تو حیوان تھے اور مکلف نہ تھے۔ اور اس بارے میں صحیح وُہ ہے جو حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمان گھوڑوں کو دیکھنے میں قریب شام مشغول ہوئے

آفتاب حجاب میں آ گیا آپ نے فرشتوں سے خطاب فرمایا کہ آفتاب کو واپس لاؤ۔ تاکہ میں نماز اس کے وقت پر ادا کروں۔ قریب شام فرشتے آفتاب واپس لائے۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنی پنڈلیوں اور گردن کا مسح کیا اور اپنے اصحاب سے بھی مسح کرنے کو فرمایا جن کی نمازیں ترک ہو گئی تھیں اور آپ کی شریعت میں وضو کا یہی طریقہ تھا پھر سلیمانؑ اُٹھے اور آپ نے نماز ادا کی جب فارغ ہوئے آفتاب غروب ہو گیا اور تارے ظاہر ہو گئے یہ ہے مراد خدا کے اس ارشاد سے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ [1] (اور مسح کیا اپنی پنڈلیوں اور گردن کا)

وجہ دوم یہ کہ دونوں ضمیریں گھوڑوں سے متعلق ہوں یعنی گھوڑوں کو لے گئے یہاں تک کہ وہ حضرت کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو حضرت نے حکم دیا اور وہ اُن کے

---

[1] مولف فرماتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا تھا بلکہ پہاڑوں کے آڑ میں جا چکا تھا اور دیواریں مکانوں کی چھپ گئی تھیں اور نماز کی فضیلت کا وقت گذر گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے آفتاب کو واپس طلب کیا اور نماز فضیلت کے وقت میں ادا کی جیسا کہ اس حدیث کے ظاہری لفظوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری حدیث سے اس کی مخالفت ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ ستاروں کا غروب آفتاب کے فوراً بعد ظاہر ہونا اس لئے ممکن ہے کہ آفتاب بہت تیز و سرعت کے ساتھ غروب ہوا ہو تاکہ توقف کا وقت پورا ہو جائے اور رات و دن کی ساعتوں میں فرق نہ آنے پائے۔ اور اگر آفتاب غروب ہی ہو چکا تھا پھر بھی ممکن ہے کہ ان کی نماز کا وقت غروب آفتاب کی وجہ سے فوت نہ ہوتا ہو اور جبکہ وہ حضرت جانتے تھے کہ آفتاب ان کے لئے واپس آ جائے گا۔ تو نماز میں تاخیر کرنا ان کے لئے حرام نہ ہو اور جو لوگ کہ پیغمبر سے سہو تجویز کرتے ہیں تو حضرت کا یہ فعل سہو پر محمول کیا جا سکتا ہے اور یہ وجہ ان آیات کی تاویل میں تمام وجہوں سے زیادہ قوی ہے۔ عامہ نے بھی اس وجہ کو امیرالمومنینؑ کی روایت سے بیان کیا ہے اور حضرت سلیمانؑ کے لئے آفتاب کا واپس آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے اور اس بنا پر جو ذکر کیا گیا کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے زمانہ میں دو مرتبہ آفتاب غروب ہو کر پھر واپس نکلا۔ ایک مرتبہ یوشعؑ وصی موسیٰؑ کے لئے ایک مرتبہ سلیمانؑ کے لئے۔ اسی طرح اس امت میں دو مرتبہ آفتاب غروب ہو کر پلٹا۔ ایک مرتبہ پیغمبرؐ کی حیات میں حضرت امیرالمومنینؑ کے لئے مدینہ کی مسجد فضیخ میں اور ایک مرتبہ حضرت رسولؐ کی وفات کے بعد حلہ کی مسجد شمس میں جیسا کہ حضرت کے ابواب معجزات میں مذکور ہوگا اور عامہ اور خاصہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ آفتاب تین اشخاص یوشعؑ اور سلیمانؑ اور علیؑ بن ابیطالب کے لئے غروب ہو کر واپس نکلا۔

پاس لائے گئے آپ نے اپنا ہاتھ ان کے بال اور پیروں پر پھیرا اور ان کے بال دھوئے اس غرض سے گھوڑوں کو دوست رکھنا اور ان کی خدمت کرنا ان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے لئے ممدوح و پسندیدہ ہے اس بنا پر اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ۔ کہ میں نے گھوڑوں سے اس لئے محبت کا اظہار کیا کہ وہ بھی میرے پروردگار کے ذکر میں شامل ہے یا یہ کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کے سبب سے جہاد کرنے میں ان کو دوست رکھتا ہوں اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے نہیں۔

وجہ سوم یہ کہ ضمیر اول راجع آفتاب کی جانب ہو اور دوسری ضمیر گھوڑوں کی جانب۔ یعنی گھوڑوں کا معائنہ کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ اس لئے حکم دیا تو گھوڑے واپس لائے گئے آپ نے ان کی گردنیں قلم کیں۔ اور پیر کاٹ دیئے۔ ان کی سزا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ ان کا گوشت خدا کی راہ میں تصدق فرمادیں اس کے بعد کوئی ذکر خدا سے مانع نہ ہو۔ یا یہ کہ چونکہ وہ حضرت کی عزیز ترین دولت تھے اور صدقہ دینا اپنے معزز مال کا سنت ہے۔ ان کو ذبح کرکے ان کے گوشت تصدق کردیئے۔ اس ترک اولیٰ کے عوض میں جو حضرت سے صادر ہوا۔ یا یہ کہ ان گھوڑوں کی گردنوں اور پیروں کی مالش کی اور ان کو قتل نہیں کیا بلکہ راہ خدا میں آزاد کردیا کہ جو چاہے ان کو لے جائے۔

اور آنحضرت (سلیمانؑ) کے امتحان و ابتلا اور اس جسم کے بارے میں جو ان کی کرسی پر پڑا ہوا ملا تھا۔ چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا کہ آج رات کو ستر عورتوں سے ملاقات کروں گا تاکہ ہر ایک کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہو۔ جو راہ خدا میں جہاد کرے اور انشاءاللہ نہیں کہا تھا اس لئے سوائے ایک عورت کے کوئی حاملہ نہ ہوئی اور اس عورت سے لڑکا بھی پیدا ہوا تو خلقت میں ناقص۔ آدھے جسم کا۔ وہ فرزند لاکر آپ کے تخت پر ڈالا گیا اس وقت حضرت سلیمانؑ نے سمجھا کہ یہ اس ترک اولیٰ اور ترک مستحب کی وجہ سے ہے کہ انشاءاللہ نہیں کہا تھا اس لئے خدا کی بارگاہ میں توبہ و استغفار شروع کی۔

دوسری وجہ یہ کہ ایک فرزند حضرت سلیمانؑ کا پیدا ہوا تو جنوں اور شیطانوں نے تہیہ کیا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہ گیا تو ہم اس سے اسی طرح محنت و مشقت لیں گے جس طرح سلیمانؑ ہم سے لیا کرتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو خوف ہوا کہ ایسا نہ

ہو کہ اس لڑکے کو کوئی اذیت و تکلیف پہنچے۔ اس لئے اس کو ایک مقام پر چھوڑ دیا کہ وہاں وہ دودھ پئے اور تربیت پائے۔ لیکن ایک روز آپ نے اسی فرزند کو مردہ اپنے تخت پر پایا۔ اور یہ تنبیہ تھی حضرت کے لئے کہ حکم قضا و قدر سے بچنے کی کوشش سے فائدہ نہیں ہوتا اور تادیب تھی۔ کہ کیوں حق تعالیٰ پر بھروسہ نہ کیا اور شیطانوں سے خوفزدہ ہوئے اور اپنی تدبیر پر اعتماد کیا اس لئے توبہ و انابت کی نہ اس وجہ سے کہ فرزند مرگیا۔

تیسری وجہ یہ کہ حضرت کو کوئی سخت بیماری لاحق ہوگئی تھی اور تخت پر گر پڑے تھے مثل جسم بے روح کے۔ تو رجوع کی صحت کی جانب یا دعا و گریہ و زاری کی اور خدا نے ان کو شفا عطا فرمائی۔ یہ وہ وجہیں ہیں جن کو علمائے شیعہ اور دوسرے لوگوں نے اس آیت کی تاویل میں بیان کی ہیں۔ اور جو کچھ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے اس کو رد کردیا اور اس سے انکار کیا ہے اور ان وجہوں کو تقیہ پر محمول فرمایا ہے۔ اور وہ پہلی دو حدیثیں جو ابن بابویہ اور شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہیں چونکہ ان میں شیطان کے مکر و فریب کا تذکرہ نہیں ہے۔ ممکن ہے خداوند عالم اس امتحان کے سبب سے جس کا حضرت سلیمانؑ کی قوم کے لئے وعدہ کرچکا تھا یا خود حضرت سلیمانؑ کی تادیب کے لئے جو حضرت سے ایک فعل مکروہ سرزد ہوگیا تھا ایک مدت تک ظاہری بادشاہی و سلطنت سے حضرت کو محروم کردیا اور وہ اپنی قوم کے درمیان سے غائب ہوگئے تھے پھر جب خدا کا حکم ہوا تو واپس آئے تھے جیسا کہ گذرا کہ بہت سے پیغمبران خدا اپنی قوم سے پوشیدہ ہوئے اور پھر واپس آئے۔ اور وہ انگوٹھی بادشاہی کا سبب نہ تھی بلکہ ظاہری بادشاہی کے واپس ملنے کی علامت اور اپنی قوم کی جانب پلٹ آنے کا حکم تھی۔ خدا اور (اس کے علم کے جاننے والے) حجت ہائے خدا بہتر جانتے ہیں۔

فصل دوم

چیونٹیوں کی وادی میں حضرت سلیمانؑ کا گذرنا اور حضرت کے وہ تمام معجزات جو وحوش و طیور سے تعلق رکھتے تھے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ سلیمانؑ کے لئے جنوں اور آدمیوں اور چڑیوں کا لشکر جمع کیا گیا تو ان کے اول و آخر باہم پیوستہ ہوگئے تاکہ منتشر نہ ہونے پائیں۔ حَتّٰى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ

اُدْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑱
یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کی وادی میں ان کا گذر ہوا ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیوں کے گروہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ تاکہ سلیمان اور اُن کا لشکر نادانستگی میں تم کو پامال نہ کردیں۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ⑲
تو سلیمان نے ان کی گفتگو سے تبسم کیا اور ہنسے اور کہا خداوندا مجھے الہام فرما اور توفیق عطا فرما تاکہ میں اُن نعمتوں پر تیرا شکرادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ نیک عمل بجا لاؤں جن کو تو پسند کرے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ مجھے اپنی رحمت میں شامل فرما۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ وادی طائف میں تھی بعض کہتے ہیں کہ شام میں تھی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب ہوا نے حضرت سلیمانؑ کا تخت بلند کیا اور وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچا جس میں چاندی اور سونا نکلتا ہے جیسا کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کی ایک وادی ہے جس میں سونا اور چاندی پیدا ہوتے ہیں اور اس کو اپنی کمزور ترین خلقت چیونٹیوں سے محفوظ کر رکھا ہے اگر شتران توی اُس میں داخل ہونا چاہیں تو نہیں داخل ہو سکتے۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب ایک چیونٹی نے وہ بات کہی تو ہوا نے اس کو جناب سلیمانؑ تک پہنچا دی اُس وقت جبکہ وہ دوش ہوا پر جارہے تھے۔ حضرت نے ہوا کو رُکنے کا حکم دیا اور اُس چیونٹی کو طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئی تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تو نہیں جانتی کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ اور کسی پر ظلم نہیں کرتا اُس نے کہا ہاں جانتی ہوں تو فرمایا کہ پھر کیوں دوسروں کو میرے ظلم سے ڈرایا اور کہا کہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔ اُس نے کہا مجھ کو خوف ہوا کہ جب ان کی نظریں آپ کے چشم و خدم پر پڑیں گی تو زینت دنیا پر فریفتہ ہو جائیں گی اور خدا سے دور ہو جائیں گی۔ پھر اس نے سلیمانؑ سے پوچھا کہ آپ زیادہ بزرگ (صاحب فضیلت) ہیں یا آپ کے والد جناب داؤدؑ فرمایا میرے پدر بزرگوار مجھ سے بہت زیادہ بلند و برتر ہیں۔ چیونٹی نے کہا پھر آپ کے نام میں آپ کے پدر کے نام سے ایک حرف کیوں زیادہ ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں

نہیں جانتا اس نے کہا اس لئے کہ آپ کے والد صاحب سے ایک ترک اولی ہو گیا تھا جس کے سبب سے ایک زخم اُن کے دل میں پیدا ہو گیا اور اُس زخم کا علاج انہوں نے خدا کی محبت سے کیا اس سے ان کا نام داؤدؑ رکھا گیا اور آپ چونکہ اُس زخم سے محفوظ ہیں اس وجہ سے آپ کو سلیمانؑ کہتے ہیں لیکن آپ کے والد کا زخم اُن کے کمال کے سبب سے پیدا ہوا تھا امید ہے کہ آپ بھی اُن کے کمال تک پہنچیں گے پھر چیونٹی نے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں کہ کیوں اپنی تمام مخلوقات میں سے ہوا کو آپ کا تابع بنایا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ چیونٹی نے کہا اس لئے کہ آپ سمجھیں کہ آپ کا ملک برباد ہونے والا ہے اور اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے اور اگر خداوند عالم دنیا کی تمام چیزوں کو ہوا کی طرح آپ کا فرمانبردار بنادیتا تو ہر چیز آپ کے قبضہ سے نکل جاتی جس طرح کہ ہوا کسی کی مٹھی میں نہیں رہتی۔ اُس وقت حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور اُس کی باتوں سے آپ کو ہنسی آگئی۔

عزیزو! خدا کے الطاف و کرم کو جو وہ اپنے دوستوں کے حال پر فرماتا رہتا ہے غور سے دیکھو اور سمجھو کہ کس قدر زیادہ ہے اور وہ ان کو کن ذریعوں سے متنبہ کرتا ہے اور کس صورت سے ان کی نصیحت فرماتا ہے۔ ایک کمزور چیونٹی کو حضرت سلیمانؑ کا ان کی ایسی عظمت و رفعت شان کے باوجود ناصح بنا دیا۔ تاکہ غرور و خود بینی اور نخوت کی چیونٹیاں ان کی جلالت اور شان بلند میں رخنہ نہ ڈالیں۔ اور وہ ہر حال میں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں اپنے کو ذلیل و حقیر سمجھیں اور تضرع و زاری کرتے رہیں۔ فَسُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَانُهٗ وَاَجَلَّ اِمْتِنَانُهٗ۔ چنانچہ دو حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ جنوں اور آدمیوں کے ساتھ بارش کی دُعا کے لئے صحرا میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک لنگڑی چیونٹی کو دیکھا جو زمین پر اپنے بازوؤں کو پھیلائے ہوئے اور ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کئے ہوئے کہہ رہی تھی کہ (اے پالنے والے) ہم تیری مخلوق ہیں اور تیری روزی کے محتاج ہیں۔ فرزندانِ آدم کے گناہوں کے سبب ہم سے مواخذہ مت کر اور ہم کو ہلاک نہ فرما اور ہمارے واسطے پانی برسا۔ حضرت نے یہ سن کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ واپس چلو کہ تمہارے حق میں دوسروں کی شفاعت قبول ہو گئی اور دوسری روایت کے مطابق (فرمایا کہ) تم کو دوسروں کی برکت سے بارش عطا کی گئی۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ یہ کاکل جو ابابیل یا سرخاب

کے سَر پر ہے حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پھیرنے کے سبب سے ہے ایک روز اُس جانور کے نر نے مادہ کے ساتھ جفت ہونا چاہا۔ مادہ نے منظور نہ کیا۔ نر نے کہا مانع مت ہو۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک فرزند پیدا ہو اور وہ خدا کی تسبیح کرے۔ مادہ راضی ہوگئی۔ جب مادہ انڈے دینے پر آئی تو نر نے پوچھا کہاں انڈے دینا چاہتی ہے۔ اُس نے کہا راستہ سے دُور نر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ قریب راہ انڈے دے تاکہ اگر کوئی تجھے دیکھے تو یہ نہ سمجھے کہ تو انڈے دے رہی ہے بلکہ یہ خیال کرے کہ دانہ چگنے آئی ہے تو اُس نے راستے کے نزدیک انڈے دیئے اور اُس پر بیٹھی جب بچے نکلنے کا وقت آیا ناگاہ حضرت سلیمانؑ کی سواری نمودار ہوئی جو نہایت شان و شوکت سے آرہی تھی۔ مرغان ہوا آپ کے سَر پہ سایہ کئے ہوئے تھے۔ مادہ نے نر سے کہا لو حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کو لئے ہوئے آرہے ہیں اب میرے انڈوں کی خیر نہیں وہ پامال کردیں گے۔ نر بولا سلیمانؑ مرد رحیم ہیں۔ کیا تونے اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز چھپا رکھی ہے۔ اُس نے کہا ہاں چند ٹڈیاں ہیں۔ کیا تونے بھی کچھ بچوں کے لئے رکھا ہے۔ نر نے کہا چند خرمے جو تجھ سے چھپا رکھے تھے۔ مادہ نے کہا تو اپنے خرمے لے لے اور میں اپنی ٹڈیاں لے لوں اور جناب سلیمانؑ کے راستے میں چل کر بیٹھیں اور یہ اپنے ہدیے ان کی خدمت میں پیش کریں کیونکہ وہ ٹڈیوں کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ یہ مشورہ کرکے دونوں پہنچے۔ حضرت سلیمانؑ کی نظر پڑی تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھا دیا اُس پر نر آکر بیٹھ گیا اور بایاں ہاتھ بڑھایا تو اس پر مادہ بیٹھ گئی حضرت نے اُن کے حالات پوچھے انہوں نے بیان کیا۔ آپ نے ان کے ہدیے قبول کئے اور اپنے لشکر کو دوسرے راستہ پر موڑ دیا تاکہ ان کے انڈوں کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اپنا ہاتھ اُن کے سروں پہ پھیرا جس کی برکت سے اُن کے سروں پر تاج پیدا ہوگیا۔ [1]

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا روزانہ کا خرچ سات کروڑ تھا۔ ایک روز ایک دریائی جانور نے سر باہر نکال کر کہا اے سلیمانؑ ایک روز میری

[1] مولف فرماتے ہیں کہ چیونٹی کے اس قصہ میں ممکن ہے کہ اُن کا اندیشہ اس سبب سے ہو کہ ایسا نہ ہو کہ اس جگہ تخت سلیمان ہوا سے اُترے یا آنکہ اُس پر حضرت سوار ہو کر زمین پر چل رہے ہوں اور حدیث سابق میں چیونٹی کے قصہ سے دوسرا جواب اس شبہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ضیافت کیجئے۔ آپ نے حکم دیا تو آپ کے لشکر کے ایک ماہ کی خوراک دریا کے کنارے جمع کردی گئی جو ایک پہاڑ کے مانند بلند ہوگئی۔ اُس مچھلی نے سر دریا سے باہر نکالا اور وہ تمام سامان غذا کھا گئی اور کہا اے سلیمانؑ میری پوری غذا تو کہاں میری ایک روز کی غذا کے برابر بھی نہ ٹھہری۔ حضرت سلیمانؑ کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ دریا میں تجھ ایسے بڑے جانور بھی ہیں اُس نے کہا میرے ایسے جانوروں کی ہزار جماعتیں ہیں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْعَظِيْمِ (پاک ہے وہ خدا جو بہت بڑا بادشاہ ہے یعنی بے حساب روزی دینے والا)

دوسری روایت میں ہے کہ ایک روز ایک چڑے نے اپنی مادہ سے کہا کہ مجھے جماع سے کیوں روکتی ہے اگر میں چاہوں تو سلیمانؑ کے قُبّے کو اپنی چونچ سے توڑ دوں اور دریا میں پھینک دوں۔ جب ہوا نے اس کی یہ بات حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچائی تو حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور دونوں کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا۔ وہ لائے گئے تو حضرت نے چڑے سے پوچھا کہ جو دعویٰ تونے کیا اس کو عمل میں لاسکتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن آدمی اپنی زوجہ کی نگاہوں میں اپنے تئیں زینت دیتا اور بہت بڑا ثابت کرتا ہے اور عاشق کو جو وہ کہتا ہے اُس پر ملامت نہیں کی جاتی۔ پھر حضرت نے اس کی مادہ سے پوچھا کہ کیوں اس کو اپنی خواہش پوری نہیں کرنے دیتی حالانکہ وہ تیرے عشق کا دعویٰ کرتا ہے چڑیا نے کہا اے خدا کے رسول وہ مجھے دوست نہیں رکھتا جھوٹ بولتا ہے اور مہمل دعویٰ کرتا ہے بلکہ غیر کو دوست رکھتا ہے۔ چڑیا کی اس بات نے حضرت سلیمانؑ کے دل میں بہت اثر کیا اور بہت روئے اور چالیس روز تک اپنے عبادت خانہ سے باہر نہیں آئے اور دعا کرتے رہے کہ خدا ان کے دل کو غیر کی محبت کے لوث سے پاک کردے اور اپنی محبت سے مخصوص فرمادے۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ نے سُنا کہ ایک چڑا اپنی مادہ سے کہتا ہے کہ میرے نزدیک آ تاکہ تیرے ساتھ مقاربت کروں شاید خداوند عالم ایک فرزند ہمیں عطا فرمائے جو خدا کی عبادت کرے کیونکہ اب ہم بوڑھے ہوچکے ہیں حضرت سلیمانؑ کو اس کی باتوں پر تعجب ہوا اور فرمایا کہ اس چڑے کی نیک نیت میری بادشاہی سے بہتر ہے۔

ایک روز ایک بلبل چہچہا رہی تھی اور رقص کررہی تھی حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ کہتی ہے کہ آدھا خرما جبکہ میں کھالیتی ہوں پھر مجھے پروا نہیں ہوتی کہ دنیا رہے یا

نہ رہے۔ فاختہ جب بولی تو فرمایا کہتی ہے کہ کاش یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ مور نے آواز لگائی تو فرمایا کہتا ہے کہ جو کچھ کروگے اُسی کا بدلہ تم کو ملے گا۔ ہُدہُد بولا تو فرمایا کہتا ہے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اور صرد نے آواز دی جو ایک جانور ہے اور نخلستان میں رہتا ہے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ کہتا ہے۔ اے گنہگار توبہ و استغفار کرو اور طوطی نے آواز لگائی تو فرمایا کہتی ہے کہ ہر زندہ (ایک روز) مرے گا اور نیا پرانا ہو جائے گا اور ابابیل بولی تو فرمایا کہتی ہے کہ نیک عمل پہلے بھیج دو تاکہ مرنے کے بعد خدا کے یہاں اُس کو پاؤ۔ کبوتر جب بولا تو فرمایا کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی مَلَأَ سَمٰوَاتِهٖ وَاَرْضِهٖ (پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بلند ہے اُس کے نور سے تمام آسمان و زمین پُر ہیں) قمری کے بارے میں فرمایا کہ وہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتی ہے۔ اور کلاغ (جنگلی کوا) عشاروں پہ نفرین کرتا ہے کور کورہ کہتا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنی سوائے ذات خدا کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور اسفرد و کہتا ہے کہ جو خاموش ہو گیا سلامت رہا اور سبز قبا کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِهٖ ۔ درّاج کہتا اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔

فصل سوم | حضرت سلیمانؑ و بلقیس کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے جب حضرت سلیمان علیہ السّلام تخت پر متمکن ہوتے تمام مرغان ہوا جن کو خدا نے آپ کا تابع و مسخر کیا تھا آپ کے سر پر اور ان تمام لوگوں پر سایہ کرتے تھے جو آپ کے تخت کے نزدیک حاضر رہتے ایک روز ہُدہُد غائب تھا اور اس کی جگہ سے آفتاب کی روشنی حضرت کے دامن پر پڑتی تھی تو آپ نے نگاہ اوپر اُٹھا کر دیکھا تو ہُدہُد کو اپنی جگہ پر موجود نہ پایا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَآ اَرَی الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ۔ ہُدہُد کو تلاش کیا اور کہا کیا وجہ ہے کہ ہُدہُد نہیں دکھائی دیتا بلکہ وہ غائب ہے۔ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا۔ یقیناً میں اس کو عذاب سخت میں مبتلا کروں گا۔ مروی ہے کہ عذاب سخت سے مراد یہ تھی کہ اس کا پر نوچ کر دھوپ میں ڈال دوں گا۔ اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ یا اس کو بے شبہ ذبح کر دوں گا۔ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ یا کوئی عذر قوی اور دلیل مستحکم (اپنے غائب ہونے کی) بیان کرے فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ۔ تھوڑی

ہی دیر انتظار کے بعد ہُدہُد حاضر ہوا اور سلیمانؑ نے اس سے پوچھا تو کہاں تھا۔ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ۔ ہُدہُد نے کہا میں وہ چیز معلوم کر کے آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں آپ کے لئے شہر سبا کی محقق اور یقینی خبر لایا ہوں جس میں کوئی شک نہیں اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ۔ میں نے ایک عورت کو پایا جو ان کی ملکہ ہے یعنی شراجیل بن مالک کی بیٹی بلقیس کو اور اس کو تمام چیزیں حاصل ہیں جن کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے اور اس کو ایک تخت عظیم حاصل ہے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اُس کو اور اس کی ساری قوم کو میں نے خدا کے علاوہ آفتاب کو سجدہ کرتے دیکھا۔ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ۙ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اور شیطان نے اُن کی نگاہوں میں ان کے اعمال قبیحہ کو زینت دے رکھی ہے اور راہ حق سے روک رکھا ہے تو وہ حق کی جانب ہدایت نہیں پاتے اور زینت دے رکھا ہے یہ کہ سجدہ نہیں کرتے اس خدا کو جو نکالتا ہے پنہاں چیزوں کو آسمان و زمین سے اور جانتا ہے ان تمام باتوں کو جو وہ پوشیدہ کرتے ہیں اور جو کچھ چھپاتے ہیں۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۶﴾ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ میرا یہ خط لے جا اور ان کے پاس ڈال دے اور ان کی نگاہوں سے چھپ جا اور دیکھ کہ اس خط کے بارے میں وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ہُدہُد نے کہا تھا کہ وہ (بلقیس ملکہ سبا) ایک بزرگ تخت پر بیٹھی ہے اور میں اُس کے تخت کے اندر نہیں پہنچ سکتا۔ جناب سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس خط کو قبہ کے اوپر سے گرا دے۔ غرض کہ ہُدہُد روانہ ہوا اور بلقیس کے قصر کے جھروکے سے خط کو اس کی گود میں ڈال دیا۔ بلقیس نے خط پڑھا اور خوفزدہ ہو گئی اور اپنے لشکر کے رئیسوں کو جمع کیا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ قَالَتْ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ کہا اے میرے لشکر کے

بزرگو میرے پاس ایک ذی عزت خط بھیجا گیا ہے۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق یہ کہا کہ وہ مہر شدہ ہے حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت کے نامہ کی بزرگی سے یہ بات تھی کہ اُس کے اُوپری حصّہ پر مہر لگائی جاتی تھی (غرضکہ بلقیس نے کہا) وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے اور سب سے پہلے یہ تحریر ہے کہ سرکشی اور غرور مت کرو اور ایمان قبول کرکے اور میری تابع فرمان بن کر میرے پاس آ۔ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝ بلقیس نے کہا اے بزرگو مجھے میرے کام میں مشورہ دو کیونکہ میں کسی امر میں کوئی ارادہ و اقدام نہیں کرتی جب تک تم کو بُلا کر پوچھ نہیں لیتی۔ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ قوت والے اور بڑے بہادر و شجاع ہیں لیکن جو آپ کا حکم ہو آپ کو اختیار ہے لہذا غور کرکے بتائیے کہ کیا کرنا چاہئے ہم لوگ تابع فرمان ہیں۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ بلقیس کے لشکروں کے سردار تین سو بارہ تھے جن سے وہ مشورہ کیا کرتی تھی اور ہر ایک ایک ہزار آدمیوں کا سردار تھا۔ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ بلقیس نے کہا کہ جب بادشاہ لوگ کسی شہر میں (فتح کرکے) داخل ہوتے ہیں تو اُس شہر کے رہنے والوں کو خراب کر ڈالتے ہیں اور صاحبان عزت کو ذلیل کر دیتے ہیں (اور) خدا اُس کے قول کی تصدیق فرماتا ہے کہ ایسا ہی بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کی عادت ہی ہے ایسا ہی (ان الفاظ آیات کی) تفسیر کی ہے۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بلقیس نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر یہ پیغمبر ہے جیسا کہ دعوی کرتا ہے تو ہم کو اس سے مقابلہ کی تاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ (اُس کی تائید) خدا پر ہے۔ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝ اور میں اس طرف ہدیے بھیجتی ہوں اور انتظار کرتی ہوں کہ میرے قاصد کیا خبر لاتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے کہا کہ بلقیس نے کہا میں ہدیہ بھیجتی ہوں اگر وہ بادشاہ ہے تو اس کی رغبت دنیا کی طرف ہوگی اور وہ ہمارا ہدیہ قبول کرے گا پھر ہم سمجھ لوں گی کہ اُس میں ہم پر غالب ہونے کی قدرت نہیں۔ پھر ایک صندوقچہ حضرت سلیمانؑ کے لئے تیار کیا جس میں ایک بڑا موتی اور بڑے قیمتی نگینے تھے اور اپنے قاصد سے کہا کہ سلیمانؑ سے کہہ دینا کہ اس گوہر میں بغیر لوہے اور آگ کی مدد کے سوراخ کریں۔ جب وہ چیزیں حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچیں اور قاصد نے بلقیس کا پیغام دیا تو آپ نے ایک

کیڑے کو حکم دیا جس نے دھاگا دہن میں پکڑا اور موتی میں سوراخ کرکے دُوسری طرف اُس ڈورے کو نکال لایا۔ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۶﴾ جب بلقیس کا قاصد حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کیا وہ لوگ اپنے مال سے میری امداد کرنا چاہتے ہیں۔ خدا نے جو کچھ مجھ کو عطا فرمایا ہے اُس سے بہتر ہے جو تم لائے ہو بلکہ تم اپنے ہدیہ سے خوش و نہال ہوتے رہو۔ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۳۷﴾ اپنے ہدیوں کو لے کر ان کے پاس واپس جاؤ میں تو بیشک اُن کی طرف کچھ لشکر لے کر آؤں گا جن سے مقابلہ کی اُن کو مجال نہ ہوگی اور ان کو ذلت و خواری کے ساتھ شہر کے باہر نکال دوں گا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بلقیس کا قاصد اس کے پاس واپس آیا سلیمانؑ کی شان و شوکت بیان کی تو اُس نے سمجھ لیا کہ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی لہذا اطاعت قبول کرکے سلیمانؑ کی جانب روانہ ہوئی چونکہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو اطلاع دے دی تھی کہ بلقیس تمہاری جانب متوجہ ہو چکی ہے اور آرہی ہے اور نزدیک پہنچ چکی ہے حضرت سلیمانؑ نے جنوں اور شیاطین سے جو حضرت کی خدمت میں حاضر تھے فرمایا کہ بلقیس قبل اس کے کہ یہاں میرے پاس پہنچے اس کے تخت کو حاضر کرو جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝۳۸ فرمایا کہ اے میرے لشکر کے بزرگو اور رئیسو تم میں سے کون ہے جو اُس کا تخت میرے پاس لا دے۔ قبل اس کے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہو کر پہنچے۔ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝۳۹ ایک سرکش جن نے کہا کہ میں اس کو لاتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اُٹھیں اور میں اس پر قادر اور امین ہوں۔ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ اُس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا یعنی لوح محفوظ یا آسمانی کتابوں کا علم اور وہ آصفؑ ابن برخیا حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے اور اسم اعظم جانتے تھے کہا کہ میں وہ تخت آپ کے لئے اتنی جلد لاتا ہوں کہ آپ اپنی آنکھ نہ جھپکا سکیں گے پھر خدا کو اس کے نام بزرگ سے یاد کیا اور سلیمانؑ کے پلک جھپکانے سے پہلے سلیمانؑ کے تخت کے نیچے سے تخت بلقیس کو نکال کر سامنے رکھ دیا۔ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن

كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ۔ جب سلیمانؑ نے اپنے سامنے تخت کو رکھا ہوا دیکھا کہا یہ میرے خدا کا فضل و احسان ہے تاکہ وہ میرا امتحان لے کہ میں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں یا اس کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہوں اور جو شخص خدا کا شکر کرتا ہے تو بس وہ اپنے نفس کے (فائدے کے) لئے کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے (تو اُسے پروا نہیں) بیشک میرا پروردگار غنی اور کریم ہے۔ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ۝ سلیمانؑ نے کہا اُس کے تخت میں تغیر و تبدل کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ سمجھ رکھتی ہے یا ناسمجھ لوگوں میں سے ہے۔ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ۝ پھر جب بلقیس سلیمانؑ کے پاس آئی تو پوچھا گیا کہ تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے وہ بولی گویا یہ وہی ہے اور ہمیں تو اس سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کا) علم ہو چکا تھا اور ہم تو آپ کے فرمانبردار ہو چکے تھے) وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ اور سلیمانؑ نے اس کو خدا کے سوا جس کی پرستش کرتی تھی اس سے روک دیا کیونکہ کافر قوم کی تھی۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بلقیس کے آنے سے پہلے سلیمانؑ کے حکم سے جنوں نے ایک شیشہ کا محل اس کے لئے بنایا تھا اور اُس محل کو پانی پر رکھا تھا جب بلقیس آئی تو کہا گیا کہ محل میں چلی جاؤ تو جب اُس نے محل میں شیشہ کا فرش دیکھا تو اُسے پانی سمجھ کر اپنے پائنچے اُٹھا لئے جس سے اُس کی پنڈلیاں کھل گئیں اور ظاہر ہو گیا کہ اس کی پنڈلیوں پر بہت سے بال ہیں سلیمانؑ نے کہا یہ پانی نہیں ہے بلکہ شیشہ کا فرش ہے اُس وقت اُس نے اپنی سابقہ گمراہی کو سمجھا اور کہا کہ میں نے غیر خدا کو پُوج کر اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمانؑ کے ساتھ سارے جہانوں کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اس کے ساتھ عقد کیا وہ سرح جسر یہ کی بیٹی تھی۔ سلیمانؑ نے شیطانوں کو حکم دیا کہ کوئی ایسی چیز تیار کرو جس سے اُس کے پیروں کے بالوں کو صاف کیا جائے۔ تو حمام بنائے گئے اور نورہ تیار کیا گیا حمام و نورہ اُن چیزوں میں سے ہیں جن کو شیاطین نے بلقیس کے لئے تیار کیا اور اسی طرح وہ چیزیں بھی جو پانی کو گردش دیتی رہتی ہیں اُنہی حضرت کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اُن علوم میں سے جو خدا نے حضرت سلیمانؑ کو عطا فرمایا تھا تمام زبانوں کا جاننا اور سمجھنا بھی تھا اور پرندوں درندوں اور دوسرے تمام حیوانات کی زبانیں حضرت جانتے تھے۔ جنگ کے موقع پر فارسی میں گفتگو کرتے جب دربار میں اہل لشکر اور اہلِ سلطنت کے انتظام کے لئے رونق افروز ہوتے تو رومی زبان میں گفتگو کرتے جب اپنی ازواج کے پاس جاتے سریانی اور نبطی زبان میں بات چیت کرتے۔ جب محراب عبادت میں خلوت فرماتے تو عربی زبان میں مناجات کرتے اور جب مسند قضا و حکم پر جلوہ نمائی فرماتے تو زبان عبرانی میں گفتگو کرتے اور احکام جاری فرماتے [1]

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے امام موسٰی کاظمؑ سے پُوچھا کہ کیا تمام علوم پیغمبران حضرت محمدؐ مصطفٰےؐ آخر الزمان کو میراث میں ملے ہیں۔ فرمایا ہاں خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ محمدؐ اُن سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ راوی نے کہا عیسٰیؑ خدا کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے فرمایا تو نے سچ کہا اور سلیمانؑ بھی پرندوں کی زبان جانتے تھے اور ہمارے رسول حضرت محمدؐ مصطفٰےؐ ان تمام اُمور پر قادر تھے۔ پھر فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے غائب تھا آپ کو غصہ آیا جیسا کہ خدا نے ذکر فرمایا ہے۔ ہُدہُد حضرت کے لئے پانی کے بارے میں اطلاع دیا کرتا تھا اس لئے غصہ ہوئے کہ وہ اس بارے میں اُس کے محتاج تھے ہُدہُد ایک پرندہ تھا اس کو وہ علم دیا گیا جو جناب سلیمانؑ کو حاصل نہ تھا حالانکہ ہوا چیونٹیاں جن آدمی تمام دیو اور سرکش و شریر (شیاطین) سب آپ کے تابع تھے مگر ہوا کے اندر پانی کا ہونا نہیں جانتے تھے (نہیں دیکھ سکتے تھے) اور ہُدہُد اس کو جانتا تھا۔ خداوند عالم

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس قدر دُور و دراز مقام سے اتنے قلیل وقت میں تخت بلقیس کے ظاہر ہونے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ فرشتے ہوا پر لائے بعض کہتے ہیں کہ باد ہوا کے دوش پر لائی اور بعض بیان کرتے ہیں کہ خدا نے اس تخت میں تیز حرکت پیدا کر دی کہ وہ خود ہی آن موجود ہوا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے تخت کو وہاں اپنے مقام پر معدوم کر دیا اور اپنی قدرت کاملہ سے یہاں حضرت سلیمانؑ کے پاس پیدا کر دیا اور جو کچھ احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے ان کے دو رُخوں میں سے ایک رُخ یہ ہے کہ حق تعالٰی نے اُن قطعات زمین کو جو حضرت سلیمانؑ کے مکان اور تخت بلقیس کے درمیان تھے پست کیا اور وہ زمین جس پر تخت بلقیس تھا حرکت میں آئی اور تخت کو حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دیا اور پھر وہ زمین واپس اپنے مقام پر پہنچ گئی۔ (باقی صفحہ ۶۷۰ پر)

قرآن میں فرماتا ہے کہ اگر ایسا قرآن ہوتا کہ جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے۔ زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتی اور مُردے زندہ ہوسکتے تو وہ بھی یہی قرآن ہے لیکن ان کا علم ہمارے پاس ہے اور ہم ہوا کے اندر پانی کو جانتے (اور دیکھتے) ہیں۔ خدا کی کتاب میں چند آیتیں ہیں کہ اُن کو جس مطلب کے لئے ہم پڑھتے ہیں وہ حاصل ہوتا ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ یحیٰی بن اکثم قاضی نے سوال کیا کہ آیا حضرت سلیمانؑ آصفؑ بن برخیا کے علم کے محتاج تھے حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے جواب دیا کہ جس کے پاس کتاب خدا کا کچھ علم تھا وہ آصفؑ بن برخیا تھے مگر سلیمانؑ ان تمام باتوں کو جاننے اور سمجھنے سے عاجز نہ تھے جو آصفؑ جانتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ آصفؑ کی فضیلت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۹) اور دوسری زمینیں پھر بدستور سابق اُبھر کر برابر ہوگئیں اگر کوئی کہے کہ عمارتیں مکانات حیوانات اور درخت وغیرہ ان زمینوں پر تھے جو پست کی گئیں وہ سب کیا ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے خداوند عالم نے ان سب کو داہنے اور بائیں ہٹا دیا ہو جس سے تخت کے راستہ میں کچھ نہ رہ گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ تخت کو زمین کے اندر کر دیا ہو اور زمین نے حرکت دے کر اس کو تخت سلیمانؑ کے نیچے پہنچا دیا ہو اور وہاں سے نکلا ہو۔ یہ وجہ زیادہ قرین عقل ہے اور وہ دونوں وجہیں بھی عقل سے نزدیک ہیں اور یہ دونوں وجہیں احادیث معتبرہ میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ بسند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وزیر و وصی سلیمانؑ نے اسم اعظم پڑھا اور وہ تمام زمینیں جو حضرت سلیمانؑ و تخت بلقیس کے درمیان تھیں نیچے ہوئیں وہ ہموار ہوں یا ناہموار یہاں تک کہ اُس تخت کی زمین اس تخت سلیمانؑ کی زمین تک پہنچی اور سلیمانؑ نے تخت بلقیس کھینچ لیا اور وہ زمین واپس ہوگئی اور یہ آنکھوں کی پلک جھپکنے سے پہلے ہوا اور سلیمانؑ نے کہا میں نے خیال کیا کہ وہ تخت میرے تخت کے نیچے سے نکل آیا۔ اور احادیث صحیحہ و معتبرہ میں امام محمد باقرؑ و جعفر صادقؑ اور امام علی نقی علیہم السلام سے منقول ہے کہ خدا کے تہتّر اسم اعظم ہیں اور حضرت سلیمانؑ کے وزیر آصفؑ بن برخیا کو ایک اسم عطا ہوا تھا جس کے ذریعہ سے آپ نے تکلم کیا جس سے زمین شگافتہ ہوئی یا نیچے دب گئی وہ زمین جو تخت بلقیس اور حضرت سلیمانؑ کے درمیان تھی اور جو کچھ اس زمین پر تھا سب نیچے ہوگیا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے تخت کو اُٹھا لیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق دونوں زمین کے ٹکڑے (یعنی حضرت سلیمان جس پر تھے اور تخت والی زمین) ایک دوسرے سے متصل ہوئی۔ اور تخت اُس قطعہ زمین سے اس قطعہ زمین پر منتقل ہوگیا اور آنکھ کی پلک جھپکنے سے پہلے زمینیں اپنے سابقہ حال پر قائم ہوگئیں اور ان اسمائے اعظم میں سے بہتر اسما مع اُس اسم کے جو آصفؑ کو دیا تھا خدا نے ہم کو سب عطا فرمایا ہے اور ایک اسم خدا نے اپنے لئے مخصوص رکھا اور مخلوق میں سے کسی کو نہیں عطا فرمایا۔ ۱۲

جنوں اور انسانوں پر ظاہر ہو جائے تاکہ وہ سب سمجھیں کہ آصفؑ اُن کے بعد حجّت خدا اور ان کے خلیفہ ہوں گے اور وہ علم جو آصفؑ جانتے تھے اُن علوم میں سے کچھ تھا جو حضرت سلیمان نے اُن کو خدا کے حکم سے سپرد فرمایا تھا لیکن خدا نے چاہا کہ آصفؑ کا علم ظاہر ہو تاکہ لوگ اُن کی امامت میں اختلاف نہ کریں جیسا کہ حضرت داؤدؑ نے اپنی حیات میں سلیمانؑ کو اپنا حکم (فیصلہ کرنے کے لئے) خلق پر حجت خدا ہونے کی تاکید کے لئے سکھا دیا تھا تاکہ امت حضرت داؤد کے بعد اُن کی پیغمبری کا اقرار کرے۔

بسند حسن منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ لوگ حضرت امیر المومنینؑ کے اس قول سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو اپنا یہ پیر شام میں معاویہ کے سینہ پر مار کر اس کو تخت سے گرا سکتا ہوں جبکہ آصفؑ وصی سلیمانؑ کے معجزہ سے انکار نہیں کر سکتے کہ انہوں نے یک چشم زدن میں حضرت سلیمانؑ کے لئے تخت بلقیس حاضر کر دیا۔ کیا ہمارے پیغمبر بہترین پیغمبران نہیں ہیں اور اُن کا وصی بہترین اوصیا نہیں۔ کیا ہمارے پیغمبر کے وصی کو سلیمان کے وصی سے کمتر سمجھتے ہیں۔ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کریگا جو ہمارے حق سے انکار کرتے ہیں اور ہماری فضیلتوں کے منکر ہیں۔

دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ ابو حنیفہ نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ حضرت سلیمان نے تمام پرندوں میں ہُدہُد ہی کی تلاش کیوں کی فرمایا کہ ہُدہُد پانی کو زمین کے نیچے دیکھ لیتا ہے جیسے تم تیل کو شیشی کے اندر دیکھ لیتے ہو۔ یہ سُن کر ابو حنیفہ ہنسے حضرت نے پوچھا تجھ کو ہنسی کیوں آئی اُس نے کہا جو پانی کو زمین کے اندر دیکھ لیتا ہے وہ دانہ کو زمین کے نیچے نہیں دیکھ سکتا اور جال میں پھنس جاتا ہے حضرت نے فرمایا شاید تجھ کو معلوم نہیں کہ قضا و قدر آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ اور دُعائے نور میں منقول ہے کہ خدا رحمت نازل کرے سلیمانؑ بن داؤدؑ پر جیسا کہ اُس نے ہم کو حکم فرمایا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ حمد سے مخصوص فرمایا اور اس میں کسی پیغمبر کو سوائے حضرت سلیمانؑ کے شریک نہیں کیا کیونکہ اس سورہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان کو عطا فرمایا جیسا کہ خدا نے اُن کے خط کے شروع میں جو بلقیس کو لکھا تھا ذکر کیا ہے[1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں بہت سی نادر و عجیب باتیں مذکور ہیں جن میں سے بعض کتاب بحار الانوار میں ہم نے لکھی ہیں چونکہ وہ باتیں معتبر سندوں کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اس لئے اس کتاب میں وہی روایتیں ذکر کرنے پر میں نے اکتفا کی جو روایات معتبر سے ہیں۔ ۱۲

فصل چہارم حضرت سلیمانؑ کے موعظے۔ احکام اور وہ وحی جو حضرت پر نازل ہوئیں اور آپ کے عجیب وغریب حالات وفات کے وقت تک اور بعد وفات جو کچھ واقع ہوئے اُن تمام حالات کا تذکرہ۔

حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ۝ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا۔ یاد کرو داوُدؑ وسلیمانؑ کو جبکہ زراعت کے بارے میں حکم کرتے تھے جبکہ رات کے وقت قوم کی بھیڑیں کھیت چر گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کے گواہ تھے اُس وقت ہم نے سلیمان کو فیصلہ کرنے کی تعلیم دی اور ہم نے ہر ایک (داوُد وسلیمانؑ) کو علم وحکمت سکھایا تھا۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے انگور کے باغ میں رات کے وقت کچھ گوسفند ایک شخص کی پہنچیں اور درختوں کو خراب کیا۔ مالک باغ گوسفندوں کو حضرت داوُدؑ کی خدمت میں پکڑ کے لایا اور انصاف کا طالب ہوا حضرت داوُدؑ نے جناب سلیمانؑ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں گے۔ وہ لوگ حضرت سلیمانؑ کے پاس گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر گوسفندوں نے درخت کی جڑ اور شاخیں سب کھالی ہیں گوسفندوں کے مالک کو لازم ہے کہ اس کے عوض گوسفندیں ان بچوں سمیت جو ان کے شکم میں ہیں صاحب باغ کو دیدے۔ اور اگر صرف پھل کھائے ہیں اور درخت اور شاخیں باقی ہیں تو گوسفندوں کے بدلے اُن کے بچے باغ کے مالک کو دیئے جائیں۔ حضرت داوُدؑ کو سلیمانؑ کے فیصلہ میں کوئی اختلاف نہ تھا اگر وہ اختلاف کرتے تو خدا فرماتا ہے کہ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ۔ ہم ان کے فیصلہ کے دیکھنے والے تھے دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کسی ایک نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپس میں گفتگو کی اور وحی کے منتظر تھے کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو اس معاملہ کا فیصلہ بذریعہ وحی بتا دیا تاکہ ان کی فضیلت ظاہر فرمائے

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امامت خدا کا ایک عہد ہے جو اُس جماعت سے مخصوص ہے جن کا نام خدا نے ظاہر کر کے تعین فرما دیا ہے اور امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ عہدۂ امامت اُس کے علاوہ کسی اور کو دیدے جس کو خدا نے اس کے بعد مقرر فرما دیا ہے۔ بہ تحقیق کہ خدا نے حضرت داوُدؑ کو وحی کی کہ اپنے اہل سے اپنا وصی مقرر کریں کیونکہ میرے علم میں گذر چکا ہے کہ ہر پیغمبر کو جسے میں مبعوث کروں گا بے شبہ اس کا وصی اُس کے اہل سے قرار دوں گا۔ حضرت داوُدؑ کے چند فرزند تھے ان میں ایک فرزند وہ تھا جس کی ماں کو آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت داوُدؑ اس زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ اپنے اہل سے اپنا وصی قرار دوں اُس عورت نے کہا میرے لڑکوں کو اپنا وصی بنایئے حضرت داوُدؑ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں اور خدا کے علم میں یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ وصی مقرر ہوں تو خدا نے داوُدؑ کو وحی کی کہ وصی مقرر کرنے میں جلدی مت کرو۔ یہاں تک کہ میرا حکم تم کو پہنچے چند دنوں کے بعد دو اشخاص گوسفند اور باغ انگور کے متعلق فیصلہ کرانے آئے۔ خدا نے داوُدؑ پر وحی کی کہ اپنے فرزندوں کو جمع کریں ان میں سے جو لڑکا انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اُسی کو تمہارا وصی قرار دوں گا۔ داوُدؑ نے فرزندوں کو بلایا اور ان دونوں فریقین نے جب اپنا معاملہ بیان کیا۔ سلیمانؑ نے پوچھا اے باغ کے مالک گوسفندیں کس وقت باغ میں داخل ہوئی تھیں اُس نے کہا رات کے وقت آپ نے گوسفندوں کے مالک سے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنے گوسفندوں کے بچے اور اُن کے اُون اس سال صاحب باغ کو دیدے داوُدؑ نے فرمایا کیوں یہ حکم نہ دیا کہ تمام گوسفند مالک باغ کو دیدے جیسا کہ علمائے بنی اسرائیل حکم دیتے ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا درخت جڑ سے نہیں اُکھڑے ہیں بلکہ دوسرے سال اُس میں پھل نکل سکتے ہیں اسی سال کے پھل ضائع ہوئے ہیں۔ لہٰذا گوسفندوں کے اسی سال کے بچے اُس کو ملنا چاہیئں۔ اگر درخت بیخ وبن سے خراب ہوئے ہوتے تو گوسفندیں اس کو ملنا چاہیئے تھیں۔ تو خدا نے حضرت داوُدؑ کو وحی کی کہ جو فیصلہ سلیمانؑ نے کیا وہ صحیح ہے۔ اے داوُدؑ تم جو چاہتے تھے اس سے الگ میں دوسرا امر چاہتا ہوں۔ پھر داوُدؑ اپنی زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ میں نے جو چاہا تھا خدا کی مرضی اُس کے علاوہ تھی اور جو خدا چاہتا تھا وہی ہوا اور ہم اس کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اکثر اہلسنت نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ داوُدؑ وسلیمانؑ کے درمیان اس واقعہ کے فیصلہ کے بارے میں نزاع ہوئی۔ ان میں سے ہر ایک نے اجتہاد کیا اور سلیمانؑ کا اجتہاد درست وصحیح ہوا۔ اور اسی قصہ سے متمسک ہوئے ہیں کہ پیغمبروں پر اجتہاد جائز ہے۔ چونکہ دلائل ونصوص سے ثابت ہو چکا ہے اور اجماع بلکہ مذہب شیعہ کی ضروریات دین میں شامل ہے کہ پیغمبران خدا ظن اور اجتہاد سے گفتگو نہیں کرتے اور آیت کریمہ بھی ان کے اختلاف پر دلالت نہیں کرتی۔ معتبر حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں (باقی صـ۶۷۴ پر)

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ خدانے وہ سب کچھ مجھے عطا فرمایا ہے جو اور لوگوں کو عطا فرمایا ہے اور جو کچھ ان کو نہیں دیا وہ بھی ہم کو عنایت کیا ہے اور ہم کو وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو لوگوں کو تعلیم دی اور جو کچھ نہیں دی۔ اور ہم نے لوگوں کے سامنے اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا سے ڈرنے، پریشانی اور توانگری کے زمانہ میں خرچ کرنے میں میانہ روی اور خوشی و مسرت کی حالت میں اور غصہ کے وقت حق بات کہنے اور ہر حال میں خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کرنے سے بہتر کوئی بات نہیں پائی۔

بسند معتبر حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی ماں نے کہا اے فرزند رات کو بہت مت سوؤ (بلکہ عبادت الٰہی میں کچھ وقت گذارو) کیونکہ رات میں زیادہ سونا قیامت کے روز انسان کو فقیر اور پریشان کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ ہرگز لوگوں سے جنگ و جدال مت کیا کرو کیونکہ اس میں نفع نہیں بلکہ برادران مومن کے درمیان عداوت پیدا ہونے کا سبب ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدانے مجھے وہ ملک و بادشاہی عطا فرمائی ہے کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہوگی۔ میرے واسطے ہوا۔ آدمی۔ جن۔ پرند و چرند سب کو مسخر فرمایا ہے اور مجھے پرندوں کی زبان تعلیم کی ہے اور ہر طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں لیکن باوجود ان نعمتوں کے ایک روز بھی صبح سے شام تک خوشی میں بسر نہ ہوئی میں چاہتا

(بقیہ حاشیہ صـ۶۷۳) کہ جب حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل پر سلیمانؑ کی فضیلت ظاہر کرنا چاہا اس معاملہ کو اُن پر چھوڑ دیا کہ وہ فیصلہ کریں اور بنی اسرائیل کی غلطی جس کے بارے میں وہ اپنے لئے کیا کرتے تھے ظاہر فرمادیں۔ یا یہ کہ جب یہ مقدمہ واقع ہوا تو وہ لوگ منتظر وحی ہوئے اور خدانے یہ فیصلہ سلیمانؑ کو بذریعہ وحی تعلیم فرمادیا تاکہ ان کی فضیلت ظاہر کردے اور اس فیصلہ میں بعض حدیثیں جو سلیمانؑ و داؤدؑ کے مابین نزاع ظاہر کرتی ہیں تقیہ پر محمول ہیں یا یہ کہ ظاہری طور پر حضرت داؤدؑ (سلیمانؑ سے) بحث کرتے تھے تاکہ دوسروں پر ان کی حقیقت و فضیلت ظاہر ہو جائے اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حکم اس زمانہ میں منسوخ رہا ہو اور جو حکم داؤدؑ نے دیا وہ وہی خدا کی جانب سے قرار پایا اس بنا پر کہ جزئی معاملات میں پیغمبران غیر اولوالعزم کے زمانہ میں حکم منسوخ ہونا جائز ہو یا یہ کہ حضرت موسیٰؑ نے خبر دی ہو کہ یہ حکم حضرت سلیمانؑ کے زمانہ تک نافذ رہے گا۔ ۱۲

ہوں کہ کل اپنے قصر میں داخل ہوکر بالاخانہ پر سے اپنی سلطنت کا نظارہ کروں لہذا میرے پاس کسی کو آنے کی اجازت مت دینا تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی معاملہ درپیش ہو جائے اور میری خوشی و شادمانی رنج و کلفت سے بدل جائے۔ لوگوں نے عرض کی ایسا ہی ہوگا دوسرے روز حضرت سلیمانؑ اپنا عصا لے کر قصر کے سب سے بلند مقام پر تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر ٹیک لگا کر اپنی بادشاہت و سلطنت کی سیر میں مشغول ہوئے اور بہت مسرور تھے۔ ان کو دیکھ دیکھ کر جو خدانے ان کو بخشا تھا۔ ناگاہ اُن کی نگاہ ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جو پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے قصر کے ایک گوشہ سے ظاہر ہوکر آپ کے پاس آیا۔ حضرت سلیمانؑ نے پوچھا تجھے یہاں آنے کی اجازت کس نے دی آج تو میں نے چاہا تھا کہ تنہا رہوں۔ تو کس کی اجازت سے یہاں آیا اُس نے کہا اس گھر کے پروردگار نے مجھے اجازت دی۔ اُس کی اجازت سے آیا ہوں۔ سلیمانؑ نے کہا قصر کا پروردگار مجھ سے زیادہ حق دار ہے پس بیان کرو کہ تم کون ہو اُس جوان نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لئے آئے ہو کہا آپ کی روح قبض کرنے فرمایا تو آؤ اور جو حکم ہوا ہے بجا لاؤ کیونکہ میں نے چاہا تھا کہ آج میری مسرت و شادمانی کا دن ہو اور خدانے پسند نہ فرمایا کہ اُس کی ملاقات فرحت افزا کے علاوہ کسی اور چیز میں مجھے مسرت حاصل ہو۔ غرضکہ ملک الموت نے آپ کی روح مطہر اُسی حال میں قبض کی جیسے کہ وہ عصا پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ لوگ حضرت کی جانب دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ آپ زندہ ہیں۔ اُس حالت میں لوگوں کے درمیان اختلاف و فتنہ پیدا ہوگیا بعض کہنے لگے کہ سلیمان بہت دنوں سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں اور ان کو درد و تکان لاحق نہیں ہوتا۔ نہ ان کو نیند آتی ہے نہ وہ کچھ کھاتے پیتے ہیں بیشک وہ ہمارے خدا ہیں اور واجب ہے کہ ہم ان کی پرستش کریں۔ اور ایک گروہ نے خیال کیا کہ سلیمانؑ نے جادو کیا ہے اور جادو کے زور سے ہماری نگاہوں میں کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اور مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں خدا جس طرح چاہتا ہے ان کو رکھتا ہے جب ان میں اختلاف اور جھگڑا شروع ہوا خدانے دیمک کو حکم دیا جس نے حضرت کا عصا اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیا۔ عصا ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمانؑ قصر سے گر پڑے تو جنوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا اور اس کے اس احسان کے بدلے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا کہ جہاں دیمک ہوتی ہے پانی اور مٹی اس کے لئے مہیا کر دیتے ہیں۔ یہ کلام باری تعالیٰ کے معنی ہیں جو اس نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ

عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ۔ جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کو مقدر فرمایا تو اُن کی موت کو ایک زمین کے کیڑے نے ان کے عصا کو کھا کر (اندر سے کھوکھلا کرکے) ظاہر و واضح کیا۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ پھر جب اُن کی لاش گری تو جنوں نے جانا کہ اگر وہ (اغیب) غیب جاننے والے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے (کام) میں مبتلا نہ ہوتے حضرت صادقؑ نے فرمایا واللہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ یعنی جب سلیمانؑ کی لاش گری تو آدمیوں نے سمجھا کہ اگر غیب پر جنات مطلع ہوتے تو اس ذلیل و خوار کرنے والے کام میں مشغول نہ رہتے۔ یعنی وہ خدمت اور وہ کام جو حضرت کی وفات کے بعد تک ان کے حکم سے کرتے رہے نہ کرتے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو حکم دیا تھا کہ ایک شیشہ کا قُبّہ (مسجد) بنا کر دریا میں ڈالیں جنوں نے وہ قبہ بنایا اور دریا میں ڈال دیا ابھی کچھ باقی تھا کہ) حضرت سلیمانؑ ایک روز اُس قبہ میں داخل ہوئے اور اپنے عصا پر تکیہ کرکے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے اور شیاطین آپ کے آس پاس کام میں مشغول تھے حضرت سلیمانؑ ان کو اور وہ حضرت کو دیکھتے تھے۔ ناگاہ حضرت سلیمانؑ نے قبہ کے ایک گوشہ پر ایک مرد کو دیکھا پوچھا تم کون ہو اُس نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جو رشوت قبول نہیں کرتا اور نہ کسی بادشاہ سے ڈرتا ہوں۔ میں ملک الموت ہوں اور اُسی حال میں حضرت سلیمانؑ کی روح قبض کرلی۔ لوگ ان کو اُسی طرح عصا سے ٹیک لگائے کھڑے ہوئے ایک سال تک دیکھتے رہے اور جنّات اپنے کام میں مشغول رہے اور حضرت سلیمانؑ کے حالات معلوم کرنے کی جراُت نہ کرسکتے تھے اور نہ ان کے حال میں کوئی تبدیلی پاتے تھے یہاں تک خدا نے دیمک کو بھیجا جس نے آنحضرت کے عصا کو اندر سے کھالیا اور وہ گر پڑے۔ اس وجہ سے جنات دیمکوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور وہ جہاں ہوتی ہیں پانی اور مٹی اُن کے لئے فراہم کردیا کرتے ہیں۔ جب حضرت سلیمانؑ نے رحلت فرمائی۔ شیطان نے جادو میں ایک کتاب لکھی۔ اُس کتاب کے پیچھے یہ بھی لکھ دیا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو آصفؑ بن برخیا نے اپنے بادشاہ سلیمانؑ کے واسطے لکھی ہے جس میں علم کے خزانے اور ذخیرے ہیں۔ اُس میں یہ لکھا کہ جو شخص چاہے کہ فلاں کام ہو جائے اُسے چاہئیے کہ یہ جادو کرے جو چاہے کہ فلاں کام انجام پا جائے فلاں سحر پر عمل کرے۔ اور اس

کتاب کو حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے دفن کردیا اور وہاں سے لوگوں کے سامنے نکالا۔ تو کافر کہنے لگے کہ سلیمانؑ کی ہم پر حکومت جادو کے سبب سے تھی جو اس کتاب میں تحریر ہے۔ مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر تھے جو کچھ کرتے تھے باعجاز پیغمبری اور خدا کی قدرت سے کیا کرتے تھے۔ اسی قصہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ۔ یہودیوں نے ان افترا پردازیوں کی متابعت کی جو شیاطین اُن (سلیمانؑ) کے زمانہ میں یا اُن کی بادشاہی کے بارے میں کرنے لگے تھے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے۔ اور نہ یہ جادو وغیرہ ان کی ایجادات سے ہے لیکن شیاطین نے ان کے زمانہ میں کفر کیا کہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

بسند صحیح حضرت صادق علیہ و علیٰ آبآئہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو وحی کی کہ تمہاری موت کی علامت یہ ہے کہ بیت المقدس میں ایک درخت پیدا ہوگا جس کو خرنوبہ کہتے ہیں۔ ایک روز حضرت کی نگاہ ایک درخت پر پڑی جو بیت المقدس میں اُگا ہوا تھا تو حضرت نے اُس درخت سے خطاب فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا خرنوبہ یہ سُن کر حضرت اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر سہارا کرکے کھڑے ہوئے تھے کہ اُسی حالت میں آپ کی روح قبض کرلی گئی اور آدمی اور جنات بدستور آپ کے کاموں میں مشغول رہے کہ آپ زندہ ہیں آخر دیمک نے عصا کو اندر سے خالی کردیا اور آپ کی لاش گر گئی اُس وقت سب نے اپنے کاموں کو روکا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کی عمر سات سَو بارہ سال کی تھی۔ [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت سلیمانؑ سے التماس

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی عمر ترپن (۵۳) سال کی تھی اور آپ کی بادشاہی اور پیغمبری کی مدت چالیس سال ہے اور بادشاہی کے ابتدائی چار سال گذرنے کے بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی۔ اُس میں کچھ کام باقی تھا جو ایک سال تک آپ کی وفات کے بعد ہوتا رہا۔ اس وجہ سے آپ کی وفات سے لوگ واقف نہ ہو سکے۔

کی کہ اپنے بعد ہم پر اپنے فرزند کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتا جب زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا اچھا چند مسائل اُس سے میں دریافت کروں گا اگر اُن کے جوابات وہ دے دیگا تو خلیفہ مقرر کر دوں گا۔ آخر حضرت نے پوچھا کہ اے فرزند روٹی اور پانی کا مزہ کیا ہے۔ اور آواز کی قوت اور کمزوری کس سبب سے ہوتی ہے اور انسان کے کس جسم میں عقل کا مقام ہے۔ کس چیز سے شقاوت و بے رحمی اور رقّت (نرمی قلب) اور رحم حاصل ہوتا ہے اور جسم کو تکلیف و راحت کس عضو سے ملتی ہے۔ اور بدن کا ترقی پانا اور ترقی سے محروم رہنا کس عضو سے متعلق ہے وہ کسی ایک سوال کا جواب نہ دے سکا۔ حضرت صادقؑ نے ان سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ—— پانی کا مزہ (اس سے مراد) زندگی ہے۔ اور روٹی کی لذت قوت ہے۔ آواز کی تیزی اور کمزوری گردہ کے گوشت کی کمی اور زیادتی کے سبب سے ہے۔ عقل و دانائی کا مقام دماغ ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس کی عقل کم ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا دماغ کس قدر چھوٹا ہے اور بے رحمی اور رحم دل کی سختی و نرمی کے سبب سے ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وائے ہو اُن پر جن کے دل یاد خدا سے سخت ہو گئے ہیں۔ اور بدن کی تکان و راحت پیروں سے ہوتی ہے۔ جب پیروں کو زیادہ راستہ چلنا پڑتا ہے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ جب پیروں کو آرام ہو جاتا ہے ان کی تھکن جاتی رہتی ہے جسم کو بھی راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور جسم کا بڑھنا اور اس سے محرومی ہاتھوں کی وجہ سے ہے اگر آدمی ہاتھوں سے عمل کرتا ہے بدن کے لئے روزی حاصل ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کی منفعت میسر آتی ہے اگر عمل نہیں کرتا تو جسم دُنیا و آخرت کے آرام سے محروم رہتا ہے۔

باب تیئیسواں

قوم سبا اور اہل ثرثار کے حالات

خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾ (سورۃ سبا) بیشک قبیلہ سبا ان کے مقامات سکونت اور اُن کے شہروں میں خدا کے وجود اور اس کے کمال قدرت و احسان کی ایک آیت و دلیل تھی کہ دو باغ اُن کے شہر کے دائیں اور بائیں جانب تھے (خدا نے) اُن سے کہا کہ اپنے پروردگار کی (عطا کی ہوئی) روزی میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کیونکہ تمہارا شہر بہتر اور پاک شہر ہے اور تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ﴿١٦﴾ (سورۃ سبا) اس پر بھی ان لوگوں نے روگردانی کی اور شکر نہ بجا لائے تو ہم نے سیل عرم یعنی سخت سیلاب یا وہ سیلاب اُن کی طرف بھیجا جو سخت بارش کے سبب سے ہوتا ہے (اور ان کے باغوں کو برباد کر کے) ایسے دو باغ ان کے عوض دیئے جن کے پھل بدمزہ تھے اور جن میں کانٹے دار درخت تھے اور تھوڑے بیر کے درخت تھے۔ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾ (سورۃ سبا) یہ ہم نے ان کی ناشکری کی سزا دی اور ہم تو بڑے ناشکروں ہی کو سزا دیا کرتے ہیں۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿١٨﴾ (سورہ سبا) اور ہم اہل سبا اور شام کی ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت عطا کی تھی اور چند بستیاں سرِراہ آباد کی تھیں جو ایک دوسرے سے نمایاں تھیں اور ہم نے ان میں آمد و رفت کی راہ مقرر کی تھی کہ اُن میں راتوں اور دنوں کو بے خوف چلو پھرو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ اطمینان حضرت صاحب الامر کے زمانہ میں حاصل ہوگا۔ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ

كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑲ (سورۂ سبا) تو وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار تو ہمارے سفروں میں دوری پیدا کردے کیونکہ یہ شہر ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی ناشکری کی وجہ سے ان شہروں کو تباہ کرکے ان کے افسانے بنا دیئے اور ان کو پراگندہ اور منتشر کردیا ان میں سے ہر قبیلہ شام۔ مکہ۔ مدینہ۔ عمان اور عراق میں تتر بتر ہو گئے۔ بیشک ان کے قصہ میں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے اور صبر و شکر کرنے والوں کے واسطے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو حضرت نے ان آیات کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ اہل سبا کی ایک جماعت تھی جن کے شہر ایک دوسرے سے قریب تھے اور وہ باہم آسانی سے ملتے جلتے تھے۔ ان شہروں میں نہریں جاری تھیں اور وہ بہت مالدار اور کھیتی باڑی والے تھے۔ اُن لوگوں نے کفران نعمت کیا اور خود ہی اُن اپنی راحتوں میں تغیر کے خواہاں ہوئے تو خدا نے ایک سیلاب بھیجا جس نے ان کے شہروں کو تباہ کردیا اُن کے مکانات غرق ہو گئے اور تمام اموال برباد ہوگئے اور اُن کے ہرے بھرے باغوں کے عوض وہ باغ پیدا ہوئے جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا تو انہوں نے ایک خلیج دریائے شیریں سے بلاد ہند کی جانب جاری کیا تھا اور ایک بڑی دیوار پتھر اور چونہ سے تیار کردی تھی جس سے پانی شہر ہائے قوم سبا میں جاری ہوگیا تھا اور اس دیوار میں طاقچے بنائے گئے تھے اس خلیج سے چند نہریں نکالی تھیں۔ جب چاہتے اس دیوار کے سوراخوں کو کھول دیتے جن سے جس شہر میں جس قدر مقصود ہوتا پانی پہنچا دیتے تھے اور پانی کھیتوں میں جاری ہوجاتا تھا۔ اُن کے شہر کے داہنے بائیں جانب دو باغ تھے جو دس روز کی راہ کے مربع میں پھیلے ہوئے تھے اور اس قدر گھنے اور پھلوں سے لدے ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اُس باغ میں داخل ہوکر ایک کنارے سے .... دوسرے کنارے تک جانا چاہے تو دس روز تک سورج نظر نہیں آسکتا تھا جب ان لوگوں نے سرکشی کی اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کرنے لگے اور نیکوں کی نصیحت نہ مانی اور اپنے اعمال قبیحہ سے باز نہ آئے تو خدا نے بڑے بڑے چوہوں کو اُن پر مسلط کردیا جنہوں نے اُس دیوار کو کھودنا شروع کیا اور اس میں سے بڑے بڑے پتھر نکال نکال کر دور پھینکنے لگے کہ اگر اُن پتھروں میں کسی ایک کو ایک بہت مضبوط اور تنومند آدمی اُٹھانا چاہتا تو اُٹھا نہیں سکتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر اُن میں سے

بعض لوگ تو اس شہر سے بھاگ گئے اور وہاں کی بود و باش ترک کردی۔ چوہے برابر اُس دیوار کے کھودنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ وہ دیوار بالکل منہدم ہوگئی اور سیلاب یک بیک اُن پر آن پڑا۔ اُن کے شہروں کو خراب کردیا اور باغ کے درختوں کو جڑوں سے اُکھیڑ کر بہالے گیا جیسا کہ خداوند عالم نے ان کے قصہ میں بیان فرمایا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ میں کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹتا ہوں یہاں تک میرا خادم سمجھتا ہے کہ میرا یہ فعل لالچ و حرص کے سبب سے ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ نعمت الہٰی کے احترام کے سبب سے ہے (آگاہ ہوکر) ایک جماعت تھی جس کو خدا نے بے انتہا نعمتیں عطا کی تھیں وہ ایک نہر کے مالک تھے جس کو ثرثار کہتے تھے نعمتوں کی اس قدر فراوانی تھی کہ خالص گندم کی روٹیوں سے اپنے لڑکوں اور بچوں کے استنجا کرتے اور پاخانے بجائے پانی سے دھونے کے روٹیوں سے صاف و پاک کرکے پھینک دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن نجس روٹیوں کا ایک پہاڑ بن گیا۔ ایک روز ایک مرد صالح کا اس طرف گذر ہوا جہاں ایک عورت اپنے لڑکے کا روٹی سے استنجا کررہی تھی۔ انہوں نے نصیحت کی کہ خدا سے ڈرو اور خدا کی نعمتوں کی زیادتی کے سبب اس قدر غرور مت کرو اور کفران نعمت مت کرو۔ اس عورت نے کہا تم مجھے بھوک سے ڈراتے ہو جب تک یہ نہر جاری ہے ہم کو کوئی پروا نہیں۔ پھر خدا اُن پر غضبناک ہوا اور نہر ثرثار ان سے منقطع کردیا اور آسمان سے پانی برسانا زمین سے دانہ اُگانا بند کردیا اور وہ سب کے سب محتاج و فقیر ہوگئے آخر اُسی روٹی کے محتاج ہوگئے جس کو آب دست کی طرح استعمال کرکے پہاڑ کی طرح جمع کیا تھا۔ اُسی کو ترازو سے تول تول کر آپس میں تقسیم کرتے تھے۔